يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمۡ بُرۡهَانٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَاَنۡزَلۡنَآ اِلَيۡكُمۡ نُوۡرًا مُّبِيۡنًا ۝

نُورُ القُرآن

ترجمہ اور تفسیر

محمد رفیق ڈوگر

جلد اوّل

دید شنید پبلشرز

دید شنید پبلشرز

علی عزیز ڈوگر

نے

زاہد بشیر پرنٹرز

سے چھپوائی

جولائی 2015ء

دید شنید پبلشرز

61۔اے راجپوت ٹاؤن، ملتان روڈ، لاہور

فون نمبر: 042-37512213

ہدیہ:

ملنے کا پتہ:

الفیصل ناشران و تاجرانِ کتب

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Phone: 042-7230777 & 042-7231387
http: www.alfaisalpublishers.com
e.mail: alfaisalpublisher@yahoo.com

درخواست

یہ ایڈیشن تجرباتی طور پر مختصر تعداد میں شائع کیا گیا ہے۔ اگر متن / ترجمہ میں کسی قسم کی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ اسے درست کیا جائے۔ شکریہ!

سُوْرَةُ الْفَاتِحَة

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی تھی اس کی 7 آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام کے ساتھ جو بے مثل شفقت کرنے والا رحم کرنے والا ہے [1]

1- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱	1- سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو پالنے والا ہے سب جہانوں کا [2]
2- الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۲	2- لاثانی شفقت کرنے والا رحم کرنے والا
3- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۳	3- مالک ہے روزِ جزا کا [3]
4- اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۴	4- ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم صرف تجھ سے مدد مانگتے ہیں [4]
5- اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۵	5- دکھا ہمیں راہِ راست [5]
6- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝۶	6- ان کی راہ جن پر تو نے کرم کئے [6]
7- غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷	7- نہ کہ ان کی راہ جن پر تیرا غضب ہوا [7] اور نہ ان کی راہ جو گمراہ ہوئے

1- رَحْمٰن: اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے کسی بھی زبان کے کسی بھی لفظ کے ذریعے رَحْمٰن کا پورا مفہوم اور مطلب بیان نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں اللہ کے اپنی مخلوق پر بہت ہی زیادہ رحم کرنے کے بہت سے پہلو شامل ہیں جن میں اللہ کا اپنی مخلوق پر کرم، شفقت، بخشش، مہربانی جیسے کئی پہلو ہیں اور ان سب میں اللہ کا کوئی ثانی نہیں یہ بھی رَحْمٰن کے مفہوم میں ہی شامل ہے اسی لئے رَحْمٰن کا ترجمہ بے مثل شفقت کرنے والا کیا گیا ہے

2- رب: کا مفہوم بھی کسی ایک لفظ کے ذریعے ادا نہیں کیا جا سکتا اس مفہوم میں پالنے والا، دیکھ بھال اور حفاظت کرنے والا، مالک سب شامل ہے انسانوں کا ہی نہیں اپنی ساری مخلوقات کا پالنے، دیکھ بھال اور حفاظت کرنے والا مالک رب کا ترجمہ پالنے والا کیا گیا ہے

3- روزِ جزا: يَوْمِ الدِّيْنِ: وہ دن جب سب کو ان کے اعمال کی جزا اور سزا دی جائے گی

مالکِ روزِ جزا: مالک یوم الدین: جزا اور سزا کے دن کا مالک جس کے پاس اس روز انصاف کا ترازو ہوگا سب مخلوق جس کے حضور حاضر ہوگی اور وہ انہیں ان کے اعمال کا بدلہ دے گا

4- عبادت کا مطلب صرف اللہ کی پرستش کرنا ہی نہیں اس میں پرستش کرنا، صرف اللہ ہی کے ہو جانا، بندگی کرنا، حکم ماننا اور اللہ کے احکام کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینا سب شامل ہے

5- راہِ راست صراطِ مستقیم کا ترجمہ ہے درست راہ ہدایت کی وہ راہ جس کی طرف اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے ذریعے انسانوں کی رہنمائی فرماتے ہیں

6- جن لوگوں پر تو نے اپنے کرم کئے: وہ لوگ جو تیرے کرم کی وجہ سے راہ راست پر آ گئے اور تیرے انعامات کے حقدار ہو گئے

7- جن پر تیرا غضب ہوا: وہ جو اللہ کے احکام سے واقف تھے اور انہوں نے جان بوجھ کر ان کی خلاف ورزی کی اور اس بغاوت کے سبب اللہ کی پکڑ کے سزاوار ہو گئے

عہد

یہ سورت ہر مسلمان ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھتا ہے اور اللہ کے حضور کھڑے ہو کر اعتراف کرتا ہے کہ
''اے اللہ میرا ایمان ہے کہ ساری مخلوقات اور سارے جہانوں کا مالک، پالنے والا اور حفاظت کرنے والا تو ہی ہے اور کائنات کا نظام تو ہی چلاتا ہے
یہ تیری بہت ہی زیادہ مجھ پر رحمت ہے کہ میں سلامتی کے ساتھ زندگی کا سفر پورا کر رہا ہوں
مجھے معلوم ہے کہ اس دنیا کی زندگی کے خاتمہ پر مجھے آپ کے حضور پیش ہونا ہے اور اس دنیا کے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے''
وہ عہد کرتا ہے کہ
''میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں اور صرف تجھ سے ہی ہر ضرورت کے وقت مدد مانگتا ہوں''
اس کے بعد اللہ سے دعا کرتا ہے کہ
''مجھے راہِ راست پر قائم رکھنا اور ان راہوں سے بچا لینا جن پر چلنے والے تیرے باغی یا گمراہ ہوئے''

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی ابتدائی سورتوں میں سے ہے اس وقت سے مسلمان ہر نماز کی ہر رکعت میں یہ سورت پڑھتے ہیں اس وقت تک قرآن ابھی پورا نازل نہیں ہوا تھا اور خدائی احکام کا ضابطہ مکمل نہیں ہوتا تھا اس وقت مسلمان اس سورت کے ذریعے یہ بھی عہد کرتے تھے کہ آگے بھی جو بھی تیرے احکام ہوں گے ہم ان کی پابندی کریں گے اور دعا کرتے تھے کہ تو ہماری اس طرف رہنمائی کر ''دکھا ہمیں راہِ راست''

اب اللہ کا قرآن مکمل صورت میں ہمارے پاس موجود ہے اور ہر مسلمان ہر رکعت میں وہی عہد دہراتا ہے اور ان احکام پر قائم رکھنے کی دعا کرتا ہے

اب اگر کوئی ان احکام کی جان بوجھ کر خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ اپنے اس عہد کی خلاف ورزی کے سبب اللہ کے باغیوں میں شامل ہو جاتا ہے اور جو کوئی اِن احکام کی پابندی نہیں کرتا وہ گمراہوں میں سے ہو جاتا ہے

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان پر لازم قرار دے دیا کہ وہ اس عہد کو دہراتا رہے اور اس پر قائم رہنے کی دعا کرتا رہے

سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ

یہ سورت مدینہ میں نازل ہوئی تھی اس کی 286 آیات اور 40 رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام کے ساتھ جو بے مثل شفقت کرنے والا رحم کرنے والا ہے

1- الٓمّٓ ۚ ①

1- الٓمّٓ [1]

2- ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛۚ فِيْهِ ۛۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ ②

2- یہ کتاب
جس میں کوئی شک نہیں ہے
رہنما ہے
دل میں خدا کا خوف رکھنے والوں کیلئے [2]

3- الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ
وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ ③

3- جو ایمان رکھتے ہیں غیب پر [3]
اور وہ نماز پر قائم ہیں
اور ہم انہیں جو رزق دیتے ہیں
اس میں سے دوسروں پر خرچ کرتے ہیں

4- وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ
مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۭ ④

4- اور جو اس پر ایمان رکھتے ہیں
جو تم پر نازل کیا گیا ہے
اور اس پر جو تم سے پہلے بھیجا گیا تھا

1- الف۔لام۔میم: قرآن مجید کی متعدد سورتوں کے شروع میں اس انداز میں جو الگ الگ حروف آئے ہیں انہیں حروف مقطعات کہتے ہیں حروف مقطعات ان سورتوں کا حصہ ہیں اور الگ الگ پڑھے جاتے ہیں حروف مقطعات کے مطلب کے بارے میں علماء کرام نے بہت کچھ لکھا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''ہر آسمانی کتاب میں کچھ بھید کی باتیں ہوتی ہیں مقطعات قرآن مجید کا بھید ہیں'' ہوسکتا ہے اسی لئے صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے مقطعات کا مطلب یا بھید کبھی نہیں پوچھا تھا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے خود کسی کو اس بارے میں کچھ بتایا تھا کہ قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے اس بھید کا جاننا ضروری نہیں

2- مُتَّقِيْن: متقی کی جمع ہے اور متقی وہ ہے جس کے دل میں اللہ کا خوف زندہ ہو اور اس خوف کی وجہ سے وہ برائیوں سے بچتا ہوا اپنے دل، زبان اور ہاتھ کو برائیوں سے روک کر رکھتا ہو

3- غیب سے مراد وہ چیزیں اور حقائق ہیں جن کا انسانی عقل، فہم و شعور، دیکھنے محسوس کرنے اور سننے کی صلاحیتیں احاطہ کر ہی نہیں سکتیں جن میں خالق و مالک کی ذات، نظم کائنات، وحی، فرشتے اور جنت، دوزخ اور دیگر شامل ہیں

	اور وہ روزِ جزا پر ایمان رکھنے والے ہیں[4]
5- اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۖ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝	5- ایسے لوگ ہی ہدایت پر ہیں اپنے رب کی طرف سے آئی ہوئی اور ایسے لوگ ہی ہیں جو فلاح پانے والے ہیں[5]
6- اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝	6- جو لوگ سچ کے انکار پر بضد ہیں ان کے لئے برابر ہے کہ تو انہیں ڈرائے یا نہ ڈرائے وہ تو ایمان نہیں لائیں گے
7- خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰى سَمْعِهِمْ ۖ وَ عَلٰٓى	7- اللہ نے مہر لگا دی ہے[6]

4- اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی ﷺ کو اپنے دیئے دین کی تکمیل کے لئے بھیجا تھا آپ ﷺ سے پہلے جو نبی آتے رہے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے جو کتابیں اور احکام بھیجے تھے (اصل صورت میں) وہ بھی اسی دین کا حصہ تھے اسلام کوئی نیا یا بالکل سب سے الگ دین نہیں رسول اللہ ﷺ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے دین مکمل کر دیا قرآنِ کریم اللہ کی طرف سے انسانوں کی رہنمائی کے لئے مکمل اور آخری کتاب ہے اور مسلمانوں کے لئے ان پہلے نبیوں اور اصل کتابوں پر ایمان لانا لازم ہے اور روزِ حساب پر بھی

5- فلاح پانے والے: دنیا اور آخرت میں بھلائی اور نجات پانے والے فلاح پانے کا مطلب صرف اسی دنیا کی خوشحالی نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے متعین کردہ ہدایت کی راہ پر چلتے ہوئے دنیاوی زندگی مکمل کرنا اور روزِ جزا اس کا انعام پانا فلاح ہے

6- اللہ نے مہر لگا دی ہے......: اللہ نے اپنی کائنات کے نظم کو قائم رکھنے کیلئے جو اصول وضوابط بنائے ہیں وہ اٹل ہیں یعنی وہ بنا کر اللہ نے ان ضوابط پر اپنی مہر لگا دی ہے کہ یہ بدل نہیں سکتے اللہ نے انسانوں کو بتا دیا ہے کہ آگ جلانے والی ہے اللہ نے اپنے اس اصول پر مہر لگا دی ہے اب اگر کوئی انسان یہ جانتے ہوئے بھی آگ میں ہاتھ ڈالتا ہے تو اس نے اپنی عقل اور مشاہدے سے کام نہیں لیا گویا اس کے دل دماغ اور آنکھوں پر مہر لگی تھی اللہ نے انسان کو عقل وشعور دے کر فیصلہ کرنے کی آزادی دے رکھی ہے اور اپنے نبیوں اور کتابوں کے ذریعے انسانوں کو ہدایت کی راہ بھی بتا دی ہے یہ بھی بتا دیا ہے کہ اگر وہ عقل، شعور اور مشاہدے کے باوجود راہ ہدایت اور اللہ کے بنائے ضابطوں کی خلاف ورزی کریں گے تو یہ ان کا اپنا فیصلہ ہوگا اور ایسا کرنے والوں کے بارے میں پہلے سے جو طے ہو چکا ہے اس پر اللہ نے اپنی مہر لگا دی ہوئی ہے اور وہ کبھی تبدیل نہیں ہوگا اس لئے جو لوگ عقل وشعور رکھتے ہوئے اور اپنی کھلی آنکھوں سے اللہ کی کائنات کے نظم کو دیکھتے ہوئے بھی سچ کے انکار پر بضد ہیں تو وہ مہر تو ان کے اپنے دل ودماغ اور عقل شعور پر لگی ہے اگر یہ پہلے ہی طے ہوتا کہ کس نے جنت میں جانا ہے اور کس نے دوزخ میں تو پھر تو نہ نبیوں کی ضرورت ہوتی نہ کتابوں کی اور نہ ہی روزِ جزا کی ان کی اس ضد کی سزا انہیں ضرور ملے گی

اَبۡصَارِهِمۡ غِشَاوَةٌ ۡ وَّلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ﴿۷﴾ ع	ان کے دلوں پر اور ان کی سماعت پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے

2

8- وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّقُوۡلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَمَا هُمۡ بِمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۸﴾	8- اور لوگوں میں کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں ''ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور روز جزا پر'' حالانکہ وہ ایمان نہیں رکھتے
9- يُخٰدِعُوۡنَ اللّٰهَ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ۚ وَمَا يَخۡدَعُوۡنَ اِلَّآ اَنۡفُسَهُمۡ وَمَا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۹﴾	9- وہ دھوکہ دیتے ہیں اللہ کو اور اہل ایمان کو اور وہ نہیں دھوکہ دیتے مگر اپنے آپ کو ہی پر وہ اس کا شعور نہیں رکھتے
10- فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۙ بِمَا كَانُوۡا يَكۡذِبُوۡنَ ﴿۱۰﴾	10- ان کے دلوں میں بیماری ہے [1] سو اللہ نے ان کی بیماری بڑھنے دی [2] اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ان کے جھوٹ بولنے کی وجہ سے
11- وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ لَا تُفۡسِدُوۡا فِى الۡاَرۡضِ ۙ قَالُوۡٓا اِنَّمَا نَحۡنُ مُصۡلِحُوۡنَ ﴿۱۱﴾	11- اور جب ان سے کہا جاتا ہے ''زمین پر فساد نہ پھیلاؤ''

1- بیماری: منافقت: زبان سے کچھ اور کہنے اور دل میں کوئی اور بات چھپائے رکھنے کا مرض

2- اللہ نے ان کی بیماری بڑھنے دی: اللہ ان کی منافقت سے واقف ہے اس کے باوجود اس نے انہیں سزا نہیں دی جس سے ان کی منافقت کا مرض اور بھی بڑھ گیا ہے جو آخر کار انہیں دوزخ میں لے جائے گا

وہ کہتے ہیں ''ہم تو اصلاح کر رہے ہیں''[3]

12- أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲﴾

12- جان لو کہ
حقیقت میں وہی ہیں جو فساد پھیلانے والے ہیں
اور لیکن وہ اس کا شعور نہیں رکھتے

13- وَإِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا
أَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ
السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾

13- اور جب انہیں کہا جاتا ہے
''ایمان لاؤ جس طرح اور لوگ ایمان لائے ہیں''
وہ کہتے ہیں ''کیا ہم ایمان لائیں جس طرح کہ
کم عقل ایمان لائے ہیں؟''[4]
جان لو کہ
حقیقت میں وہی کم عقل ہیں
مگر وہ جانتے نہیں[5]

14- وَإِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَإِذَا خَلَوْا
إِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا إِنَّا مَعَكُمْ ۙ إِنَّمَا نَحْنُ
مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾

14- اور جب وہ اہل ایمان سے ملتے ہیں
کہتے ہیں ''ہم ایمان لا چکے ہیں''
اور جب تنہا ہوں
اپنے شیاطین کے ساتھ

3- وہ لوگ اسلام کے معاشرتی اور اجتماعی زندگی کے بارے میں احکام کے عملی نفاذ کی مخالفت کر رہے ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس مخالفت اور ان احکام کے نافذ نہ کرنے سے زمین پر تباہ کاری آ جائے گی تو کہتے ہیں کہ ''ہم تو اصلاح احوال کے لئے ایسا کر رہے ہیں اور حالات کی اصلاح کیلئے وہی لازم ہے جو ہم کر رہے ہیں''

4- جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم بھی احکامِ اسلام کے عملی نفاذ کیلئے اسی طرح خلوص دل سے کام کرو یعنی ان احکام پر عمل کو دل سے مان کر ان کے نفاذ کے لئے کام کرو تو کہتے ہیں ''جو ایسا کر رہے ہیں وہ تو کم عقل ہیں''

5- اصل میں کم عقل تو وہ ہیں جنہیں نہ تو اپنی مخالفت کے تباہ کن اثرات کا علم ہے اور نہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں اس کے نتائج جانتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ میں سب سے پہلے چھوٹی سی ریاست قائم کر کے اس کے باسیوں کے آپس کے تعلقات کے تعین اور نظم ریاست کو چلانے کیلئے دستور بنا کر نافذ فرما دیا تھا جسے ''دستورِ مدینہ'' کہا جاتا ہے اس کے نفاذ سے مدینہ کی ریاست کی حدود میں امن قائم ہو گیا تھا لیکن کچھ لوگ جن میں عبداللہ بن ابی جیسے جاہ پسند اور اسلام کے دیگر دشمن شامل تھے اس دستور کی مخالفت کرتے تھے وہ مسلمانوں کی مانند پورے اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے اور تباہی پھیلانے والے پرانے نظام کو جاری رکھنے پر بضد تھے اور کہتے تھے کہ ''ہم ایسا اصلاح کیلئے کر رہے ہیں کیونکہ ہم ہی جانتے ہیں کہ اصلاح کیسے ہو سکتی ہے''

تو کہتے ہیں ''ہم تو تمہارے ساتھ ہیں
ان سے تو ہم صرف تمسخر کرتے ہیں''[6]

15- اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ
يَعْمَهُوْنَ ﴿١٥﴾

15- اللہ ان کے ساتھ تمسخر کر رہا ہے
اور انہیں مہلت دے رہا ہے
اور وہ اپنی گمراہی میں
اندھوں کی طرح ادھر ادھر بھٹکتے پھر رہے ہیں

16- اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۠
فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿١٦﴾

16- یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی خریدی
ہدایت کے عوض
سو اس سودے نے نہ تو انہیں کوئی نفع دیا
اور نہ ہی وہ ہدایت یافتہ ہو سکے

17- مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ
اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ
فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧﴾

17- مثال ان کی اس شخص کی مانند ہے
جس نے جلائی آگ
پھر جب آگ نے اس کے اردگرد کو روشن کر دیا
تو اللہ ان سے وہ روشنی لے گیا
اور انہیں تہہ در تہہ اندھیروں میں چھوڑ دیا
جہاں وہ کچھ بھی دیکھ نہیں سکتے تھے

18- صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿١٨﴾ ۙ

18- بہرے، گونگے، اندھے
اور وہ واپس نہیں لوٹ سکتے

19- اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ

19- یا جیسے آسمانوں سے بارش ہو

6- شیطان نے کیا کیا تھا؟ اللہ کے حکم پر عمل نہ کیا اور اس طرح اللہ کے منصوبے کی مخالفت کی اور پھر اس مخالفت پر بضدر رہا جو لوگ اللہ کے احکام پر عمل نہیں کرتے اور ان کے نفاذ کی مخالفت پر بضدر رہتے ہیں وہ بھی شیطان کے نقش قدم پر چلتے ہیں ''اپنے شیاطین'' سے مراد ہے ان لوگوں کے وہ سردار جو اس مخالفت پر شیطان کی مانند ڈٹے ہوئے تھے

وَّ بَرۡقٌ ۚ يَجۡعَلُوۡنَ اَصَابِعَهُمۡ فِىۡۤ اٰذَانِهِمۡ مِّنَ
الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الۡمَوۡتِ ‌ؕ وَاللّٰهُ مُحِيۡطٌۢ بِالۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۱۹﴾

اس کے ساتھ ہو تہہ در تہہ اندھیرا
اور کڑک اور بجلی کی چمک
وہ اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیں
پرہول آوازوں کے سبب
موت کے ڈر سے
اور اللہ نے کافروں کو
ہر طرف سے گھیرا ہوا ہے

20- يَكَادُ الۡبَرۡقُ يَخۡطَفُ اَبۡصَارَهُمۡ ‌ؕ كُلَّمَاۤ اَضَآءَ
لَهُمۡ مَّشَوۡا فِيۡهِ ۙ وَاِذَاۤ اَظۡلَمَ عَلَيۡهِمۡ قَامُوۡا ‌ؕ
وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمۡعِهِمۡ وَاَبۡصَارِهِمۡ ‌ؕ
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۲۰﴾ ع

20- نزدیک ہے کہ برق ان کی بصارت چھین لے
جب وہ ان پر چمکتی ہے
تو وہ اس روشنی میں چل پڑتے ہیں
اور جب ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے
تو وہ رک جاتے ہیں
اور اگر اللہ چاہتا تو
ان کی سماعت اور بصارت کو ہی سلب کر لیتا
اللہ تو جو چاہے کر سکتا ہے [7]

3

21- يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ
وَالَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَۙ ﴿۲۱﴾

21- اے لوگو اپنے رب کی عبادت کرو
جس نے تمہیں پیدا کیا ہے
اور انہیں جو تم سے پہلے گزرے ہیں [1]

7- اللہ ہر بات پر قادر ہے جو چاہے کر سکتا ہے اگر وہ چاہتا تو ایسے لوگوں کی بینائی اور سماعت سلب کر لیتا مگر وہ ایسا نہیں کرتا تا کہ اپنے لئے جو بھی وہ راستہ منتخب کریں خود کریں اور روزِ جزا اس کی سزا پائیں سماعت اور بصارت سے مراد وہ صلاحیتیں بھی ہیں جو اللہ نے بندے کو حق اور باطل، جھوٹ اور سچ میں تمیز کرنے کیلئے دی ہوئی ہیں

1- اللہ نے تمہیں پیدا کیا ہے اور انہیں پیدا کیا جو تم سے پہلے گزرے ہیں کا مطلب ہے کہ پیدا کرنے والا تو صرف اللہ ہی ہے جن کو تم اللہ کے مقابلے میں لاتے ہو اور ان کی پوجا کرتے ہو اگر وہ بھی خدائی صفات کے حامل ہیں تو ان سے پہلے جو انسان گزرے ہیں انہیں کس نے پیدا کیا تھا؟ ظاہر ہے اسی نے کیا تھا جو ہمیشہ سے ہے اس لئے اسی کی عبادت کرو جو ہمیشہ سے ہے اور جو سب کا پیدا کرنے والا ہے

تا کہ تم اللہ سے ڈرنے والے بن جاؤ[2]

22- الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ
بِنَآءً ۪ وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ
مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ
اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾

22- جس نے بنایا ہے تمہارے لئے
زمین کو بچھاونا[3]
اور آسمانوں کو چھت[4]
اور برسایا آسمانوں سے پانی
اور اس سے پیدا کیا تمہارے لئے پھلوں کا رزق
پس نہ کھڑا کرو اللہ کے مقابل کسی کو[5]
جبکہ تم جانتے بھی ہو

23- وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا
فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۳﴾

23- اور اگر تم کسی شبہ میں ہو
اس کے بارے میں
جو ہم اپنے بندے پر نازل کرتے ہیں
تو لاؤ اس جیسی ایک سورت
اور بلا لو اپنے امدادیوں کو
اللہ کے سوا
اگر تم سچے ہو

24- فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ

24- پھر اگر تم ایسا نہ کر سکے

2- متقی وہ ہے جس کے دل میں اللہ کا خوف بیدار ہو اور وہ خوف اسے راہِ راست سے بھٹکنے نہ دے پرہیزگار بنائے رکھے اپنے رب کی عبادت کرو تا کہ اللہ سے ڈرنے والے بن جاؤ عبادت کرو تا کہ دل میں اللہ کا خوف زندہ رہے اور تم غافل ہو کر راہ راست سے بھٹک نہ جاؤ اس طرح وہ عہد یاد رہتا ہے جو بندہ نماز میں اللہ سے کرتا ہے

3- زمین کو بچھاونا بنایا ہے سے مراد ہے کہ زمین کو تمہارے لئے سکون اور آرام کی جگہ بنایا ہے جس میں تمہارے لئے زندگی میں آرام کی چیزیں رکھی گئی ہیں

4- چھت سے مراد وہ چیز ہے جو اوپر سے شامیانے کی مانند محفوظ رکھے اللہ نے زمین کو انسانوں کے لئے بچھاونا بنا کر اوپر آسمانوں کے شامیانے تان دیئے

5- اَنْدَادًا یا مقابل سے مراد ہر وہ چیز ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی سب یا کچھ صفات وابستہ کر دی جائیں خواہ وہ کوئی دیوی دیوتا ہو بت ہو یا کوئی زندہ یا مردہ انسان ہو جس چیز سے بھی اللہ کی صفات وابستہ کر دی جائیں وہ اس کی مقابل ہے

الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ
لِلْكٰفِرِيْنَ ۝٢٤

اور یقیناً تم نہیں کرسکتے [6]
تو ڈرو اس آگ سے
جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں [7]
جو سچ کا انکار کرنے والوں کیلئے بھڑکائی گئی ہے

25- وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ كُلَّمَا رُزِقُوْا
مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا
مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ۭ وَلَهُمْ فِيْهَآ
اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ڎ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝٢٥

25- اور بشارت دیں انہیں
جو ایمان لائے ہیں
اور انہوں نے نیک کام کئے ہیں
کہ ان کے لئے باغات ہیں
جن میں نہریں بہتی ہیں
جب بھی انہیں وہاں
ان کے پھلوں کا رزق دیا جاتا ہے
وہ کہتے ہیں ”یہ تو وہی ہے جو ہمیں اس سے پہلے دیا گیا تھا“
اور انہیں پہلے دیئے سے ملتا جلتا دیا جاتا ہے [8]
اور ان کے لئے وہاں پاک ساتھی ہیں [9]

6- اللہ کی طرف سے یہ ان سارے منکروں کو چیلنج ہے جو کہتے تھے کہ قرآن اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کا اپنا یا کسی انسان کی مدد سے بنایا کلام ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تو پھر تم اس جیسی ایک ہی سورت بنا کر دکھا دو اور اس بنانے میں ان کی بھی مدد حاصل کرلو جنہیں تم اللہ کے سوا اپنے مددگار اور امدادی سمجھتے ہو اگر ان میں ایسی کوئی قوت ہے تو پھر تم سب کوئی ایک ہی سورت ثبوت کے لئے لے آ ؤ

7- جس کا ایندھن ہیں انسان اور پتھر: وہ انسان تو دوزخ کا ایندھن ہوئے جنہوں نے اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کی مگر پتھر کیوں؟ سچ کے منکروں نے اپنے معبودوں کے بت پتھر سے بنائے ہوتے ہیں وہ ان سے مرادیں مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پتھر اپنے طور پر کوئی حرکت تک نہیں کرسکتا تم نے ان سے بنائے بتوں سے خدائی صفات وابستہ کردی ہیں ان سے مرادیں اور مدد مانگتے ہو وہ تو خود دوزخ میں ہوں گے جو اپنے طور پر نہ حرکت کرسکتے ہیں نہ اپنے کو دوزخ کی آگ سے بچا سکتے ہیں وہ تمہاری کیا مدد کرسکتے ہیں

8- جنت میں جو پھل انسانوں کو دیئے جائیں گے وہ اتنے اعلیٰ اور نفیس ہوں گے کہ انسان انہیں پہچان نہیں سکیں گے اور کہیں گے کہ یہ تو پہلے والے ہی ہیں حالانکہ وہ ان سے مختلف ہوں گے

9- پاک ساتھی: عام طور پر ”ازواج مطہرات“ کا ترجمہ پاکیزہ بیویاں کیا جاتا ہے ازواج کے معنی ساتھی کے ہیں وہ بیوی ہو یا شوہر ہو یا دونوں کی جوڑی ہو پھر جنت میں تو عورتیں بھی جائیں گی اور مرد بھی لہٰذا ”پاکیزہ بیویاں“ سے پورے معنی ادا نہیں ہوتے اس لئے ترجمہ ”ساتھی“ کیا گیا ہے مرد کی ساتھی پاکیزہ عورت اور عورت کا ساتھی پاک مرد

اور وہ ہمیشہ ہی اس میں رہیں گے

26- اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً
فَمَا فَوْقَهَا ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ
الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ
مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ
وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا
الْفٰسِقِيْنَ ۙ؀٢٦

26- یقیناً اللہ نہیں جھجکتا
اس سے کہ مچھر کی مثال دے
یا اس سے بھی چھوٹی چیز کی[10]
اور وہ لوگ جو ایمان لا چکے ہیں
وہ جانتے ہیں کہ وہ مثال تو سچ ہے
ان کے رب کی طرف سے
اور وہ جنہوں نے کفر کیا ہے
وہ کہتے ہیں ''اللہ اس مثال سے کیا چاہتا ہے؟''
وہ اس مثال سے بہتوں کو گمراہ کر دیتا ہے
اور اس کے ذریعے بہتوں کو ہدایت دیتا ہے
اور وہ نہیں گمراہ کرتا اس کے ذریعے
مگر نافرمانوں کو ہی

27- الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠
وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ
فِي الْاَرْضِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ؀٢٧

27- جو اللہ سے کیا عہد توڑتے ہیں[11]
اس پر قائم رہنے کے میثاق کے بعد
اور جو توڑتے ہیں
جسے اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے
اور وہ زمین میں فساد پھیلاتے ہیں
وہی لوگ ہیں جو نقصان میں رہنے والے ہیں

10- بَعُوْضَةً کا ترجمہ مچھر کیا جاتا ہے عربی زبان میں بَعُوْضَةً سب سے کمزور اور نحیف چیز ہے اور ''فَمَا فَوْقَهَا'' کا مطلب ہے کمزور اور نحیف ہونے میں اس سے بھی زیادہ یعنی مچھر سے بھی کمزور اور چھوٹی چیز

11- جو اللہ سے کیا عہد توڑتے ہیں: بادشاہ اپنی رعایا کیلئے جو فرمان جاری کرتے تھے اور جن کا ماننا سب پر لازم ہوتا تھا اسے بھی عربی میں عہد کہا جاتا ہے اللہ کائنات کا مالک حقیقی ہے اس کے عہد سے مراد انسان کے لئے اللہ کے احکام ہیں جن کی پابندی کرنے اور اسی کو خالق و مالک ماننے کا اللہ کا وہ حکم ہے سب انسانوں نے روز میثاق جس کی پابندی کا عہد کیا تھا جب اللہ تعالیٰ نے پوچھا تھا ''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟'' تو سب نے جواب دیا تھا ''بلاشبہ تو ہمارا رب ہے''

28- كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾

28- تم اللہ کا کیسے انکار کر سکتے ہو؟
جبکہ تم بے جان تھے
اور اس نے تمہیں زندہ کیا تھا
پھر وہ تمہیں مارے گا
اس کے بعد پھر تمہیں زندہ کرے گا
پھر تم اسی کے پاس لے جائے جاؤ گے

29- هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۹﴾

29- وہی تو ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لئے
جو کچھ بھی زمین میں ہے
وہ سب
اور اس نے توجہ دی آسمان کی طرف
اور درست کیئے کئی آسمان[12]
اور وہ سب چیزوں کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے

4

30- وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ

30- اور یاد کرو جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا تھا[1]
''میں پیدا کرنے والا ہوں زمین پر اپنا خلیفہ''[2]

12- ''سَبْعَ سَمٰوٰتٍ'': کا لفظی ترجمہ سات آسمان ہے لیکن ''سَبْعَ'' کا عربی زبان میں مفہوم ''کئی'' بھی ہے لہٰذا یہ بھی مفہوم ہے کہ کئی آسمان درست کیئے اس طرح اس آیت میں ان سیاروں آسمانوں اور افلاک کی موجودگی کی طرف بھی اشارہ ہے جن تک انسانی فہم وشعور اور سائنس کی ابھی تک رسائی نہیں ہو سکی یا آگے کبھی ہو سکے گی انسان اپنے فہم کے مطابق مختلف انداز میں ان سات آسمانوں کا مطلب سمجھنے کی کوشش کرتا رہا ہے کہ ''سات زمینیں اور سات آسمان'' اور سات آسمانوں کا الگ الگ اوپر نیچے ہونا یا زمین کے ماورا، کائنات کا سات طبقات میں تقسیم ہونا وغیرہ لیکن قرآن کی وسعت بیان ومعانی سے ''کئی آسمان'' زیادہ قریب ہونا چاہیے ''اس نے کئی آسمان درست کیئے''

1- مَلَكٌ عربی میں پیغام لے جانے والے کو کہتے ہیں جس کا ترجمہ فرشتہ کیا جاتا ہے فرشتے اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق عمل کرتے ہیں فرشتوں میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کی صلاحیت نہیں وہ اپنے طور پر سوچ سمجھ کر کوئی منصوبہ نہیں بناتے نہ اس پر عمل کر سکتے ہیں وہ اللہ کی مجسم فرمانبردار مخلوق ہے

2- خلیفہ: نائب، نمائندہ یا لیفٹیننٹ کے طور پر خدمات انجام دینے والا جسے جو فرض یا ذمہ داری سونپی جائے وہ اسے مالک یا سونپنے والے کی مرضی اور احکام کے مطابق پوری کرنے کا پابند ہو

فِيْهَا وَ يَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ
وَ نُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾

انہوں نے کہا ''کیا آپ زمین میں اسے مقرر کرتے ہیں
جو وہاں فساد پھیلائے گا اور خونریزی کرے گا؟[3]
اور ہم آپ کی حمد و ثنا کی تسبیح کرتے ہیں
اور آپ کے نام کی پاکیزگی کا اقرار کرتے ہیں''
فرمایا ''میں وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے''

31- وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى
الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۳۱﴾

31- اور اللہ نے آدم کو
سب مخلوقات کے نام سکھادیئے
پھر وہ سب فرشتوں کے سامنے رکھیں
اور کہا ''مجھے ان سب کے نام بتاؤ
اگر تم جو کہتے تھے سچ ہے''

32- قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ
اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ﴿۳۲﴾

32- انہوں نے کہا ''پاک ہے آپ کی ذات
نہیں ہے ہمیں کچھ بھی علم
مگر اتنا ہی جو آپ نے ہمیں دیا ہے
صرف تو ہی ہے
سب کچھ جاننے والا حکمت والا''

3- اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کو اپنے پروگرام سے آگاہ کرنے اور فرشتوں کے جواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمین پر اس وقت اللہ کی کوئی مخلوق موجود تھی ورنہ آدم کو کس پر اللہ تعالیٰ کے احکام نافذ کرنے بھیجا جا رہا تھا؟ اگر مخلوق نہیں تھی تو زمین پر خلیفہ کی تو ضرورت ہی نہیں تھی مگر وہ مخلوق تھی کونسی؟ یہ بحث بے معنی ہے فرشتوں کے جواب سے یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زمین پر اپنے خلیفہ کی ذمہ داریوں اور اس خلیفہ کی صلاحیتوں کے بارے میں بتایا تھا ورنہ فرشتوں کو کیسے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ تو زمین پر فساد اور خونریزی پھیلائے گا؟ فرشتوں کے جواب پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''میں وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے'' اور اس کے بعد جب آدم نے اللہ کے حکم پر اس کی مخلوقات کے نام بتادیئے تو فرشتوں نے کہا تھا ''ہمیں تو اتنا ہی علم ہے جو ہمیں دیا گیا ہے'' یعنی وہ اتنا کچھ ہی جانتے ہوتے تھے جو اللہ تعالیٰ انہیں بتاتے تھے لہٰذا آدم کے بارے میں بھی فرشتے سب کچھ جانے بغیر ایسی رائے نہیں دے سکتے تھے پھر یہ بھی ممکن نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ صرف اپنا ارادہ ظاہر فرمائیں اور وہ مخلوق جو ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والی ہو اتنی سی بات پر اتنا بڑا اعتراض کردے

33- قَالَ يٰۤاٰدَمُ اَنۡۢبِئۡهُمۡ بِاَسۡمَآئِهِمۡ ۚ فَلَمَّاۤ اَنۡۢبَاَهُمۡ بِاَسۡمَآئِهِمۡ ۙ قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّكُمۡ اِنِّىۡۤ اَعۡلَمُ غَيۡبَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۙ وَاَعۡلَمُ مَا تُبۡدُوۡنَ وَمَا كُنۡتُمۡ تَكۡتُمُوۡنَ ﴿۳۳﴾	33- کہا ''اے آدم بتاؤ انہیں ان چیزوں کے نام'' پس جب اس نے انہیں ان سب کے نام بتا دیئے [4] فرمایا ''کیا میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ میں آسمانوں کے اور زمین کے وہ سب حقائق جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو''
34- وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِيۡسَ ؕ اَبٰى وَاسۡتَكۡبَرَ ۖ وَكَانَ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۳۴﴾	34- اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا ''سجدہ کرو آدم کے لئے'' [5] تو وہ جھک گئے سجدے کیلئے مگر ابلیس [6]

4- اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی پیدا کردہ مخلوقات کا علم دیا تو وہ اپنی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے ان سے واقف ہو گئے فرشتوں پر یہ ثابت کرنے کیلئے کہ ''میں جو کچھ جانتا ہوں تم نہیں جانتے'' اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کے بارے میں ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ ''ہمیں کچھ علم نہیں'' اور اللہ نے ان پر آدم علیہ السلام کو دیئے علم کی برتری ثابت کر دی اور ان صلاحیتوں کی بھی جو اسے دی جا رہی تھیں آدمؑ نے اللہ کے حکم کے مطابق ان صلاحیتوں کا درست استعمال کیا تھا

5- اللہ تعالیٰ نے فرشتوں پر اپنے نائب کو دیئے علم اور اسے دی گئی صلاحیتوں کی برتری ثابت کر دی تو انہیں اس برتری کو تسلیم کرنے کیلئے حکم دیا کہ ''اسے جھک کر سجدہ کرو'' اصل میں وہ سجدہ آدم کو نہیں کیا گیا تھا بلکہ اللہ کی طرف سے اسے جو علم اور صلاحیتیں دی گئیں تھیں ان کے بارے میں اپنے اعتراض پر معذرت کے لئے اور آسمانوں اور زمینوں کے بھید جاننے والے اللہ کے علم کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کو کہا گیا تھا

6- ابلیس کے معنی ہیں ''بہت ہی زیادہ مایوس'' اللہ کے حکم پر فرشتوں نے تو آدم یعنی اللہ تعالیٰ کے زمین کے لئے خلیفہ کی برتری اور اس کے پروگرام کے سامنے سرِ تسلیم کر کے اپنی کم علمی کا اعتراف کر لیا مگر ابلیس یا شیطان نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اس نے نہ تو آدم کو دیئے علم کی برتری کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا اور نہ ہی اللہ کی طرف سے اسے دی گئی خلافت کو قبول کیا اس سوال کے جواب کی تلاش میں کہ اس نے ایسا کیوں کیا تھا؟ یہ ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ شیطان فرشتہ نہیں جن ہے جس کا ذکر قرآن میں موجود ہے ''ابلیس نے تکبر کیا اور منکروں میں سے ہو گیا'' سے یہ بھی حتمی طور پر ثابت نہیں ہوتا کہ شیطان اس لمحہ فرشتوں کے ساتھ ہی وہاں موجود تھا جہاں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا اور وہیں اس نے اللہ کا حکم ماننے سے انکار کر دیا تھا پھر یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ آدم کو زمین پر خلیفہ بنانے سے اسے مایوسی ہوئی تھی تو کیا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آدم کو زمین ◀◀

اُس نے انکار اور تکبر کیا
اور منکروں میں سے ہو گیا

35- وَ قُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ كُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۪ وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾

35- اور ہم نے کہا ''اے آدم تم اور تمہاری بیوی باغ میں رہو[7]
اور کھاؤ اس میں سے سیر ہو کر
جہاں سے دل چاہے
اور ہرگز اس درخت کے قریب نہ جانا[8]
کہ ظالموں میں سے ہو جاؤ گے''

◀◀ پر خلیفہ بنا دینے سے شیطان کی آزادی ختم ہو رہی تھی اس لئے اس نے سرِ تسلیم خم کرنے کی بجائے بغاوت کر دی تھی اور یہ بغاوت آدم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے زمین پر نائب کے خلاف تھی اور اس کی وجہ اس کا تکبر اور غرور تھے اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ شیطان نے آدم علیہ السلام کے سامنے سر تسلیم خم کرنے سے انکار فرشتوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکم کے لمحہ میں ان کی موجودگی میں نہیں کیا ہوگا کہ جن کا فرشتوں کے ساتھ وہاں موجود ہونا لازم نہیں تھا اور ''ہو گیا منکروں میں سے'' بھی یہی اندازہ ہوتا ہے کیونکہ ''کافر'' یا ''منکر'' وہ ہے جو بھی کوئی اللہ کی زمین پر اللہ کے احکام کے نفاذ کے خلاف ہو اور انہیں ماننے سے انکار کر دے

7- اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور اس کی بیوی کو کون سے باغ میں رہنے کو کہا تھا؟ اس سلسلے میں ذہن میں آدم کے منصب کا رہنا ضروری ہے اللہ نے آدم علیہ السلام کو زمین کے لئے اپنا خلیفہ بنایا تھا کسی ایسی جنت میں رہنے کے لئے نہیں خلیفہ بنایا تھا جو زمین پر تھی ہی نہیں اور نہ ہی زمین پر بھیجنے سے پہلے آدم علیہ السلام اور اس کی بیوی کو کسی ایسی جنت میں ہی رکھنا سمجھ میں آتا ہے جو زمین پر نہ تھی اگر ایسا تھا تو پھر تو اگر شیطان اسے بہکا نہ دیتا تو کیا پھر وہ ہمیشہ اس جنت میں ہی نہ رہتا اور زمین پر آتا ہی نہ؟ ''جنت'' کے معنی خوش خوشگوار ماحول اور دلفریب باغ کے ہیں اور ایسے باغ کے لئے لازم نہیں کہ وہ زمین پر نہ ہو وہ باغ جسے اللہ تعالیٰ نے ''جنت'' بتایا ہے زمین پر بھی تو ہو سکتا تھا آدم علیہ السلام کو بھی تو زمین پر خلیفہ بنایا گیا تھا ہاں یہ ہے کہ زمین پر آدمؑ اور اس کی بیوی جہاں بھی ہوتے تھے وہ جگہ یا باغ بہشت جیسا ہی ہوتا تھا گویا زمین پر ان کی خلافت کا آغاز بہت خوشگوار تھا جیسے جنت میں ہوں

8- وہ کون سا درخت ہے جس کے قریب جانے سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو منع فرمایا تھا؟ قرآن کریم کی سورۃ طٰہٰ کی آیت نمبر 120 میں اس درخت کو ''ہمیشہ کی زندگی اور لازوال بادشاہت کا درخت'' بتایا گیا ہے ''بادشاہ'' خود مختار ہوتا ہے کسی کا نائب یا خلیفہ نہیں ہوتا شیطان کے بہکانے پر آدم علیہ السلام پر ہمیشہ زندہ رہنے اور زمین پر خود مختار بادشاہت کی خواہش غالب آ گئی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ پابندی توڑ دی اللہ تعالیٰ نے اس کی پُرامن خلافت ختم کر دی ''اتر جاؤ'' کا مطلب صرف بلندی سے نیچے اترنا ہی لینا مناسب نہیں کہ یہ سمجھا جائے کہ بہشت کہیں آسمانوں پر تھی اور وہاں سے اس جرم کی پاداش میں آدم علیہ السلام کو زمین پر اتار دیا گیا تھا پھر ''سب'' میں شیطان بھی تو شامل ہے اور اللہ کا باغی شیطان جنت میں تو نہیں ہوتا تھا آدم علیہ السلام کے ساتھ وہ تو جن ہے اور جنوں کے ساتھ ہوتا تھا اس کا مطلب یہ کیوں نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''جاؤ اب تمہاری خلافت ختم زمین پر دیگر مخلوقات کے درمیان ان کے ساتھ رہو جہاں ''تم میں سے بعض دشمن ہوں گے بعض دوسروں کے'' اس سے مراد وہ سب مخلوقات ہیں جو اس وقت زمین کے اس حصہ پر موجود تھیں جس پر باغ سے نکال کر آدم اور اس کی بیوی کو بھیج دیا گیا تھا اور وہ مخلوق آپس میں دشمن ہوتی تھی

36- فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا
فِيْهِ ۠ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ
وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝٣٦

36- پھر شیطان نے ان دونوں کو وہاں سے پھسلا دیا
اور اس نے انہیں اس سکون کی حالت سے نکلوا دیا
جس میں وہ رہ رہے تھے
اور ہم نے کہا "اتر جاؤ!
تم ایک دوسرے کے دشمن ہو
اور تمہارا ٹھکانہ اور زندگی کی متاع
زمین میں ہوں گے
وقت معین تک"

37- فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ
هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝٣٧

37- تو آدم نے
اپنے رب سے کچھ کلمات سیکھ لئے
اور اللہ نے اس کی توبہ قبول کر لی [9]
وہ تو معاف کر دینے والا مہربان ہے

38- قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ
هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝٣٨

38- ہم نے کہا "اتر جاؤ اس مقام سے
تم سب
سو تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے گی
تو جو کوئی میری اس ہدایت کی پیروی کرے
تو نہیں ہے ان کے لئے کوئی خوف
اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے

39- وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝٣٩ ع

39- اور جنہوں نے کفر کیا
اور ہماری آیات کو جھٹلایا

9- آدم علیہ السلام کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول فرمائی مگر کہا کہ اب تم نے اور تمہاری اولاد نے وہیں رہنا ہے تمہیں اس کی سزا نہیں دی جا رہی اب میری طرف سے تمہارے لئے ہدایت آیا کرے گی اور جو کوئی اس پر عمل کیا کرے گا اسے دنیاوی زندگی کے خاتمہ پر روزِ جزا کوئی ڈر اور خوف نہیں ہوگا اور جو کوئی انکار کرے گا اور اس ہدایت پر عمل نہیں کرے گا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا

وہ دوزخ کے باسی ہیں
وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے''[10]

5

40- يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝

40- اے بنی اسرائیل[1]
یاد کرو میرا وہ انعام
جس سے میں نے تمہیں نوازا تھا
اور وفا کرو مجھ سے کیا عہد
میں تم سے کیا وعدہ پورا کردوں گا[2]
اور صرف مجھ سے ڈرو[3]

41- وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۝

41- اور ایمان لاؤ اس پر
جو میں نے بھیجا ہے
جو تصدیق کرتا ہے
اس کی جو تمہارے پاس ہے[4]

10- اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو خلیفہ بنانے کے اپنے ارادہ سے اس کے اللہ کی وسیع و عریض زمین پر جملہ مخلوقات کے درمیان آ جانے تک کی تفصیلات نہایت اختصار سے خوبصورت انداز میں بیان کردی ہیں

1- بنی اسرائیل سے مراد حضرت یعقوب علیہ السلام کی آل ہے اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام ہے

2- بنی اسرائیل اہل کتاب تھے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے انعام و اکرام یاد دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تم پر لازم ہے کہ تم نے مجھ سے جو عہد کیا ہوا ہے اسے پورا کرو اللہ کے رسول ﷺ کی آمد اور قرآن کے نزول کا ذکر بنی اسرائیل کی کتاب تورات میں موجود ہے اس کتاب پر ایمان کے حوالے سے بنی اسرائیل نے اللہ سے عہد کیا ہوا تھا کہ وہ حضرت محمد ﷺ پر اور قرآن کریم پر ایمان لائیں گے اللہ تعالیٰ ان سے فرماتے ہیں کہ وہ وعدہ پورا کرو تاکہ میرا وہ عہد پورا ہو جائے کہ ''وہ تمہارے بوجھ ہلکے کردیں گے تمہاری زنجیریں توڑ دیں گے اور تمہارے طوق اتار دیں گے اور میرا وعدہ پورا ہو جائے گا'' رسول اللہ ﷺ کے وقت بنی اسرائیل جہاں کہیں بھی تھے غلاموں کی سی زندگی گزار رہے تھے بحیثیت قوم سب یہودی خوف اور محتاجی کے طوق پہنے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قرآن پر ایمان لے آؤ تمہاری غلامی کی زنجیریں اتر جائیں گی

3- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صرف مجھ سے ہی ڈرو اور مجھ سے کیا عہد پورا کرو اس کے نتیجے میں تمہیں کسی اور کا ڈر اور خوف نہیں رہے گا

4- قرآن پر اور محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لاؤ کیونکہ یہی وہ دین ہے جس پر ہونے کا تمہیں دعویٰ ہے اور دین اسلام اللہ کے انبیاء کو اور ان کے لئے آئے صحیفوں کو سچا قرار دیتا ہے

اور تم سب سے پہلے اس کا انکار کرنے والے نہ بن جاؤ[5]
اور نہ بیچو میری آیات
معمولی فائدے کے عوض[6]
اور مجھ سے
صرف مجھ سے ڈرو

42- وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٤٢﴾

42- اور حق کو باطل کا لباس نہ پہناؤ[7]
اور نہ چھپاؤ سچ کو
جان بوجھ کر[8]

43- وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿٤٣﴾

43- اور قائم کرو نماز
اور ادا کرو زکوۃ
اور رکوع کرو
ساتھ رکوع کرنے والوں کے

44- اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ

44- کیا تم لوگوں کو نیک اعمال کی تاکید کرتے ہو

5- یہ آیات مدینہ میں نازل ہوئی تھیں اس سے پہلے مکہ کے اکثر قریش اور بت پرست عرب بھی اللہ کے رسول ﷺ اور قرآن پر ایمان لانے سے انکار کر چکے تھے انکار کرنے والے ''پہلے نہ بنو'' کے مخاطب مدینہ کے یہودی ہیں اس کا مطلب ہے کہ اہل کتاب میں سے انکار کرنے والے پہلے نہ بنو

6- تمہارا جو دعویٰ ہے کہ تم اللہ کی پسندیدہ قوم ہو اور اس دعویٰ اور فخر کے سبب تم میری آیات کا انکار کر رہے ہو یہ دین حق کو ماننے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے انعام کے مقابلے میں بہت تھوڑی قیمت ہے تم اس معمولی فخر کے سبب میرے پیغام کا انکار کر کے بہت گھاٹے کا سودا کر رہے ہو

7- تبدیل کی گئی تورات کے حوالے سے قرآن اور اسلام سے انکار نہ کرو یہ حق اور سچ ہے اور تورات میں جو تبدیلیاں کی گئی ہیں جنہیں بنیاد بنا کر تم اس حق کا انکار کر رہے ہو وہ باطل ہیں یعنی وہ دین حق کے مطابق نہیں

8- موسیٰ علیہ السلام کے الفاظ کا جان بوجھ کر غلط مطلب نہ نکالو اور نہ ان الفاظ کو نظر انداز کرو موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ ''میرے بعد اللہ تعالیٰ تمہاری طرف ایک نبی بھیجیں گے جو تمہارے بھائیوں میں سے ہوگا اس کی پیروی کرنا'' یہ بنی اسرائیل کی کتاب میں موجود تھا اور ''تمہارے بھائیوں'' سے مراد آل اسماعیل تھی اور اس حکم سے واقف ہوتے ہوئے بھی وہ سچ چھپا رہے تھے ''جان بوجھ کر''

وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾	اور اپنے کو بھول جاتے ہو؟ اور تم کتاب بھی پڑھتے ہو تو کیا تم سمجھو گے نہیں؟
45- وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾	45- اور مدد لو صبر کے ساتھ [9] اور نماز کے ساتھ اور یہ بھاری تو ہے مگر عاجزی کرنے والوں کے لئے نہیں
46- الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ ع	46- وہ جو یاد رکھتے ہیں کہ انہیں اپنے رب سے ملنا ہے اور یہ کہ انہیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے

6

47- يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾	47- اے بنی اسرائیل یاد کرو میرا وہ انعام جس سے میں نے تمہیں نوازا تھا اور وہ جو میں نے تمہیں فضیلت دی تھی سب جہانوں پر [1]
48- وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔـا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾	48- اور ڈرتے رہو اس دن سے جب نہ بن سکے گا کوئی بھی فرد کسی اور فرد کا بدل

9- صبر کے معنی بہت وسیع ہیں اس میں ذاتی اور اجتماعی مشکلات، تکالیف اور مسائل کا استقلال، حوصلہ مندی اور جرات کے ساتھ مقابلہ کرنا، جلد ہی پریشان نہ ہو جانا اور گھبرا نہ جانا وغیرہ سب شامل ہے

1- اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں سے نبی پیدا کئے اور ان کی رہنمائی کے لئے صحیفے نازل فرمائے اللہ کے اس کرم کی بدولت وہ اس وقت کی اپنے اردگرد کی قوموں میں برتری والے سمجھے جاتے تھے یہ برتری ان کی کسی ذاتی کوشش کامیابی یا صلاحیت کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ اللہ کے ان اکرام کا نتیجہ تھی اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو اپنے وہ اکرام یاد دلاتے ہیں

ذرہ بھر بھی
اور نہ کسی فرد کے لیے سفارش قبول کی جائے گی
اور نہ کسی سے معاوضہ لیا جائے گا
اور نہ ہی ان کی کوئی مدد کر سکے گا[2]

49- وَإِذْ نَجَّيْنَاكُم مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ
الْعَذَابِ يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۚ
وَفِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿٤٩﴾

49- اور یاد کرو وہ وقت
جب ہم نے تمہیں نجات دی تھی
فرعون کی قوم سے
وہ تمہیں سخت ترین عذاب دیتے تھے
وہ تمہارے بیٹوں کو ذبح کر دیتے تھے
اور تمہاری بیٹیوں کو جیتی رہنے دیتے تھے
اور اس میں تمہارے رب کی طرف
تمہاری بہت بڑی آزمائش تھی[3]

50- وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا
آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ﴿٥٠﴾

50- اور وہ وقت یاد کرو
جب ہم نے تمہارے لئے دریا کو پھاڑ دیا تھا
اور ہم نے تمہیں بچا لیا تھا

2- یہودی کہا کرتے تھے کہ روز جزا انہیں کسی بھی قسم کی سزا نہیں دی جائے گی کیونکہ وہ نسلی اور مذہبی حوالے سے دوسروں سے برتر ہیں ان کے اس عقیدہ کی وجہ سے ان میں بہت سی خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں وہ ان برائیوں سے توبہ کر کے ہدایت قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتے تھے عیسائیوں کا Vicarious Redemption کا عقیدہ ہے یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کے مصائب اور سولی کی وجہ سے ان کے ماننے والوں کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور انہیں اس روز کوئی سزا نہیں ملے گی عیسائیوں کے اس عقیدہ کے حوالے سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نہ بن سکے گا کوئی فرد کسی اور فرد کا بدل ذرہ بھر بھی'' یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے مصائب کسی کے کسی چھوٹے سے گناہ کا بدلہ بھی نہیں بن سکیں گے اس روز ہر کسی کا فیصلہ اس کے ذاتی اعمال کی بنیاد پر ہوگا اس روز نہ کوئی کسی کی شفاعت کر سکے گا نہ سفارش اور نہ ہی کسی کو کہیں سے کوئی مدد پہنچ سکے گی

3- مصر میں غلامی کی سی زندگی گزارنے والے بنی اسرائیل کے ہاں پیدا ہونے والے لڑکوں کو مار دیا جاتا تھا اور ان کے ہاں پیدا ہونے والی لڑکیوں کو نہیں مارا جاتا تھا بنی اسرائیل کی ذلت اور رسوائی کی زندگی کا وہ زمانہ ان کی کڑی آزمائش کا زمانہ تھا اور ان کی بچیوں کو زندہ رہنے دینا ان کے لئے اور بھی زیادہ ذہنی کوفت اور رسوائی کا سبب ہوتا تھا اللہ تعالیٰ انہیں اس رسوا کن عذاب سے نجات دے دینے کا اپنا وہ احسان یاد دلاتے ہیں

	اور ہم نے فرعون کے لوگوں کو غرق کر دیا تھا[4] تمہاری نظروں کے سامنے
51- وَ اِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰی اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾	51- اور یاد کرو جب ہم نے موسیٰ کے لئے چالیس راتوں کی مدت مقرر کی تھی پھر تم نے اس کے پیچھے بچھڑا معبود بنالیا تھا اور تم نے بہت ظلم کیا تھا[5]
52- ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾	52- مگر ہم نے تم سے درگزر کیا تھا اس پر بھی تا کہ تم شکر گزار بن سکو
53- وَ اِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ وَ الْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾	53- اور یاد کرو جب ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی حق اور باطل کی پہچان کی کسوٹی تا کہ تم ہدایت حاصل کر سکو
54- وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْۤا اِلٰی بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَیْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿۵۴﴾	54- اور یاد کرو وہ وقت جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا تھا "اے میری قوم کے لوگو بلاشبہ تم نے بچھڑا پوج کر اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے

4- امام ابن کثیر نے مصر کے اس فرعون کا نام ولید بن مصعب بن ریان لکھا ہے بعض مصعب بن ریان بتاتے ہیں

5- فرعون سے نجات کے بعد جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر صحرائے سینا میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چالیس رات دن کے لئے کوہ طور پر بلایا تھا اور ان کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل نے سونے سے بنائے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی تھی یہ اس ظلم کی طرف اشارہ ہے

سوا اپنے خالق کے حضور توبہ کرو
اور اپنی جانوں کو قتل کرو [6]
یہ بہتر ہے تمہارے حق میں
تمہارے خالق کے نزدیک''
پھر اللہ نے تمہاری توبہ قبول کر لی تھی
اور وہی ہے توبہ قبول کرنے والا مہربان

55- وَاِذۡ قُلۡتُمۡ يٰمُوۡسٰى لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهۡرَةً فَاَخَذَتۡكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنۡتُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ ۝

55- اور یاد کرو
جب تم نے کہا تھا
''اے موسیٰ ہم تم پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے
تب تک کہ ہم اللہ کو اپنے سامنے دیکھیں''
سو تمہیں یکدم بجلی کی کڑک نے آ لیا تھا
اور تم دیکھ رہے تھے

56- ثُمَّ بَعَثۡنٰكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَوۡتِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ۝

56- پھر ہم نے تمہیں زندہ کر دیا تھا
تمہاری اس موت کے بعد [7]
تاکہ تم شکر ادا کرنے والے بن جاؤ

6- حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس آئے تو انہوں نے سونے کا بچھڑا پوجنے والوں کے جرم اور گناہ عظیم کی معافی کیلئے انہیں کہا کہ ''قتل کرو اپنی جانوں کو'' بعض اہل علم نے اس کا ترجمہ ''قتل کرو ایک دوسرے کو'' کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ ''تم میں سے جنہوں نے بچھڑے کی پوجا کی ہے انہیں قتل کر دیا جائے گا'' کا حکم دیا گیا تھا Old Testament کے مطابق اس حکم پر عمل کے تحت بنی اسرائیل نے ایک دوسرے کو قتل کرنے کے دوران تین ہزار افراد کو قتل کیا تھا لیکن محمد اسد نے لکھا ہے کہ یہاں اس حکم کا ذکر بائبل کے تمثیلی حوالے سے آیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اپنی جانوں کو اپنے ہاتھوں ذلیل و رسوا کرنے کے بعد انہیں معاف کر دیا تھا اور یہ اسی معاف کر دینے کے کرم کی طرف اشارہ ہے

7- اللہ تعالیٰ کے حکم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ستر منتخب افراد کو اپنے ساتھ کوہ طور پر لے گئے تھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی کتاب ہدایت کی خوشخبری پر انہوں نے کہا تھا کہ ہم کیسے مان لیں کہ یہ کتاب تمہیں اللہ نے ہی دی ہے؟ ہم نے تو اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہی نہیں یہ ان کے اس جرم عظیم کی طرف اشارہ ہے اس پر ایک اچانک کڑک اور چمک سے وہ سب بے جان ہو گئے تھے واقعی مر گئے تھے یا بے ہوش اور بے حواس ہو گئے تھے؟ الگ الگ آراء ہیں اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو ان کے ان سرداروں کے اس جرم کے حوالے سے انہیں پھر سے زندہ اور معاف کر دینے کا اپنا کرم یاد دلاتے ہیں

57- وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَ
السَّلْوٰى ۭ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا
ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾

57- اور ہم نے تم پر بادل کی
ٹھنڈی چھاؤں کر دی تھی
اور تمہارے لئے من اور سلویٰ بھیجا تھا[8]
کہ ''کھاؤ ان طیبات سے
جو ہم نے تم کو رزق دیا ہے''
اور انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا تھا
بلکہ انہوں نے اپنی ہی جانوں پر ظلم کیا تھا[9]

58- وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا
حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا
وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَسَنَزِيْدُ
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾

58- اور یاد کرو
جب ہم نے کہا تھا ''اس بستی میں داخل ہو جاؤ[10]
اور کھاؤ اس میں سے جو چاہو سیر ہو کر
اور دروازے میں شکر ادا کرتے ہوئے داخل ہونا
اور پکارتے ہوئے ''اے اللہ ہم سے ہماری خطاؤں کا بوجھ
دور کر دے''
ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے
اور نیکوکاروں کو اور زیادہ دیں گے''

8- مَنّ: اللہ تعالیٰ کی طرف ان کی کسی کوشش یا محنت کے بغیر بنی اسرائیل کو دی جانے والی وہ خوراک تھی جو صبح ان کے صحنوں میں اور وادی کے درختوں پر نرم برف کی مانند برستی تھی برف کی مانند دھوپ میں پگھل جاتی تھی اور دوسرے دن کے لئے نہیں رکھی جاسکتی تھی جو برف کی مانند کھائی بھی جاسکتی تھی اور پگھلا کر پانی کی مانند پی بھی جاسکتی تھی وہ سفید اور میٹھی پاک خوراک تھی

سلویٰ: ایک قسم کا پرندہ جو چڑیا سے ذرا بڑے سائز کا ہوتا تھا جنوب کی طرف سے آنے والی ہواؤں کے ساتھ ان پرندوں کی ڈاریں اڑتی ہوئی وہاں پہنچ جاتی تھیں جس طرح ہمارے ہاں سردیوں کے موسم میں کونجوں کی ڈاریں دور دراز سے اڑتی ہوئی آجاتی ہیں وہ پرندے وہاں اترتے تو بنی اسرائیل کے لوگ اپنی ضرورت کے مطابق پکڑ لیتے تھے عرب حکماء ہر اس چیز کو سلویٰ کہتے ہیں جس کے کھانے سے فرحت اور سیری حاصل ہو

من وسلویٰ: سے مراد وہ پاک فرحت بخش خوراک ہے جو بغیر کسی کوشش اور محنت کے بنی اسرائیل کے لئے اللہ تعالیٰ بھیج دیتے تھے

9- اس قوم نے اللہ کے اس بے پایاں کرم اور اس کی نعمتوں کی بھی ناشکری کی تھی اللہ تعالیٰ ان کی اس ناشکر گزاری کو ان کی طرف سے اپنی ہی جانوں پر ظلم قرار دیتے ہیں

10- بعض ''قریے'' یعنی بستی سے مراد ارض فلسطین لیتے ہیں بعض مفسرین کا خیال ہے کہ اس سے مراد بیت المقدس اور یروشلم ہے مصر اور ریحاء کا بھی ذکر کیا جاتا ہے امام ابن کثیر بیت المقدس درست سمجھتے ہیں

59- فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ
لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ
بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿٥٩﴾

59- مگر ان ظالموں نے
وہ کلمہ جس کے لیے انہیں کہا گیا تھا
ایک مختلف کلمہ سے بدل دیا تھا[11]
سو ہم نے بھیج دیا تھا
ان ظالموں پر
آسمان سے عذاب[12]
کیونکہ وہ نافرمان تھے

7

60- وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ
الْحَجَرَ ۭ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ قَدْ
عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ
رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿٦٠﴾

60- اور یاد کرو
جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا تھا
اور ہم نے کہا تھا ''اپنے عصا سے پتھر کو ضرب لگاؤ''
سو پھوٹ نکلے تھے اس میں سے پانی کے بارہ دھارے[1]
اور ہر گروہ نے اپنا دھارا پہچان لیا تھا
ہم نے کہا تھا ''اللہ کے دیئے رزق سے کھاؤ اور پیو
اور تباہ کار بن کر زمین پر فساد نہ پھیلاؤ''

61- وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ
فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ

61- اور یاد کرو
جب تم نے کہا تھا ''اے موسیٰ ہم ہرگز قناعت نہیں کر سکتے

11- اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ اس بستی میں میرا شکر ادا کرتے ہوئے خشوع و خضوع سے اپنے سابقہ گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے عجز و انکساری کی حالت میں داخل ہونا مگر انہوں نے فاتحانہ تکبر اور غرور کا مظاہرہ کیا اور اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی

12- بعض نے "رِجْزًا" کا ترجمہ طاعون کیا ہے

1- بنی اسرائیل کے اس وقت بارہ قبیلے تھے اور ہر قبیلے یا شاخ کے لئے اللہ نے پتھر سے پانی کا الگ دھارا یا چشمہ نکال دیا تھا تاکہ ان میں پانی پر کوئی جھگڑا نہ ہو

مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ
قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ
خَیْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ
وَضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۗ وَبَآءُوْ
بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ
بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ
ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ۠ ﴿۶۱﴾ ع

ایک ہی طعام پر
سو ہماری خاطر اپنے رب سے دعا کریں
کہ وہ پیدا کرے ہمارے لئے وہ کچھ جو زمین میں سے اگتا ہے
ساگ اور کھیرا
اور ککڑی اور گندم
اور مسور اور پیاز" [2]
اس نے کہا "کیا تم وہ لینا چاہتے ہو
جو ادنیٰ ہے
بہت بہتر کے بدلے میں؟ [3]
اتر جاؤ رسوائی کی پستی میں
مصر کی طرف
تو یقیناً تمہارے لئے وہاں وہ ہوگا جو کچھ تم مانگتے ہو" [4]

2- صحرائے سینا کے سفر میں بغیر کسی محنت اور کوشش کے جب انہیں من وسلویٰ کی پاکیزہ خوراک مل رہی تھی تو ان میں سے بہت سوں کو وہ چیزیں یاد آنے لگی تھیں جو وہ مصر میں کھایا کرتے تھے اور انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ان چیزوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کو کہا تھا

3- بہتر کے بدلے میں ادنیٰ کو پسند کرنے کا ایک مطلب تو یہی ہے کہ وہ من وسلویٰ جیسے اعلیٰ اور پاکیزہ طعام کے بدلہ میں لہسن اور پیاز جیسی چیزیں طلب کرنے لگے تھے لیکن اہل علم یہ بھی بتاتے ہیں کہ ان میں سے بعض کہنے لگے تھے کہ اس سے تو ہم مصر میں ہی اچھے تھے کہ وہاں یہ سب چیزیں تو مل جاتی تھیں اب صحراؤں میں مارے مارے پھر رہے ہیں اور ایک ہی خوراک من وسلویٰ کھانا پڑ رہی ہے یہ بھی کوئی زندگی ہے؟ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا تھا کہ تم فرعون اور اس کی قوم سے آزادی جیسی نعمت کی قدر نہیں کر رہے اور اس کے مقابلے میں غلامی کی بدتر زندگی کو یاد کر رہے ہو؟ اور غلامی کی زندگی سے نجات پر دکھی ہو رہے ہو؟

4- هَبَطَه: کے معنی بلندی سے پستی کی طرف ڈھلان کے بھی ہیں اور مقام و مرتبہ سے گر جانے کے بھی مصر ملک بھی ہے اور بستی یا شہر کو بھی مصر کہا جاتا ہے صحرائے سینا میں بنی اسرائیل کے غلامی سے نجات پر خوش ہونے کی بجائے لہسن اور پیاز جیسی چیزوں کے لئے آہیں بھرنے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ان کے لئے دعا کرنے کے لئے کہنے کے پس منظر میں کچھ اہل علم اس سے یہ مطلب لیتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے کہا تھا کہ "تو پھر جاؤ آزادی کے اس مقام کی بلندی سے غلامی کی پستی میں اتر جاؤ اور مصر واپس چلے جاؤ وہاں تمہیں یہ سب چیزیں مل جائیں گی" لیکن اگر مصر سے مطلب ملک مصر نہ بھی لیا جائے اور اس سے مراد کوئی شہر یا قریہ لیا جائے تب بھی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ان نعمتوں کی جگہ سے جو وہاں بغیر کسی کوشش اور محنت کے انہیں مل رہی تھیں لہسن اور پیاز کے لئے آہیں بھرنا اور شہروں میں اور زمین میں خود لہسن پیاز وغیرہ کاشت کرنے کو پسند کرنا بھی بلندی سے رسوائی کی پستی میں اترنا ہی ہے

اور مسلط کر دی گئی ان پر
ذلت اور در بدری
اور انہوں نے اپنے لئے اللہ کا غضب کمایا
اس کے سبب جو وہ اللہ کے احکام کا انکار کرتے تھے
اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے [5]
یہ سب
اس وجہ سے
جو وہ نافرمانیاں کرتے تھے
اور حد سے نکل جاتے تھے

8

62- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى
وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ
صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾

62- اس میں کوئی شک نہیں کہ
جو لوگ مسلمان ہیں
اور وہ جو یہودی ہوئے
اور عیسائی اور صابی [1]
جو بھی کوئی
ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور یوم جزا پر

5- یہ بنی اسرائیل کے ان جرائم کا ذکر ہے جو انہوں نے ارض فلسطین میں آباد ہو جانے کے بعد وہاں حکمرانی کے زمانہ میں کئے تھے انہوں نے اس دوران اپنے نبیوں کو قتل کیا، خدا کے احکام پر عمل نہ کیا اور اس کی طرف سے مقرر کردہ حدود کی خلاف ورزی کی اس پر اللہ نے ان پر دوسروں کی غلامی اور ذلت اور جگہ جگہ کی در بدری کا عذاب مسلط کر دیا تھا ان پر ذلت و خواری کا جو عذاب مسلط کیا گیا تھا اس کی تفصیل بہت طویل ہے لیکن بنی اسرائیل کی آزادی اور عروج و زوال کی اس کہانی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے سب کو بتایا ہے کہ جو بھی کوئی ان کی مانند تکبر اور غرور سے کام لے گا دنیا کی عارضی سہولتوں کو آزادی کی نعمت سے بہتر سمجھے گا اور آزادی کی قدر نہیں کرے گا اس کے لئے تکالیف برداشت کرنے کو تیار نہیں ہوگا اور اللہ کے دین اور احکام کی پابندی نہیں کرے گا وہ اللہ کی طرف سے عطا کردہ آزادی کی نعمت سے محروم ہو جائے گا اور بنی اسرائیل کی مانند ذلت و رسوائی اس پر مسلط ہو جائے گی اور اس دنیا کے اس عذاب کے بعد روز جزا بھی اسے اس نافرمانی کی سزا بھگتنا پڑے گی

1- صابی کون تھے؟ مختلف رائے ہیں لیکن وہ جو کوئی بھی تھے بت پرست نہیں ہوں گے کیونکہ بت پرستوں کی نجات کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس لئے بھی کہ جب اللہ کے آخری نبی ﷺ نے توحید کی دعوت شروع کی تھی تو اس دعوت کو قبول کر لینے والوں کو بت پرست "صابی" کہا کرتے تھے

اور نیک کام کرتا ہے
ایسوں کے لئے ان کی جزا ہے
ان کے رب کے پاس
اوران کے لئے نہ کوئی خوف ہے اور نہ غم [2]

63- وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾

63- اور یاد کرو
جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا تھا
اور ہم نے بلند کیا تھا تم پر کوہ طور کو [3]

2- اللہ تعالیٰ نے روز جزا انسانوں کی نجات کیلئے اللہ اور روز جزا پر ایمان اور نیک اعمال کی شرط بیان کی ہے یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ''محبوب قوم'' ہیں اس لئے وہی راہ راست پر ہیں عیسائی شروع میں یہودیوں کا ایک فرقہ ہی ہوتے تھے عملی اور نظریاتی مجبوریوں کے تحت انہوں نے اپنے کو یہودیت سے الگ مذہب بنا کر پیش کرنا تو شروع کر دیا لیکن آج بھی ان کا عقیدہ ہے کہ جو کوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائیوں کے عقائد کے مطابق نہیں مانتا وہ اللہ کا محبوب نہیں ہو سکتا وہ ان سب انسانوں کو بھی ان میں شامل سمجھتے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ہو کر گزرے ہیں کیونکہ انہیں بھی تو عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کا موقعہ نہیں ملا تھا ان دونوں توحید پر ایمان کا دعویٰ رکھنے والے مذاہب کی اپیل اپنی اصلیت میں ہر زمانے اور ہر انسان کے لئے نہیں ان کے مقابلے میں محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو پیغام لائے تھے وہ تو سب انسانوں اور سب زمانوں کیلئے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دین ابراہیم کی تکمیل کیلئے آئے تھے اسی سچے دین کی تکمیل کیلئے جس کی دعوت حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سب نبی اور رسول دیتے رہے تھے نبی یا رسول کے آنے پر پہلے نبیوں اور رسولوں کے ماننے والوں کے لئے اس پر ایمان لانا لازم ہوتا تھا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے تھے تو اس وقت کے دین ابراہیم کو ماننے والوں کیلئے انہیں ماننا لازم ہو گیا تھا اور جن یہودیوں نے ان کی دعوت قبول نہیں کی تھی وہ اس شرط سے نکل گئے تھے گویا یہ ان یہودیوں کے بارے میں کہا جا رہا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے سے پہلے تھے اسی طرح یہ شرط کہ جو کوئی اللہ اور روز جزا پر ایمان لائے اور نیک کام کرے ایسوں کے لئے نجات ہے ان عیسائیوں اور صابیوں کے لئے ہے جو محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت سے پہلے ہو گزرے تھے مگر وہ جو اس وقت موجود تھے اور ان تک محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچی تھی اور انہوں نے اسے قبول نہیں کیا تھا یہ ان کے لئے نہیں کیونکہ وہ بھی یہودیوں کی مانند دین ابراہیم سے خارج ہو گئے تھے یہ شرط یا اصول نجات محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے والوں کے لئے ہے بعد والوں کے لئے نہیں البتہ جنہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اس وقت یا اس کے بعد بھی قبول کی یا آئندہ جو بھی کوئی اسلام قبول کرے گا ان سب کی نجات کے لئے بھی یہی شرط ہے اللہ اور روز جزا پر ایمان اور محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے آئے اللہ کے پیغام کے مطابق اعمال صالح اسلام کسی نسل، کسی خطہ یا کسی قوم کا دین نہیں یہ ہر انسان کیلئے ہے جو اسے قبول کر لے

3- بنی اسرائیل مصر سے ارض فلسطین کی طرف سفر کے دوران طویل عرصہ تک کوہ طور کے دامن میں مقیم رہے تھے بحیرہ مردار کی دوشاخوں کے درمیان صحرا میں اللہ کی طرف سے جمائے اس پہاڑ کو اسی وجہ سے یہود کے مذہبی اور تاریخی لٹریچر میں جبل موسیٰ علیہ السلام کہا جاتا ہے اسی پہاڑ کے دامن میں ان کے طویل قیام کے دوران ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات عطا کی تھی اسی عرصہ میں ستر یہودی سردار حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کوہ طور پر گئے تھے اور اللہ کو آمنے سامنے اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی شرط رکھی تھی اور کڑک اور چمک سے بے جان ہو گئے تھے اور اللہ کے کرم سے پھر زندگی ان کے جسموں میں رواں دواں ہو گئی تھی اس حوالے سے کوہ طور اور اس کی بلندی بنی اسرائیل کے لئے ان کے دین اور تاریخ کے حوالے سے بہت اہم اور مقدس ہے اللہ تعالیٰ انہیں جو عہد یاد دلا رہے ہیں وہ انہوں نے کوہ طور کی بلندی کے نیچے ہی باندھا تھا اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ عہد تم نے اس پہاڑ کے دامن میں باندھا تھا جو تمہارے لئے اتنا مقدس اور اہم ہے اور وہ پہاڑ اس کا گواہ ہے

کہ ''تھام لو جو کچھ ہم نے تمہیں عطا کیا ہے
مضبوطی سے
اور جو کچھ اس میں ہے اسے یاد رکھنا
تاکہ تم خدا سے ڈرنے والے بن جاؤ''

64- ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۴﴾

64- مگر تم نے اس سے روگردانی کی تھی
اس کے بعد
سو اگر نہ ہوتے تم پر
اللہ کا کرم اور اس کی رحمت
تو تم ضرور
زیاں کاروں میں سے ہو جاتے

65- وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِى السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ۚ ﴿۶۵﴾

65- اور تم انہیں اچھی طرح جانتے ہو
جو تم میں سے یوم سبت کو حد سے گزر گئے تھے
اور ہم نے ان کے لئے کہہ دیا تھا ''بن جاؤ بندر!
ذلیل و خوار''[4]

66- فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۶۶﴾

66- سو ہم نے انہیں
عبرت کی نشانی بنا دیا تھا
اس زمانہ والوں کیلئے

4- دستور موسوی کے تحت بنی اسرائیل ہفتہ کے دن مکمل چھٹی کرتے تھے اور کوئی دنیاوی کاروبار نہیں کرتے تھے اس دستور کی خلاف ورزی کی سزا موت تھی مگر کسی بستی کے یہودی مچھیرے اس حکم کی پابندی نہیں کرتے تھے اس جرم کی سزا کے طور پر ان کو اللہ کے حکم سے بندر بنا دینے کے واقعہ کو نشانِ عبرت کے طور پر پیش کیا گیا ہے ان کے اس جرم کی پوری تفصیل سورۃ العصر میں بیان کی گئی ہے لیکن کیا انہیں چار ٹانگوں والے اور لمبی دم والے بندر بنا دیا گیا تھا؟ یا ان کو انسانی عادات و خصائل سے محروم کر کے دو ٹانگوں پر چلنے پھرنے والے انسانی ناک نقشہ والے حیوان یعنی بندر بنا دیا گیا تھا؟ بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ ان کی شکلیں تبدیل نہیں ہوئی تھیں بلکہ ان کے دل بدل جانے سے ان میں بندروں کی سی عادات پیدا ہو گئی تھیں اللہ کے حکم سے وہ روح اور قلب کی انسانی خصوصیات سے محروم ہو گئے تھے

اور بعد میں آنے والوں کیلئے
اور خدا سے ڈرنے والوں کے لئے نصیحت

67- وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿٦٧﴾

67- اور یاد کرو
جب موسیٰ ؑ نے اپنی قوم سے کہا تھا
"اللہ نے حکم دیا ہے کہ
تم ایک گائے ذبح کرو"[5]
وہ بولے "کیا تم ہمارا مذاق اڑاتے ہو؟"
اس نے کہا "میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں
کہ میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں"

68- قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿٦٨﴾

68- انہوں نے کہا "اپنے رب سے ہمارے لئے پوچھیں
وہ ہمیں بتائے کہ وہ گائے کیسی ہو؟"
اس نے کہا "وہ کہتا ہے کہ وہ گائے نہ بوڑھی ہو
اور نہ ہی کم عمر بچھڑی ہو
ان دونوں کی درمیانی عمر کی ہو
سو کرو جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے"

5- یہودیوں کے مذہبی لٹریچر میں حضرت موسیٰ اور ہارون کی طرف سے انہیں سرخ رنگ کی صحیح سلامت کسی داغ دھبے کے بغیر گائے ذبح کرنے کے حکم کا بھی ذکر ہے جس کا گوشت جلا کر اس کی راکھ مذہبی تقاریب کے موقعہ پر چھڑکنا مقصود ہوتی تھی مگر اس جگہ گائے ذبح کرنے کے حکم کا تعلق ایک مقتول کے قاتل کا پتہ چلانے سے بتایا جاتا ہے جس کا ذکر آیت نمبر 72 اور 73 میں ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے گائے قربان کرنے کے حکم اور لوگوں کی طرف سے بار بار اس کی نشانیاں اور وہ بھی اللہ تعالیٰ سے معلوم کرنے کی درخواستوں کی اس تفصیل سے اندازہ ہوتا ہے کہ اصل مقصد قوم موسیٰ کی فطرت، ذہنیت اور خصلت کا بیان ہے ورنہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تو صرف کوئی گائے ذبح کرنے کو کہا تھا اور وہ اس سے بچنے اور فرار کی خاطر اس گائے کی عمر رنگ وغیرہ پوچھنے بیٹھ گئے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے انہیں سب کچھ بتا کر گائے ذبح کرنے پر مجبور کر دیا تھا" ورنہ لگتا نہ تھا کہ وہ ایسا کریں گے" اللہ اور اس کے نبی کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والوں نے کبھی اس طرح مین میخ نہیں نکالی ایسا کرنے والوں کے دل میں اللہ کا خوف نہیں ہوتا اور وہ اس سے فرار کیلئے بہانے اور جواز تلاش کرنے بیٹھ جاتے ہیں

69- قَالُوا ادۡعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنۡ لَّنَا مَا لَوۡنُهَا ؕ قَالَ
اِنَّهٗ يَقُوۡلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفۡرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوۡنُهَا
تَسُرُّ النّٰظِرِيۡنَ ﴿۶۹﴾

69- انہوں نے کہا ''ہمارے لئے اپنے رب سے پوچھیں
وہ ہمیں بتائے کہ اس کا رنگ کیا ہو؟''
اس نے کہا ''وہ کہتا ہے کہ گائے زرد رنگ کی ہو
شوخ رنگ کی کہ دیکھنے والے خوش ہو جائیں''

70- قَالُوا ادۡعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنۡ لَّنَا مَا هِىَ ۙ اِنَّ الۡبَقَرَ
تَشٰبَهَ عَلَيۡنَا ؕ وَاِنَّاۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهۡتَدُوۡنَ ﴿۷۰﴾

70- انہوں نے کہا ''ہمارے لئے اپنے رب سے پوچھیں
وہ بتائے ہمیں تفصیل سے کہ وہ گائے کیسی ہو
ہمیں تو ساری گائیں ایک جیسی ہی معلوم ہوتی ہیں
اور ہم اگر اللہ ایسا چاہتا ہے تو ضرور راہ پا لیں گے''

71- قَالَ اِنَّهٗ يَقُوۡلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوۡلٌ تُثِيۡرُ
الۡاَرۡضَ وَلَا تَسۡقِى الۡحَـرۡثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ
فِيۡهَا ؕ قَالُوا الۡـٰٔنَ جِئۡتَ بِالۡحَـقِّ ؕ فَذَبَحُوۡهَا
وَمَا كَادُوۡا يَفۡعَلُوۡنَ ﴿۷۱﴾ ع

71- اس نے کہا ''وہ کہتا ہے کہ وہ ایسی گائے ہو
کہ اس سے محنت نہ لی جاتی ہو
زمین میں ہل چلانے کی
اور نہ ہی کھیتوں کو پانی دینے کی
کسی اور رنگ کے دھبے کے بغیر صحیح سلامت ہو''
انہوں نے کہا ''اب تم نے ٹھیک بتایا ہے''
اور تب انہوں نے گائے ذبح کی تھی
ورنہ لگتا نہ تھا کہ وہ ایسا کریں گے

9

72- وَاِذۡ قَتَلۡتُمۡ نَفۡسًا فَادّٰرَءۡتُمۡ فِيۡهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخۡرِجٌ
مَّا كُنۡتُمۡ تَكۡتُمُوۡنَ ﴿۷۲﴾ ج

72- اور جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا تھا
تو تم اس قتل کا ایک دوسرے پر الزام تھوپنے لگے تھے [1]

1- اگر کسی کھیت میں کوئی لاش پڑی ہوتی یا کسی مقتول کے قاتل کا پتہ نہ چلتا تو بنی اسرائیل کے لئے لازم تھا کہ اس جگہ کے قرب وجوار میں رہنے والوں کے اہل رائے مل کر ایک گائے ذبح کریں اور پھر اس ذبح کی گئی گائے کے اوپر وہ سب اہل رائے اپنے اپنے ہاتھ دھوئیں اور ہاتھ دھونے کے دوران کہتے رہیں کہ ''یہ خون میرے ان ہاتھوں نے نہیں بہایا اور نہ ہی میری آنکھوں نے کسی کو اسے قتل کرتے دیکھا ہے'' ذبح کی گئی گائے کے ◀◀

اور اللہ ظاہر کر دینے والا تھا
جو کچھ تم لوگ چھپاتے تھے [2]

73- فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ
الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

73- سو ہم نے حکم دیا
''ضرب لگاؤ مقتول کو
گائے کے کسی ٹکڑے سے''
اللہ اس طرح مردوں کو زندہ کرتا ہے
اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے
تا کہ تم سمجھ جاؤ

74- ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ
كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ
لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ
فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ
خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

74- پھر سخت ہو گئے تھے تمہارے دل
اس کے بعد
جیسے کہ وہ پتھر ہوں
یا اس سے بھی زیادہ سخت
جبکہ پتھروں میں تو کوئی ایسا بھی ہے کہ
اس میں سے نہریں نکلتی ہیں
اور بے شک
ان میں کوئی ایسا بھی ہے
جو پھٹ جاتا ہے

◄◄ اوپر اس طرح ہاتھ دھونے والے اور یہ اعلان کرنے والے اس قتل میں معصوم سمجھے جاتے تھے لیکن جس قتل کا یہ حوالہ ہے اس کے بارے میں ان میں سے کچھ ایک دوسرے پر الزام لگاتے تھے اس لئے انہیں گائے ذبح کرنے اور اس کے گوشت کا کوئی ٹکڑا مقتول کے جسم پر رکھنے کا حکم دیا گیا تھا اور انہوں نے ایسا کرنے سے بچنے کیلئے اس گائے کے بارے میں وہ بہت سے سوال پوچھے تھے جن کا ذکر آیت 67 سے آیت 71 تک میں آیا ہے مگر جب اللہ کے حکم کے مطابق موسیٰ علیہ السلام نے ان کے سب سوالوں کے جواب فراہم کر دیئے تو ان کے لئے گائے ذبح کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہ گیا تھا

2- ''اور اللہ ظاہر کر دینے والا تھا جو کچھ تم لوگ چھپاتے تھے'' کا ایک تو اسی قتل سے تعلق ہے کہ جب اللہ کے حکم کے مطابق گائے ذبح کر کے اس کے جسم کا ایک ٹکڑا مقتول کے جسم پر رکھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے لحہ بھر کے لئے زندہ کر دیا اور اس نے خود بتا دیا کہ اسے کس نے قتل کیا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ روز جزا بھی کوئی فرد اللہ سے کچھ چھپا نہیں سکے گا

اور اس میں سے پانی نکل بہتا ہے
اور بے شک
ان میں کوئی ایسا بھی ہے
جو اللہ کے خوف سے گر پڑتا ہے
اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو
اس سے غافل نہیں

75- اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ
مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ
بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٥﴾

75- کیا تم لوگ توقع رکھتے ہو
کہ وہ لوگ تمہاری دعوت پر ایمان لے آئیں گے؟[3]
حالانکہ ان میں سے ایک گروہ
اللہ کا کلام سنتا تھا[4]
پھر وہ اس کو دانستہ بدل دیتے تھے
اس کے باوجود بھی کہ
وہ اسے سمجھ چکے ہوتے تھے[5]

76- وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَا
بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ
اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاۗجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ اَفَلَا
تَعْقِلُوْنَ ﴿٧٦﴾

76- اور جب وہ اہل ایمان سے ملتے ہیں
کہتے ہیں ''ہم ایمان لا چکے ہیں''
اور جب تنہا ہوتے ہیں
ایک دوسرے کے ساتھ
کہتے ہیں ''کیا تم انہیں وہ کچھ بتاتے ہو
جو اللہ نے تم پر ظاہر کیا ہے

3- بنی اسرائیل کی تاریخ کے حوالے سے ان کے قومی جرائم عادات وخصائل کے بیان کے بعد اللہ تعالیٰ اہل ایمان سے فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے بارے میں یہ جان لینے کے بعد بھی تم امید کرتے ہو کہ عرب کے اور خاص طور پر مدینہ کے یہودی دعوت توحید قبول کر لیں گے

4- اس جگہ اللہ کے کلام سے مراد وہ کتاب ہے جس کو وہ مانتے تھے

5- یعنی وہ اس کتاب تورات کو اچھی طرح سمجھتے ہوئے بھی اس میں اپنی مرضی کے مطابق تبدیلیاں کر لیتے تھے

تاکہ وہ اس کو تمہارے خلاف دلیل پیش کریں
تمہارے رب کے حضور
کیا تمہیں اس کی سمجھ نہیں؟"[6]

77- اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۷﴾

77- کیا وہ اتنا بھی نہیں جانتے
کہ اللہ تو جانتا ہے
جو کچھ بھی وہ چھپاتے ہیں
اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں؟

78- وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۷۸﴾

78- اور ان میں سے کچھ ان پڑھ
اللہ کی کتاب میں سے کچھ بھی نہیں جانتے
مگر اپنی باطل خواہشات کو ہی
اور نہیں ہیں وہ
مگر صرف وہم و گمان پر ہی[7]

79- فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا

79- سو ان لوگوں کے لئے ذلت و بربادی ہے
جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں

6- اُن کی کتاب تورات میں محمد بن عبداللہ ﷺ کی آمد اور نبوت کا ذکر موجود تھا اور انہیں حکم دیا جا چکا تھا کہ جب وہ آئیں تو ان کی پیروی کرنا اس کے باوجود وہ اپنی ضد پر ڈٹے ہوئے تھے اور اپنے ساتھی یہودیوں سے کہتے تھے کہ مسلمانوں کو ہرگز نہ بتاؤ کہ ہماری کتاب تورات میں یہ خوشخبری اور حکم موجود ہے کیونکہ اگر انہیں پتہ چل گیا تو پھر تو یہ ہمارے خلاف اللہ کے ہاں دلیل اور چارج شیٹ بن جائے گی اور ہمیں ہماری کتاب کے حوالے سے یہاں بھی جھوٹا ثابت کر دیا جائے گا لیکن وہ بھول گئے تھے کہ اللہ نے تو جو وہ چھپاتے ہیں ظاہر کر دیا ہوا ہے۔

7- اللہ تعالیٰ ان یہودیوں کی حالت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو تورات پڑھ ہی نہیں سکتے انہیں کچھ بھی معلوم نہیں کہ اس میں کیا لکھا ہے اس کے باوجود وہ امید لگائے ہوئے ہیں کہ ان کی وہ جھوٹی امیدیں اور خواہشیں پوری ہو جائیں گی کہ ان کی نجات کے لئے انہی میں سے کوئی نبی آئے گا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے پاس کچھ بھی نہیں سوائے ایسے وہم گمان کے اور وہ اپنے ایسے مفروضوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں

قَلِيْلًا ۭ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ
وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ۝٧٩

پھر کہتے ہیں ''یہ اللہ کی طرف سے ہے''
تاکہ وہ اس سے حقیر سا مالی فائدہ حاصل کرلیں
سوان لوگوں کے لئے ذلت وبربادی ہے
اس کی وجہ سے جوانہوں نے خود لکھا ہوا ہے
اور ذلت وبربادی ہے ان کے لئے
وہ سب جوانہوں نے اس سے کمایا ہے [8]

80- وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۭ
قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ
عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝٨٠

80- اور وہ کہتے ہیں
''ہرگز نہیں چھوئے گی ہمیں
دوزخ کی آگ
مگر چند گنے چنے دن ہی''
پوچھئے ''کیا تم نے اللہ سے ایسا وعدہ لے رکھا ہے
کہ اللہ اپنے اس وعدے کے خلاف نہیں کرے گا؟''[9]
یا تم اللہ کے ذمہ وہ چیز ڈالتے ہو
جس کے بارے میں تم کچھ بھی نہیں جانتے؟

81- بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْۗئَتُهٗ
فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝٨١

81- کیوں نہیں؟[10]
جس کسی نے برائی کمائی[11]

8- یہ یہودیوں کے تورات میں تبدیلیاں کرلینے اور خود ہی اللہ کے احکام کو بدل لینے کے جرم کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ سے ان کے لئے ذلت اور بربادی لکھ دی گئی ہے

9- یہ یہودیوں کے اس عقیدہ اور پراپیگنڈہ کی طرف اشارہ ہے جو وہ دوسروں کو کہا کرتے تھے کہ ہم اللہ کی محبوب قوم ہیں ہمیں دوزخ کی آگ چھوئے گی بھی نہیں اور اگر ہم میں سے کوئی دوزخ میں جائے گا بھی تو چند روز سے زیادہ وہاں نہیں رہے گا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان سے پوچھو کہ کیا تم نے اللہ سے اس سلسلہ میں کوئی وعدہ لیا ہوا ہے کہ وہ اس کی خلاف ورزی نہیں کرے گا؟

10- ''کیوں نہیں'' یعنی وہ کیوں نہیں جائیں گے دوزخ میں؟ اس سے آگے اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ دوزخ میں کون جائے گا اور جنت والے کون ہوں گے

11- نیکی کے نام پر برائی کمانا برائی سے بھی بدتر ہے یعنی کسی دنیاوی مفاد یا لذت کے لئے ایسی برائی کرنا ایسے لوگ جب سوچ سمجھ کر برائی کا بزنس کرتے ہیں تو وہ گناہوں کی دلدل میں خود چھلانگ لگاتے ہیں

اور اسے اس کے گناہوں نے گھیرے رکھا
تو ایسے لوگ دوزخ کے ساتھی ہیں
وہ ہمیشہ ہی اسی میں رہیں گے

82- وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٨٢﴾ ع

82- اور جو لوگ ایمان لائیں
اور نیک کام کریں
وہ ہیں جنت والے
وہ ہمیشہ ہی اسی میں رہیں گے

10

83- وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ
اِلَّا اللّٰهَ ۟ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا
وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ
اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٨٣﴾

83- اور یاد کرو
جب ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا تھا کہ
نہ عبادت کرنا مگر اللہ کی ہی
اور نیک سلوک کرنا
اپنے والدین کے ساتھ
اور قرابت والوں کے ساتھ
اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ
اور لوگوں سے بھلائی کی بات کہنا
اور قائم رہنا نماز پر
اور دینا زکوٰۃ
مگر تم اس سے پھر گئے تھے
تم میں سے تھوڑوں کے سوا
اور تم تو ہو ہی پھر جانے والے

84- وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ
وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ
وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾

84- اور یاد کرو
جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا تھا کہ
تم آپس میں ایک دوسرے کا خون نہ بہانا
اور اپنے میں سے کسی کو اپنے مسکن سے نہ نکالنا
اور تم نے اس کا اقرار کیا تھا
اور تم خود اسے تسلیم کرتے ہو

85- ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ
فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ ؗ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ
بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ؕ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى
تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ؕ
اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ
فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْیٌ
فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى
اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾

85- اس کے بعد
تم ہی تو ہو
جو قتل کرتے ہو آپس میں ایک دوسرے کو
اور تم نکال دیتے ہو اپنے میں سے ایک گروہ کو
اس کے گھروں سے [1]
اور تم ان کے خلاف جتھے بندیاں بناتے ہو
گناہ اور زیادتی کرتے ہوئے
اور اگر وہ گروہ تمہارے پاس جنگی قیدی بن کر آئیں
تو تم ان کا فدیہ ادا کرتے ہو
حالانکہ تم پر تو
انہیں نکال دینا ہی حرام تھا

1- مدینہ میں یہودیوں کے بیس کے قریب قبیلے تھے ان میں سے تین اہم تھے بنو قریظہ بنو نضیر اور بنو قینقاع پہلے دو یہودی قبیلوں بنو قریظہ اور بنو نضیر نے مل کر بنو قینقاع کو ان کی زمینوں اور گھروں سے نکال دیا تھا اور وہ مدینہ (یثرب) کی مرکزی بستی میں عرب قبیلہ بنو خزرج کے درمیان آ بسے تھے اور زمینوں سے محروم ہو جانے کے بعد تجارت اور دکانداری کے پیشوں سے وابستہ ہو گئے تھے اگرچہ یہودی اپنی ساری تاریخ میں آپس میں لڑتے رہے ہیں اور ایک دوسرے کو اس کی بستیوں اور گھروں سے نکالتے رہے ہیں لیکن اہل علم کا خیال ہے کہ اس جگہ اشارہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے بنو قینقاع کو ان کی زمینوں اور بستیوں سے لڑ کر نکال دینے کی طرف ہے

تو کیا تم ایمان رکھتے ہو
کتاب کے بعض حصوں پر
اور اس کے بعض حصوں کا انکار کرتے ہو؟[2]
سو نہیں ہے اس کی جزا
جو کوئی تم میں سے ایسا کرتا ہے
مگر خواری ہی
اس دنیا کی زندگی میں
اور قیامت کے دن وہ[3]
سخت عذاب کی طرف پھیر دیئے جائیں گے
اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے غافل نہیں ہے

2- بنوقینقاع اس دشمنی اور بنوخزرج کے درمیان آباد ہونے کی وجہ سے ان کے اتحادی ہوتے تھے بنوقریظہ اور بنونضیر عرب قبیلہ بنواوس کی آبادیوں کے درمیان آباد تھے اور ان کے اتحادی ہوتے تھے رسول اللہ ﷺ کی ہجرت سے پہلے بنوخزرج اور بنواوس کی جولڑائیاں ہوتی تھیں ان میں بنوقینقاع بنوخزرج کے ساتھ مل کر بنواوس اور ان کے اتحادی یہودی قبیلوں بنوقریظہ اور بنونضیر کے خلاف لڑتے تھے اور ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے لیکن ان لڑائیوں میں بنوخزرج جن یہودیوں کو قیدی بنا لیتے تھے اور وہ زرفدیہ دینے کے قابل نہیں ہوتے تھے بنوقینقاع اپنے پاس سے ان کا فدیہ دے کر انہیں رہا کرا دیتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ اپنی کتاب تورات کے حکم پر عمل کررہے ہیں اسی طرح بنوقریظہ اور بنونضیر کے یہودی اپنے اتحادی بنواوس سے بنوقینقاع کے ایسے ہی قیدیوں کو رہا کرا دیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم تورات کے حکم پر عمل کررہے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم نے تو ہم سے وعدہ کیا ہوا تھا کہ تم آپس میں نہ لڑو گے اور نہ ہی اپنے یہودیوں کو ان کے گھروں اور بستیوں سے نکالو گے مگر اس وعدے کے باوجود تم لڑتے بھی رہے ہو اور انہیں گھروں سے نکالتے بھی رہے ہو اور ان کا خون بھی بہاتے رہے ہو تو اس طرح تم نے تورات کے کچھ احکام کی خلاف ورزی کی لیکن پھر تم اپنے پاس سے فدیہ دے کر اپنے اتحادیوں سے اپنے مخالف یہودیوں کو رہا بھی کرا دیتے ہو اور کہتے ہو کہ ہم تورات کے احکام پر عمل کررہے ہیں اور اس طرح تم تورات کے بعض حصوں پر عمل کرتے ہو اور بعض کی خلاف ورزی کرتے ہو حالانکہ تمہارے لئے تو نہ آپس میں لڑنا جائز تھا نہ آپس میں ایک دوسرے کا خون بہانا جائز تھا اور نہ ہی انہیں گھروں سے نکالنا جائز تھا وہ سب کچھ تو تم نے کیا اور عرب قبائل کے ساتھ مل کر دوسرے یہودیوں پر ظلم اور زیادتی کا گناہ کرتے رہے ہو اور اس کے باوجود تمہارا دعویٰ ہے کہ تم تورات کے احکام پر عمل کرتے ہو

3- اللہ تعالیٰ ان یہودیوں کے حوالے سے اپنا سب کے لئے اصول بیان فرماتے ہیں کہ جس طرح یہودیوں نے اللہ کے احکام پر عمل نہیں کیا اور آپس کے نفاق اور باہمی قتل اور ظلم کی وجہ سے اس دنیا میں خوار ہوتے رہے اور روز جزا وہ عذاب کی طرف پھیر دیئے جائیں اسی طرح اور بھی جو کوئی قوم ایسا کرے گی اس کا انجام بھی ایسا ہی ہوگا

ع ۱۰

86- اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ اشۡتَرَوُا الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا بِالۡاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنۡهُمُ الۡعَذَابُ وَلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ ﴿۸۶﴾	86- وہ تو ایسے لوگ ہیں جو خریدتے ہیں اس دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے میں سو ہرگز نہیں کم کیا جائے گا ان پر سے عذاب اور نہ ہی ان کی مدد کی جائے گی

11

87- وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ وَقَفَّيۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ بِالرُّسُلِ وَاٰتَيۡنَا عِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ الۡبَيِّنٰتِ وَاَيَّدۡنٰهُ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌۢ بِمَا لَا تَهۡوٰٓى اَنۡفُسُكُمُ اسۡتَكۡبَرۡتُمۡ ۚ فَفَرِيۡقًا كَذَّبۡتُمۡ وَفَرِيۡقًا تَقۡتُلُوۡنَ ﴿۸۷﴾	87- اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی اور اس کے بعد ہم نے یکے بعد دیگرے رسول بھیجے تھے اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو روشن نشانیاں دی تھیں اور ہم نے اس کی جبریل سے مدد کی تھی تو کیا ایسا نہیں کہ جب بھی کوئی رسول تمہارے پاس وہ کچھ لے کر آیا جو تمہارے نفس کو پسند نہیں تھا تو تم سرکش ہو گئے تھے؟ اور بعض کو تم نے جھٹلایا تھا اور بعض کو تم نے قتل کر دیا تھا
88- وَقَالُوۡا قُلُوۡبُنَا غُلۡفٌ ؕ بَلۡ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفۡرِهِمۡ فَقَلِيۡلًا مَّا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۸۸﴾	88- اور وہ کہتے ہیں ''ہمارے دل غلافوں میں ہیں''[1]

1- یہودی کہتے تھے ''قُلُوۡبُنَا غُلۡفٌ'' یعنی اپنے دین پر ہمارا یقین اتنا مستحکم ہے کہ اس کے بارے میں کسی قسم کا شبہ ہمارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہو سکتا کہ ''ہمارے دل تو غلافوں میں ہیں''

نہیں!
بلکہ اللہ نے ان پر لعنت کر دی ہے
ان کے انکار کی وجہ سے
اور وہ بہت تھوڑے حصہ پر ایمان رکھتے ہیں [2]

89- وَ لَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ
لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚۖ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا
بِهٖ ۫ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾

89- اور جب ان تک ایک کتاب پہنچ گئی ہے [3]
اللہ کی طرف سے
جو تصدیق کرتی ہے اس کی جو ان کے پاس تھی
اور اس سے پہلے وہ
مشرکوں پر فتح مانگا کرتے [4]
اور جب ان تک سچ پہنچ گیا
جس سے وہ واقف ہیں
تو انہوں نے اس کو ماننے سے انکار کر دیا ہے
سو اللہ کی لعنت ہے کافروں پر

90- بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ
اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ
يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ
وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۹۰﴾

90- کیا ہی بری چیز ہے جس کی خاطر
انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ دیا ہے
کہ وہ انکار کرتے ہیں اس کا
جو اللہ نے بھیجا ہے
اس حسد کی وجہ سے [5]

2- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ حسد اور جہالت کی وجہ سے اسلام قبول نہیں کر رہے اور اپنے جس دین کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ اس پر انہیں اتنا پختہ یقین ہے کہ اس کے بارے میں شک و شبہ ان کے دلوں میں داخل ہی نہیں ہو سکتا یہ تو اس کے بھی بہت تھوڑے حصہ پر یقین رکھتے ہیں جیسا کہ ان کے اعمال سے ظاہر ہے

3- قرآن کریم

4- خیبر کے یہودی پڑوسی عرب قبیلہ بنی غطفان سے ہر لڑائی میں شکست کے بعد دعا کرتے آئے تھے "اے اللہ امی نبی محمد کی بعثت سے ہمیں ان پر فتح دے"

5- قرآن کریم کا اور محمد بن عبداللہ ﷺ کی نبوت کا یہودی اس حسد کی وجہ سے انکار کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نسلاً ان میں سے نہیں بلکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی آل سے ہیں اور عرب ہیں

کہ اللہ نازل کرتا ہے
اپنے کرم سے
اپنے جس بندے پر چاہا
پس انہوں نے کمایا ہے
غضب بالائے غضب
اور کافروں کے لئے
رسوا کرنے والا عذاب ہے

91- وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ
بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَ يَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۗ وَ هُوَ
الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۗ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ
اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۱﴾

91- اور جب ان سے کہا جاتا ہے
''ایمان لاؤ اس پر
جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے''
کہتے ہیں ''ہم تو اس پر ایمان رکھتے ہیں
جو ہم پر نازل کیا گیا تھا''
اور وہ انکار کرتے ہیں اس کا
جو کچھ اس کے علاوہ ہے
حالانکہ وہ تو ایسا حق ہے
جو ان کے پاس والے کی تصدیق کرتا ہے [6]
پوچھو ''تو پھر تم اللہ کے نبیوں کو کیوں قتل کرتے رہے ہو
اب سے پہلے
اگر تم اس پر ایمان رکھتے تھے؟''

6- قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر یہ بات کہی گئی ہے کہ قرآن تصدیق کرتا ہے ''ان کے پاس والے کی'' یا ''جو پہلے آئی ہیں'' اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن ان سب آسمانی کتابوں کی آمد کی تصدیق کرتا ہے ان میں سے کسی کے بارے میں یہ نہیں کہتا کہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں تھی خواہ وہ تورات تھی یا اللہ کی طرف سے بھیجی کوئی اور کتاب تھی لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تورات میں تحریف کے بعد آپ ﷺ کی بعثت کے وقت یہودیوں کے پاس جو کتاب تھی یا جواب ہے قرآن اس کے ہر لفظ کی تصدیق کرتا ہے قرآن کریم میں یہودیوں کی طرف سے اللہ کی طرف سے بھیجی تورات میں اپنی خواہشات کے مطابق تحریفات اور تبدیلیاں کرنے کا ذکر موجود ہے جیسا کہ اس سے پہلے آیت 79 میں بھی ذکر آیا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر یعنی تحریف اور تبدیلی کر کے اسے اللہ کی طرف سے قرار دے دیتے ہیں

92- وَ لَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾	92- اور تمہاری طرف موسیٰ آیا تھا روشن ہدایات لے کر تو تم نے بچھڑے کی پوجا شروع کردی تھی اُس کے بعد اور تم نے ظلم کیا تھا
93- وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ اسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا ۗ وَ اُشْرِبُوْا فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖۤ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۳﴾	93- اور یاد کرو جب ہم نے تم سے عہد لیا تھا اور ہم نے تم پر کوہ طور کو بلند کیا کہ "ہم نے تمہیں جو کچھ دیا ہے اسے مضبوطی سے پکڑ لو اور سنو غور سے" انہوں نے کہا تھا "ہم سنتے ہیں اور ہم نافرمانی کرتے ہیں"[7] اور ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت نے جگہ بنالی تھی ان کے کفر کرنے کی وجہ سے[8] کہہ دیجئے "بہت ہی برا ہے وہ جس کا تمہیں تمہارا یہ عقیدہ حکم دیتا ہے اگر واقعی تم کوئی عقیدہ رکھتے ہو"

7- اعمال کے ذریعے اس کو مسترد کرتے ہیں

8- تورات کے احکام اور پیغام سے پیٹھ پھیر لینے اور عارضی مفادات کی وجہ سے ان پر عمل نہ کرنے کے سبب ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت پیدا ہوگئی تھی جس سے وہ مرادیں مانگنے لگے تھے

94- قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۹۴

94- ان سے کہیں ''اگر آخرت کا وہ گھر
جو اللہ کے پاس ہے
صرف تمہارے لئے ہی مخصوص ہے
باقی سب انسانوں کو چھوڑ کر
تو اپنے لئے موت کی تمنا کرو
اگر تم سچے ہوتو''[9]

95- وَ لَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝۹۵

95- اور وہ ہرگز موت کی تمنا نہیں کریں گے
کبھی بھی
اس کمائی کی وجہ سے
جو وہ آگے بھیج چکے ہیں[10]
اور اللہ ان ظالموں سے خوب واقف ہے

96- وَ لَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝۹۶ ع

96- اور یقیناً تم ضرور انہیں
سب لوگوں سے
زندگی کے زیادہ حریص پاؤ گے
اور ان سے بھی زیادہ حریص جو شرک کرتے ہیں
ان میں سے ہر ایک چاہتا ہے
کہ کاش اسے ہزار سال کی عمر مل جائے

9- یہودی کہتے تھے کہ جنت صرف اور صرف ان کے لئے یعنی بنی اسرائیل کے لئے ہے اور کوئی اور جنت میں نہیں جائے گا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان سے کہو کہ اگر تم سچ کہتے ہوتو پھر اس دنیا کے مصائب کیوں اٹھا رہے ہو؟ اپنے لئے موت کی آرزو کرو

10- ایک طرف ان کا عقیدہ ہے کہ وہ جنت میں جائیں گے اور وہاں پر ان کی اللہ سے ملاقات ہوگی اور دوسری طرف وہ اس دنیا کی زندگی کے حریص ہیں ایسا کیوں ہے؟ وہ جنت میں جانے کے لئے اپنے لئے موت کیوں پسند نہیں کرتے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں معلوم ہے کہ اس دنیا سے انہوں نے کیا کمائی کر کے آگے بھیجی ہوئی ہے اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ انہیں خود بھی اپنے اس عقیدے پر پختہ یقین نہیں

اور اتنی عمر کا مل جانا بھی
انہیں عذاب سے رہائی نہیں دلا سکتا
اور اللہ دیکھ رہا ہے
جو کچھ بھی وہ کر رہے ہیں

12

97- قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۷﴾

97- جو کوئی جبریل سے عداوت رکھتا ہے اس سے کہیے [1]
کہ وہ تو تمہارے قلب پر یہ قرآن
اللہ کے حکم سے اتارتا ہے
پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والا
اور ہدایت
اور بشارت
اہل ایمان کے لئے

98- مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾

98- جو بھی کوئی دشمن ہے
اللہ کا
اور اس کے فرشتوں کا
اور اس کے رسولوں کا
اور جبریل کا اور میکائیل کا
تو اللہ تو
ایسے کافروں کا دشمن ہے

1- یہودیوں کے جبریل کو اپنا قومی دشمن سمجھنے کی وجوہ میں سے تین اہم تھیں اللہ تعالیٰ اپنے آخری رسول ﷺ پر قرآن کریم جبریل کے ذریعے اتارتے تھے جبکہ یہودیوں کا نظریہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی صرف بنی اسرائیل میں سے ہی کسی پر آ سکتی ہے آپ ﷺ چونکہ بنی اسرائیل میں سے نہیں تھے اس لئے وہ جبریل کو اپنا قومی دشمن سمجھتے تھے کہ وہ آپ ﷺ کے لئے وحی لا کر ان سے دشمنی کرتا ہے وہ کہتے تھے کہ ہماری قوم پر جب بھی کوئی مصیبت آئی اس کا پیغام جبریل ہی لائے تھے وہ ہمارے لئے تنگی، سختی، عذاب اور تکالیف کا فرشتہ ہے قرآن کریم میں یہودیوں کی قومی منافقت، جرائم اور اللہ کے احکام سے بغاوت کی جو تفاصیل ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ نے جبریل کے ذریعے ہی اتاری تھیں میکائیل کے بارے میں ان کا عقیدہ تھا کہ وہ رحمت، راحت اور تخفیف کا فرشتہ ہے اس لئے وہ اسے اپنا قومی دوست بتاتے تھے

99- وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ
بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿٩٩﴾

99- اور ہم نے تیری طرف
روشن آیات بھیجی ہیں
اور نہیں انکار کرتا ان کا کوئی بھی
مگر وہی جو فاسق ہیں

100- اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ
بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠٠﴾

100- کیا ایسا نہیں ہے کہ
جب بھی انہوں نے کوئی عہد کیا
تو اسے ایک طرف اٹھا پھینکا
ان میں سے کسی جماعت نے؟
بلکہ ان میں سے اکثر تو ایمان ہی نہیں رکھتے

101- وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ
لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ
كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠١﴾

101- اور جب بھی ان کے پاس کوئی رسول آیا
اللہ کی طرف سے
ان کے پاس والی کی تصدیق کرتا ہوا
تو پھینک دیا تھا
اہل کتاب میں سے ایک جماعت نے
اللہ کی کتاب کو[2]
اپنی پشتوں کے پیچھے
جیسے کہ وہ اس کو جانتے ہی نہ ہوں

102- وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ
وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا

102- اور انہوں نے اس چیز کی پیروی کی تھی
جو شیاطین پڑھ کر سنایا کرتے تھے

2- یہاں اللہ کی کتاب سے مراد تورات ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی آمد کی خوشخبری موجود ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس خوشخبری پر ایمان لاتے ہوئے آپ ﷺ کی دعوت قبول کرنے کی بجائے ان کا رویہ ایسا ہے جیسے وہ تورات اور اس خوشخبری کے بارے میں کچھ جانتے ہی نہ ہوں اس طرح انہوں نے تورات کو پس پشت ڈال رکھا ہے اور تورات کے احکام کو مسترد کر دینے کا ان کا یہ رویہ ہمیشہ سے رہا ہے۔

يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ؕ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ؕ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝١٠٢

سلیمان کے ملک میں
جبکہ کفر سلیمان نے نہیں کیا تھا[3]
اور لیکن شیاطین نے کفر کیا تھا
وہ سکھاتے تھے لوگوں کو جادو
اور وہ چیز
جو بابل میں[4]
دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر اتری تھی
اور نہیں سکھاتے تھے وہ دونوں کسی کو کچھ بھی
جب تک وہ اسے بتا نہ دیتے
''ہم تو صرف آزمائش کے لئے ہیں
سو تو کفر نہ کر''
سو وہ لوگ ان دونوں سے وہ چیز سیکھتے تھے
جس کے ذریعے وہ جدائی ڈال دیتے تھے
مرد اور اس کی بیوی کے درمیان
اور وہ نہیں نقصان پہنچا سکتے تھے
اس کے ذریعے کسی کو بھی
مگر اللہ کے اذن سے ہی
اور وہ لوگ وہ چیز سیکھتے تھے

3- یہودیوں کے پاس اس وقت جو بائبل ہے اس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کو بت پرستی میں مبتلا بتایا گیا ہے یہودی انہیں جادوٹونے کا عامل اور بانی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ان الزامات کی تردید فرماتے ہیں اور جادوٹونے کو اللہ کے پیغام اور احکام سے انکار قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ایسا کفر شیطان صفت جن اور انسان کیا کرتے ہیں

4- بابل کا شہر زمانہ قدیم سے ہی جادوٹونے کے مرکز کے حوالے سے مشہور رہا تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہاروت اور ماروت بابل کے دو بڑے جادوگر تھے بعض اہل علم بھی دو فرشتوں ہاروت اور ماروت سے مراد بابل کے دو بڑے جادوگر انسان ہی بتاتے ہیں اور جادو کا علم بھی دیگر علوم کی طرح انہیں اللہ نے دیا تھا ان کی اپنی ایجاد نہیں تھا

جو انہیں نقصان پہنچاتی تھی

اور انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی تھی

اور وہ جانتے تھے کہ

جو کوئی بھی اسے خریدتا ہے

نہیں ہے اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ

اور وہ بہت ہی بری قیمت تھی

جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ دیا تھا

اے کاش انہیں اس کا علم ہوتا

103- وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ
اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ ع

103- اور اگر وہ ایمان لائے ہوتے

اور ان کے دلوں میں اللہ کا ڈر ہوتا

تو یقیناً اللہ کے ہاں انہیں اس کا بہتر اجر ملتا

اے کاش وہ جانتے ہوتے

13

104- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا
انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾

104- اے ایمان والو

نہ کہا کرو ''رَاعِنَا''

بلکہ کہا کرو ''اُنْظُرْنَا''[1]

اور توجہ سے سنا کرو

اور کافروں کے لئے ہے دردناک عذاب

1- یہودی جب اللہ کے رسول ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوتے تو بات چیت کے دوران کہتے ''رَاعِنَا'' جس کے معنی ہیں ''ہم پر شفقت فرمائیں اور ہماری بات کی طرف توجہ فرمائیں'' لیکن وہ اس انداز میں ''رَاعِنَا'' کہتے تھے کہ اس سے ان کی رعونت اور سرکشی ظاہر ہوتی تھی اور معنی بدل جاتے تھے جیسے ''تم ہماری سنو گے تو ہم تمہاری سنیں گے'' اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم حضور ﷺ کے سامنے یہ لفظ استعمال نہ کیا کرو بلکہ ''اُنْظُرْنَا'' کہا کرو جس کے معنی ہیں ''ہماری طرف توجہ فرمائیں'' اس کے ساتھ ہی حکم دیا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی بات پوری توجہ سے سنا کرو تاکہ بار بار پوچھنے کی ضرورت ہی نہ رہے

105- مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾	105- ہرگز نہیں پسند کرتے حق کا انکار کرنے والے اہل کتاب اور نہ ہی مشرکین کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے کوئی بھلائی اترے اور اللہ چن لیتا ہے اپنی رحمت سے جسے چاہے اور اللہ فضل عظیم کرنے والا ہے
106- مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ	106- ہم اپنا جو کوئی حکم منسوخ کرتے ہیں [2]

2- آیات سے مراد قرآن کریم کی آیات بھی ہے جس کا ترجمہ عام طور پر نشانیاں کیا جاتا ہے اور اس کا مطلب اللہ تعالیٰ کے احکام بھی ہے اصل میں آیات یا نشانیاں بھی تو اللہ کی طرف سے نازل کردہ احکام ہی ہوتے ہیں یہودی کہتے تھے کہ اللہ کی طرف سے آئے احکام یا آیات میں کوئی تبدیلی یا ترمیم نہیں ہوسکتی اسی بہانے وہ کہا کرتے تھے کہ ہم بائبل کو اس لئے نہیں مانتے کہ اس میں تورات کے احکام میں تبدیلی اور ترمیم کردی گئی ہے اللہ کی طرف سے قرآن آیا تو بھی انہوں نے یہی کہا کہ ہم اسے کیسے مان لیں اس کے ذریعے بھی ہمارے پاس جو کتاب ہے اس کے کئی احکام بدل گئے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب ہم پہلے دیا گیا اپنا کوئی حکم بدلتے ہیں یا کسی ایسے حکم پر عمل کرنا منسوخ کردیتے ہیں ''اَوْ نُنْسِهَا'' تو اس میں ہماری طرف سے تمہارے لئے کوئی بھلائی ہوتی ہے اور ہم تو ہر چیز بدل دینے کی قدرت رکھتے ہیں تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ ہم کسی حکم میں ترمیم و اضافہ نہیں کرسکتے پہلے جو احکام تھے وہ بھی تو ہماری طرف سے ہی تھے نئے احکام بھی ہماری طرف سے ہی ہیں اور ہم جب کوئی احکام بدلتے ہیں تو نیا حکم نئی صورتحال کے حوالے سے پہلے والے سے بہتر جاری فرماتے ہیں یا اس کی مانند ہی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مختلف ادوار میں بھیجے گئے احکام انسان کی ارتقائی منازل کی ضرورتوں کے مطابق تھے حضرت آدمؑ کے وقت بہن بھائی کی شادی کی اجازت تھی یہ اس وقت کی ضرورت تھی جب نسل آدم میں اضافہ ہوگیا تو یہ حکم بدل دیا گیا بنی اسرائیل میں شروع میں دو حقیقی بہنوں سے شادی کی اجازت تھی پھر وہ حکم بھی بدل دیا گیا تھا پہلے مسلمان بیت المقدس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے تھے پھر حکم آیا کہ بیت الحرام (مکہ) کی طرف رخ موڑلو اصل چیز تو اللہ کے حکم کا ماننا ہے مگر وہ اللہ کی طرف سے آئے سچ کو مانتے تو اپنے حسد و تکبر کی وجہ سے نہیں تھے اور بہانہ یہ بناتے تھے کہ یہ کیسی اللہ کی کتاب ہے جس نے ہماری طرف بھیجی کتاب کے احکام ہی بدل دیئے ہیں ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا بعض اہل علم آیات کا مطلب احکام کی بجائے قرآن کریم کی آیات ہی لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم پہلے نازل کردہ آیات منسوخ کرکے ان کی جگہ اور آیات ان جیسی ہی یا ان سے بہتر بھیج دیتے ہیں اس موقف کو ثابت کرنے کیلئے طویل بحثیں کی گئیں ہیں جبکہ جس سیاق و سباق میں یہودیوں کا ذکر ہوتا آیا ہے اسے سامنے رکھیں تو قرآن کی کسی آیت کے منسوخ ہوجانے کی ایسی بحثوں کی ضرورت ہی دکھائی نہیں دیتی

اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝۱۰۶	یا اسے فراموش کرا دیتے ہیں تو ہم لے آتے ہیں اس سے بہتر یا اس کی مانند کیا تم جانتے نہیں کہ اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے؟
107- اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ ۝۱۰۷	107- کیا تم جانتے نہیں کہ اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی اور نہیں ہے تمہارے لئے سوائے اللہ کے کوئی کارساز اور نہ کوئی مدد کرنے والا؟
108- اَمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَ مَنْ یَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ۝۱۰۸	108- کیا تم بھی چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے اسی طرح کے سوال پوچھو جیسے سوال موسیٰ سے پوچھے جاتے تھے اس سے قبل؟[3] اور جو کوئی ایمان کی بجائے کفر اختیار کر لیتا ہے تو وہ راہ راست گم کر دیتا ہے

3- جہاں دل میں اللہ کا ڈر ہو وہاں بلا کسی توقف اور حیل و حجت کے اللہ کے حکم کو مان لیا جاتا ہے اور جہاں دل میں خوف نہ ہو وہاں اسی طرح کے سوال پوچھے جاتے ہیں جیسے یہودیوں نے اس گائے کے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھے تھے جسے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حکم دیتے ہیں کہ تم بنی اسرائیل والا رویہ اختیار نہ کرنا بلا ضرورت بحث و مباحثہ نہ کرنا اور احکام پر خلوص سے عمل کرنا حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ فضول باتوں، ضرورت سے زیادہ پوچھ پڑتال اور مال ضائع کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے

109- وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ
مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ
اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ
فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۗ
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝١٠٩

109- اہل کتاب میں سے اکثر چاہتے ہیں
کہ وہ تمہیں کسی طرح
تمہارے ایمان لانے کے بعد
کفر کی طرف پھیر دیں
اس حسد کی وجہ سے
جو ان کے دلوں میں ہے
اس کے بعد جو حق ان پر واضح ہو چکا ہے
سو تم لوگ انہیں ذہن سے نکال دو
اور ان کا نوٹس نہ لو
یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ نافذ کر دے
اللہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

110- وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۗ وَمَا تُقَدِّمُوْا
لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ۗ
اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝١١٠

110- اور نماز قائم کرو
اور زکوٰۃ دیا کرو
اور جو کچھ بھی تم اپنے لئے آگے بھیجتے ہو
بھلائی میں سے
تم اسے اللہ کے ہاں پالو گے
یقیناً اللہ دیکھ رہا ہے جو کچھ بھی تم کرتے ہو

111- وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ
هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۗ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ۗ قُلْ هَاتُوْا
بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝١١١

111- اور وہ کہتے ہیں
''ہرگز نہ داخل ہوگا جنت میں
مگر وہی جو یہودی ہو یا عیسائی ہو''
یہ ان کی جھوٹی خواہشات ہیں
ان سے کہو ''لاؤ اپنے اس دعویٰ کی کوئی سند [4]

4- تمہارے پاس جو کتاب ہے یعنی یہودیوں کی تورات یا عیسائیوں کی انجیل ان میں سے اس کی سند دکھاؤ کہ تم نے ہی جنت میں جانا ہے اور کسی نے نہیں

اگر تم سچ کہتے ہو"

112- بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ ع

ع ۱۳ ۹ ۱۳

112- ہاں!

جس کسی نے اپنے آپ کو[5]

اللہ کے سامنے جھکا دیا

اور نیکوکار ہو گیا

تو اس کے لئے اس کا اجر ہے

اس کے رب کے ہاں

اور ایسے لوگوں کے لئے کوئی خوف نہیں

اور نہ ہی انہیں کوئی دکھ پہنچے گا

14

113- وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَیْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَیْءٍ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

113- اور یہودی کہتے ہیں

"عیسائیوں کے مذہب کی بنیاد کسی بھی سچائی پر نہیں"

اور عیسائی کہتے ہیں

"یہودیوں کے مذہب کی بنیاد کسی بھی سچائی پر نہیں"

اور وہ سب کتاب پڑھتے ہیں[1]

اسی طرح وہ لوگ بھی کہتے ہیں

جو کچھ بھی نہیں جانتے

5- مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ: سے مراد صرف اپنا چہرہ ہی اللہ کے حضور جھکا دینا نہیں اور نہ اس کا یہ مطلب ہے کہ "جس نے اپنا سر جھکا دیا" انسان کا چہرہ اس کے وجود اور شخصیت کا اظہار ہوتا ہے اس لئے چہرہ جھکانے کا مطلب ہے اپنے کو اللہ کے حکم کے ماتحت لے آنا اور اس کے احکام کو دل سے مان کر ان پر عمل کرنا

1- یہودی اور عیسائی دونوں اہل کتاب ہیں وہ اپنی اپنی مذہبی کتاب پڑھتے ہیں یہودی، عیسائیوں کے مذہب کو بے بنیاد قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس مذہب کو وہ مانتے ہیں اس میں کچھ بھی سچ نہیں اور عیسائی یہودیوں کے مذہب کو بے بنیاد قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس مین کچھ بھی سچ نہیں

ان جیسی بات ہی [2]

سواللہ قیامت کے روز ان کے درمیان فیصلہ کرے گا

ان باتوں کا جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں [3]

114- وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ
يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ
مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَاۗىِٕفِيْنَ ڛ
لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ
عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾

114-اور اس سے بڑا ظالم کون ہے

جو اللہ کی مسجدوں میں

اللہ کے نام کا ذکر کرنے سے منع کرتا ہے؟

اور وہ انہیں اجاڑنے کی کوشش کرتا ہے؟ [4]

ایسے لوگ تو اس قابل ہی نہیں

کہ وہ ان میں داخل بھی ہوں

2- ''جو کچھ بھی نہیں جانتے'' سے مراد وہ سب لوگ ہیں جو اہل کتاب نہیں تھے ان میں عرب کے بت پرست بھی شامل تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ بھی یہودیوں اور عیسائیوں کی مانند اپنے مذہب کو ہی سچ قرار دیتے ہیں اور باقیوں کے مذاہب کو بے بنیاد قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کی بنیاد کسی بھی سچ پر نہیں گویا اہل کتاب اور مشرک ایک ہی جیسے ہیں ان میں کچھ بھی فرق نہیں اس سے ان کی آگہی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ سب آنکھیں بند کرکے اور دلوں کے دروازوں کو قفل لگا کر بلا سوچے سمجھے اپنے دین کو ہی سچ قرار دیئے جا رہے ہیں اور کسی اور دین کے بارے میں سوچنے پر بھی تیار نہیں اس حوالے سے یہودی عیسائی اور مشرک گمراہی کی ایک ہی سطح پر ہیں

3- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس چیز میں وہ ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے ہیں اور جس گمراہی کی وجہ سے وہ اپنے اپنے دین کو ہی سچ قرار دے رہے ہیں قیامت کے روز جب وہ اللہ کے حضور پیش ہوں گے تو انہیں پتہ چلے گا کہ اس میں سچ کتنا تھا اور جھوٹ کتنا تھا اس حقیقت کے بیان سے اس دور کے یہودیوں عیسائیوں اور مشرکوں کی دینی حالت کا بھی بیان مقصود ہے اور اللہ کی طرف سے آئے سچ کے بارے میں ان کے رویہ، تعصب اور تکبر کا بیان کرنا بھی مقصود ہے

4- مسجد حرام سارے عربوں کی عبادت گاہ ہوتی تھی مشرکوں نے اپنے الگ الگ بت وہاں رکھے ہوئے تھے اس کے باوجود کسی ایک بت کے پوجنے والے دوسرے کسی بت کے پجاریوں کو وہاں عبادت کرنے سے نہیں روکتے تھے لیکن توحید اور اس کی دعوت سے خوفزدہ مشرکین مکہ مسلمانوں کو وہاں نماز پڑھنے سے روک دیتے تھے وہ انہیں اسلامی طریقہ سے طواف بھی نہیں کرنے دیتے تھے انہیں طاقت سے حج اور عمرہ سے روکنے کی کوشش کرتے تھے اس آیت میں ان کے اس ظلم کی طرف اشارہ ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اصل میں وہ اسے ویران کرنے کی حرکتوں میں مبتلا ہیں کیونکہ ان کے جبر اور ظلم کے نتیجے میں فساد ہونے کا خطرہ تھا ہجرت سے پہلے مسلمانوں کو حرم میں نماز پڑھنے سے روکنے پر متعدد بار حرم میں جھگڑا ہوا تھا اسلامی تعلیمات اور اللہ کے رسول ﷺ کی سنت کی روشنی میں کوئی بھی کسی بھی مسجد میں کسی کو نماز پڑھنے سے منع نہیں کرسکتا اللہ کے رسول ﷺ نے تو مسجد نبوی میں نجران کے عیسائیوں تک کو اپنے طریقہ سے عبادت کرنے کی اجازت دے دی تھی اور عبادت کی آزادی کی بے مثل شہادت فراہم کردی تھی

مگر ہاں ڈرتے ہوئے
ایسوں کے لئے دنیا میں خواری ہے[5]
اور آخرت میں ان کے لئے عذاب عظیم ہے

115- وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿١١٥﴾

115- اور اللہ ہی کا ہے مشرق اور مغرب
سو تم جس طرف بھی اپنا رخ موڑو
اللہ کا چہرہ وہیں ہے
اللہ تو ہر چیز پر وسیع ہے
سب کچھ جاننے والا ہے[6]

116- وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿١١٦﴾

116- اور وہ کہتے ہیں "اللہ ایک بیٹا رکھتا ہے"
اس کے لئے تو بے حد وحساب پاکیزگی ہے[7]
نہیں![8]
بلکہ اسی کا ہے جو کچھ بھی ہے
آسمانوں میں اور زمین میں

5- اہل علم کا خیال ہے کہ یہ شرک پر توحید کے غلبہ اور مکہ کی فتح کی بشارت ہے کہ مسلمانوں کو حرم سے روکنے والوں کو اللہ ذلیل کرنے والا ہے

6- ہجرت کے بعد مدینہ میں مسلمان بیت المقدس کے رخ نمازیں ادا کیا کرتے تھے جب اللہ کی طرف سے اجازت مل گئی تو وہ مسجد حرام کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھنے لگے اس پر یہودیوں اور مشرکوں نے کہنا شروع کر دیا کہ تمہاری ان نمازوں کا کیا بنے گا جو تم بیت المقدس کی طرف رخ کر کے پڑھ چکے ہو اہل علم کا خیال ہے کہ یہ آیت ان کے پراپیگنڈہ کے جواب میں آئی تھی کہ اللہ کسی ایک جگہ تو مقیم نہیں مشرق ومغرب تو سب اس کے ہیں اور اس کی ذات تو ہر جگہ موجود ہے اس لئے کوئی جدھر بھی اپنا رخ موڑتا ہے اللہ کا چہرہ اور حاکمیت وہاں بھی ہوتے ہیں اس کا علم اور اس کی وسعت تو تمام وسعتوں کا احاطہ کئے ہوئے ہیں کوئی چیز بھی ان سے باہر نہیں "وَاسِعٌ" کا مطلب ہے "وہ جس کی وسعت نے کائنات کی ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے"

7- عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا مانتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ان باطل اور خالق ومالک کائنات کے تقدس اور پاکیزگی کے منافی نظریات کی تردید فرماتے ہوئے اپنی ذات کے بارے میں کہتے ہیں کہ "سُبْحٰنَهٗ" جس کے معنی ہیں اتنا پاک جتنی کائنات کی کوئی اور چیز پاک نہیں ایسا جس جیسی کائنات میں اور کوئی چیز نہیں، جو کامل ہے جس جیسی کوئی اور چیز کامل ہو ہی نہیں سکتی بیوی رکھنا اور اس سے بچے پیدا کرنا تو اس کی پیدا کردہ مخلوقات کی خصوصیات ہیں جو کوئی اللہ سے ایسی خصوصیات وابستہ کرتا ہے جو اس نے اپنی پیدا کی مخلوقات کو دی ہیں وہ اس کی پاکیزگی وسعت اور کاملیت سے انکار کرتا ہے

	سب ہی
	اس کی خواہش کے پابند ہیں
117- بَدِيۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ؕ وَاِذَا قَضٰۤى اَمۡرًا فَاِنَّمَا يَقُوۡلُ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ ﴿۱۱۷﴾	117-وہ آسمانوں اورزمین کو
	عدم سے وجود میں لانے والا ہے [9]
	اور جب وہ کسی کام کا ارادہ کر لیتا ہے
	تو وہ اسے صرف یہ کہتا ہے ''ہوجا''
	اور وہ ہوجاتا ہے
118- وَقَالَ الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ لَوۡلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوۡ تَاۡتِيۡنَآ اٰيَةٌ‌ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّثۡلَ قَوۡلِهِمۡ‌ؕ تَشَابَهَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ‌ؕ قَدۡ بَيَّنَّا الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ يُّوۡقِنُوۡنَ ﴿۱۱۸﴾	118-اور وہ لوگ جو کچھ بھی نہیں جانتے کہتے ہیں
	''اللہ ہم سے کیوں نہیں کلام کرتا
	یا ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آتی ؟''
	ایسا ہی ان لوگوں نے بھی کہا تھا
	جو ان سے پہلے تھے [10]
	ان کی بات جیسی بات ہی
	ان کے دل ایک جیسے ہی ہیں

8- نہیں! سے اللہ تعالیٰ ان کے باطل اور شانِ الٰہی کے منافی عقیدوں کی ایک بار پھر نفی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تو زمین و آسمان کی ہر چیز کا مالک ہے اور کائنات کی ہر چیز تو اس کی خواہش اور مرضی کی پابند ہے تو پھر ہے کوئی اور اس جیسا؟ اگر کوئی کہے کہ اللہ کا بھی بیٹا ہے یا وہ بھی اپنے پیدا کردہ انسانوں جیسی خصوصیات رکھتا ہے تو اصل میں وہ خود بے سمجھ اور بے علم ہے جاہل ہے کہ سب چیزوں کے خالق و مالک سے حیوانی خصوصیات وابستہ کر رہا ہے

9- بدیع کا مطلب ہے عدم سے وجو میں لانے والا: جب کائنات کی کسی چیز کا بھی کوئی وجود نہیں تھا تو جس نے اسے وجود عطا کیا تھا اللہ تو وہ ہے جس کے سامنے نہ کوئی نمونہ تھا نہ ماڈل تھا کہ جس کے مطابق اس نے کائنات بنائی ہو نہ ہی اسے اس کو وجود بخشنے کیلئے کوئی میٹریل جمع کرنے کی ضرورت پیش آئی تھی اس نے ''ہوجا'' کہا اور جو اس نے جیسا چاہا تھا ہو گیا اور اس کا یہ ''ہوجا'' کہنے سے ''ہوجانے'' کا اختیار بھی اس کے ہی پاس ہے پھر عیسیٰ علیہ السلام کو وہ بن باپ کے کیوں پیدا نہیں کر سکتے تھے؟

10- آیت نمبر 55 اور 56 میں یہودیوں کے ان لوگوں کا ذکر ہو چکا ہے جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ جب تک ہم اپنی آنکھوں سے اس اللہ کو نہ دیکھ لیں جس نے تم کہتے ہو کہ تمہیں ہماری طرف نبی بنا کر بھیجا ہے ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے ایسے لوگ وہی ہوتے ہیں جو دین اور سچ کو دل سے ماننے پر آمادہ نہیں ہوتے کیونکہ ان کے دلوں میں اللہ کا ڈر نہیں ہوتا اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو لوگ اس قسم کا مطالبہ کرتے ہیں ان کے دل بھی انہی یہودیوں جیسے ہیں

ہم واضح کر چکے ہیں اپنی نشانیاں
ان لوگوں کے لئے جو یقین رکھتے ہیں

119- إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَّنَذِيرًا ۙ وَّلَا تُسْـَٔلُ
عَنْ أَصْحٰبِ الْجَحِيمِ ﴿١١٩﴾

119- بلا شبہ ہم نے تمہیں سچ کے ساتھ بھیجا ہے
مژدہ سنانے والا اور خبردار کرنے والا
اور نہیں پوچھا جائے گا تم سے
اہل دوزخ کے بارے میں [11]

120- وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى
تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۗ
وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَآءَكَ
مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ
وَّلَا نَصِيرٍ ﴿١٢٠﴾

120- اور تم سے ہرگز خوش نہیں ہوں گے
یہودی اور نہ عیسائی
جب تک تو ان کے دینی طریقوں کے طابع نہ ہو جائے
کہہ دیجئے "بے شک اللہ کی طرف سے دی ہدایت ہی
اصل ہدایت ہے"
اور اگر تم نے ان کی خواہشات کی پیروی کی
اس کے بعد جو تیرے پاس علم آچکا ہے
تو نہیں ہے تیرے لئے
اللہ سے بچانے والا
کوئی محافظ اور نہ کوئی مددگار

وقف منزل

121- الَّذِينَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُونَهٗ حَقَّ
تِلَاوَتِهٖ ۗ أُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهٖ ۗ وَمَنْ
يَّكْفُرْ بِهٖ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ﴿١٢١﴾ ع

121- وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی ہے
وہ اسے پڑھتے ہیں
جیسا کہ اسے پڑھنا چاہیے [12]

ع ۱۴ ۹ ۱۴

11- اللہ تعالیٰ اپنے آخری نبی سے فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ کو سچ کے ساتھ بھیج دیا ہے آپ کا کام اس پر عمل کرنے والوں کو قیامت کے روز کی نعمتوں کی خوشخبری دینا اور اس کا انکار کرنے والوں کو دوزخ کی آگ سے ڈرانا ہے اس کے باوجود اگر کسی کے دل میں اللہ کا ڈر جگہ نہیں بناتا اور وہ برائیوں سے باز نہیں آتا تو اس کی وجہ سے دوزخ میں جانے کا وہ خود ذمہ دار ہوگا آپ ہر کسی کو ہر حال میں دوزخ سے بچا لینے اور ہدایت کی راہ پر ڈال دینے کے ذمہ دار نہیں

وہ لوگ ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں
اور جو کوئی اس کا انکار کرتا ہے
تو ایسے لوگ ہی ہیں
جو خسارے میں ہیں

15

122- یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ وَ اَنِّیۡ فَضَّلۡتُکُمۡ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۲۲﴾	122-اے بنی اسرائیل یاد کرو میرا وہ انعام جس سے میں نے تمہیں نوازا تھا اور وہ جو میں نے تمہیں سب قوموں پر فضیلت دی تھی [1]
123- وَ اتَّقُوۡا یَوۡمًا لَّا تَجۡزِیۡ نَفۡسٌ عَنۡ نَّفۡسٍ شَیۡئًا وَّ لَا یُقۡبَلُ مِنۡهَا عَدۡلٌ وَّ لَا تَنۡفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّ لَا هُمۡ یُنۡصَرُوۡنَ ﴿۱۲۳﴾	123-اور اس دن سے ڈرتے رہو جب نہیں بن سکے گا کوئی بھی فرد کسی اور فرد کا بدل ذرہ بھر بھی [2]

12-جو اہل کتاب سچ کو جاننے اور سمجھنے کی نیت سے اس کتاب کو پڑھتے ہیں جو ان کے پاس ہے وہ قرآن پر ایمان لانے پر مجبور ہو جاتے ہیں ان کی کتابوں میں اللہ کے آخری نبی کی نشانیاں اور خوشخبری موجود ہے اگر ان کی نیت سچ تک پہنچنے کی ہو تو وہ اسلام تک پہنچ جاتے ہیں اور وہ جو رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کے سلسلہ میں اپنی کتاب پر عمل نہیں کرتے اور اسلام قبول کرنے سے انکار کر رہے ہیں وہ خسارے میں ہیں

1- اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو آیت 122 اور 123 میں اپنے وہی اکرام یاد دلائے ہیں جو آیت 47 اور 48 میں یاد دلائے تھے وہاں اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر کئے اپنے احسانات بیان کرنے کے علاوہ اس کی نافرمانیوں کا بھی ذکر کیا تھا یہاں انہیں قوموں پر ترجیح دینے کا اپنا احسان یاد دلایا ہے اور روز جزا نجات اور بخشش کی بنیاد بیان کرنے کے بعد اگلی آیات میں ان شرائط کا بیان ہے جن پر پورا اترنے والوں کو اللہ تعالیٰ امامت عطاء کرتے ہیں

2- یہودی کہتے ہیں کہ ہمارے لئے آل یعقوب علیہ السلام ہونا ہی کافی ہے روز قیامت اسی بنیاد پر ہماری بخشش ہو جائے گی عیسائی کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے مصائب کے بدلے میں ہمیں سزا نہیں ہو گی اللہ تعالیٰ ان کے ایسے عقیدے کو باطل قرار دیتے ہوئے انسانوں کی نجات اور بخشش کا اصول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس روز فیصلہ ان کے ذاتی اعمال کی بنیاد پر ہو گا اور قرآن اور محمد رسول اللہ ﷺ کے آجانے کے بعد ذاتی اعمال بھی قرآنی احکام پر عمل کرنے یا نہ کرنے کے معیار پر جانچے جائیں گے نجات اور بخشش کسی تعلق کسی کی شفاعت یا مدد سے نہیں ہو سکے گی اس روز نہ کوئی کسی کی مدد کر سکے گا خواہ کوئی بھی ہو نہ کسی کی اس وجہ سے بخشش ہو سکے گی کہ وہ فلاں کی آل سے ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے حضور کوئی بھی کسی کی سفارش کر سکے گا

اور نہ کسی فرد سے فدیہ قبول کیا جائے گا
اور نہ فائدے دے سکے گی اسے کوئی شفاعت
اور نہ ہی انہیں کہیں سے کوئی مدد ملے گی

124- وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ
قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ
ذُرِّيَّتِىْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۴﴾

124- اور یاد کرو
جب ابراہیم کو اس کے رب نے
بعض باتوں میں آزمایا تھا
اور وہ ان میں پورا اترا[3]
تو کہا "میں تو تمہیں لوگوں کا امام بناؤں گا"[4]
اس نے کہا "اور میری آل میں سے بھی!"
کہا "میرا وعدہ تو ظالموں تک نہیں پہنچا کرتا"[5]

125- وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَ
اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى
اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ
وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾

125- اور یاد کرو کہ ہم نے بنایا تھا کعبہ کو
انسانوں کیلئے مقامِ اجتماع
اور امن کی جگہ
اور تم لوگ بنالو مقامِ ابراہیم کو نماز کی جگہ
اور ہم نے تاکید کی تھی ابراہیم کو اور اسماعیل کو

3- کلمات سے مراد احکام ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو آزمانے کے لئے انہیں کچھ احکام دیئے اور وہ ان پر عمل کرنے میں کامیاب رہے

4- جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے میں مستعد اور کامیاب رہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں انسانوں پر اپنی حاکمیت کے قیام کے لئے چن لیا امام کا مطلب یہاں وہ حاکم ہے جو اللہ کی زمین اور اس کے بندوں کے دلوں پر اللہ کی حاکمیت قائم کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے اس سے مراد عام دنیاوی حکمران نہیں

5- اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری موصول ہونے پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ سے درخواست کی کہ میری آل سے بھی امام بنا دینا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تم سے جو عہد کر رہا ہوں ظالم لوگ اس کے دائرے میں نہیں آئیں گے ظالم سے مراد انصاف نہ کرنے والا ہے اللہ کے احکامات کی موجودگی میں جو بھی کوئی ان پر عمل نہیں کرتا وہ بے انصافی کرتا ہے کیونکہ وہ جو بھی کچھ کرتا ہے اپنی مرضی سے کرتا ہے اور جو بھی کوئی ایسا ظلم کرتا ہے وہ اللہ کی زمین اور اللہ کے بندوں کے دلوں پر اللہ کی حاکمیت کے قیام کا اہل نہیں ہوسکتا

کہ پاک کرو میرا گھر [6]

طواف کرنے والوں کیلئے

اور اعتکاف کرنے والوں کیلئے

اور رکوع و سجود کرنے والوں کیلئے

126- وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾

126- اور وہ وقت جب ابراہیم نے کہا تھا

"میرے پروردگار بنادے اس جگہ کو امن کا شہر

اور اس کے باسیوں کو پھلوں کا رزق دے

انہیں جو ایمان لائیں ان میں سے

اللہ پر اور روز قیامت پر"

فرمایا "اور جو کوئی کافر ہوگا

میں اسے بھی فائدہ پہنچاؤں گا

تھوڑے عرصہ تک [7]

پھر میں دھکیل دوں گا اسے آگ کے عذاب میں

اور وہ بدترین ٹھکانہ ہے"

6- اللہ تعالیٰ کعبہ کو "میرا گھر" کہہ کر اعلان کرتے ہیں کہ یہ صرف میرے لئے ہے اور "صاف کرو" کا حکم اللہ کے گھر کو کوڑا کرکٹ سے پاک کرنا ہی نہیں بلکہ اسے مذہبی کوڑا کرکٹ بتوں، بت پرستوں، مشرکانہ رسومات و عادات سے مکمل طور پر پاک کرنے کا حکم ہے

7- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو امن کا شہر بنا دینے کی دعا کی تھی اور صرف اللہ اور روز قیامت پر ایمان لانے والوں کے لئے دنیاوی آسانیوں اور پھلوں کے فراواں رزق کی دعا کی تھی اللہ تعالیٰ کا قانون تو یہ ہے کہ بندوں کے بنیادی اعمال کا اصل اجر انہیں روز قیامت ملے گا اچھا یا برا جو بھی ملے گا وہیں ملے گا اس لئے اللہ تو ایسا نہیں کرتا کہ کسی شہر علاقہ اور ملک کے صرف انہی باسیوں کو رزق دے جو اس پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہوں اور باقیوں کا رزق بند کردے اللہ تعالیٰ اپنے اس اصول کی وضاحت فرماتے ہیں "کہ جو کافر ہوگا تھوڑے عرصہ کیلئے میں اسے بھی فائدہ پہنچاؤں گا" "تھوڑے عرصہ کیلئے" سے مراد اس دنیا کی زندگی ہے ہمیشہ کی زندگی تو اس زندگی کے خاتمہ پر شروع ہوتی ہے جس کے مقابلے میں اس دنیا کی زندگی کتنی بھی ہو بہت تھوڑی ہے اس کی وضاحت اس سے کردی ہے کہ اس عرصہ کے ختم ہونے پر وہ دوزخ کی طرف دھکیل دیے جائیں گے

127- وَ اِذۡ یَرۡفَعُ اِبۡرٰهٖمُ الۡقَوَاعِدَ مِنَ الۡبَیۡتِ وَ اِسۡمٰعِیۡلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۱۲۷﴾	127-اور وہ وقت جب ابراہیم اور اسماعیل اس گھر کی بنیادیں اٹھاتے تھے تو انہوں نے دعا کی تھی ''اے ہمارے پروردگار ہم سے یہ قبول فرمالے بے شک تو ہی ہے سب کچھ سننے والا اور جاننے والا
128- رَبَّنَا وَ اجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَیۡنِ لَکَ وَ مِنۡ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّۃً مُّسۡلِمَۃً لَّکَ ۪ وَ اَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَ تُبۡ عَلَیۡنَا ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ ﴿۱۲۸﴾	128-اے ہمارے رب ہمیں اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری آل میں سے ایک گروہ کو اپنا فرمانبردار بنا اور بتا ہمیں طریقے عبادت کے اور مناسک حج کے اور ہم سے درگزر فرما بیشک تو ہی ہے بہت زیادہ معاف کرنے والا مہربان
129- رَبَّنَا وَ ابۡعَثۡ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِکَ وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ وَ یُزَکِّیۡهِمۡ ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۱۲۹﴾ ع	129-اے ہمارے پروردگار بھیج ان کے درمیان ایک رسول انہی میں سے[8] جو انہیں پڑھ کر سنائے

ع ۱۵ ۸ ۱۵

8- اللہ تعالیٰ آل ابراہیم علیہ السلام پر واضح کرتے ہیں کہ یہ جو تم میں سے ہی ایک رسول میں نے تمہاری طرف بھیجا ہے یہ میری اپنی حکمت بھی ہے اور تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام نے بھی یہی دعا کی تھی اب اگر تم انکار کرتے ہو تو اپنے باپ کے بھی نا خلف کہلاؤ گے

تیری آیات
اور انہیں تعلیم دے
کتاب کی اور حکمت کی
اور انہیں پاک کرے
بے شک تو ہے
بہت ہی غلبہ والا
صاحبِ حکمت''

16

130- وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾

130- اور کون روگردانی کرتا ہے
ابراہیم کے دین سے؟
مگر وہی جس نے
اپنے نفس کو حماقت میں مبتلا کر لیا
اور جبکہ ہم نے اس کو چن لیا تھا
اس دنیا میں [1]
اور آخرت میں تو وہ
صالحین میں ہوگا

131- اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾

131- جب اس کے رب نے اس سے کہا تھا
''سرِ تسلیم خم کر دے''
تو اس نے کہا تھا ''میں نے سرِ تسلیم خم کر دیا
سب جہانوں کے پروردگار کے حضور'' [2]

1- حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کے توحید پر پختہ ایمان کی وجہ سے چن لیا تھا اور انہیں برگزیدہ بنا دیا تھا

2- یہودی کہتے تھے کہ ''ہم تو اپنے آباؤ اجداد کے معبود کی عبادت کرتے ہیں'' مگر اللہ تعالیٰ تو سب جہانوں اور انسانوں کا رب ہے وہ کسی خاص قوم قبیلہ کا تو رب ہے نہیں یہودیوں کی اس مذہبی تنگ نظری اور تعصب کی روشنی میں ان کا اللہ کے بارے میں نظریہ محدود تھا ان کا رب تو قبائلی اللہ بن کر رہ گیا تھا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس معبود کی عبادت کرنے کا تمہارے باپ ابراہیم نے خود عہد کیا ہوا ہے وہ تو سب جہانوں کے پروردگار کی عبادت کا عہد ہے اور وہی معبود ہے جس کی طرف اسلام دعوت دیتا ہے مگر تم اپنے باپ سے عہد کے باوجود اپنے نسلی اور قبائلی تعصب کو چھوڑنے پر تیار نہیں ہو رہے

132- وَ وَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَ يَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِيَّ
اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا
وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ؕ ﴿١٣٢﴾

132-اور اسی کی وصیت کی تھی
ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو
اور یعقوب نے
''اے میرے بیٹو
اللہ نے تمہارے لئے یہ دین خالص چن لیا ہے
سو تم ہرگز نہ مرنا
مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو''

133- اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ
اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ؕ قَالُوْا
نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ
وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿١٣٣﴾

133- کیا تم گواہ تھے
جب موت کا وقت یعقوب کے قریب آیا تھا؟
جب اس نے اپنے بیٹوں سے پوچھا تھا
''تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟''
انہوں نے کہا تھا ''ہم عبادت کریں گے
تیرے معبود کی
اور تیرے اجداد
ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق
کے معبود کی
جو واحد معبود ہے
اور ہم سب اسی کے تابع فرمان رہیں گے''

134- تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ لَكُمْ
مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَ لَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٣٤﴾

134-وہ ایک جماعت تھی جو جا چکی ہے
ان کے لئے ہے جو کچھ انہوں نے کمایا تھا
اور تمہارے لئے ہے جو تم کماتے ہو

اور تم سے اس کے بارے میں
نہیں پوچھا جائے گا
جو وہ کرتے ہوتے تھے [3]

135- وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۳۵﴾

135- اور وہ کہتے ہیں
''ہو جاؤ یہودی یا عیسائی
ہدایت پا لو گے''[4]
کہہ دو ''نہیں!
بلکہ ابراہیم کے دین پر
جو حنیف تھا
اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھا''

136- قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

136- تم کہہ دو ''ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر
اور اس پر جو ہمارے لئے نازل ہوا ہے

3- بنی اسرائیل کے اجداد اور نبیوں کے حوالے سے اللہ تعالیٰ ایک بار پھر روز قیامت انسانوں کی نجات اور بخشش کا اپنا اصول بیان کرتے ہیں کہ اس روز کسی کے بارے میں فیصلہ اس پر ہوگا کہ اس نے خود دنیا میں کیا کمایا تھا اس پر نہیں کہ اس کے آباؤ اجداد کون کون تھے وہ کیسے تھے اور ان کے اعمال کیسے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ جماعت جو بھی تھی وہ آگے جا چکی ہے ان کو ان کے اپنے اعمال کا اجر ملے گا اور تم سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تمہارے آباؤ اجداد کے اعمال کیسے ہوتے تھے؟ اُن کا معاملہ ان سے ہے تمہارے اپنے اعمال اور کمائی کے حوالے سے تمہارا فیصلہ ہوگا اس لئے تمہارے لئے قرآن کریم اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر ایمان لانا لازم ہے

4- بنی اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد تھے اور دین ابراہیم اس دین کو کہا جاتا ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے بنی اسرائیل کے پاس جیسی بھی جو کتاب ہے وہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد میں آئی تھی اس کتاب کے حوالے سے ان کا مذہب جو بھی تھا اور جیسا ہو چکا تھا وہ تو دین ابراہیم نہیں تھا ابراہیم علیہ السلام توحید پر ایمان رکھتے تھے یہودیوں کی بت پرستی کی کہانیاں ان کی اپنی کتب میں بھری پڑی ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کائنات کے خدا پر ایمان رکھتے تھے ان کی دعوت سب انسانوں کے لئے تھی جبکہ یہودیوں کا تو اللہ بھی ان کے نسلی اللہ کا درجہ اختیار کر چکا تھا اسی طرح عیسائیوں کا مذہب بھی دین ابراہیم علیہ السلام کے بعد کا مذہب ہے جس میں خدا تعالیٰ اس کی بیوی اور بیٹے پر ایمان کو وہ نجات کیلئے ضروری قرار دیتے ہیں سو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ یہودی یا عیسائی ہونا نجات کے لئے ضروری قرار دیتے ہیں وہ تو خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر نہیں ان کے اس دعویٰ کی تو کوئی بنیاد ہی نہیں تم ایسا دعویٰ کرنے والوں سے کہہ دو کہ نہیں ایسا نہیں ہم تو اس دین پر ہیں جس کی طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام دعوت دیتے تھے اور جو حنیف تھے حنیف کے وسیع معنی مختصر الفاظ میں سچا توحید کا ماننے والا، توحید پر کوئی سمجھوتہ نہ کرنے والا ثابت قدم ہو سکتے ہیں جس کی زندگی اور موت توحید کے لئے ہوں

وَالۡاَسۡبَاطِ وَمَاۤ اُوۡتِىَ مُوۡسٰى وَعِيۡسٰى وَمَاۤ اُوۡتِىَ النَّبِيُّوۡنَ مِنۡ رَّبِّهِمۡ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيۡنَ اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ ۖ وَنَحۡنُ لَهٗ مُسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۳۶﴾	اوراس پر جواتارا گیا تھا ابراہیم اوراسماعیل اوراسحاق اور یعقوب اوراس کی آل پر اور جو دیا گیا تھا موسیٰ کواور عیسیٰ کو اور جو دیا گیا تھا سب نبیوں کو ان کے پروردگار کی طرف سے ہم ان میں سے کسی کے درمیان[5] کوئی فرق نہیں قائم کرتے اور ہم اللہ ہی کے تابع فرمان ہیں''
137- فَاِنۡ اٰمَنُوۡا بِمِثۡلِ مَاۤ اٰمَنۡتُمۡ بِهٖ فَقَدِ اهۡتَدَوۡا ۚ وَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا هُمۡ فِىۡ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكۡفِيۡكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۱۳۷﴾	137- پس اگر وہ لوگ ایمان لے آئیں تمہاری طرح ہی جس پر تم ایمان رکھتے ہو تو وہ ہدایت پا گئے اور اگر وہ پھر جاویں تو سوائے اس کے نہیں کہ وہ مخالفت کی ضد پر ہیں[6]

5- ہم ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام سب کو اللہ کے نبی مانتے ہیں اور بعض دوسروں کی مانند ان مین سے کسی ایک کا بھی انکار نہیں کرتے اور اللہ کے حکم کے سامنے سر جھکاتے ہوئے ان پر ایمان کے ساتھ قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو مانتے ہیں پہلے والے اپنے وقت کے لئے تھے آج کے لئے وہ پیغام سچا ہے جو دین ابراہیمؑ کی تکمیل کا پیغام ہے اور جس کی طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعوت دیتے ہیں

6- محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے اور مسلمانوں کے ایمان کے بنیادی نظریات بیان کر کے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تو اہل کتاب اس دعوت پر اسی طرح ایمان لے آئیں جس طرح مسلمان ایمان رکھتے ہیں تو وہ ہدایت کی راہ پر آ جائیں گے لیکن اگر وہ ایمان نہیں لاتے تو وہ تو جس دین پر حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور مختلف زمانوں میں اللہ کے مختلف نبی جس کی دعوت دیتے رہے تھے اور اب جس کی تکمیل کی دعوت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم دیتے ہیں اس کے مقابلے میں گمراہی پر ہی بضد ہوں گے

تو اللہ تم لوگوں کے لیے کافی ہوگا
ان کے خلاف[7]
اور وہ سب کچھ سنے والا جاننے والا ہے

138- صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿١٣٨﴾

138- یہ ہے اللہ کا رنگ[8]
اور اللہ سے رنگ میں کون بہتر ہے؟
اور ہم تو
اسی کی عبادت کرنے والے ہیں

139- قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِى اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿١٣٩﴾

139- کہو کیا تم ہم سے
اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہو؟
حالانکہ وہی ہے جو ہمارا پروردگار ہے
اور تمہارا پروردگار ہے
اور ہمارے لئے ہیں ہمارے اعمال
اور تمہارے لئے ہیں تمہارے اعمال
اور ہم لوگ تو
صرف اس کے ساتھ وابستہ ہیں[9]

7- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے سب لوگوں کے مقابلہ میں تمہارے لئے اللہ کافی ہے اور وہ ان کے مقابلہ میں تمہاری مدد کرے گا

8- صِبْغَةً: کے معنی رنگ کے ہیں اور "یہ ہے اللہ کا رنگ" سے مراد ہے کہ ہمارا دین جس پر ہم ثابت قدم ہیں اور جس کی طرف ہم دعوت دیتے ہیں وہ رنگ ہے جس میں اللہ اپنے بندوں کو رنگنا چاہتا ہے اور اپنے بندوں کے دل و دماغ اور قول و فعل سے جس کا اظہار دیکھنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہے کوئی اور جس کا رنگ یعنی طریقِ دین اس دین سے بہتر ہے؟ ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا اس لئے "ہم اس کے تابع فرمان ہیں"

9- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان یہودیوں اور عیسائیوں سے پوچھو کہ تم کس اللہ کے بارے میں ہم سے جھگڑتے ہو؟ اللہ تو وہ ہے جو ہمارا بھی پروردگار ہے اور تمہارا پروردگار بھی وہی ہے ہم تو پورے خلوص سے اس اللہ کی عبادت کرتے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے جبکہ تم یہودی کہتے ہو کہ وہ تو پیغمبر بھی ہم سے باہر کے کسی کو نہیں بھیج سکتا اور ہمارے علاوہ وہ کسی اور کو بخشے گا بھی نہیں اسی طرح عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں صرف عیسائیوں جیسے عقائد رکھنے والے ہی بخشے جائیں گے اور اللہ کسی بھی اور کو نہیں بخشے گا مگر ہمارا ایمان تو یہ ہے کہ ہر کوئی اللہ کی طرف سے متعین راہ ہدایت کی پیروی کی بنیاد پر بخشا جائے گا تم یہودیوں اور عیسائیوں کے جو عقائد ہیں وہ تمہارے ہی ہیں ہم ان کو مسترد کرتے ہیں

140- أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرٰهٖمَ وَإِسْمٰعِيلَ وَإِسْحٰقَ
وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا هُودًا أَوْ نَصٰرٰى ؕ
قُلْ ءَأَنْتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ
كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ
بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٤٠﴾

140- یا تم یہ کہتے ہو کہ
ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب
اور اس کی اولاد
یہودی یا عیسائی تھے؟"
پوچھو ان سے "کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ؟"[10]
اور کون ہے اس سے بڑا ظالم
جو چھپاتا ہے
وہ گواہی جو اس کے پاس موجود ہے
اللہ کی طرف سے آئی ہوئی[11]
اور اللہ
جو کچھ بھی تم کرتے ہو
اس سے غافل نہیں ہے

141- تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ
مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤١﴾

141- وہ ایک جماعت تھی
جو جا چکی ہے
ان کے لئے ہے جو کچھ انہوں نے کمایا
اور تمہارے لئے ہے جو تم کماتے ہو
اور تم سے ان کے اعمال کے بارے میں[12]
ہرگز نہیں پوچھا جائے گا"

10- یا تمہارے جھگڑے کی بنیاد یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام اور دوسرے نبی تم یہودیوں کے ہم عقیدہ تھے یا عیسائیوں کے ہم عقیدہ تھے؟ جبکہ تمہارے جو اس وقت عقائد ہیں یہ عقائد تو ان میں سے کسی کے بھی نہیں ہوتے تھے یہ عقائد تو تم نے ان کی تعلیمات اور کتب کو تبدیل کر کے خود بنائے ہوئے ہیں پھر جب تمہارے یہ عقائد ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام کے ہوتے ہی نہیں تھے تو تم ان کے ماننے والے کیسے ہو گئے؟

11- تمہاری کتاب میں اللہ کے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی گواہی موجود ہے مگر تم اس کو چھپاتے ہو کیا تم سے بڑا کوئی بے انصاف ہو سکتا ہے کہ تم اپنی کتاب کی گواہی کو بھی نہیں مان رہے؟

12- آیت 134 میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی نجات اور بخشش کا جو اصول بتایا ہے ایک بار پھر اسے دہراتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہیں تمہارے آباؤ اجداد کے اعمال کا اور نیکیوں کا کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا ان کے اعمال ان کے لئے ہیں تمہارے لئے تمہارے اعمال ہیں

سَیَقُوْلُ ۲ | 17 | سَیَقُوْلُ ۲

142- سَیَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ
قِبْلَتِهِمُ الَّتِیْ كَانُوْا عَلَیْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ
وَ الْمَغْرِبُ ؕ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۱۴۲﴾

142- لوگوں میں سے نادان کہیں گے [1]
"انہیں کس چیز نے پھیر دیا ہے
اس قبلہ سے جس پر وہ تھے؟"
کہہ دو "اللہ ہی کے ہیں مشرق اور مغرب
وہ جسے چاہے
راہ راست کی طرف
ہدایت دے دیتا ہے"

143- وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا
شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ یَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ

143- اور اس طرح سے [2]
ہم نے تمہیں بنا دیا ہے

1- یہ آیات تحویل قبلہ سے متعلق ہیں مکہ میں اللہ کے رسول ﷺ ایسے رخ نمازیں ادا کرتے تھے کہ کعبہ اور بیت المقدس دونوں سامنے آ جاتے ہجرت کے بعد ایسا ممکن نہ تھا مدینہ سے مکہ جنوب میں ہے اور بیت المقدس شمال میں مدینہ میں اسلامی ریاست کے قیام کے بعد سے امت کی تشکیل کے بہت سے احکام آ چکے تھے اور نافذ بھی ہو چکے تھے مگر مسلمان ابھی تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھا کرتے تھے امت کی شناخت اور احکام کی تکمیل کے لئے قبلہ کا تعین لازم تھا اللہ تعالیٰ نے بہت پہلے سے حج اور عمرہ فرض کر دیئے ہوئے تھے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے ہی دین ابراہیمی کے ماننے والوں کے لئے لازم چلے آتے تھے اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ بھی حکم دیا تھا کہ میرا گھر نمازیں پڑھنے والوں کے لئے پاک کرو مکہ میں مسجد حرام سارے عربوں کا اسی وقت سے روحانی مرکز تھی جسے ساری انسانیت کا قبلہ اللہ تعالیٰ نے خود قرار دیا ہوا تھا اس وقت سے جب بیت المقدس والی مسجد ابھی موجود بھی نہیں ہوتی تھی بعد میں اس خطہ میں اللہ کے نبی آتے رہے موسیٰ علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک وہیں ہوئے معراج کے سفر میں اللہ کے رسول ﷺ نے وہاں کی مسجد میں ہی نماز ادا کی تھی ان حوالوں سے بیت المقدس بھی دین ابراہیم والوں کے لئے اہمیت اختیار کر گیا تھا اللہ نے محمد بن عبداللہ ﷺ کو دین ابراہیم کی تکمیل کے لئے بھیجا تھا اور اس تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کی امت کیلئے اس قبلہ کا تعین بھی لازم تھا جو ابراہیم علیہ السلام کا ہوتا تھا محمد رسول اللہ ﷺ اس کے لئے اللہ سے رہنمائی کے طالب ہوتے تھے اسی لئے آپ ﷺ کا چہرہ بار بار آسمان کی طرف اٹھتا تھا ہجرت کے تقریباً ساڑھے سولہ ماہ بعد اللہ تعالیٰ نے امت کے قبلہ کا تعین کر دیا اور حکم دیا کہ مسلمان جہاں کہیں بھی ہیں، کعبہ یعنی مسجد حرام کی طرف رخ موڑ لیں اس حکم سے امت کا قبلہ متعین ہو گیا اہل توحید مسجد حرام کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھنے لگے تو مدینہ کے یہودیوں، مشرکوں اور بت پرستوں نے اس کے خلاف پراپیگنڈہ شروع کر دیا یہ آیات ان کے اسی پراپیگنڈہ کا جواب ہیں اور نادانوں سے مراد وہی لوگ ہیں جو یا تو دین ابراہیم علیہ السلام کے اصل قبلہ سے ناواقف تھے یا اپنے اپنے تعصب کی وجہ سے ایسا کر رہے تھے یہ اشارہ انہی لوگوں کی طرف ہے

2- یعنی مسجد حرام کو تمہارے لئے قبلہ بنا کر کیونکہ تاریخ اور دین ابراہیم علیہ السلام کے حوالے سے یہ انسانیت کے لئے مقرر کیا گیا اولین قبلہ ہے اور دین ابراہیمی کے ماننے والی امت کی وحدت کا نشان ہے

شَهِيدًا ۗ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا
إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ
عَلَىٰ عَقِبَيْهِ ۚ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ
هَدَى اللَّهُ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ۚ
إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿١٤٣﴾

اُمّتِ وَسَط [3]
تا کہ تم گواہ بن جاؤ
باقی لوگوں پر [4]
اور رسول تم پر گواہ ہو [5]
اور ہم نے نہیں بنایا تھا وہ قبلہ
جس پر تم ہوتے تھے
مگر اس لئے کہ ہم پہچان لیں اس کو
جو رسول کی پیروی کرتا ہے
اس سے
جو الٹے پاؤں پر پھر جاتا ہے [6]
اور یقیناً یہ بہت مشکل معاملہ تھا
مگر ان کے لئے نہیں
جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے

3- وَسَطُ: کا مفہوم بہت وسیع ہے میانہ رو، درمیانی، عدل وانصاف کرنے والی، عمدہ، بہتر، افضل سب اس مفہوم میں شامل ہے جو عدل کرتا ہے وہ سب کی سنتا ہے غور اور سنجیدگی سے اور فیصلہ دیتے وقت انصاف کے اصولوں کو سامنے رکھتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے تم کو "اُمَّةً وَّسَطًا" بنا دیا ہے یعنی افراط وتفریط سے بچنے والی افضل امت جو فیصلہ کرنے کے منصب پر فائز ہوگئی ہے فیصلہ کرنا امتوں کی امامت کا فریضہ بھی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم دین ودنیا کے روح اور جسم سے متعلق امور میں میانہ روی اختیار کرنے والی امت ہو اپنے مذہب کے حوالے سے نہ تو تم عیسائیوں کی مانند دنیا سے الگ ہو کر رہبانیت اختیار کرنے والے ہو اور نہ ہی یہودیوں کی مانند احکام موسوی پر عمل سے متعلق تم میں انتہا پسندی ہے

4- اللہ تعالیٰ نے جب محمد رسول اللہ ﷺ کو دین حنیف کی تکمیل کا مشن سونپا تھا اس وقت اہل کتاب میں سے عیسائی ایک امت تھے یہودی بھی ایک الگ امت کہلاتے تھے صابی، مشرک اور بے دین بہت سے دیگر گروہ بھی تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے تم کو ان سب کے لئے نمونہ بنا دیا ہے میانہ رو اور انصاف کرنے والوں کی جماعت جو سب کے پیروی کرنے کے لئے نمونہ اور ان پر گواہ ہوگی

5- یعنی رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے درمیان ان کے لئے عملی نمونہ ہیں اور ان کے اللہ کے حکم پر عمل کے گواہ ہیں

6- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اب تک تم بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھتے رہے ہو اب اس کی بجائے ہم نے مسجد حرام کو تم مسلمانوں کا قبلہ مقرر کر دیا ہے تو اس کا ایک مقصد یہ بھی دیکھنا ہے کہ کون بلا حیل وحجت ان احکام پر عمل کرتا ہے جو ہم اپنے رسول کے ذریعے بھیجتے ہیں دین کی روح احکام الٰہی کی پابندی ہے اس میں بحث مباحثہ اور دوسرے کیا کہیں گے، کی کوئی گنجائش نہیں

144- قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ
قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ
شَطْرَهٗ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ
اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ
عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾

اور اللہ تمہارے اس پر ایمان لانے کو[7]
ہرگز ضائع نہیں کرے گا
بلاشبہ اللہ تو ہے
لوگوں پر شفقت کرنے والا مہربان

144- ہم دیکھتے ہیں
تمہارے چہرے کا
بار بار آسمان کی طرف اٹھنا[8]
سو ہم پھیر دیتے ہیں تجھے
اس قبلہ کی طرف
جسے تو پسند کرتا ہے
تو موڑ لے اپنا چہرہ
مسجد حرام کی طرف
اور تم لوگ جس جگہ بھی ہو
موڑ لو اپنے چہرے اس کی طرف
اور بلاشبہ
وہ لوگ تو جنہیں کتاب دی گئی تھی
خوب جانتے ہیں کہ

7- یہودی اور منافق مسلمانوں سے کہتے تھے کہ اب تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے جو نمازیں تم پڑھ چکے ہو ان کا کیا بنے گا؟ اور ان کی نمازوں کا کیا بنے گا جو قبلہ کی تبدیلی سے پہلے فوت ہو چکے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قبلہ کی تبدیلی کے اللہ کے حکم پر عمل کرنا آسان نہیں تھا مگر جو لوگ دین حق پر ایمان لا چکے ہیں وہ تو اللہ کے ہر حکم پر عمل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے قبلہ تبدیل ہو جانے پر ایمان لے آنے کا اور اس پر عمل کا بھی اجر دے گا اور اسے ضائع نہیں جانے دے گا

8- اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہے کہ قبلہ کے بارے میں رہنمائی کے لئے تم بار بار ہماری رضا اور فیصلے کی خواہش کا اظہار کرتے رہتے ہو ہم نے تمہارے لئے جو قبلہ مقرر کیا ہے اسے جان کر تم خوش ہو جاؤ گے

اصل قبلہ تو یہی ہے
ان کے رب کی طرف سے [9]
اور اللہ ہرگز اس سے غافل نہیں
جو کچھ وہ لوگ کر رہے ہیں

145-وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ
مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ
وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۭ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ
اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ
اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۴۵

وقف لازم

145-اور اگر تم لے آؤ
ان لوگوں کے پاس جنہیں کتاب دی گئی تھی
سب نشانیاں بھی
پھر بھی وہ ہرگز تمہارے قبلہ کی پیروی نہیں کریں گے [10]
اور نہ ہی تم
ان کے قبلہ کی پیروی کرنے والے ہو
اور وہ تو آپس میں
ایک دوسرے کے قبلہ کو بھی نہیں مانتے
اور اگر تم نے
ان کی خواہشاتِ نفس کی پیروی کی
اس علم کے بعد
جو تمہارے پاس آچکا ہے
تو یقیناً تو ہو جائے گا
ظالموں میں سے

9- اہل کتاب خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ دین ابراہیم کے ماننے والوں کا اصل قبلہ مسجد حرام ہی ہے جو اللہ نے ان کے لئے متعین کر رکھا ہے

10-اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اہل کتاب جانتے تو ہیں کہ اصل قبلہ مکہ میں مسجد حرام ہی ہے مگر اس بارے میں سارے ثبوت بھی تم ان کے سامنے رکھ دو تو وہ پھر بھی اسے اپنا قبلہ نہیں بنائیں گے اہل کتاب میں سے یہودی بیت المقدس کو اپنے نسلی مرکز اور دین موسوی کے حوالے سے سب سے مقدس سمجھتے تھے اور عیسائی حضرت عیسیٰ کے حوالے سے وہ اسے چھوڑ کر مسجد حرام کو جو مسلمانوں کا قبلہ متعین کیا گیا تھا قبلہ ماننے پر کبھی آمادہ نہیں ہو سکتے تھے جس وقت اللہ تعالیٰ نے مکہ میں مسجد حرام کو مسلمانوں کا قبلہ متعین فرمایا تھا اس زمانے میں یروشلم بازنطینیوں کی سلطنت میں شامل ہوتا تھا جو عیسائی مذہب کے پیروکار تھے وہ یروشلم کو اپنا مقدس مذہبی مرکز تو مانتے تھے مگر عیسائی اپنے چرچوں میں عبادت کا رخ مشرق کی طرف رکھتے تھے یروشلم اور بیت المقدس ہر جگہ سے مشرق میں تو نہیں اس طرح ان کا اپنا رخ تھا

146- اَلَّذِيۡنَ اٰتَيۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ يَعۡرِفُوۡنَهٗ كَمَا يَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَهُمۡ ؕ وَاِنَّ فَرِيۡقًا مِّنۡهُمۡ لَيَكۡتُمُوۡنَ الۡحَقَّ وَهُمۡ يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۴۶﴾

146- وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی ہوئی تھی
وہ اس قبلہ کو ایسے پہچانتے ہیں
جس طرح وہ
اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں[11]
اور بلاشبہ
ان میں سے کچھ لوگ
اس سچ کو چھپاتے ہیں
اور وہ جانتے ہوئے بھی ایسا کرتے ہیں

147- اَلۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُمۡتَرِيۡنَ ﴿۱۴۷﴾ ع

147- تیرے رب کی طرف سے یہی اصل قبلہ ہے
پس تو ہرگز
شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا

18

148- وَلِكُلٍّ وِّجۡهَةٌ هُوَ مُوَلِّيۡهَا فَاسۡتَبِقُوا الۡخَيۡرٰتِ ؕ اَيۡنَ مَا تَكُوۡنُوۡا يَاۡتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيۡعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۴۸﴾

148- اور ہر کوئی ایک سمت رکھتا ہے
وہ اس کی طرف رخ کرتا ہے[1]
پس تم جلدی کرو
نیک کاموں کی طرف[2]

11- جس طرح باپ اپنے بیٹے کی شناخت کے بارے میں کبھی کسی شبہ میں نہیں ہو سکتا اسی طرح اہل کتاب کو دین ابراہیم علیہ السلام کے اصل قبلہ کی شناخت میں کوئی شبہ نہیں کیونکہ ان کی کتابوں میں اس کا ذکر موجود ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اسے نئے سرے سے تعمیر کیا تھا ابراہیم علیہ السلام یہودیوں کے جد امجد تھے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تو اسی کی آل میں سے تھے اور جس طرح ہر شخص اپنے بیٹے کو پہچانتا ہوتا ہے اسی طرح ہر شخص اپنے باپ کو بھی پہچانتا ہوتا ہے اس لئے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ آل ابراہیم علیہ السلام ہونے کے دعویدار بھی ہوں اس کے دین کے پیروکار ہونے کا بھی دعویٰ رکھتے ہوں اور اس قبلہ سے واقف ہی نہ ہوں جو ان کے باپ نے نئے سرے سے تعمیر کیا تھا

1- سب اہل کتاب عبادت کے وقت کسی نہ کسی طرف اپنا رخ موڑ لیتے تھے یہودی یروشلم کا رخ کرتے تھے عیسائی اس وقت مشرق کی سمت رخ کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اہل کتاب میں سے سب نے اپنے لئے ایک سمت معین کر لی ہے اور وہ سمت انہوں نے خود ہی اپنے لئے متعین کر رکھی ہے ہم نے وہ سمت ان کے لئے مقرر نہیں کی ہوئی

2- پس تم مسلمان جہاں بھی ہو اپنا رخ مسجد حرام کی طرف موڑ لو اور اس نیکی میں آگے نکلنے کی کوشش کرو تمہارے لئے جو قبلہ مقرر کیا گیا ہے وہ تو اللہ نے خود مقرر کیا ہے اور نیکی تو اللہ کے حکم پر عمل کرنا ہے ان آیات میں خاص طور پر ذکر قبلہ کی تبدیلی کا ہو رہا ہے اور اس پر یہودیوں اور عیسائیوں کے اعتراضات کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نیکی میں آگے نکلنے کا حکم دے رہے ہیں

تم جہاں کہیں بھی ہو گے

اللہ تم سب کو پا لے گا

بلاشبہ اللہ تو

جو چاہے کر سکتا ہے [3]

149- وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ ؕ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ
عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٤٩﴾

149- اور تو جہاں کہیں سے بھی نکلے

پس اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف موڑ لیا کر [4]

اور بلاشبہ یہی ہے اصل قبلہ

تیرے رب کی طرف سے [5]

3- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے مسلمانوں جن کا مسجد حرام کو قبلہ مقرر کر دیا گیا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو یا آگے ہوا کرو گے اللہ تم سب کو امت کی وحدت کی اس نشانی پر اکٹھا کر دے گا اور اگر کوئی کوشش بھی کرے تو اس میں رکاوٹ نہیں بن سکے گا کیونکہ جس اللہ نے تمہارے لئے یہ قبلہ مقرر کیا ہے وہ سب مسلمانوں کو اس ایک ہی قبلہ پر اکٹھا بھی کر سکتا ہے

4- یہاں حکم دیا جارہا ہے ''تُو جہاں کہیں سے بھی نکلے'' یعنی ''تو'' ایک اس سے اگلی آیت بھی اسی حکم سے شروع ہوتی ہے ''اور تُو جہاں کہیں سے بھی نکلے'' یعنی ''تُو'' جہاں بھی ہو اپنا رخ مسجد حرام کی طرف موڑ لے اس کے بعد حکم دیا ہے ''اور جس جگہ بھی تم ہوا کرو تو تم اپنے چہرے اسی کی طرف موڑ لیا کرو'' اس طرح حکم دیا جارہا ہے کہ کسی مسلمان تک جس وقت بھی جیسے حالات میں بھی اور جہاں کہیں بھی یہ حکم پہنچے وہ فوراً مسجد حرام کی طرف اپنا رخ موڑ لے اور آگے ''تو'' کی جگہ ''تم'' جمع کا صیغہ ہے جو حکم ایک کے لئے ہے وہی جہاں کہیں زیادہ مسلمان ہیں ان کے لئے بھی ہے اور ہمیشہ کے لئے ہے جب اللہ تعالیٰ نے مسجد حرام کو مسلمانوں کا قبلہ مقرر فرمایا تھا اس وقت مسلمان زیادہ تر تو مدینہ میں ہی تھے لیکن ایسا نہیں تھا کہ مسلمان صرف مدینہ میں ہی تھے مسلمان مکہ میں بھی تھے جیسے بھی حالات میں تھے حبشہ میں بھی تھے اور جزیرہ نمائے عرب کے دیگر علاقوں میں بھی تھے ''تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تم سب کو پا لے گا'' کا بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ اس ایک قبلہ پر تم سب اکٹھے ہو جاؤ گے اس زمانے میں اطلاعات اور احکام کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کے موجودہ وسائل تو ہوتے نہیں تھے اللہ کی طرف سے تحویل قبلہ کا حکم تو مدینہ میں آیا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ ہی یہ بھی حکم دے دیا کہ تم جہاں بھی ہو جب بھی تم تک یہ حکم پہنچے اسی وقت اپنا رخ مسجد حرام کی طرف موڑ لو کہ اب وہی امت کا قبلہ ہے اور ہمیشہ کیلئے اس کے اتحاد کی بھی علامت بنا دیا گیا ہے

5- قبلہ کی بات مسلمانوں، یہودیوں اور عیسائیوں کے حوالے سے ہو رہی ہے یہودی اور عیسائی بھی دعویٰ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہونے کا ہی کرتے تھے اللہ کے جن نبیوں کو وہ مانتے تھے وہ سب تھے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہی آل سے وہ سب کہتے بھی رہے تھے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہی آئے ہیں اس لئے یہودیوں اور عیسائیوں کا اگر کوئی قبلہ ہو سکتا تھا تو وہی ہو سکتا تھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ تھا اور حضرت ابراہیم کو اللہ نے خود حکم دیا تھا کہ بیت اللہ کی تعمیر نو کرو کیونکہ یہ میرا گھر اور تمہاری عبادت کی جگہ ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے مکہ میں بیت اللہ کی دیواریں اٹھاتے ہوئے دعا کی تھی اس وقت یروشلم میں یا کسی بھی اور مقام پر دین ابراہیم علیہ السلام والوں کا کوئی اور قبلہ نہیں ہوتا تھا اس پس منظر کے حوالے سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اصل قبلہ تو یہی ہے جو تم سب کے لئے مقرر کر دیا گیا ہے

150- وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ
شَطْرَهُ ۙ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۖ
إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ ۚ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي ۚ
وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥٠﴾

اور اللہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو
اس سے غافل نہیں ہے
150- اور تُو جہاں کہیں سے بھی نکلے
اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف موڑ لیا کر
اور تم لوگ جس جگہ بھی ہوا کرو
تو تم اپنے چہرے
اسی کی طرف موڑ لیا کرو
تاکہ نہ رہے لوگوں کے پاس
تمہارے خلاف کوئی دلیل [6]
سوائے ان لوگوں کے جو ان میں بے انصاف ہیں [7]
پس ان سے ہرگز نہ ڈرو
اور مجھ سے ہی ڈرو
تاکہ میں تم پر اپنا انعام پورا کر دوں [8]
اور اس لئے کہ
تم راہ راست پا سکو

6- جب مسلمان بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھا کرتے تھے تو یہودی اپنی برتری جتانے کیلئے کہتے تھے کہ تم تو نمازیں بھی ہمارے ہی قبلہ کی طرف رخ کر کے پڑھتے ہو وہ یہ بھی کہتے تھے کہ دین ابراہیم علیہ السلام پر تو ہم ہیں، اس حوالے سے مشرک عرب یہ دلیل بھی دے سکتے تھے کہ ایک طرف تمہارا دعویٰ ہے کہ تم دین ابراہیم علیہ السلام پر ہو اور دوسری طرف تم ابراہیم علیہ السلام کے قبلہ کی بجائے یروشلم کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھتے ہو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اب ان کے پاس ایسی کوئی دلیل رہ ہی نہیں گئی

7- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اب ان کے پاس نہ کوئی دلیل ہے اور نہ اسلام پر ایمان نہ لانے کا کوئی جواز یا بہانہ ہے اس کے باوجود ظالم لوگ ایسی باتیں کرتے رہیں گے

8- جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام بیت اللہ کی دیواریں اٹھا رہے تھے تو انہوں نے دعا کی تھی کہ (1) ہماری آل میں سے اپنے فرمانبرداروں کا ایک گروہ پیدا کرنا (2) ان میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجنا جو انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور پاک کرے اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی آل سے تھے ان کے ساتھ اس وقت اللہ کے فرمانبرداروں کا جو گروہ تھا اس کی اکثریت ◀◀

151- كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٥١﴾	151- جیسے کہ ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے تم ہی میں سے وہ تمہیں ہماری آیات پڑھ کر سناتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں تعلیم دیتا ہے کتاب وحکمت کی اور وہ تمہیں اس کی تعلیم دیتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے
152- فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِيْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ ﴿١٥٢﴾ ع	152- پس میرا ذکر کرتے رہو میں تمہیں یاد رکھوں گا[9] اور میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو

19

153- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٥٣﴾	153- اے ایمان والو مدد لو

◀◀ بھی آل ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام میں سے تھی اللہ کے رسول ﷺ انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے تھے اور پاک کرتے تھے جس کی تفصیل اگلی آیت 151 میں دی گئی ہے گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی وہ دعا پوری ہوگئی تھی اللہ تعالیٰ اہل توحید سے فرماتے ہیں کہ اس دعا کے پورا ہوجانے کے باوجود جو لوگ انکار پر ڈٹے ہوئے ہیں وہ تو بے انصاف ہیں تم ان سے نہ ڈرنا کہ وہ کیا کہیں گے اور کیا طعنے دیں گے تم صرف مجھ سے ڈرو اور میرے حکم پر عمل کرو تاکہ میں تم پر اپنا انعام کامل کردوں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے دوران جو دعا کی تھی اس کی روح تو یہی تھی نا کہ ہماری ہی آل میں سے وہ رسول بھیجنا اللہ نے مکہ میں رسول انہی کی آل میں سے بھیجا تھا مگر ''انعام کامل کردوں'' کا وعدہ رسول اللہ ﷺ کی ہجرت مدینہ کے بعد کیا جارہا ہے اس کا اشارہ کیا اس طرف نہیں کہ مسجد حرام کو میں نے تمہارا قبلہ تو مقرر کردیا ہے اگر تم میرے احکام پر عمل کرتے رہے تو ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام نے جس بیت اللہ کو پاک صاف کیا تھا نمازیں پڑھنے والوں کے لئے اور حج عمرہ کرنے والوں کے لئے اس پر سے میں ظالموں کا قبضہ ختم کردوں گا تاکہ ان باپ بیٹے کی دعا پوری ہوجائے اور ان کی آل اور امت پر انعام مکمل ہوجائے

9- تم اپنے دلوں میں میرے ڈر اور خوف کو زندہ رکھو تاکہ تم میرے احکام پر عمل کرتے رہو اگر تم ایسا کرتے رہوگے تو میں تمہیں یاد رکھوں گا یعنی وہ انعام کامل کردوں گا اور روز قیامت اس کا بدلہ دوں گا

استقامت سے اور نماز سے [1]

یقیناً اللہ استقامت اختیار کرنے والوں کے ساتھ ہے

154- وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ
بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

154- اور نہ کہو ان کو
جو کوئی اللہ کی راہ میں مارے جائیں
''وہ مردہ ہیں''
نہیں! بلکہ وہ زندہ ہیں
لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں [2]

155- وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ
وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ
وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۵﴾ۙ

155- اور ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے
کسی چیز کے ساتھ
خوف اور بھوک

1- آیت نمبر 45 میں بھی یہی حکم ہے کہ صبر اور نماز کے ساتھ اللہ کی مدد طلب کرو صبر کے وسیع مفہوم میں جس کا آیت 45 کے لئے حاشیہ میں ذکر کیا گیا ہے خواہش نفس، خوف اور غصہ جیسے جذبات کو قابو میں رکھنا اور مصیبت اور آزمائش کے مرحلہ میں ثابت قدم رہنا وغیرہ بھی شامل ہے معاملہ ذاتی ہو یا اجتماعی حوصلہ اور استقامت سے اس کا مقابلہ کرنے اور اس پر قابو پانے کے لئے یا اس سے نکلنے کے لئے استقامت پر قائم رہنے اور اللہ سے مدد طلب کرتے رہنے کا حکم دیا گیا ہے

2- آیت 155 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں تمہیں خوف، بھوک، مال، جان اور فصلوں کے نقصان میں سے بھی بعض میں آزمایا جائے گا اور اگر تم نے استقامت دکھائی تو تمہارے لئے خوشخبری ہے آیت 156 میں اس کی مزید وضاحت کی گئی ہے کہ ایسے لوگ جن کے لئے ایسی خوشخبری ہے وہ ہر مصیبت میں اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ کہنے والے ہیں صرف زبان سے کہہ دینا ہی کافی نہیں مطلب یہ ہے کہ وہ جو کچھ زبان سے کہتے ہیں اس پر ایمان بھی رکھتے ہیں اور اپنے عمل سے اس ایمان کا ثبوت بھی دیتے ہیں اگلی آیت 157 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو اہل ایمان اس قسم کی استقامت کا مظاہرہ کرتے ہیں وہ راہ راست والے ہیں اور ان کے لئے ہمارے پاس نعمتیں بھی ہیں اور ان پر ہماری رحمت بھی ہو گی مسلمانوں کو مکہ میں اور ہجرت کے بعد مدینہ میں مشرکوں منافقوں اور یہودیوں کی اجتماعی قوت سے مقابلہ میں جن انفرادی اور اجتماعی مشکلات کا سامنا تھا ان کے حوالے سے دیکھا جائے تو ان انعامات اور اس رحمت کو دشمنوں کے مقابلے میں اہل ایمان کی کامیابی کی بشارت بھی کہا جا سکتا ہے لیکن ایک اصول کے طور پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آزمائش کے مراحل میں جو بھی فرد یا قوم جان مال بھوک اور خوف جیسی مشکلات اور قربانیوں پر ثابت قدم رہے اور اللہ کی مدد پر بھروسہ کر کے جدوجہد جاری رکھے اس کے لئے خوشخبری ہے اس حکم اور خوشخبری کی روشنی میں ''جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو'' کے حکم کا مطلب ہے کہ وہ جنہوں نے اللہ کی راہ میں جان تک دے دی ہے وہ تو استقامت کے حکم پر عمل کر کے مشکلات اور مصائب سے لڑتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی چھاؤں میں جا بسے ہیں اور اللہ کے انعامات کے حقدار بن چکے ہیں اصل میں تو زندہ وہی ہیں جو اس منزل تک جا پہنچے ہیں

اور اموال کے اور جانوں کے
اور میووں کے نقصان میں سے
اور خوشخبری دے دیں
استقامت سے برداشت کرنے والوں کو

156- الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ
وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿١٥٦﴾

156- ان لوگوں کو کہ
جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے
تو وہ کہتے ہیں ''ہم تو اللہ ہی کے لئے ہیں
اور بلاشبہ ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں''

157- اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۟
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿١٥٧﴾

157- ایسے لوگ ہی ہیں
جن پر ہیں
ان کے رب کی طرف سے اکرام
اور اس کی رحمت
اور یہ ہیں وہ لوگ جو ہدایت یافتہ ہیں

158- اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ
الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ
بِهِمَا ۭ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ
شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿١٥٨﴾

158- یقیناً صفا اور مروہ
اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں[3]
سو جو کوئی حج کرے
اس گھر کا

3- جب حضرت حاجرہ علیہا السلام اپنے معصوم بچے کے لئے پانی کی تلاش میں تھیں تو انہوں نے صفا اور مروہ پہاڑیوں کے درمیان دوڑتے ہوئے جو چکر لگائے تھے وہ دین ابراہیم علیہ السلام میں حج اور عمرہ کے مناسک میں شامل ہو گئے تھے جب جزیرہ نمائے عرب پر شرک کا پھر سے قبضہ ہو گیا تو ان دونوں پہاڑیوں پر بھی بت نصب کر دیئے گئے تھے خاص طور پر ''اساف'' اور ''نائلہ'' کے مندر وہیں ہوتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو شرک کی قوتوں پر فتح دی تو بت تو سب جگہ سے صاف کر دیئے گئے تھے لیکن بعض مسلمان سوچتے تھے کہ اللہ کا گھر تو وہ ہے جو مسجد حرام کے درمیان میں ہے حج اور عمرہ کے دوران اس کا طواف تو دین ابراہیم کا لازمی حصہ ہے ان پہاڑوں کے درمیان سعی کرنا ضروری نہیں اس گمان کو رفع کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ حج اور عمرہ کیلئے آنے والوں کے لئے صفاء اور مروہ کے درمیان سعی بھی نیکی ہے اور یہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں

یا عمرہ کرے
تو نہیں ہے اس پر کوئی گناہ
اس کا کہ وہ
ان دونوں کے درمیان سعی کرے
اور جو کوئی اپنی چاہت سے کوئی نیک کام کرتا ہے
تو یقیناً اللہ
اس کی قدر کرنے والا ہے
اور اسے اس کا علم ہے

159- اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ
وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ ۙ
اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿١٥٩﴾

159- جو لوگ چھپاتے ہیں[4]
انہیں جو ہم نے بھیجی ہیں
روشن نشانیاں اور ہدایت
اس کے بعد کہ
ہم نے انہیں کتاب میں
انسانوں کے لیے کھول کر بیان
کر دیا ہے
یہ ہیں وہ لوگ
جن پر اللہ لعنت کرتا ہے[5]
اور جن پر لعنت بھیجتے ہیں
سب لعنت کرنے والے

4- وہ اہل کتاب جو جانتے ہیں کہ ان کی کتابوں میں لکھا ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں اور قرآن اللہ کی طرف سے اس پر نازل کی گئی سچی کتاب ہے اور اس کے باوجود وہ اس کو چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ دوسروں کو پتہ نہ چل جائے اور وہ مسلمان نہ ہو جائیں

5- لعنت کرنے کا مطلب ہے "سب بھلائیوں سے محروم کر دینا" کرم شفقت اور رحم سے محروم کر دینا

160- اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ بَیَّنُوْا فَاُولٰٓىِٕكَ اَتُوْبُ عَلَیْهِمْ ۚ وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۶۰﴾	160- مگر جو لوگ توبہ کر لیں اور اپنا رویہ درست کر لیں اور جو چھپاتے تھے بیان کریں تو وہ لوگ ہیں جن کو میں معاف کر دیتا ہوں اور میں بڑا درگزر کرنے والا مہربان ہوں
161- اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓىِٕكَ عَلَیْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۶۱﴾	161- البتہ جن لوگوں نے کفر کیا اور وہ کافر ہی مر گئے وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی طرف سے اور تمام انسانوں کی طرف سے [6]
162- خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَ لَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾	162- وہ ہمیشہ زیر لعنت رہیں گے نہیں نرم کیا جائے گا ان پر عذاب اور نہ ہی انہیں اس میں وقفہ دیا جائے گا
163- وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۶۳﴾ ع	163- اور معبود تمہارا ہے واحد معبود نہیں ہے کوئی بھی اور معبود سوائے اس بہت ہی زیادہ شفیق اور رحیم کے

6- اللہ، اس کے فرشتوں اور انسانوں کی طرف سے ان پر لعنت سے کیا مراد لینا چاہیے؟ بھلائیوں سے محروم کرنے والا، کرم شفقت اور رحم سے محروم کرنے والا تو اللہ ہے فرشتوں کے لعنت کرنے کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ فرشتے بھی ان سے نفرت کرتے ہیں انسانوں کے لعنت کرنے سے یہ مراد لی جا سکتی ہے کہ ایسے لوگ انسانوں کی ہمدردی کے جذبہ اور عزت سے بھی محروم ہو جاتے ہیں

20

164- اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ
الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ
بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ
مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ
فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ
الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ
لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾

164- بلاشبہ
آسمانوں کی اور زمین کی پیدائش میں
اور رات اور دن کے
ایک کے دوسرے کے بعد آنے جانے میں
اور ان کشتیوں میں جو سمندروں میں چلتی ہیں
اس مال کے ساتھ جو لوگوں کو فائدہ دیتا ہے
اور اس پانی میں جو اللہ آسمانوں سے بھیجتا ہے
اور اس سے زمین کو زندہ کر دیتا ہے
اس کے مردہ ہو جانے کے بعد
اور زمین پر ہر طرح کی مخلوق کو پھیلا دینے میں [1]
اور ہواؤں کی اور بادلوں کی گردش میں
مسخر کئے ہوئے
آسمان اور زمین کے درمیان
واقعی نشانیاں ہیں
عقل سے کام لینے والوں کے لئے [2]

1- ہر طرح کی مخلوق سے مراد اللہ کی پیدا کردہ ہر وہ چیز ہے جس میں جان ہے انسان سے لے کر کیڑے مکوڑوں اور چیونٹی تک جو بھی کوئی جاندار چیز اللہ کی زمین کے مختلف حصوں میں پائی جاتی ہے

2- چند سطروں میں اپنی پیدا کردہ کائنات کے عجائبات کے بیان کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس بھی کسی میں عقل ہے اور وہ اپنی عقل کو استعمال کرتے ہوئے آسمانوں اور زمین کی پیدائش، رات اور دن کے ایک ترتیب سے آنے جانے اور مختلف موسموں میں چھوٹے بڑے ہونے کے باوجود ان کی ترتیب میں کوئی فرق نہ آنے، سمندروں پر چلنے والے جہازوں کے سفر جو دوسرے علاقوں کے انسانوں کی ضرورت کی اشیا لے جاتے ہیں، آسمانوں سے برسنے والے پانی جو مردہ زمینوں کو نئی زندگی دیتا ہے اور جو ہر جاندار کی جان ہے ہواؤں اور بادلوں کی گردش اور ان کے غلاموں کی مانند حکم کی پابندی کرنے کے بارے میں سوچتا ہے وہ کیسے کسی اور کو میرے مقابل لا سکتا ہے؟ اس کی عقل خود اس کی رہنمائی کرے گی اور وہ اس نتیجے پر پہنچے گا کہ جن بتوں، بزرگ ہستیوں، گزر گئے نیک لوگوں، جنوں اور بدروحوں کو وہ اللہ کے مقابلے میں لاتا ہے ان ◀◀

165- وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَ لَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾

165-اور لوگوں میں ایسے بھی ہیں
جو غیر اللہ کو
اللہ کا مدِمقابل بنا لیتے ہیں
وہ لوگ ان سے ایسے محبت کرتے ہیں
جیسے صرف اللہ سے محبت کرنا چاہیئے
جبکہ وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں
وہ قوی تر ہیں
اللہ سے محبت میں
اور کاش وہ ظالم لوگ دیکھ سکتے
جیسا کہ وہ
عذاب کے وقت دیکھیں گے
کہ واقعی قوت جو بھی ہے
اللہ ہی کے لئے ہے
ساری کی ساری [3]
اور یہ کہ اللہ عذاب دینے میں بہت سخت ہے [4]

◀◀ میں سے کسی میں بھی اتنی طاقت نہیں کہ اس سب کچھ پر اس کا کوئی کنٹرول ہو یا وہ اس نظم میں کوئی مداخلت کر سکے اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو عقل دی ہے اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ جب ہر انسان کے پاس عقل و شعور ہیں اگر وہ انہیں کائنات کے نظام کے بارے میں غور و فکر کے لئے استعمال نہیں کرتا تو وہ خود انسانی مقام سے گر جاتا ہے اور بے شعور مخلوق میں شامل ہو جاتا ہے

3- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو ان کے عقل و شعور سے کام نہ لینے کی وجہ سے سزا تو ہونا ہی ہے اس روز انہیں پتہ چل جائے گا کہ جن کو اس دنیا میں وہ اللہ کے مقابل لاتے تھے جن سے مرادیں اور مدد مانگتے تھے ان کے پاس تو کچھ بھی نہیں فیصلہ کرنے کی ساری طاقت تو اللہ کے پاس ہے اور حاکم وہی ہو سکتا ہے جس کے پاس فیصلہ کرنے کا اختیار ہو

4- جو لوگ دنیا میں عقل و شعور سے کام نہیں لیتے اور اللہ کے مقابل اوروں کو لا کھڑ کرتے ہیں ان کے لئے عذاب ہے اور اللہ عذاب دینے میں بہت سخت ہے

166- اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَ رَاَوُا
الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾

166-اس وقت جب وہ جن کی پیروی کی جاتی تھی
لاتعلق ہوجائیں گے
ان لوگوں سے جو ان کی پیروی کرتے تھے
اور وہ لوگ عذاب میں ڈالے جائیں گے [5]
اور ان سے ان کی سب امیدیں ٹوٹ جائیں گی

167- وَ قَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ
مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ یُرِیْهِمُ اللّٰهُ
اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَیْهِمْ ؕ وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ
مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ ع

167-اور پیروی کرنے والے کہیں گے
”اے کاش ہمارے پاس
واپسی کا ایک موقعہ ہوتا
تو ہم ان سے بیزاری کا اظہار کرتے
اسی طرح
جیسے انہوں نے ہم سے بیزاری ظاہر کی“
اس طرح اللہ انہیں دکھادے گا
ان کے لئے
ان کے اعمال کی
ندامت و پشیمانی [6]
اور نہیں ہے ان کیلئے آگ سے نکلنا کبھی بھی

5- کم عقل اور بے انصاف جن چیزوں سے اس دنیا میں امیدیں وابستہ کرتے ہیں جن سے ڈر یا محبت کی وجہ سے ان کی پوجا کرتے ہیں جن سے امیدیں لگالیتے ہیں کہ اللہ کے دربار میں وہ ان کی مدد کریں گے وہ سب وہاں اپنی پوجا کرنے والوں کو پہچاننے سے انکار کردیں گے اور جو دنیا میں ان کی پوجا کیا کرتے تھے ان پیشواؤں سے ان کی کوئی امید پوری نہیں ہوگی اور انہیں عذاب کے سوا کچھ نہیں ملے گا

6- اس دنیا میں ایسے لوگ جو کچھ کرتے ہیں، اللہ کے مدمقابل بنا کر جن سے محبت کرتے ہیں، دنیاوی خواہشات جن سے وابستہ کئے رکھتے ہیں جب وہ خود ان سے یعنی اپنی پوجا پاٹ کرنے والوں سے لاتعلق ہوجائیں گے اور انہیں پہچاننے تک سے بیزار ہوں گے تو پوجا کرنے والوں ان سے مرادیں اور مدد مانگنے والوں کے اپنے اعمال ہی اس روز ان کے لئے ذلت اور رسوائی اور حسرت و پشیمانی بن جائیں گے

21

168- يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖؗ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۶۸﴾

168- اے لوگو
کھاؤ زمین میں پائی جانے والی
حلال اور پاکیزہ چیزیں[1]
اور شیطان کے پیچھے نہ چلو
بلاشبہ وہ تمہارا اعلانیہ دشمن ہے

169- اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾

169- وہ تو تمہیں حکم دیتا ہے
بدی کا اور بے حیائی کا
اور اس کا کہ
تم اللہ کے بارے میں
وہ کچھ کہو جس کا تمہیں کوئی علم ہی نہیں

170- وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾

170- اور جب ان سے کہا جاتا ہے
"تم اس کی پیروی کرو جو اللہ نازل کرتا ہے"
وہ کہتے ہیں "نہیں! ہم تو اس کی پیروی کرتے ہیں
جس پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا"
کیا پھر بھی
کہ ان کے آباؤ اجداد
نہیں سمجھتے تھے کچھ بھی[2]
اور نہ ہی وہ راہ راست پر ہوتے تھے؟

1- اسلام سلامتی کا دین ہے افراد کے لئے بھی اور معاشرے کے لئے بھی اور سلامتی وہیں ہوتی ہے جہاں نہ تو بے لگام چھوٹ ہو کہ جو چاہو کرو اور نہ ہی ایسی سختیاں اور پابندیاں ہوں کہ جن کا بوجھ ناقابل برداشت ہو انفرادی اور اجتماعی زندگی کے دیگر شعبوں کی مانند رزق اور خوراک کے معاملے میں بھی دین اسلام نے اعتدال کو سلامتی کی راہ قرار دیا ہے کہ پاکیزہ اور حلال جو بھی ہے کھاؤ اور حرام اور آلودہ کے قریب نہ جاؤ اس سے تمہاری ذاتی جسمانی صحت پر بھی کوئی ناگوار اثر نہیں پڑے گا اور معاشرے میں بھی خرابیاں پیدا نہیں ہوں گی حلال اور پاکیزہ رزق وہی ہو سکتا ہے جو جائز اور پاکیزہ طریقہ سے حاصل کیا گیا ہو اور وہ صحت اور صفائی کے معیار پر بھی پورا اترتا ہو عرب معاشرے میں بعض لوگ خود ہی بعض چیزوں کو اپنے لئے حرام قرار دے دیتے تھے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ تم ایسا نہ کرنا تا کہ اعتدال کی راہ سے بھٹک نہ جاؤ

171- وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ
بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ
عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٧١﴾

171- اور مثال ان کافروں کو سمجھانے کی ایسے ہے
جیسے کوئی شخص ریوڑ کو آواز دیتا ہے
اور وہ ریوڑ سمجھتا کچھ بھی نہیں
صرف اس کی پکار اور آواز سنتا ہے
وہ لوگ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں
سو وہ کچھ بھی نہیں سمجھتے[3]

172- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا
رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ
تَعْبُدُوْنَ ﴿١٧٢﴾

172- اے ایمان والو
کھاؤ پاکیزہ چیزوں میں سے
جو ہم نے تمہیں رزق میں دی ہیں
اور ان کے لیے اللہ کا شکر ادا کرو
اگر تم خاص اسی کی عبادت کرتے ہو

173- اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ
وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ
وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٧٣﴾

173- اس نے تو تم پر حرام کیا ہے
مردار اور لہو اور خنزیر کا گوشت
اور وہ جو غیر اللہ کے لیے پکارا گیا ہو[4]

2- ان لوگوں کو عقل شعور سے کام لینے کو کہا گیا ہے جو اپنے آباؤ اجداد کے تواہمات اور رسوم و رواج کو اپنا دین بنائے بیٹھے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر ان لوگوں کے آباؤ اجداد کو کسی بھی چیز کی سمجھ نہیں تھی تو کیا پھر بھی یہ انہی کے دین سے چمٹے رہیں گے اور قرآن اور اسلام پر اس لئے ایمان نہیں لائیں گے کہ ان کے آباؤ اجداد کا دین اور ہوتا تھا؟

3- جو لوگ عقل و شعور سے کام نہیں لیتے اور آباؤ اجداد کے دین کی طرف پکار کے پیچھے چلے جا رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی مثال بھیڑ بکریوں جیسی بتائی ہے کہ ان کے ریوڑ کو ہانکنے والا جب انہیں پکارتا ہے تو وہ سب اس کی آواز کو ہی سنتی ہیں مگر اس کی زبان سے نکلی بات کے معانی نہیں سمجھ سکتیں وہ عربی زبان میں انہیں پکارے عبرانی یا کسی اور زبان میں پکارے ان کے لئے وہ سب آواز اور پکار ہی رہتی ہے جو لوگ اللہ کی کتاب پر غور نہیں کرتے وہ گونگے بہرے اور اندھے بنے ہوئے ہیں وہ بھی ریوڑ کی بھیڑ بکریوں کی مانند بھی ہیں جن پر سمجھانے کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور وہ اللہ کی اتاری کتاب پر غور کر کے اپنے لئے راہ کے تعین کے لئے تیار نہیں

4- اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو بتا دیا ہے کہ ان کے لئے چار چیزیں حرام ہیں (1) مردار (2) خون (3) خنزیر کا گوشت (4) اور ہر وہ چیز جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو خواہ غیر اللہ کوئی بت ہو کوئی دیوی دیوتا ہو یا پیر پروہت ہو

پھر جو کوئی مجبور ہو جائے
مگر اس کی اپنی چاہت شامل نہ ہو
اور نہ وہ حد سے گزرے
تو اس پر کوئی گناہ نہیں
اللہ تو ہے
معاف کرنے والا مہربان [5]

174- اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ
وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ
فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۴﴾

174- وہ لوگ تو جو اس چیز کو چھپاتے ہیں
جو اللہ نے کتاب میں نازل کی ہے
اور وہ اس کے بدلے میں
تھوڑا سا فائدہ حاصل کر لیتے ہیں
وہ لوگ تو اپنے پیٹوں میں
صرف آگ ہی بھر رہے ہیں
اور اللہ قیامت کے روز ان سے ہرگز کلام نہیں کرے گا
اور نہ ہی انہیں گناہوں سے پاک کرے گا
اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے

175- اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى
وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾

175- وہی لوگ ہیں
جو خریدتے ہیں
ہدایت کے بدلے گمراہی

5- اگر کوئی کسی مشکل میں پھنس جائے اور اس کے لئے ان حرام کردہ چیزوں میں سے کوئی کھائے بغیر کوئی چارہ نہ رہ جائے تو وہ انہیں جائز سمجھ کر نہیں حرام سمجھ کر دل میں اللہ کے خوف اور اس سے بخشش کی دعا کے ساتھ کچھ کھا لے تو اللہ معاف کر دے گا یہ دین اسلام کے اعتدال کی مثال ہے یہ نہیں کہ جان جاتی ہے تو جائے ان میں سے کسی چیز کے قریب تک نہ جاؤ

اور مغفرت کے بدلے عذاب
تو وہ لوگ آگ کے لئے کیا ہی ثابت قدم ہیں

176- ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِى الْكِتٰبِ لَفِىْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ؑ

176- یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ
اللہ نے تو حق کے ساتھ کتاب نازل کردی
اور وہ لوگ جو اس کتاب میں اختلاف کرتے ہیں
وہ اپنے جھگڑوں میں
بہت دور نکل گئے ہیں

22

177- لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿١٧٧﴾

177- نیکی یہ نہیں
کہ تم اپنے چہرے مشرق اور مغرب کی طرف موڑلو[1]
بلکہ نیکی یہ ہے کہ
آدمی ایمان لائے
اللہ پر
اور روز قیامت پر
اور فرشتوں پر[2]
اور کتاب پر

1- یہودیوں اور عیسائیوں کے اس زعم کی طرف اشارہ ہے کہ وہ نیکوکار ہیں کیونکہ جس طرف رخ کر کے وہ عبادت کرتے ہیں وہی درست قبلہ ہے اور چونکہ ان کے بقول ان کا قبلہ درست ہے اس لئے نیکی پر بھی وہی ہیں

2- آیت نمبر 98 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ کے فرشتوں اور نبیوں پر ایمان لانا سچ کی راہ ہے اور جو فرشتوں جبریل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں وہ باطل کی راہ پر ہیں جبریل علیہ السلام کو یہودی اپنا قومی دشمن سمجھتے تھے یہاں اللہ تعالیٰ فرشتوں پر ایمان کو نیکوکاری کی بنیادی شرائط میں سے ایک قرار دیتے ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے فرشتے اللہ تعالیٰ کی طابع فرمان مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرتے ہیں اللہ کے نبیوں تک اس کے پیغام اور وحی بھی اسی مخلوق کے ذریعے پہنچتے ہیں لہٰذا اللہ کی اتاری کتب پر ایمان کے لئے فرشتوں پر ایمان لازم ہو جاتا ہے ان کا انکار کرنے والا کتاب پر کیسے یقین لائے گا؟

اور نبیوں پر

اور وہ اللہ سے محبت میں اپنا مال

اپنے قرابت والوں پر

اور یتیموں پر

اور غریبوں پر

اور مسافروں پر [3]

اور سائلوں پر

اور بندھے ہوؤں کے چھڑانے پر خرچ کرے [4]

اور نماز قائم کرے

3- مسافروں پر خرچ کرنے سے مراد ہر مسافر پر خرچ کرنا نہیں خاص طور پر موجودہ زمانہ میں اس سے مراد وہ مسافر ہیں جن کا زاد سفر دوران سفر ختم ہو جائے یا چوری ہو جائے جس زمانہ میں یہ حکم نازل ہوا تھا اس وقت نہ تو موجودہ دور جیسے آمد و رفت کے ذرائع ہوتے تھے اور نہ ہی مسافروں کے پاس ٹریولنگ چیک اور کریڈٹ کارڈ ہوا کرتے تھے نہ وہ فوری طور پر ایس ایم ایس یا کوئی اور پیغام بھیج کر سفر کے اخراجات کہیں سے منگوا سکتے تھے دور دراز کے علاقوں کے مسافروں اور عرب کے صحراؤں اور ویرانوں میں سفر کرنے والوں میں سے اگر کسی کا زاد سفر ختم ہو جاتا تھا یا کسی اور وجہ سے وہ اپنے سفر کے لئے خرچ سے محروم ہو جاتا تھا تو اس کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوتا تھا اللہ تعالیٰ نے ایسے مسافروں پر خرچ کرنے کا حکم دیا ہے اور جن مسافروں کے پاس زاد سفر ہو بھی ان کے قیام وطعام پر خرچ کرنا بھی نیکی قرار دیا ہے کیونکہ اس زمانہ میں مسافروں کے قیام وطعام کے انتظامات بھی بہت کم مقامات پر ہوتے تھے دور حاضر میں بھی ایسے حالات اور مقامات اگر کہیں ہوں تو خرچ کرنا اسی حکم کے تحت آتا ہے

4- بندھے ہوؤں کو چھڑانے سے مراد غلاموں اور جنگ وغیرہ میں قیدی بن جانے والوں کی گردنیں اس بندھن سے آزاد کرانا ہے یعنی انسانوں کی نجات اور آزادی پر خرچ کرنا ہے جس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لئے اپنا مال انسانوں کی نجات پر خرچ کرنے کا حکم دیا تھا اس وقت ساری دنیا میں غلامی کی لعنت عام ہوتی تھی اور غلاموں کے پاس اپنی نجات کے لئے مالی وسائل نہیں ہوا کرتے تھے اور وہ غلامی میں ہی سسک سسک کر مر جاتے تھے نہ کوئی ان کی رہائی اور نجات کے لئے کام کرنے والا اور نہ مالی مدد فراہم کرنے والا ادارہ ہوتا تھا اس وقت کی کوئی بھی حکومت غلامی میں بندھے انسانوں کی رہائی کے لئے بھی کچھ نہیں کیا کرتی تھی غلاموں کا تو کوئی حق حقوق ہی کہیں نہیں ہوا کرتا تھا ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غلاموں کی نجات کے لئے اپنا مال کرچ کرنے کا جو حکم دیا تھا وہ دنیا میں غلامی کے خاتمہ اور انسانوں کے نجات کی پہلی منظم مالی تحریک تھی جس میں حصہ لینا ہر مسلمان اپنا دینی فرض سمجھتا تھا انسانوں کی آزادی اور نجات کے لئے اپنا مال خرچ کرنے کو اللہ تعالیٰ نے نیکو کاری کی بنیادی شرائط میں شامل کر دیا ہے وہ انسان جو کسی لڑائی میں یا کسی اور وجہ سے دشمن کے قیدی بن گئے ہوں اور ان کی رہائی اور نجات کا کوئی وسیلہ نہ ہو ان کی نجات کے لئے مال خرچ کرنا بھی نیکی کی بنیادی شرط بنا دیا گیا ہے

اور زکوٰۃ دے

اور وہ اپنے وعدے پورا کرتے ہیں

جب وعدہ کریں

اور ثابت قدم رہتے ہیں

تنگ دستی میں

اور مصیبت میں

اور بوقت کارزار

یہ ہیں وہ لوگ جو صادق ہیں

اور یہ ہیں وہ لوگ جو اپنے دلوں میں خدا کا خوف رکھتے ہیں [5]

178- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ
فِى الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ
وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِىَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ
شَىْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ
ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ
اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٧٨﴾

178- اے ایمان والو

لازم کر دیا گیا ہے تم پر

قتل کا برابر کا بدلہ

آزاد کے بدلے میں آزاد ہے

اور غلام کے بدلے میں غلام

اور عورت کے بدلے میں عورت [6]

5- اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نیکی اور نیکوکاری کی جملہ شرائط اور نیکوکار کے جملہ اوصاف بیان کر کے فرمایا ہے کہ ان شرائط پر پورا اترنے والے اور ان اوصاف کے حامل لوگ ہی اپنے ایمان لانے کے قول پر صادق آتے ہیں جو بھی کوئی ان شرائط پر پورا نہیں اترتا وہ جھوٹا ہے خواہ وہ مشرق یا مغرب کی طرف رخ کر کے سجدے اور عبادت کرنے والا ہی ہو

6- قصاص کا مطلب ہے جیسا جرم ویسی سزا آزاد کے بدلے میں آزاد غلام کے بدلے میں غلام اور عورت کے بدلے میں عورت یہ اس بنیادی اصول کی وضاحت ہے ورنہ اگر کوئی عورت کسی مرد کو قتل کر دے یا کوئی غلام کسی آزاد کو قتل کر دے تو کس سے بدلہ لیں گے؟ اگر کسی طاقتور کا کوئی بڑا آدمی قتل کر دیا جاتا تھا تو مقتول کے وارث اس کے بدلے میں ایک سے زائد کو قتل کرنے سے کم پر راضی نہیں ہوا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ سزا ایک تو جرم کے برابر دو دوسرے اسی کو سزا دو جو مجرم ہے آگے فرمایا کہ جو اس اصول کی خلاف ورزی کرے گا اس کے لئے دردناک عذاب ہے

پھر جس کسی کو معاف کر دیا جائے
اس میں سے کچھ
اس کے بھائی کی طرف سے [7]
تو وہ اچھا طریقہ اپنائے
اور اس پر لازم ہے کہ خوش اسلوبی سے خون بہا ادا کرے
یہ تمہارے رب کی طرف سے آسانی ہے
اور اس کی رحمت ہے
پھر جو کوئی حد سے گزرتا ہے
اس کے بعد بھی
تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے

179- وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١٧٩﴾

179- اور تمہارے لئے قتل کے برابر کے بدلہ میں
زندگی ہے [8]
اے عقل والو
تاکہ تم پرہیزگاری اختیار کرو

180- كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۨ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ

180- لازم کر دیا گیا ہے تم پر
کہ جب آجائے تم میں سے کسی پر

7- ''جس کسی کو معاف کر دیا جائے'' کا مطلب ہے کہ جس کسی مجرم کو کچھ معاف کر دیا جائے اور ''اس کے بھائی کی طرف سے'' کا مطلب مقتول کا بھائی نہیں کیونکہ ضروری نہیں کہ ہر مقتول کا بھائی بھی ہو اور وہی معاف کرنے کے اصول پر عمل کر سکتا ہو اس اصول کے نفاذ میں بھی سب مسلمانوں کے ایک دوسرے کے بھائی ہونے کے بنیادی اصول پر زور دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ قاتل قتل کرنے کے باوجود مسلمان ہونے کے حوالے سے مسلمان مقتول کے وارثوں کا بھائی ہے اس لئے ''اس کے بھائی کی طرف سے'' کا مطلب ہے مقتول کے کسی بھی وارث کی طرف سے جو قاتل کا اسلامی رشتہ میں بھائی ہے

8- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مقتول کے وارثوں کو عدل و انصاف کے مطابق جرم کے برابر بدلا دینا سزا نہیں بلکہ زندگی ہے کیونکہ اس طریقہ پر عمل کرنے سے قتل و غارت کا راستہ بند ہو جاتا ہے جو بربادی اور موت کا راستہ ہے قصاص دینے اور قبول کر لینے سے دونوں فریق اللہ کی طرف سے متعین کردہ اصول انصاف پر عمل ہو جانے سے مطمئن ہو جاتے ہیں اور کسی کو بھی کسی دوسرے کے خلاف ظلم اور زیادتی کی شکایت نہیں رہتی اور وہ اس کا بدلہ لینے کے منصوبے نہیں بناتا اور ایک جرم بہت سے جرائم کو جنم نہیں دیتا

بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۸۰﴾

موت کا وقت
اگر وہ اپنے پیچھے مال چھوڑتا ہے
وصیت کرنا
والدین کے لئے
اور قرابت والوں کے لئے
معروف طریقہ سے
یہ پرہیزگاروں پر لازم ہے [9]

181- فَمَنْ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۸۱﴾

181- پھر جو کوئی اُس کو بدل دے
اس کے بعد جو اس نے سنا تھا
تو اس کا گناہ انہی پر ہے جنہوں نے اسے بدلا [10]
بے شک اللہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے

182- فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾ ع

182- تو جو کوئی خدشہ محسوس کرے
وصیت کرنے والے کی طرف سے جانبداری یا گناہ کا
اور وہ ان کے درمیان صلح کرا دے
تو اس پر کوئی گناہ نہیں [11]
بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

9- ہر کسی کے لئے وقت مرگ اپنے مال میں سے والدین اور قرابت والوں کو حصہ دینے کی وصیت کرنا فرض نہیں یہ حکم انہی لوگوں کے لئے ہے جنہیں اللہ نے وافر مال وجائداد کا وارث بنایا ہو اور اللہ نے جن کے لئے وراثت میں کوئی حصہ مقرر نہیں کیا ان کے لئے "معروف" کا حکم دیا ہے

10- اگر کسی مرنے والے نے کوئی وصیت زبانی کی تھی اور اس کے وارث وہاں موجود تھے اور سن رہے تھے تو ان میں سے کوئی اگر مرنے والے کی وصیت پر عمل نہیں کرتا یا اس میں کوئی ردو بدل کرتا ہے تو اس کا گناہ ایسا کرنے والے پر ہے

11- مرنے والے کی وصیت پر عمل کے دوران اگر وصیت کے مطابق تقسیم کرنے والا سمجھے کہ مرنے والے نے اپنے وارثوں میں سے کسی کو پورا حق نہیں دیا یا کسی کو اس کے حق سے زیادہ دینے کی وصیت کر گیا ہے اور وہ وصیت کے اصول کے مطابق اصلاح کر دے تو اسے کوئی گناہ نہیں وہ ایسا کر سکتا ہے

23

183- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ
كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ
تَتَّقُوْنَ ۙ﴿۱۸۳﴾

183- اے ایمان والو
تم پر روزے رکھنا فرض کر دیا گیا ہے
جس طرح روزے رکھنا فرض تھا
ان پر جو تم سے پہلے ہوتے تھے
تا کہ تم خدا سے ڈرنے والے بن جاؤ

184- اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا
اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ
يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ
خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾

184- یہ گنتی کے چند دن ہیں
پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو
یا سفر میں ہو
تو وہ پوری کرے یہ تعداد
بعد کے دنوں میں
اور جو طاقت رکھتے ہیں
ان کیلئے فدیہ ہے
ایک مسکین کو کھانا کھلانا[1]
اور جو کوئی شوق سے نیکی کرے
تو یہ اس کیلئے بہتر ہے

1۔ جو کوئی سفر میں ہو یا بیمار ہو اس کیلئے تو حکم ہے کہ جب اس کا سفر ختم ہو جائے یا جب وہ صحت یاب ہو جائے تو جتنے روزے سفر یا بیماری کی وجہ سے نہیں رکھ سکا تھا وہ رکھ لے لیکن ''اگر طاقت رکھتا ہو تو ایک مسکین کو کھانا کھلائے'' سے کون مراد ہے اور کیا مراد ہے؟ کیا مسافر جتنے روزے نہیں رکھ سکا تھا سفر ختم ہو جانے پر اتنے روز کسی مسکین کو کھانا کھلا دے؟ یا مریض مرض کے بعد اتنے دن ایک مسکین کو کھانا کھلا دے؟ کیا ایسا کرنے سے ان کے لئے ''پوری کرے وہ یہ تعداد بعد کے دنوں میں'' کی شرط ختم ہو جاتی ہے اور طاقت سے کیا مراد ہے؟ مالی استطاعت یا جسمانی طاقت؟ کہ مال اتنا ہو کہ کھانا کھلا سکتا ہے تو مسکین کو کھانا کھلا دے لیکن اگر جسمانی طاقت رکھتا ہو تو پھر تو کھانا کھلا دینے والی بات درست معلوم نہیں ہوتی جسمانی طاقت رکھتا ہے تو روزہ رکھے کھانا کیوں کھلائے؟ اکثر اہل علم نے ''طاقت رکھتا ہے'' سے مراد مالی حالت بتائی ہے مگر کس کی مالی حالت؟ بعض نے لکھا ہے کہ اگر کوئی بوڑھا ہو کوئی حاملہ خاتون ہو کوئی دائمی مرض میں مبتلا شخص ہو اور اس کے لئے بعد کے دنوں میں تعداد پوری کرنا ممکن نہ ہو تو یہ رعایت ایسے مسلمانوں کیلئے ہے

185- شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ هُدًی
لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡهُدٰی وَالۡفُرۡقَانِ ۚ فَمَنۡ
شَهِدَ مِنۡکُمُ الشَّهۡرَ فَلۡیَصُمۡهُ ؕ وَمَنۡ کَانَ مَرِیۡضًا
اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ یُرِیۡدُ اللّٰهُ
بِکُمُ الۡیُسۡرَ وَلَا یُرِیۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ ۫ وَلِتُکۡمِلُوا
الۡعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰىکُمۡ وَلَعَلَّکُمۡ
تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۱۸۵﴾

اور اگر تم روزہ رکھو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے
اگر تم سمجھ رکھتے ہو

185- رمضان وہ مہینہ ہے
جس میں قرآن اتارا گیا تھا[2]
جو انسانوں کے لئے رہنمائی ہے
اور روشن نشانیاں
ہدایت کے لئے
اور حق و باطل میں امتیاز کرنے والا ہے
سو جو کوئی تم میں سے یہ مہینہ پائے
تو وہ اس میں روزہ رکھے
اور جو کوئی بیمار ہو
یا سفر میں ہو
تو وہ یہ تعداد
بعد کے دنوں میں پوری کرے
اللہ تمہارے لئے آسانی پسند کرتا ہے
اور تمہارے لئے سختی نہیں چاہتا
اور اس لئے کہ
تم گنتی پوری کرلو
اور تم لوگ اللہ کی کبریائی بیان کرو
اس پر جو اس نے تمہیں راہ راست دکھا دی ہے
اور اس لئے کہ
تم شکر ادا کرنے والے بن جاؤ

2۔ یعنی رمضان وہ مہینہ ہے جس میں پہلی دفعہ غار حرا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اتارنا شروع کیا گیا تھا

186- وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ	186-اور جب میرے بندے تم سے
اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا	میرے بارے میں پوچھتے ہیں
لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾	تو میں تو قریب ہوں
	میں جواب دیتا ہوں
	ہر پکارنے والے کی پکار کا
	جب وہ مجھے پکارتا ہے
	پس چاہئے کہ
	وہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں
	تا کہ وہ سچائی کی راہ پا سکیں [3]
187- اُحِلَّ لَكُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِكُمْ ؕ	187- حلال کر دیا گیا ہے
هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ	تمہارے لئے
اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَیْكُمْ	روزے کی رات کو
وَ عَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَ ابْتَغُوْا مَا	اپنی بیویوں کے ساتھ بے لباس ہونا
كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۪ وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ	وہ تمہارے لئے لباس ہیں [4]

3- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ میرے بندے تم سے میرے بارے میں پوچھتے ہیں انہیں بتا دیں کہ میں ان کے بہت قریب ہوں اتنا قریب کہ ان میں سے جب بھی اور جو بھی کوئی مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار سنتا بھی ہوں اور اس کا جواب بھی دیتا ہوں دور حاضر میں ایسی انسانی ایجادات سے انکار ممکن نہیں جو انسان کے احساسات کو ریکارڈ کر کے اس کی سوچ اور فکر کا پتہ چلا لیتی ہیں اور خود بخود اس کے دل اور دماغ کی حرکات و سکنات اور حالات کا ریکارڈ تیار کر لیتی ہیں تو کیا پھر خالق و مالک اپنے ہر بندے کی زبان سے نکلے ہر لفظ کو نہیں سن سکتا؟ بندہ اگر اس کا علم اور احساس نہیں رکھتا تو یہ اس کے مخلوق ہونے کا ثبوت ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندوں کیلئے لازم ہے کہ وہ اپنے دل و دماغ کی گہرائیوں سے مجھ پر ایمان لائیں اور مجھے اپنے بارے میں سب کچھ جاننے والا اور اپنی ہر بات سننے والا مانیں جب تک وہ ایمان کامل کے اس مقام تک نہیں پہنچیں گے ان کے دلوں میں مجھ سے خوف کا وہ احساس موجود نہیں رہے گا جو انسانوں کو ہدایت کی راہ کی طرف لے آتا ہے

4- لباس سے مراد سکون اور فرحت پہنچانے والی چیز ہے اس سے پردہ پوشی کرنے والی چیز کے معنی بھی لئے جا سکتے ہیں لیکن صرف بیوی ہی مرد کا لباس نہیں خاوند بھی بیوی کا ایسا ہی لباس ہے دونوں کے باہمی رشتہ کی نوعیت اور اہمیت یکساں ہے

لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِى الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

اور تم ان کیلئے لباس ہو
اللہ جانتا ہے کہ
تم اپنے نفسوں کے حق میں خیانت کرتے تھے [5]
سو اس نے تم پر توجہ کی
اور تمہیں معاف کر دیا
پس بیویوں کے ساتھ شب باشی کر لیا کرو
اور اس کو تلاش کرو
جو کچھ اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے [6]
اور کھاؤ اور پیو
تب تک کہ واضح ہو جائے تم پر
سفید دھاری سیاہ دھاری سے
فجر کے وقت
پھر تم رات تک روزہ پورا کرو
اور نہ مباشرت کرو اپنی بیویوں سے
جب تم مساجد میں معتکف ہو
یہ اللہ کی متعین کردہ حدود ہیں
پس ان حدود کے قریب نہ جاؤ [7]

5۔ اہل علم کی اکثریت کی رائے ہے کہ ماہِ رمضان میں اپنی انسانی اور جسمانی فطرت کی مجبوریوں کے تحت کچھ مسلمان رات کو اپنی بیویوں سے مباشرت کر لیتے تھے اور ڈرتے تھے کہ کہیں انہوں نے اللہ کے حکم کی خلاف ورزی تو نہیں کی جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سمیت بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ کے رسول ﷺ کو اپنی اس مجبوری اور سوچ کے بارے میں بتایا تو اللہ تعالیٰ نے واضح احکام بھیج کر مسلمانوں کیلئے آسانیاں پیدا کر دیں مگر بعض کہتے ہیں کہ "تم خیانت کرتے تھے اپنے نفسوں کے حق میں" سے مراد یہ نہیں کہ تم پابندی کے خلاف ورزی کر جاتے تھے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری طرف سے ایسی کوئی پابندی نہیں تھی لیکن چونکہ تم جانتے نہیں تھے اس خوف کی وجہ سے اپنے نفسوں کو ان کے مباشرت کے حق سے محروم رکھتے تھے

6۔ طلب کرو اللہ سے اولاد جو اس نے تمہارے لئے لکھی ہوئی ہے کہ بیٹا دینا ہے یا بیٹی

7۔ تمہارے فکر و عمل کی جو حدود متعین کر دی گئی ان کی خلاف ورزی نہ کرو

اللہ اسی طرح بیان کرتا ہے
لوگوں کیلئے اپنے احکام
تا کہ وہ پرہیزگاری اختیار کریں

188- وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا
بِهَآ إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ
بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٨٨﴾ ع

188- اور تم نہ کھاؤ اپنے مال
آپس میں ناجائز طریقہ سے
اور نہ پیش کرو اس کو حاکموں کو
تا کہ تم لوگوں کے مال کا کچھ حصہ کھا جاؤ
زیادتی کے ذریعے
جانتے بوجھتے ہوئے [8]

24

189- يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ ۖ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ
لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۗ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَن تَأْتُوا

189- وہ تم سے نئے چاندوں کے
نکلنے کے بارے میں پوچھتے ہیں [1]

8۔ تم ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے نہ کھاؤ اور اس مال سے رشوت دے کر فیصلہ کرنیوالوں سے دوسروں کا حق مارنے کا فیصلہ نہ کروالو جبکہ تمہیں علم ہو کہ تم جو کچھ بھی کر رہے ہو غلط ہے اس کا تمہیں اللہ کے حضور جواب دینا پڑے گا روزہ دار اللہ کے حکم پر اس کے دیکھنے اور جاننے والا ہونے پر ایمان والا ہونے کی وجہ سے نہ کچھ کھاتا ہے نہ پیتا ہے اور نہ روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے مباشرت کرتا ہے یہ وہ تین حق ہیں جو اس کے نفس کے اس پر لازم ہیں لیکن اللہ کے حکم پر وہ اپنے نفس کو ان جائز حقوق سے محروم رکھتا ہے۔ کیوں؟ تا کہ پرہیزگار بن جائے ہر وقت اپنے کو اللہ کی نگرانی میں جانے اور کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے اللہ نے منع کیا ہے روزہ بندے پر اللہ کے حقوق میں سے ہے اگر کوئی بندہ اپنے اللہ کا کوئی حق ادا نہیں کرتا تو اللہ اسے سزا بھی دے سکتا ہے اور معاف بھی کر دیتا ہے یہ اللہ اور اس کے بندے کا آپس کا معاملہ ہے لیکن کسی دوسرے بندے کا مال ناجائز طریقہ سے مارنا اس بندے کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بندوں کے حقوق مارنے کا جرم عظیم میں معاف نہیں کروں گا اس کا تعلق بندوں سے ہے جو کوئی دھوکے سے رشوت دے کر جبر سے زیادتی سے کسی کا مال کھا جاتا ہے یہ جانتے ہوئے بھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ایسے جرائم معاف نہیں کروں گا ایسا بندہ تو اپنے عمل و فکر کے حوالے سے اللہ کے وجود سے انکار ہی کر دیتا ہے روزہ اللہ کی موجودگی پر ایمان کا ثبوت ہے تو دوسروں کا حق مار لینا اس کے وجود سے انکار کا ثبوت ہے روزہ کے ذکر کے ساتھ دوسروں کا حق نہ مارنے یا دوسروں کے حق کی حفاظت کرنے کا حکم دے کر اللہ نے اپنے بندے کی نجات کا نسخہ مکمل کر دیا ہے

1۔ چاند سورج اور ستاروں میں سے چاند کے نکلنے اور غروب ہونے کے انداز الگ ہیں پہلے دن کا چاند دھاری سی ہوتا ہے پھر بڑا ہوتا چلا جاتا ہے جیسے جیسے بڑا ہوتا جائے شام سے دور ہوتا جاتا ہے چاند کی کشش سے سمندروں میں جوار بھاٹا آتا ہے چاند کے اس ہیر پھیر اور اثرات کے ◀◀

الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ج
وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ص وَاتَّقُوا اللّٰهَ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾

کہہ دو کہ وہ لوگوں کے لیے صرف نشانیاں ہیں
میعاد مقرر کرنے کی
اور حج کیلئے
اور یہ نیکی نہیں کہ تم گھروں میں
ان کے پچھواڑے کی طرف سے داخل ہو
بلکہ نیک وہ ہے
جو اللہ سے ڈرتا ہے
اور اپنے گھروں میں
ان کے دروازے سے ہی داخل ہوا کرو
اور ڈرو اللہ سے
تا کہ تم فلاح پاؤ[2]

190- وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ
وَلَا تَعْتَدُوْا ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۹۰﴾

190- اور اللہ کی راہ میں لڑو
ان لوگوں سے جو تم سے
جنگ برپا کرتے ہیں

◄◄ سبب لوگوں نے اس سے مختلف توہمات وابستہ کر رکھے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ ان توہمات کے بارے میں تجسس میں ہیں انہیں بتا دیں کہ چاند کے حوالے سے دنوں کا گننا تو صرف لوگوں کے آپس میں لین دین کی میعاد مقرر کرنے اور حج کے ایام کی آمد کی علامتیں یا دنوں اور مہینوں کے ناپنے کا پیمانہ ہیں اسلام میں روزہ اور حج بنیادی ارکان میں سے ہیں مگر وہ کب آئیں گے؟ کتنے مہینے باقی رہ گئے ہیں؟ اس کا حساب قمری مہینوں کے حوالے سے کیا جاتا ہے بس دین کے حوالے سے چاند نکلنے کی اتنی ہی اہمیت ہے کہ اس سے قمری مہینوں کو شمار کیا جاتا ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں زمانہ قدیم سے چاند نکلنے کے ساتھ جو توہمات رائج چلے آتے ہیں وہ اسلام کے خلاف ہیں

2- مکہ کے قریش نے اپنی نسلی اور مسجد حرام کے مجاور ہونے کے حوالے سے برتری دکھانے کو جو بدعات ایجاد کر رکھی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ احرام میں صرف قریش مکہ ہی اپنے گھر میں دروازے سے داخل ہو سکتے ہیں باقیوں کے لئے احرام باندھ کر دروازے سے گھر میں داخل ہونا گناہ سمجھا جاتا تھا اس لئے وہ گھر کے پیچھے سے دیوار پھلانگ کر اپنے گھروں میں داخل ہوا کرتے تھے یا اس مقصد کیلئے پچھواڑے کی طرف کھڑکیاں رکھی ہوتی تھیں اور اس بدعت کو نیکی سمجھا جاتا تھا
عرب میں بعض جگہ یہ بھی رواج تھا کہ اگر کوئی لمبے سفر پر جائے اور منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی واپس آجائے تو وہ بھی دروازے کے راستہ اپنے گھر میں داخل نہیں ہوتا تھا اللہ تعالیٰ ان بدعتوں کو نیکی سمجھنے والوں سے فرماتے ہیں کہ تمہارے یہ اعمال ہرگز نیکی نہیں جیسا کہ تم سمجھتے ہو بلکہ نیکی تو اللہ کی محبت اور دل میں اس کا خوف ہے اور جس کے دل میں اللہ کا خوف ہے وہ ایسی بدعات سے دور رہتا ہے اور فلاح کا راستہ وہی ہے جو اللہ کا بتایا ہوا ہے

	اور زیادتی نہ کرو[3]
	یقیناً اللہ
	زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا
191- وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ	191- اور لڑائی میں انہیں قتل کرو
حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ	جہاں بھی تم انہیں پاؤ[4]
وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى	اور نکال دو انہیں اس جگہ سے
يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ۗ	جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہوا ہے[5]
كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٩١﴾	کیونکہ طاقتور کا مذہبی وجوہ کی بنا پر
	کمزور پر ظلم اور زیادتی
	قتل کر دینے سے بدتر ہے[6]
	اور نہ لڑو ان سے مسجد حرام کے نواح میں
	تب تک کہ وہ تم سے وہاں نہ لڑیں
	پھر اگر وہ تم سے لڑیں
	تو انہیں قتل کرو
	کافروں کی یہی ہے سزا[7]

3۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایمان والو جو بھی کوئی تمہارے دین کی وجہ سے تم پر حملہ کرتا ہے اور تم سے لڑتا ہے اس کا مقابلہ کرو مگر زیادتی نہ کرنا

4۔ ”قتل کرو انہیں جہاں بھی انہیں پاؤ“ کا مطلب یہ نہیں کہ ان میں سے جو بھی کوئی جہاں بھی کہیں تمہیں نظر آجائے اسے قتل کر دو بلکہ حکم یہ دیا جا رہا ہے کہ وہ تم سے جس جگہ بھی لڑیں تم وہاں ان کا مقابلہ کرو اور جب جنگ شروع ہو جائے تو پھر ہاتھ نہ روکو جب تک لڑائی ہوتی رہے ان سے لڑتے رہو اور جو مقابلہ میں آئے اسے قتل کر دو

5۔ مکہ کے مشرکوں نے مسلمانوں کو ان کے گھروں شہر اور اللہ کے گھر سے نکال دیا ہوا تھا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مشرکوں اور کافروں سے تم اس لئے لڑو کہ اللہ کے گھر پر اللہ کے دین والوں کا قبضہ ہو جائے انہوں نے جہاں سے تمہیں نکالا ہوا ہے وہاں سے انہیں نکال دینا زیادتی نہیں بلکہ تمہارا حق ہے

6۔ فتنہ کا مطلب ہے کہ طاقتور اور جابر جماعت کا کسی کمزور پر اس کے دین کی وجہ سے ظلم اور زیادتی کرنا اللہ تعالیٰ ایسے ظلم اور زیادتی کو قتل سے بھی بڑا جرم قرار دیتے ہیں

7۔ مسجد حرام کے نواح میں لڑائی سے پرہیز کرو لیکن اگر کافر وہاں بھی تم سے لڑیں تو ان سے لڑو اور انہیں سزا دو

192- فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٩٢﴾

192- اور اگر وہ باز رہیں [8]
تو بلاشبہ اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے

193- وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ
الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا
عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٩٣﴾

193- اور لڑو ان سے
اس وقت تک کہ
فتنہ ختم ہوجائے
اور دین اللہ ہی کیلئے ہوجائے [9]
پھر اگر وہ باز آجائیں
تو کسی پر سختی روا نہیں
مگر ظالموں پر ہی

194- اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ
قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ
بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا
اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿١٩٤﴾

194- ماہ حرام میں لڑائی نہ کرنا
ماہ حرام میں لڑائی نہ کرنے کے [10]
جواب میں ہے
اور تمام حرمتوں کی پابندی بھی
حرمتوں کی پابندی کے [11]
بدلے میں ہے
پھر جو کوئی تم سے زیادتی کرے
توتم اس سے ویسی ہی زیادتی کرو

8۔ اگر مشرک حدود حرم میں لڑائی سے باز رہیں یا لڑائی بند کردیں توتم بھی لڑائی بند کردو مشرکوں کی طرف سے تم پر لڑائی مسلط کردینے کی وجہ سے تم نے حدودِ حرم میں مجبوراً جو لڑائی کی تھی وہ اللہ تمہیں معاف کردے گا

9۔ یعنی اگر وہ تم پر لڑائی تھوپ دیں تو اس وقت تک ان سے لڑو کہ فتنہ ختم ہوجائے اور اللہ کے دین کو غلبہ حاصل ہوجائے

10۔مطلب یہ ہے کہ حرام مہینوں میں لڑائی نہ کرنا یکطرفہ نہیں کہ مشرک اور کفار تو ان مہینوں میں بھی تم سے لڑائی کریں اور تم ان کا مقابلہ نہ کرو کہ ان مہینوں میں لڑائی کرنا منع ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان مہینوں کی حرمت دونوں فریقوں کیلئے ہے اگر وہ پابندی کریں تو جواب میں تم بھی پابندی کرو اور اگر وہ پابندی نہ کریں تو تمہیں بھی جواب دینے کی اجازت ہے

11۔ دیگر حرمتوں کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے کہ اگر دوسرے ان پر عمل کریں تو تم ان پر عمل کرو اور اگر وہ خلاف ورزی کریں تو اس اشتعال اور جارحیت کا مقابلہ کرو

	جیسی تم سے زیادتی کی گئی ہو[12]
	اور اللہ سے ڈرو
	اور یاد رکھو کہ
	اللہ تو
	دل میں اللہ کا خوف رکھنے والوں کے ساتھ ہے
195- وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى	195- اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو
التَّهْلُكَةِ ۚۛ وَاَحْسِنُوْا ۚۛ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۹۵﴾	اور اپنے ہاتھوں
	اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالو[13]
	اور احسان کیا کرو
	یقیناً اللہ
	احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے[14]
196- وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا	196- اور مکمل کرو حج اور عمرہ
اسْتَیْسَرَ مِنَ الْهَدْیِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ	اللہ کیلئے
حَتّٰى یَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ	اور اگر تمہیں روک دیا جائے
مَّرِیْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْیَةٌ مِّنْ صِیَامٍ	تو جو بھی میسر ہو قربانی کردو[15]
	اور نہ منڈواؤ اپنے سر

12۔ زیادتی کرنے سے سختی سے منع فرمانے کے ساتھ ہی یہ پابندی لگا دی گئی ہے کہ دشمن اگر تمہارے ساتھ زیادتی کرتا ہے تو تم اس زیادتی سے زیادہ زیادتی نہ کرو

13۔ اس حکم کے بعد کہ جو دشمن تم پر تمہارے دین کی وجہ سے لڑائی مسلط کر دیتا ہے اس سے لڑائی کرو تمہاری ایسی لڑائی اللہ کیلئے ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسی لڑائی کے اخراجات پورے کرنے کے لئے اپنے مال خرچ کرو اگر ایسا نہیں کرو گے تو تم اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاک کرو گے کیونکہ دشمن تو لڑائی سے باز نہیں آئے گا اور اگر تم نے اپنے مال خرچ نہ کئے اور وسائل کی کمی کی وجہ سے شکست کھا گئے اور اس کے نتیجے میں تم جانی اور مالی طور پر نقصان میں رہے تو یہ ہلاکت تم خود اپنے اوپر لاؤ گے اس سے بچنے کیلئے ضروری ہے کہ تم اپنے مال اللہ کی راہ میں لڑائی پر خرچ کرو تمہاری اور تمہارے دین کی سلامتی کیلئے یہ بہت ضروری ہے

14۔ اللہ کی راہ میں لڑائی کرنا اور اپنا مال خرچ کرنا نیکی ہے اور ایسی نیکی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں

15۔ اگر تمہیں حدود حرم میں داخل ہونے سے اور حج یا عمرہ کرنے سے روک دیا جائے (جیسا کہ حدیبیہ کے وقت روک دیا گیا تھا) تو بھی اپنے ساتھ لائے قربانی کے جانور ذبح کر دیا کرو

اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۗ فَمَنْ
تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ
الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ
فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ۗ تِلْكَ عَشَرَةٌ
كَامِلَةٌ ۗ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ
شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ ع

تب تک کہ قربانی قربان گاہ تک نہ پہنچ جائے
اور جو کوئی تم میں سے بیمار ہو
یا اس کے سر کی جلد میں تکلیف ہو
تو لازم ہے اس کے بدلے میں
روزہ یا صدقہ یا قربانی
پھر جب تم محفوظ ہو جاؤ [16]
تو جو کوئی فائدہ اٹھائے عمرہ کا
حج کا وقت آنے سے پہلے
تو لازم ہے اس پر قربانی دینا
جو بھی وہ دے سکتا ہو
اور جو کوئی قربانی نہ دے سکے
تو اس کے لئے لازم ہے تین دن روزہ رکھنا
حج کے دنوں میں
اور سات دن روزہ رکھنا
جب وہ واپس پہنچ جائے
یہ ہیں پورے دس دن
یہ اس شخص کیلئے ہے
جس کے خاندان والے
مسجد حرام کے باسی نہ ہوں [17]
اور اللہ سے ڈرو
اور جان رکھو
کہ اللہ عذاب دینے کے معاملے میں سخت ہے

16۔ جب تمہیں حج اور عمرہ کی ادائیگی میں کوئی رکاوٹ پیش نہ رہے اور کوئی تمہارا راستہ نہ روکے اور کوئی خطرہ نہ رہے
17۔ یعنی یہ رعایت حدود حرم کے اندر رہنے والوں کیلئے نہیں

25

197- اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ
الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ
وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا
فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ؗ وَاتَّقُوْنِ
يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾

197- حج کیلئے مقرر مہینے سب کو معلوم ہیں [1]
پس جو کوئی لازم کرلے اپنے اوپر
ان مہینوں میں حج کرنا
تو نہیں ہے اس کے لئے
شہوانی باتیں کرنا
اور نہ ہی گناہ کرنا
اور نہ ہی لڑائی جھگڑا کرنا
حج کے دنوں میں
اور تم جو کوئی بھی نیک کام کرتے ہو
اللہ اس سے واقف ہے
اور زادِ راہ لے کر نکلو [2]
اور بہترین زادِ راہ تو پرہیزگاری ہے [3]
اور اے اہل دانش مجھ سے ڈرو

1۔ یعنی شوال ذیقعد اور دس دن ذوالحجہ کے سب کو معلوم ہیں دور دراز کے علاقوں سے حج کے لئے مکہ آنے والوں کو اس زمانے میں لمبا سفر کتنا پڑتا تھا اس وقت نہ ہوائی جہاز ہوتے تھے نہ کاریں اور گاڑیاں حاجیوں کے قافلے کئی کئی دن میں اپنا سفر پورا کرتے تھے اور یہ سلسلہ شوال کی پہلی تاریخ سے ہی شروع ہو جاتا تھا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان مہینوں کا سب کو علم ہے اس لئے ان کا احترام سب پر لازم ہے یہ بہانہ نہیں چلے گا کہ ہمیں تو علم ہی نہیں تھا اس لئے ہم ان مہینوں کے احترام کا خیال نہیں رکھ سکے تھے حج کے سفر والوں کا احترام زمانہ قدیم سے ہی لازم تھا اور صحراؤں اور ریگستانوں کے سب باسی اس سے واقف ہوتے تھے

2۔ یہ حج کے سفر والوں کیلئے راستے اور قیام کے اخراجات ساتھ لے کر چلنے کا حکم ہے حج کے لئے نکلنے والوں پر یہ تو لازم ہے کہ وہ اس پورے عرصہ میں کوئی شہوانی بات تک نہ کریں کوئی گناہ کا کام اور جھگڑا نہ کریں یہ احکام تو واضح ہیں لیکن پرہیزگاری میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ دوران سفر زادِ حج کے لئے نہ تو کسی سے کچھ مانگیں اور نہ ہی کوئی چیز چرائیں سب ضروریات کا انتظام کر کے سفر کیلئے گھروں سے نکلیں

3۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک زادِ راہ تو وہ ہے جو کھانے پینے اور قیام اور سفر کے اخراجات ہیں لیکن ایک زاد اور بھی ہے اور وہ ہے پرہیزگاری یعنی دل میں اللہ سے محبت اور اس کا خوف یہ سب سے اچھا زادِ راہ ہے اور یہ بھی تمہارے ساتھ رہنا چاہئے جس میں حسن سلوک اور حسن معاملات بھی شامل ہے جو دل میں خدا سے محبت اور خوف کی موجودگی سے پیدا ہوتے ہیں

198- لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾	198- تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم اپنے رب کا فضل ڈھونڈو [4] پھر جب تم عرفات سے واپس لوٹو تو اللہ کو یاد کرو مشعرِ حرام کے نزدیک اور اس کو یاد کرو اس طریقے سے جو تمہیں بتایا گیا ہے [5] اور بلاشبہ اس سے پہلے تم غلط راہ پر تھے [6]
199- ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾	199- پھر تم اسی جگہ سے لوٹو جہاں سے سب لوگ لوٹتے ہیں [7] اور اللہ سے معافی مانگو یقیناً اللہ بخش دینے والا مہربان ہے
200- فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾	200- پھر جب تم مکمل کر چکو اپنے حج کے مناسک تو ذکر کرو اللہ کا جس طرح تم ذکر کیا کرتے تھے اپنے آبا و اجداد کا

4- حج کے سفر کے دوران اگر تم تجارت کا مال بھی ساتھ لے لو اور اسے دوسروں کے پاس بیچ کر اللہ کا فضل حاصل کر لو تو اس کی اجازت ہے

5- ''اور یاد کرو اس کو (اللہ کو) اس طریقہ سے جو تمہیں بتایا گیا ہے'' شاہ ولی اللہ نے اس کا ترجمہ کیا ہے ''یاد کرو اللہ کو شکر کے ساتھ جس نے تمہیں راہ دکھائی ہے'' راہ سے مراد راہ ہدایت ہے

6- اس سے پہلے تم گمراہی پر تھے

7- زمانہ جاہلیت میں قریش مزدلفہ میں ہی رک جاتے تھے اور دوسرے حاجیوں کے ساتھ عرفات نہیں جایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ کسی کیلئے بھی مزدلفہ سے لوٹ جانا جائز نہیں

201- وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾

202- اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾

یا اس سے بھی زیادہ ذکر کرو [8]
مگر لوگوں میں وہ شخص بھی ہے
جو کہتا ہے "اے ہمارے رب ہمیں دنیا ہی میں دیدے"
اور نہیں ہے اس کیلئے آخرت میں کچھ بھی حصہ [9]

201- اور ان میں سے جو کہتا ہے
"اے ہمارے پروردگار دے ہمیں
اس دنیا میں بھلائی
اور آخرت میں بھی بھلائی
اور بچا ہمیں آگ کے عذاب سے" [10]

202- یہ ہیں وہ لوگ [11]
جن کے لئے حصہ ہے
اس کے بدلے میں جو کچھ انہوں نے کمایا
اور اللہ جلد بدلہ دینے والا ہے

8- اسلام سے پہلے مشرک حج کے بعد فخریہ اپنے آباؤ اجداد کا ذکر کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس بدعت کو رد فرمایا ہے اور حکم دیا ہے کہ اُن کی جگہ اللہ کا ذکر کیا کرو بلکہ ان کے ذکر سے بھی زیادہ خلوص اور محبت سے اللہ کا ذکر کیا کرو جس طرح سے تم مجمع اکٹھا کر کے اپنے اجداد کے کارنامے جتایا کرتے تھے اب وہ بدعت ختم ہو چکی ہے

9- اسلام کے نظریہ حیات وممات کے مطابق موت آجانے سے زندگی ختم نہیں ہو جاتی جو بھی انسان پیدا ہوتا ہے اس کی زندگی کبھی بھی ختم نہیں ہوتی جسے اس دنیا والے موت کہتے ہیں وہ اصل میں زندگی کا تھوڑا سا دنیاوی حصہ پورا کر کے ہمیشہ کی زندگی والی دنیا میں چلے جانا ہے اس لئے جو بھی کوئی اللہ سے اپنی دنیا کی زندگی کے لئے مانگتا ہے وہ اصل میں اپنے قول وفعل سے اسلام کے اس نظریہ سے انحراف کا اقرار کرتا ہے ایسے آدمی کے اعمال بھی دنیاوی نوعیت کے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انسانوں میں سے جو ایسا سوچتے ہیں دوسری دنیا کی زندگی میں ان کیلئے اللہ کی نعمتوں میں سے کچھ حصہ نہیں ہوگا کیونکہ اس کیلئے تو انہوں نے آگے کچھ بھیجا ہی نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ایسی سوچ کے نتائج سے آگاہ فرماتے ہیں اور انہیں اپنی اصلاح کی ترغیب دیتے ہیں جو اگلی آیت سے ظاہر ہے

10- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کچھ تو وہ لوگ ہیں جو اللہ سے جو بھی مانگتے ہیں اسی دنیا کے لئے مانگتے ہیں تو کچھ لوگ ایسے ہیں جو اس دنیا کی اور آخرت کی بھلائی کیلئے اللہ سے دعا مانگتے ہیں ان کے دلوں میں اللہ کا خوف ہے اور ان کا ایمان ہے کہ انہیں اللہ کے حضور پیش ہونا ہے

11- وہ لوگ جن کا آیت نمبر 201 میں ذکر آیا ہے وہ جو اس دنیا میں اور اس کے بعد کی زندگی میں بھلائی کی دعا کرتے ہیں

203- وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ
تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ
فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا
اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝٢٠٣

203- اور اللہ کا ذکر کرو
ان گنتی کے دنوں میں
پھر جو کوئی جلدی چلا جائے
دو ہی دن میں
تو اس پر کوئی گناہ نہیں
اور جو ٹھہرا رہے
تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں
بشرطیکہ وہ اللہ سے ڈرتا رہے
اور اللہ سے ڈرو
اور جان لو کہ
تم اس کے پاس جمع کئے جاؤ گے

204- وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰي مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَھُوَ
اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝٢٠٤

204- اور لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے
جس کی اس دنیا کی زندگی کے بارے میں باتیں
تمہارے لئے پسندیدہ ہو سکتی ہیں
اور وہ اپنی نیت پر اللہ کو گواہ بناتا ہے
مگر وہ سخت جھگڑالو اور بدترین دشمن ہے [12]

205- وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ
الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝٢٠٥

205- اور جب اسے کہیں اختیار مل جاتا ہے
تو وہ کوشش کرتا ہے
زمین میں تباہی پھیلانے کی
وہاں پر

12- یہ دنیا دار مکار اور ہوشیار لوگوں کی جماعت کا ذکر ہے جو دنیاوی معاملات اور امور کے بارے میں بڑی خوشگوار باتیں کرتے ہیں اور اپنے دل کی خواہشات پوری کرنا چاہتے ہیں مگر قسمیں اللہ کی اٹھاتے ہیں کہ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں سب کی بھلائی کیلئے کہہ رہے ہیں جو منصوبے پیش کر رہے ہیں سب کی بھلائی کیلئے کر رہے ہیں لیکن ان کے اس عمل کے پیچھے ان کی اللہ کے دین سے دشمنی ہوتی ہے

اور برباد کرتا ہے فصل کو اور نسل کو [13]
اور اللہ فساد کو ہر گز پسند نہیں کرتا

206- وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾

206- اور جب اسے کہا جائے
"ڈر اللہ سے"
تو اس کا تکبر
اسے گناہ میں دھکیل دیتا ہے [14]
پس کافی ہے اس کیلئے جہنم
اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے

207- وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾

207- اور لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے
جو بیچ دیتا ہے اپنی جان
اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے
اور اللہ اپنے بندوں پر
بہت ہی شفقت کرنے والا ہے [15]

208- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾

208- اے ایمان والو
تم پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ
اور شیطان کے پیچھے نہ چلو
وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے [16]

13- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو جب کہیں اختیارات مل جاتے ہیں تو وہ فصل یعنی کھیتیاں اور نسل یعنی جانداروں کو برباد کر دیتے ہیں اور اپنے ذاتی مفاد کے حصول کیلئے زمین پر فساد پھیلا دیتے ہیں

14- ایسے لوگوں کو جب تباہی پھیلانے سے روکا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرو اور ایسا نہ کرو تو وہ اپنی جھوٹی عزت پر فخر اور غرور کی وجہ سے اس نصیحت پر عمل نہیں کرتے ان کا تکبر انہیں مزید گناہوں میں دھکیل دیتا ہے ایسے بدنیت چرب زبان دنیادار لوگوں کی اصلیت بیان کر کے اللہ تعالیٰ ان سے ہوشیار اور خبردار رہنے کی ضرورت پر زور دیتے ہیں

15- دنیادار جماعت سے موازنہ کیلئے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر فرماتے ہیں جو اللہ کی خوشنودی کی خاطر اپنی جانیں تک اللہ کی راہ میں قربان کر دیتے ہیں جو اپنے قول اور فعل کے ہر حوالے سے اللہ اور اس کے دین سے مخلص ہیں

209- فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٠٩﴾

209- پھر اگر تم ڈگمگا گئے
اس کے بعد بھی
جو آ چکے ہیں تمہارے پاس واضح احکام [17]
تو یاد رکھو کہ
اللہ تو غالب اور صاحب حکمت ہے

210- هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿٢١٠﴾ ع

210- کیا وہ لوگ اس کا انتظار کر رہے ہیں کہ
آ جائے ان کے سامنے اللہ
بادلوں کے سائبانوں میں
فرشتوں کے ساتھ
اور معاملہ انجام تک پہنچ جائے؟ [18]
اور سب معاملے تو اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں

26

211- سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٢١١﴾

211- بنی اسرائیل سے پوچھیں کہ
ہم نے ان کی طرف
کتنے واضح احکام بھیجے تھے
اور جو کوئی اللہ کی اس نعمت کو بدل ڈالے
اس کے بعد کہ وہ اس کے پاس آ جائے

16۔ اسلام کے احکام کی پوری طرح سے پابندی کرو اور شیطان کے بہکاوے میں نہ آؤ جو تمہارا کھلا دشمن ہے

17۔ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح احکام آ چکے ہیں ان پر عمل کرو اور شیطان کے کسی بھی طریقے پر عمل نہ کرو اگر تم ڈگمگا گئے اور اس کی چال میں پھنس گئے تو تم اپنا ہی نقصان کرو گے اللہ کا کچھ نہیں بگاڑو گے

18۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کو سب کچھ بتا اور سمجھا دیا گیا ہے وہ ایمان کیوں نہیں لا رہے کیا وہ اس کے منتظر ہیں کہ اللہ خود اپنے فرشتوں کے ساتھ آ کر انہیں بتائے کہ یہ قرآن میں نے ہی بھیجا ہے ایمان لے آؤ؟ اس صورت میں تو ان لوگوں کے لئے عذاب کا ہی فیصلہ ہو جائے گا اور ان کو ایمان لانے کی جو مہلت دی جا رہی ہے وہ ختم ہو جائے گی ان لوگوں کو اس مہلت سے فائدہ اٹھانا چاہئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کے بارے میں ہم نے کیا فیصلہ کرنا ہے اور کب کرنا ہے اس کا تعلق ہم سے ہے کیونکہ ''سب معاملے تو اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں'' سب فیصلے تو اللہ ہی کرتا ہے

تو اللہ تو عذاب دینے میں بہت سخت ہے [1]

212- زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ
مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾

212- کافروں کیلئے دل کش بنادی گئی ہے
اس دنیا کی زندگی
اور وہ مذاق اڑاتے ہیں
ان لوگوں کا
جو ایمان لائے ہیں
حالانکہ جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں
وہ ان سے بلند مرتبہ پر ہوں گے
قیامت کے روز [2]
اور اللہ جس کسی کو چاہے بے حساب رزق دے دیتا ہے

213- كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۫ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ
مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۪ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ
بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا
فِيْهِ ؕ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ
مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ
وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۱۳﴾

213- سب انسان ایک ہی جماعت ہوتے تھے
اور اللہ نے نبی بھیجے تھے
خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے
اور ان کے ساتھ برحق کتاب بھیجی [3]
تا کہ وہ کتاب لوگوں کے درمیان فیصلہ کردے
ان باتوں کا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے
اور نہیں اختلاف کیا تھا اس کتاب کے بارے میں

1- یعنی بنی اسرائیل کے اعمال اور ان کے نتیجے میں انہیں دی جانے والی سزائیں اسی اصول کی وضاحت کرتی ہیں "بنی اسرائیل سے پوچھو" کا مطلب ہے بنی اسرائیل کے ماضی کو دیکھ لو بنی اسرائیل پر اللہ کی نعمتوں اور اکرام کا ذکر تفصیل سے گزر چکا ہے ان کی طرف سے اللہ کے احکام کی خلاف ورزی اور اللہ کے نبیوں کے ساتھ ان کے سلوک کا بھی ذکر ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ اپنا اٹل اصول بیان فرماتے ہیں کہ جو کوئی بھی بنی اسرائیل کی مانند اللہ کے احکام پر عمل کرنے کی بجائے اپنی خواہشات اور مفاداتی ضرورتوں کو اہم جانے گا اس کا انجام ان جیسا ہی ہوگا ہوش کرو "اللہ تو عذاب دینے میں بہت سخت ہے"

2- اس دنیا کے مال و دولت اور جاہ و مرتبہ دنیا داروں کے لئے تو ایک زینت ہے مگر ہمیشہ کی زندگی میں مرتبہ ان کا ہی بلند ہوگا جو اللہ سے ڈرتے ہیں جن کافروں کے پاس دولت ہے وہ ان مسلمانوں کا مذاق اڑاتے ہیں جن کے پاس ان جتنی دولت نہیں ہے اس کے باوجود مسلمان اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں تو مشرک اور منافق ان کا مذاق اڑاتے ہیں کیونکہ ان کے دلوں میں اللہ سے محبت کی بجائے اس دنیا کی زینت سے محبت نے گھر بنا رکھا ہے

3- کتاب سے مراد وہ سب کتابیں ہیں جو اللہ اپنے نبیوں پر اتارتے رہے ہیں تا کہ ان سے لوگ سچائی کی راہ کی طرف رہنمائی حاصل کر سکیں

مگرانہی لوگوں نے جن کیلئے وہ بھیجی گئی تھی

اس کے بعد جب ان کے پاس واضح نشانیاں آچکی تھیں

آپس میں حسد اور ضد کی وجہ سے [4]

سو اللہ نے ایمان لے آنے والوں کو

اس حق کی طرف راہ دکھا دی تھی

جس کے بارے میں وہ اختلاف کرتے تھے [5]

اپنے اذن سے

اور اللہ راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے

جس کسی کی چاہے [6]

4۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت اور اس کے فکر و عمل کی تاریخی حقیقت بیان کی ہے اور بتایا ہے کہ وہ شروع سے ہی ایسا رہا ہے اس وقت سے جب زمین پر اولاد آدم کی تعداد میں اضافہ ہوا اور ان کے مفادات کے باہمی تصادم سے ایک ہی جماعت میں اختلافات پیدا ہو گئے تھے وہ اختلافات اللہ کے کسی ایک حکم کے بارے میں نہیں تھے دین و دنیا کے بیشتر امور سے متعلق تھے اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کی رہنمائی کیلئے مختلف اوقات میں اور مختلف زمانوں میں نبی مبعوث فرمائے ان نبیوں پر کتابیں اتاریں جن میں ہدایت اور احکام تھے تا کہ ان کے مطابق ان کے جھگڑوں کا فیصلہ کیا جا سکے لیکن ہوتا ایسے ہی رہا ہے کہ جب بھی کوئی نبی کتاب کے ساتھ آیا تو ان لوگوں نے ہی جن کے درمیان وہ نبی مبعوث ہوا تھا اس پر اتاری اللہ کی کتاب کے بارے میں اختلاف شروع کر دیا جس کا سبب ان لوگوں کا ایک دوسرے سے حسد اور مخالفت ہوتی تھی ورنہ وہ ان نشانیوں کو تو پہچانتے ہوتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قرآن کے بارے میں اہل کتاب نے جو رویہ اختیار کیا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں یہ تو اسی وقت سے چلا آ رہا ہے جب اس ایک جماعت کے افراد اور مختلف گروہوں میں ان کے مفادات کے تصادم اور ایک دوسرے سے حسد نے جھگڑوں کو جنم دیا تھا

5۔ جو لوگ حسد اور ضد پر قائم رہے وہ تو کتاب پر ایمان نہ لائے مگر جو ایمان لے آئے انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہدایت کی راہ پر ڈال دیا

6۔ اور اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہی نہیں تھے کہ دوسرے لوگ ہدایت کی راہ پر نہ آ جائیں اللہ تعالیٰ نے انسان کو سوچ اور عمل کی آزادی دے کر فیصلہ خود کرنے کا اختیار دے رکھا ہے جب کسی قوم کی طرف کوئی نبی آیا تو اس کی دعوت اور اللہ کی کتاب کو ماننا یا نہ ماننا ہر انسان کا اپنا فیصلہ تھا اور جس کسی نے حسد یا ضد یا کسی بھی وجہ سے اللہ کی کتاب سے اختلاف کیا تھا اور ہدایت کی راہ اختیار نہیں کی تھی وہ اس کو اللہ کی طرف سے دی گئی فیصلے کی آزادی کی وجہ سے تھا اس حوالے سے جو لوگ نبی اور کتاب پر ایمان لے آئے تھے ان کا عمل بھی اللہ کے متعین کردہ اصولوں کے مطابق تھا جسے اللہ ہی کا فضل کہا گیا ہے اللہ یہی چاہتا ہے کہ ہر کوئی خود فیصلہ کرے اس فارمولہ کے حوالے سے کتاب اور نبی پر ایمان لانے اور ایمان نہ لانے والا دونوں اللہ کی مرضی پر عمل کرتے ہیں کہ اللہ کی مرضی یہ ہے کہ سب اپنے عقل و شعور کی روشنی میں اپنی مرضی سے فیصلہ کریں اسی لئے اللہ تعالیٰ بار بار فرماتے ہیں کہ اے اہل شعور سوچو اور دیکھو کہ حق سچ کیا ہے اور عقل سے کام لو

214- اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ
مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ
وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ
نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴿۲۱۴﴾

214- کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ
تم لوگ جنت میں داخل ہو جاؤ گے
حالانکہ ابھی تو تمہیں وہ حالت پیش ہی نہیں آئی
جو تم سے پہلے والوں پر گزری تھی؟
ان پر اس قدر سختی اور تکلیف آئی تھی
اور وہ اس حد تک ہلا ڈالے گئے تھے کہ
پکار اٹھا تھا پیغمبر
اور وہ اہل ایمان جو اس کے ساتھ تھے
"اللہ کی مدد کب آئے گی؟"
یاد رکھو کہ
اللہ کی مدد تو قریب ہے

215- يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ
مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى
وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ
خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۱۵﴾

215- وہ تم سے پوچھتے ہیں کہ
وہ کیا خرچ کریں؟
کہہ دیں "تم اپنے مال سے جو بھی کچھ خرچ کرو
تو وہ ہے
تمہارے والدین کیلئے
اور رشتہ داروں کیلئے
اور یتیموں کیلئے
اور مسکینوں کیلئے
اور مسافروں کیلئے
اور تم جو بھی کوئی بھلائی کرتے ہو
اللہ اسے خوب جانتا ہوتا ہے"

216- كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰۤى
اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰۤى اَنْ
تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۲۱۶

216- تم پر فرض کر دیا گیا ہے
لڑائی لڑنا[7]
اور وہ تم کو ناگوار ہے
اور ہو سکتا ہے کہ
کسی چیز کو تم ناپسند کرتے ہو
اور وہ تمہارے لئے بھلائی ہو
اور ہو سکتا ہے کہ
تم کسی چیز کو پسند کرتے ہو
اور وہ تمہارے لئے بُری ہو
اور اللہ خوب جانتا ہے[8]
اور تم نہیں جانتے

27

217- يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ
قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ
بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ
عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَلَا
يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ
اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ
دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ

217- وہ تم سے پوچھتے ہیں
ماہ حرام میں لڑائی کے بارے میں
کہہ دیں ''اس میں لڑائی کرنا بہت بُرا ہے
مگر اللہ کی راہ سے روکنا
اور اس کے ساتھ کفر کرنا
اور مسجد حرام سے روکنا
اور حرم کے باسیوں کو وہاں سے نکال دینا

7- تم پر لڑائی کرنا فرض کر دیا گیا ہے سے مراد وہی ہے جو آیت نمبر 190 کے حاشیہ میں ہے

8- اللہ تمہیں کوئی کام کرنے کا حکم کیوں دے رہا ہے اور کسی کام کے کرنے سے کیوں روکتا ہے اس میں کیا کیا مصلحتیں ہیں وہ تم نہیں جانتے کیونکہ تم ظاہری حالات وواقعات کے مطابق ہی ہر معاملے کو تولتے ہو اس کی مصلحتیں اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہیں تمہارا کام حکم ماننا اور اس کے مطابق عمل کرنا ہے

اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢١٧﴾

اللہ کے نزدیک اس سے بھی بڑی برائی ہے [1]
اور فتنہ قتل سے بھی بڑا گناہ ہے"
اور نہیں باز آئیں گے وہ لوگ
تمہارے ساتھ لڑائی کرنے سے
اس وقت تک کہ
تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں
اگر وہ پھیر سکیں [2]
اور تم میں سے جو کوئی

1۔ جمادی الثانی 2 ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہؓ بن جحش کی امارت میں ایک گشتی دستہ نخلہ کی طرف بھیجا تھا وہاں پر مکہ کے قریش کا ایک تجارتی قافلہ اترا ہوا تھا وہ رجب کا آخری دن تھا اور عرب کے لوگ زمانہ قدیم سے جن مہینوں میں لڑائی حرام سمجھتے آئے تھے ان میں سے ایک رجب بھی تھا اگلے روز قریش کے قافلہ والوں کو حدود حرم میں داخل ہو جانا تھا حدود حرم میں بھی لڑائی کی اجازت نہیں تھی مسلمان دستہ میں حضرت عبداللہؓ بن جحش کے علاوہ حضرت عکاشہؓ بن محصن حضرت ابو حذیفہؓ بن عتبہ حضرت عامرؓ بن ربیعہ حضرت واقدؓ بن عبداللہ حضرت خالدؓ بن بکیر اور حضرت سہیلؓ بن بیضاء شامل تھے سب وہ صحابہ جنہیں قریش نے مکہ سے ان کے گھروں سے نکالا ہوا تھا، جن کے مسجد حرام میں داخلہ پر پابندی لگادی ہوئی تھی اور مدینہ میں بھی انہیں آرام سے نہیں بیٹھنے دیتے تھے مسلمانوں کو مشرکوں پر غصہ تو تھا ہی، رات شروع ہو چکی تھی قریش کے قافلہ کا امیر عمرو حضرمی مسلمانوں کے کیمپ کی طرف آیا تو حضرت واقدؓ بن عبداللہ نے تیر مار کر اسے ہلاک کر دیا اور وہ دو مشرکوں عثمان بن عبداللہ اور الحکم ابن کیسان کو قیدی بنا کر مدینہ لے آئے رسول اللہ ﷺ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور کہا کہ میں نے تو تمہیں لڑنے کی اجازت نہیں دی تھی تمہیں تو صرف حالات معلوم کرنے بھیجا گیا تھا آپ ﷺ نے مال غنیمت قبول کرنے سے بھی انکار کر دیا دوسری طرف مدینہ کے یہودیوں اور عرب کے مشرکوں نے پراپیگنڈہ شروع کر دیا کہ یہ مسلمان تو حرام مہینوں کا بھی احترام نہیں کرتے دیکھو انہوں نے رجب کی بھی بے حرمتی کی ہے رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی اور دشمنوں کے پراپیگنڈہ کے ماحول میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے ہیں کہ رجب حرام ہے یا نہیں اور اس میں قریش کے قافلہ پر حملہ درست تھا یا نہیں انہیں بتا دیں کہ رجب میں لڑائی کی اجازت نہیں مگر لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنا انہیں مسجد حرام میں داخل نہ ہونے دینا اور ان کو گھروں سے نکال دینا تو اس سے بھی بڑا جرم ہے اور مکہ کے قریش نہ صرف اس جرم کا ارتکاب کر رہے ہیں بلکہ اس پر فخر بھی کرتے ہیں اور اس جرم میں اور فخر میں سارے عرب کے مشرک ان کے ساتھ ہیں بڑے مجرم تو وہ ہیں جو اس چھوٹی سی خلاف ورزی کو اتنا بڑا بنا کر پیش کر رہے ہیں اور خود اتنے بڑے جرائم کا ارتکاب کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں

2۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ جو معمولی سی جھڑپ پر اس قدر پراپیگنڈہ کر رہے ہیں ان کا منصوبہ تو یہ ہے کہ طاقت کے ذریعے تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اور اس منصوبے پر عمل کے لئے یہ تو تم سے لڑتے رہیں گے ان کے پراپیگنڈہ پر نہ جاؤ بلکہ ان کے ارادوں پر غور کرو اور ان سے ہوشیار رہو

اپنے دین سے پھر جائے
پھر وہ کافر ہی مر جائے
تو ایسے لوگوں کے اعمال برباد ہو گئے
دنیا میں اور آخرت میں
اور وہ لوگ دوزخ کے باسی ہیں
وہ ہمیشہ ہی اسی میں رہیں گے

218- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱۸﴾

218- یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے
اور وہ جنہوں نے ہجرت کی
اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا
وہ لوگ ہی اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں
اور اللہ ہے بخش دینے والا مہربان[3]

219- يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱۹﴾

219- وہ تم سے پوچھتے ہیں
شراب اور جوئے کے بارے میں
کہہ دیں "ان دونوں میں سخت گناہ ہے
اور ان میں لوگوں کے لئے منافع ہے
مگر ان دونوں کا گناہ بہت بڑا ہے
ان کے فائدہ سے"[4]

3- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن صحابہ کرام سے آپ ﷺ ناراض ہیں اور جن کے خلاف پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے یہ تو وہ ہیں جن کے توحید پر ایمان لانے کی وجہ سے انہیں ان کے بال بچوں سمیت ہجرت کرنا پڑی تو انہوں نے وہ بھی قبول کر لی تھی اور یہ جو نخلہ کا واقعہ ہے یہ تو اللہ کی راہ میں جہاد کی حیثیت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ان کے رجب کے مہینے میں قریش کے قافلہ پر حملہ کے سلسلے میں اپنی مغفرت اور مہربانی کا اعلان بھی فرماتے ہیں اور یہ بھی خوشخبری دیتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو اللہ کی رحمت کے امیدوار رہنا چاہیے

4- شراب اور جوا عرب معاشرے اور شہروں میں کاروبار کی حیثیت رکھتے تھے اور جو لوگ اس منظم بزنس سے وابستہ تھے انہیں اس سے مالی فائدہ اور نفع حاصل ہوتا تھا اور شراب اور جوا سے "نفع" سے مراد اس سے وابستہ لوگوں کا کاروباری فائدہ ہے یہ شراب اور جوئے کے بارے میں پہلا اظہار ناپسندیدگی ہے ان کو حرام قرار دینے کا حکم بعد میں آیا تھا

اور وہ تم سے پوچھتے کہ
کیا خرچ کریں
کہدو ''جو کچھ تمہاری ضرورتوں سے زیادہ ہو''[5]
اللہ تمہارے لئے اس طرح احکام بیان کرتا ہے
تا کہ تم غور وفکر کرو

220- فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَيَسْـَٔــلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰي ۭ
قُلْ اِصْلَاحٌ لَّھُمْ خَيْرٌ ۭ وَاِنْ تُخَالِطُوْھُمْ
فَاِخْوَانُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ
الْمُصْلِحِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۲۲۰

220- دنیا کے بارے میں اور آخرت کے بارے میں
اور وہ تم سے یتیموں کے بارے میں احکام پوچھتے ہیں
کہدو ''ان کے معاملات کی اصلاح سب سے بہتر ہے
اور اگر تم انہیں اپنے ساتھ شریک کرلو
تو وہ تمہارے بھائی ہیں''
اور اللہ جانتا ہے کہ
کون ہے خرابی کرنے والا
کون ہے جو اصلاح کرنے والا ہے[6]
اور اگر اللہ چاہتا
تو تمہیں مشکلات میں ڈال دیتا
اللہ تو صاحبِ اختیار صاحبِ حکمت ہے

5- ضرورتوں سے مراد جائز ضرورتیں ہے

6- یتیموں کے مال اور املاک اور حقوق کی حفاظت کے بارے میں سخت احکام سے لوگ خوفزدہ رہنے لگے تھے اور وہ اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھتے تھے کہ ''حضور ہم ان کی ہانڈی روٹی بھی الگ کردیں؟ ان کے لئے الگ ہانڈی پکائی جائے تا کہ یہ امکان ہی نہ رہے کہ ان کے مال سے ہم کچھ کوتاہی سے بھی کھالیں'' اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کا مقصد تو ان کی بھلائی اور ان کے معاملات کو ٹھیک رکھنا ہے اس نیت سے تم انہیں اپنے ساتھ شامل کرو اور ہانڈی روٹی اکٹھی رکھو تو کوئی گناہ نہیں کیونکہ اللہ کو تو سب معلوم ہے کہ کون ان کے معاملات کو ٹھیک رکھنا چاہتا ہے اور کون ان کو بگاڑ کر اپنا فائدہ چاہتا ہے

221- وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٢١﴾ ع	221- اور تم نہ نکاح کرو مشرک عورتوں سے تب تک کہ وہ ایمان لے آئیں اور یقینا مسلمان کنیز بہتر ہے شرک کرنیوالی آزاد عورت سے خواہ وہ تمہیں اچھی ہی لگتی ہو اور اپنی عورتوں کے مشرک مردوں سے نکاح نہ کرنا تب تک کہ وہ ایمان لے آئیں اور یقینا مسلمان غلام بہتر ہے آزاد مشرک سے خواہ وہ تمہیں اچھا لگتا ہو [7] وہ مشرک تو تمہیں آگ کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اللہ تمہیں دعوت دیتا ہے جنت کی طرف اور بخشش کی طرف اپنے اذن سے اور بیان کرتا ہے اپنی آیات لوگوں کے لئے تا کہ وہ نصیحت پکڑیں

7- کسی مسلمان مرد کو کوئی مشرک عورت پسند ہو اس کا دل چاہتا ہو کہ اس سے نکاح کر لے تب بھی ایسا نہ کرو اسی طرح کسی مسلمان عورت کا نکاح کسی مشرک مرد سے نہ کرنا خواہ وہ تمہیں اچھا لگتا ہو کیونکہ اصل چیز ظاہری خوبی اور حسن نہیں بلکہ عقیدے اور عمل کا حسن ہی اصل حسن ہے مسلمان غلام اور کنیز بھی آزاد مشرک مرد اور مشرک عورت سے حسین تر ہیں

28

222- وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ
فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِى الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ
حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ
حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ
يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾

222- اور تم سے لوگ حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں
کہدو ''وہ نجاست ہے [1]
پس حیض والی عورتوں سے الگ رہو
اور ان کے قریب نہ جاؤ
حتیٰ کہ وہ پاک ہوجائیں
پھر جب وہ اچھی طرح پاک ہوجائیں
تو جاؤ ان کے پاس
اس طریقہ سے جو تم پر اللہ نے جائز کیا ہے'' [2]
یقیناً اللہ محبوب رکھتا ہے
توبہ کرنے والوں کو
اور وہ محبوب رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو

223- نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى
شِئْتُمْ ۫ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۳﴾

223- تمہاری بیویاں تمہارے لئے کھیتی ہیں
پس جاؤ اپنی کھیتی میں
جب تم پسند کرو
اور بھلائی کو اولیت دو
اپنی جانوں کے لئے

1- اَذًى کے معنی ہیں ناپاکی اور تکلیف حیض کی حالت میں عورتیں پاک نہیں ہوتیں اس لئے ان سے مباشرت نہ کرنے کا حکم ہے اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتادیا کہ اس حالت میں خواتین کی جسمانی حالت ایسی ہوتی ہے کہ ان سے مباشرت کرنے سے انہیں جسمانی اذیت بھی پہنچ سکتی ہے اس لئے مردوں کو پاکیزگی' نفاست اور احترام کے اصولوں کی پابندی کرنا چاہیے

2- اس طریقہ سے جو جائز کیا ہے اللہ نے تم پر ''مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ'' کا ترجمہ ہے اور ''حَيْثُ'' کے مفہوم میں مباشرت کرنے کا طریقہ' وقت اور مقام سب شامل ہیں یعنی عورتوں سے مباشرت میں حیوانوں کی مانند ہر قسم کی آزادی نہیں کہ جیسے چاہو جب چاہو اور جس جگہ چاہو کرو کہ اللہ نے اجازت دے دی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے مباشرت کے ساتھ اخلاق اور معاشرتی قدروں کی پابندی کا حکم بھی دیا ہے تاکہ اس سے معاشرتی بگاڑ پیدا نہ ہو اور انسان اور حیوان کا فرق بھی قائم رہے

اور اللہ سے ڈرو
اور جان لو کہ
تم تو اس سے ملاقات کرنے والے ہو[3]
اور ایمان لانے والوں کو خوشخبری دو

224- وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۴﴾

224- اور نہ بناؤ اللہ کو رکاوٹ
اس کی قسم کھا کر
بھلائی کرنے میں
اور پرہیزگاری کرنے میں
اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے میں[4]
اور اللہ تو سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے

225- لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْۤ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾

225- اللہ تمہارا مواخذہ نہیں کرے گا
تمہاری بغیر ارادہ کی قسموں پر
مگر وہ ان قسموں پر تمہارا مواخذہ کرے گا
جن کا تم نے اپنے دلوں میں ارادہ کیا ہو[5]
اور اللہ بہت بخشنے والا بردبار ہے

3- دنیا میں انسانیت کی بقا اور فلاح میں خاوند اور بیوی کے رشتہ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور اس رشتہ کے تقدس کو قائم رکھنے پر اللہ تعالیٰ نے بہت زور دیا ہے بیوی کو کھیتی کی مثل بتانے کے ساتھ ہی اللہ نے حکم دیا ہے کہ مجھ سے ڈرو اور قیامت کے دن کیلئے کچھ نیکی آگے بھیجنے کو اولیت دو کھیتی میں کسان جو ہل جوتتا ہے اسے بیج ڈالنے کیلئے تیار کرتا ہے بیج ڈال کر اس کی رکھوالی کرتا ہے پانی دیتا ہے اس کی ساری محنت کا مقصد اچھی فصل حاصل کرنا ہوتا ہے جو اس دنیا میں اس کے کام آتی ہے بیوی کو کھیتی کی مثل قرار دے کر اللہ تعالیٰ اسے جذبات و احساسات سے محروم زمین جیسی قرار نہیں دے رہے بلکہ اس مثال سے وضاحت فرماتے ہیں کہ اگر تم اس رشتہ سے پیدا ہونے والی خوشی اور اچھی پیداوار چاہتے ہو تو اس کھیتی کی بھی ایسی ہی محنت سے دیکھ بھال اور حفاظت کرو اس مثال سے اللہ تعالیٰ اس رشتہ کی اہمیت واضح کر کے فرماتے ہیں کہ تمہیں بھی اس کسان کی مانند ان کھیتیوں سے پیار کرنا ہوگا اور ایسا کرنا ان نیکیوں میں سے ہے جو کہ تم آگے بھیجتے ہو اور فرمایا ہے کہ اس بارے میں تم سے پوچھا جائے گا اور فرمایا ہے کہ یاد رکھو تمہیں اللہ سے ملاقات کرنا ہے یعنی اس کا حساب دینا ہے

4- نیک کام نہ کرنے کی قسم نہ اٹھاؤ نیکی کرنے کی راہ میں اللہ کے نام کو رکاوٹ نہ بناؤ کہ میں نے تو اللہ کے نام کی قسم اٹھائی ہے میں یہ کام کیسے کر سکتا ہوں

226- لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآىِٕهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ
اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۲۶﴾

226- ان لوگوں کے لئے
جو اپنی بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم اٹھالیں
چار ماہ تک مہلت ہے
پس اگر وہ قسم سے رجوع کرلیں
تو یقیناً اللہ بخش دینے والا مہربان ہے

227- وَ اِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۲۷﴾

227- اور اگر وہ طلاق دینے کا ارادہ کرلیں
تو اللہ تو سب کچھ
سننے والا اور جاننے والا ہے

228- وَ الْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ
وَ لَا یَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ یَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْٓ
اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ یُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ
الْاٰخِرِ ؕ وَ بُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ
اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ
عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَ لِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ
دَرَجَةٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۲۸﴾ ع

ع ۲۸ ۱۲

228- اور وہ عورتیں جنہیں طلاق دی جائے
وہ اپنی جانوں سے انتظار کروائیں
تین حیض تک
اور ان کے لئے جائز نہیں
کہ وہ چھپائیں
جو کچھ اللہ نے
ان کے شکموں میں بنایا ہو
اگر وہ ایمان رکھتی ہیں

5- اگر تم نے سوچ سمجھ کر دل کے ارادہ سے کوئی قسم اٹھائی ہے تو اس کی خلاف ورزی پر اللہ تمہارا مواخذہ کرے گا لیکن اگر کوئی قسم بلا ارادہ اٹھائی ہے تو اس کی خلاف ورزی پر ایسا مواخذہ نہیں کیا جائے گا بعض معاشروں میں بلا وجہ عادتاً قسمیں اٹھانے کا مرض عام ہوتا ہے جیسے بعض افراد کو بھی ایسی ہی عادت ہوتی ہے اس زمانہ کے عرب معاشرے میں بھی مختلف قسم کی قسمیں اٹھانے کا رواج عام ہوتا تھا کہ مجھے فلاں کی قسم میں فلاں کام نہیں کروں گا اس مرض اور رواج کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ میرے نام کی عادتاً قسم اٹھانے اور اس قسم کو نیکی نہ کرنے کا بہانہ بنانے سے بچو تم اپنی عادت سے مجبور ہو کر جو بلا ارادہ قسمیں اٹھاتے ہو ان کا تو مواخذہ نہیں ہوگا مگر سوچ سمجھ کر اٹھائی ہوئی قسم کی خلاف ورزی کا مواخذہ ضرور ہوگا غیر ارادی قسموں کو توڑنے کی اجازت تو ہے مگر اس پر بھی کفارہ دینا ہے قسموں کے بارے میں یہ عام اصول ہے اور بیوی سے الگ رہنے کی قسم پر بھی جس کا ذکر آیت نمبر 226 میں آرہا ہے یہی اصول لاگو ہوتا ہے

اللہ پر اور روز قیامت پر
اور ان کے خاوند
ان کو واپس لینے کا زیادہ حق رکھتے ہیں
اس عرصہ کے دوران
اگر وہ صلح کا ارادہ کر لیں
اور ان عورتوں کا بھی ایسا ہی حق ہے
جیسا مردوں کا عورتوں پر حق ہے
اچھے رواج کے مطابق
اور مردوں کو ان پر برتری حاصل ہے [6]
اور اللہ زبردست حکمت والا ہے

29

229- اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ
تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا
مِمَّاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّاۤ اَنْ يَّخَافَاۤ اَلَّا يُقِيْمَا
حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ
اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ

229- طلاق صرف دوبار ہے [1]
اس کے بعد ہے پسندیدہ طریقہ سے روک لینا
یا خوش اسلوبی سے چھوڑ دینا
اور نہیں ہے تمہارے لئے جائز
کہ تم لے لو اس میں سے کچھ

6- اس چارہ ماہ کے عرصہ میں خاوند صلح کرنا چاہئے تو کرسکتا ہے لیکن اس کے ماضی کے رویہ کو سامنے رکھتے ہوئے عورت کو بھی حق حاصل ہے کہ وہ اس کے صلح کے ارادہ کو قبول کرے یا نہ کرے اس پر کوئی جبر نہیں کہ وہ ہر صورت خاوند کے صلح کے ارادہ کو قبول کرے مگر اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ یہ بھی لازم قرار دیتے ہیں کہ ایسا کرتے وقت اچھی معاشرتی روایات کی پابندی کی جائے اور چونکہ مرد کو بیوی اور بچوں کی کفالت کرنا ہوتی ہے وہ سب اخراجات کا ذمہ دار ہے اس لئے اس کے مصالحت اور اصلاح کے ارادہ کو اہمیت دی جائے "اور مردوں کو ان پر برتری حاصل ہے" کا یہ مطلب نہیں کہ انسانی حقوق کے سلسلہ میں عورت اس سے کسی بھی طرح کم تر ہے

1- یعنی اس طرح سے دو دفعہ ہی طلاق واپس لی جاسکتی ہے اس کے بعد اگر کوئی اپنی بیوی سے الگ رہنے کی قسم اٹھائے گا تو پھر خود بخود طلاق لاگو ہو جائے گی اس کے بعد وہ صلح والا اصول لاگو نہیں ہوگا

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾

جو تم انہیں دے چکے ہو[2]
مگر اس صورت میں کہ
دونوں کو ڈر ہو کہ
وہ اللہ کی حدود پر قائم نہیں رہ سکیں گے
سو اگر تمہیں اس کا خوف ہو کہ
وہ دونوں نہیں پابندی کر سکیں گے
اللہ کی حدود کی
تو نہیں ہے ان دونوں پر اس میں کوئی گناہ کہ
عورت اپنی رہائی کیلئے فدیہ دے[3]
یہ ہیں اللہ کی طرف سے مقرر کی گئی حدود
پس نہ تجاوز کرو ان سے
اور جو کوئی خلاف ورزی کرتا ہے
اللہ کی حدود کی
تو ایسے لوگ ہی ہیں جو ظلم کرتے ہیں

230- فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۭ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا

230- اور اگر اسے پھر سے طلاق دے دی جائے
تو اس کے بعد وہ عورت اس مرد کے لئے حلال نہیں
حتیٰ کہ وہ عورت کسی اور مرد سے نکاح کرے

2۔ حق مہر میں جو کچھ بھی دیا تھا اس میں سے کچھ بھی واپس لینا جائز نہیں

3۔ اللہ تعالیٰ نے طلاق سے متعلق تمام حدود یعنی احکام واضح کر دیئے ہیں لیکن اگر دونوں میں سے کسی ایک کے رویہ کی وجہ سے خدشہ ہو کہ وہ ان احکام کی پابندی نہیں کر سکیں گے یعنی مرد حق مہر میں دی رقم یا اشیاء اچھے طریقہ سے دینے کو تیار نہ ہو اور عورت اس کے رویہ کی وجہ سے اس کے ساتھ رہنا نہ چاہتی ہو تو یہ بات قسم والی صورت سے الگ ہے مرد حق مہر لے جانے کی اجازت اور طلاق دینے کو تیار نہیں عورت اس کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی جھگڑا تو ظاہر ہے گھر سے نکل کر فیصلہ کرنیوالوں کے پاس جائے گا اگر وہ بھی خوش اسلوبی سے کوئی فیصلہ نہ کر سکیں تو عورت اس مرد سے نجات کیلئے اپنے حق مہر میں سے اسے کچھ چھوڑ دینے کو تیار ہو تو وہ ایسا کر سکتی ہے اس طریقہ سے طلاق کا کسی پر کوئی گناہ نہیں

حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا
لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾

پھر اگر وہ مرد اسے طلاق دیدے
تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں
کہ وہ آپس میں پھر سے نکاح کر لیں 4
اگر وہ دونوں یقین رکھتے ہوں کہ
وہ اللہ کی حدود کی پابندی کر سکیں گے
اور یہ ہیں اللہ کی حدود
جنہیں وہ کھول کر بیان کرتا ہے
ان لوگوں کیلئے جو صاحبِ علم ہیں

231- وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ
بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ
ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ
نَفْسَهٗ ؕ وَ لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۫ وَّ اذْكُرُوْا
نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ

231- اور جب تم نے عورتوں کو طلاق دے دی ہو
اور وہ اپنی عدت کی میعاد کو پہنچنے والی ہوں
تو انہیں معروف طریقہ سے روک لو
یا انہیں معروف طریقہ سے جانے دو
اور انہیں زیادتی سے نہ روکو تاکہ ان پر ستم کر سکو 5

4- حکم یہ ہے کہ تیسری طلاق کے بعد وہ مرد اور عورت میاں بیوی کی حیثیت سے اکٹھے نہیں رہ سکتے اصل مصلحت تو یہ ہے کہ لوگ جان لیں کہ طلاق دینا اور واپس لینا کوئی مذاق نہیں کہ بار بار دہراتے رہیں تاکہ تیسری طلاق کی نوبت ہی نہ آنے دیں اگر پھر بھی ایسا مرحلہ آجائے تو اللہ کا فیصلہ نافذ ہو گیا لیکن اس کے بعد کسی سوچے سمجھے پروگرام کے تحت اس خاتون کا کسی اور مرد کے ساتھ نکاح کر دیا جائے اور پہلے سے طے شدہ منصوبے یا شرائط کے تحت وہ مرد اس عورت کو طلاق دیدے اور وہ پھر سے پہلے والے خاوند سے نکاح کر لے یہ اللہ کو دھوکہ دینا ہے اور جو بھی کوئی ایسا سوچتا ہے کہ اللہ کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے وہ اصل میں اپنے آپ کو دھوکہ دیتا ہے اور اس پر ایمان ہی نہیں رکھتا کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے اس حکم کا اصل مطلب یہ ہے کہ طلاق ہو چکنے کے بعد اس عورت نے کسی اور مرد سے نکاح کر لیا ہو اور پھر کسی وجہ سے ان کے درمیان بھی طلاق ہو جائے تو اس صورت میں وہ عورت پہلے والے خاوند سے پھر نکاح کر سکتی ہے دوسرے مرد سے طلاق اتفاقیہ حادثہ ہو پہلے سے طے شدہ کسی منصوبہ کا حصہ نہیں ہو

5- دوسری طلاق کی عدت کی میعاد پوری ہونے سے پہلے مرد کو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے اور وہ نیک نیتی سے اپنی غلطی اور رویہ کو تسلیم کر کے بیوی کو راضی کر لے تو ایسا کر سکتا ہے اس صورت میں وہ طلاق لاگو نہیں ہو گی مگر ایسا کرنے میں نیت کی صفائی لازم ہے مرد اس لئے ایسا نہ کرے کہ اسے پھر سے اس خاتون کو ستانے اور اس پر ظلم کرنے کا موقع مل جائے اللہ تعالیٰ نے ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ جو بھی ایسی نیت سے بیوی کو روک لیتا ہے وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور اللہ کی حدود کا مذاق اڑاتا ہے

وَالۡحِكۡمَةِ يَعِظُكُمۡ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ
بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ﴿٢٣١﴾ ع

اور جو کوئی ایسا کرتا ہے
تو بلاشبہ وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے
اور اللہ کے احکام کو مذاق نہ بناؤ
اور یاد کرتے رہو وہ نعمت
جو اللہ نے تمہیں دی ہے
اسے جو اس نے تم پر
کتاب اور حکمت نازل کی ہے
جس کے ذریعے وہ تم کو نصیحت کر رہا ہے[6]
اور اللہ سے ڈرو
اور جان لو کہ
اللہ تو ہر چیز کے بارے میں جانتا ہے

30

232- وَ اِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا
تَعۡضُلُوۡهُنَّ اَنۡ يَّنۡكِحۡنَ اَزۡوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوۡا
بَيۡنَهُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ ذٰلِكَ يُوۡعَظُ بِهٖ مَنۡ كَانَ
مِنۡكُمۡ يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمۡ اَزۡكٰى

232- اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو
اور وہ اپنی عدت کی میعاد کو پہنچیں
تو نہ روکو انہیں اس سے کہ
وہ اپنے شوہروں سے نکاح کر لیں[1]

6: اللہ تعالیٰ نے بھٹکے ہوئے انسانوں کی راہ راست کی طرف رہنمائی کیلئے اور انہیں اس راہ پر قائم رکھنے کیلئے جو کتاب قرآن کریم اتاری ہے اس میں احکام بھی ہیں علم و حکمت بھی ہے اور ہدایت بھی اللہ تعالیٰ انسانوں کو اس عظیم نعمت کو یاد رکھنے یعنی اس پر عمل کرنے اور اس کے عطاء کرنے والے کا شکر ادا کرتے رہنے کا حکم دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تمہارے دنیاوی امور میں اور تمہارے ذاتی مسائل اور مصائب سے نجات کیلئے اس میں تمہارے لئے نصیحت اور رہنما اصول ہیں

1۔ یہ دو طلاقوں یا تیسری طلاق کے لاگو ہو جانے سے پیدا ہونے والی صورت احوال نہیں اس حکم کا تعلق عام طریقہ سے طلاق سے ہے ایک آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی پھر اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا طلاق لاگو ہو چکی ہے مگر وہ دونوں میاں بیوی کی حیثیت میں نئے سرے سے زندگی شروع کرنا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسی صورت میں پھر سے نکاح کی اجازت ہے اور کسی کیلئے انہیں نکاح سے روکنا جائز نہیں حافظ ابن کثیر، شاہ عبدالقادر، عبداللہ یوسف علی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا محمد جوناگڑھی پروفیسر ابو مسعود علوی نے اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے لیکن شاہ ولی اللہ محمد اسد اور میاں عبدالرشید نے لکھا ہے کہ ''انہیں کسی اور مرد سے نکاح کرنے سے نہ روکا جائے'' جبکہ سید قطب نے ترجمہ ''تو کسی اور مرد سے نکاح'' کیا ہے مگر اس آیت کی تشریح میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ عورت اپنے پہلے خاوند سے یعنی جس نے طلاق دی ہے ◀◀

لَكُمْ وَ اَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾

جب وہ آپس میں رضامند ہوں
احسن طریقہ سے ایسا کرنے پر
یہ ہے جس کی نصیحت کی جاتی ہے
تم میں سے ہر اس شخص کو
جو ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور روز قیامت پر
یہ طریقہ تمہارے لئے
شائستہ اور بہت پاکیزہ ہے
اور اللہ جانتا ہے
اور تم نہیں جانتے

233- وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ
كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى
الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ
لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ
بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ
مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ
مِّنْهُمَا وَ تَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَ اِنْ

233- اور مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلائیں
پورے دو سال
اس کیلئے
جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہتا ہو
اور بچے کے باپ کے ذمے ہے
ایسی عورتوں کی خوراک اور لباس
اچھے رواج کے مطابق [2]

◀◀ پھر سے نکاح کرنا چاہے تو اسے روکا نہ جائے مولانا مودودی نے آیت کے ترجمہ میں ''زیر تجویز شوہروں سے'' نکاح کرنے سے نہ روکا جائے لکھا ہے جبکہ تشریحی نوٹ میں لکھا ہے کہ پہلے خاوند سے نکاح کرنے سے نہ روکا جائے اور اضافہ کیا ہے کہ ''اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہے اور عورت عدت کے بعد اس سے آزاد ہو کر کہیں دوسری جگہ اپنا نکاح کرنا چاہتی ہو تو اس سابق شوہر کو ایسی کمینی حرکت نہ کرنی چاہئے کہ اس کے نکاح میں مانع ہو اور یہ کوشش کرتا پھرے کہ جس عورت کو اس نے چھوڑا ہے اسے کوئی نکاح میں لانا قبول نہ کرے'' Quranic Prism کے مؤلف عبدالحکیم نے بھی پہلے یعنی طلاق دینے والے اور نئے یعنی کوئی اور جس سے وہ نکاح کرنا چاہتی ہے دونوں ترجمہ میں اکٹھے کر دیئے ہیں

2- خاوند اور بیوی میں علیحدگی کی سزا بچے کو نہیں ملنا چاہئے اس حکم کا بنیادی مقصد یہی ہے طلاق کے بعد بچے کے والد پر دودھ پلانے کی دو سال کی مدت کے دوران بچے اور اس کی ماں کے خوراک اور لباس کے اخراجات ادا کرنا لازم کر دیا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ شرط رکھ دی گئی ہے کہ ایسے اخراجات والد کی مالی حیثیت کے مطابق ہوں گے وہ دونوں (بچے کے باپ اور ماں) بچے کے حوالے سے ایک دوسرے کو تنگ نہ کریں یہی اصول اس بچے یا بچوں کیلئے بھی ہے جن کے والدین طلاق کی وجہ سے نہیں بلکہ کسی اور وجہ سے علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں

اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ
عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾

نہیں ہے بوجھ کسی بھی شخص پر
مگر اس کی برداشت کے مطابق
نہ تکلیف دی جائے ماں کو اس کے بچے کے ذریعے
اور نہ باپ کو اس کے بچے کے ذریعے سے
اور وارث پر بھی ایسا ہی فرض ہے [3]
اور اگر دونوں دودھ چھڑانا چاہیں
باہمی رضامندی اور مشورہ سے
تو ان دونوں پر کچھ بھی گناہ نہیں
اور اگر تم چاہو کہ اپنی اولاد کو دایہ کا دودھ پلاؤ
تو نہیں ہے تم پر کچھ بھی گناہ
بشرطیکہ تم جو دینا طے کیا گیا ہو ادا کردو
احسن طریقہ سے
اور اللہ سے ڈرتے رہو
اور جان لو کہ
اللہ تو جو کچھ بھی تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے

234- وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا
يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ
فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا
فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۳۴﴾

234- اور تم میں سے جو کوئی فوت ہو جاتے ہیں
اور اپنی بیویاں چھوڑ جاتے ہیں
تو وہ انتظار کریں اپنے نفسوں کے ساتھ
چار مہینے اور دس دن تک [4]
پھر جب وہ اپنی عدت پوری کرلیں
تو تم پر اس کا کوئی گناہ نہیں

3- اگر بچے کا والد نہ ہو تو اس کے وارث کو یہ اخراجات ادا کرنا ہوں گے

وہ اپنے حق میں جو بھی کریں
اچھے رواج کے مطابق
اور اللہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو جانتا ہے

235- وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ
خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ عَلِمَ
اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ
سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ڛ وَلَا تَعْزِمُوْا
عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ۭ
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيٓ اَنْفُسِكُمْ
فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝٢٣٥ ع

235- اور تم پر اس میں گناہ نہیں
کہ تم کسی ایسی عورت کو
اشارے سے پیغام نکاح دے دو
یا تم اسے اپنے دل میں چھپائے رکھو
اللہ تو جانتا ہے کہ
تم ان سے اس کا اظہار کرو گے
اور ان سے کوئی خفیہ عہد نہ کرو
مگر یہ کہ
تم کوئی بات
احسن طریقہ سے کہدو
اور ان سے نکاح کا فیصلہ نہ کرو
حتیٰ کہ مقررہ مدت پوری ہو جائے
اور یاد رکھو کہ اللہ جانتا ہے اس کو
جو کچھ تمہارے دل میں ہے
پس اس سے ڈرو
اور جان لو کہ
اللہ بخشنے والا بردبار ہے

4- عدت کی میعاد کے دوران بیوہ کی خوراک، لباس وغیرہ کے اخراجات اس کے مرحوم شوہر کے چھوڑے ہوئے ورثہ سے ادا ہوں گے

31

236- لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ
تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۖۚ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ
عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًاۢ
بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٢٣٦﴾

236- نہیں ہے تم پر کوئی گناہ
اگر تم طلاق دے دو عورتوں کو
اس وقت جبکہ تم نے انہیں ابھی نہ چھوا ہو
یا نہ مقرر کیا گیا ہو ان کا مہر
اور ایسی عورتوں کو فائدہ پہنچاؤ
جو مالدار پر اس کی حیثیت کے مطابق ہے
اور تنگدست پر اس کی حیثیت کے مطابق ہے [1]
انہیں اچھے طریقے سے فائدہ پہنچاؤ
یہ نیکو کاروں پر لازم ہے

237- وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ
فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ
اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ
النِّكَاحِ ۭ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۭ وَلَا تَنْسَوُا
الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٢٣٧﴾

237- اور اگر تم طلاق دو عورتوں کو
انہیں چھونے سے پہلے
اور تم ان کے لیے مہر مقرر کر چکے ہو
تو اس کا نصف دینا ہے
جو تم نے مقرر کیا ہوا ہے
مگر یہ کہ وہ عورتیں بخش دیں
یا وہ شخص چھوڑ دے [2]
جس کے ہاتھ میں ہے نکاح کی گرہ
اور اگر تم چھوڑ دو تو یہ پرہیز گاری کے نزدیک تر ہے

1- اگر کسی مرد نے کسی خاتون سے نکاح تو کیا ہوا ہے مگر رخصتی نہیں ہوئی اس مرد نے اسے ہاتھ نہیں لگایا اور کسی وجہ سے طلاق ہو جاتی ہے تو مہر طے نہ ہونے کے باوجود اس مرد کو اس عورت کو کچھ نہ کچھ دینا چاہیئے کتنا دینا چاہیئے اس کی کوئی مقدار مقرر نہیں امیر آدمی اپنے وسائل کے مطابق اور غریب آدمی اپنی استطاعت کے مطابق اصل چیز کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچانا ہے اور ایسا خوش دلی سے کرنا چاہیئے

2- یہ دوسری صورت ہے نکاح ہو چکا ہے مہر بھی مقرر ہو چکا ہے مگر رخصتی نہیں ہوئی مرد نے اپنی منکوحہ کو ہاتھ نہیں لگایا اور طلاق ہو جاتی ہے اس صورت میں طے شدہ حق مہر کا نصف دینا لازم ہے ہاں اگر وہ خاتون اس نصف میں سے کچھ چھوڑ دے تو وہ الگ بات ہے یا طلاق دینے والا مرد نصف سے زیادہ دے یا سارا مہر ادا کرنا چاہے تو وہ ایسا بھی کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنا حق چھوڑ دینے کو پرہیز گاری کے زیادہ قریب قرار دیتے ہیں بعض اہل علم نے یا ''وہ شخص چھوڑ دے'' میں شخص سے مراد عورت کا ولی بتائی ہے

اور آپس میں ایک دوسرے پر احسان کرنا ہرگز نہ بھول جاؤ
یقیناً اللہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو دیکھتا ہے

238- حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ ﴿۲۳۸﴾

238- حفاظت کرو نمازوں کی
اور درمیان والی نماز کی [3]
اور قیام کرو اللہ کے حضور
نہایت ہی عاجزی سے

239- فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾

239- پھر اگر تمہیں کوئی خطرہ ہو
تو چلتے چلتے نماز ادا کرلو [4]
یا سواری پر ہی
پھر جب تم محفوظ ہو جاؤ
تو ذکر کرو اللہ کا
اس طریقہ سے جو تمہیں سکھایا گیا ہے
وہ طریقہ جو تم نہیں جانتے ہوتے تھے

240- وَ الَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ یَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۖۚ وَّصِیَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَیْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْ مَا فَعَلْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۴۰﴾

240- اور وہ لوگ جو تم میں سے فوت ہو جائیں
اور اپنے پیچھے بیویاں چھوڑیں
وہ وصیت کریں
اپنی بیویوں کے حق میں
ایک سال تک خرچ دینے کی
انہیں گھر سے نکالے بغیر

3- درمیان والی نماز کونسی ہے؟ اس بارے میں اختلاف ہے مگر اکثریت کا خیال ہے کہ اس سے مراد عصر کی نماز ہے

4- اگر شدید خطرہ درپیش ہو اور دوران سفر نماز کیلئے قیام ممکن نہ ہو اور سواری روکنا بھی خطرناک ہو تو تم پیدل ہو یا سواری پر ہو ویسے ہی چلتے چلتے ہی نماز کی نیت کر کے نماز ادا کرلو

	لیکن اگر وہ خود ہی چلی جائیں
	تو تم پر کوئی گناہ نہیں
	اس کا جو کچھ وہ اپنے حق میں کریں
	جائز کاموں میں سے
	اور اللہ غالب حکمت والا ہے
241- وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِؕ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿٢٤١﴾	241-اور طلاق دی گئی عورتوں کو
	رواج کے مطابق خرچ دینا لازم ہے
	یہ پرہیز گاروں پر فرض کیا گیا ہے
242- كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٢٤٢﴾ ع	242-اللہ اس طرح سے
	تمہارے لئے اپنے احکام بیان کرتا ہے
	تا کہ تم سمجھو

32

243- اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ	243- کیا تو ان لوگوں سے واقف نہیں [1]
اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا	جو اپنے گھروں سے نکل پڑے تھے
ثُمَّ اَحْيَاهُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ	اور وہ ہزاروں تھے
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٢٤٣﴾	موت کے ڈر سے
	پس اللہ نے ان کے لئے کہا ''مرجاؤ'' [2]

1۔ کیا تو ان لوگوں سے واقف نہیں؟ کیا تو نے ان کی بزدلی اور ان کی کہانی پر غور نہیں کیا؟ اس سوال کے بعد اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے واقعہ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ان کے عمل اُس کے نتیجہ اور ان پر اپنا کرم بیان فرماتے ہین اور اہل نظر کو اس سے سبق سیکھنے کی ضرورت کی وضاحت فرماتے ہیں

2۔ وہ لوگ کون تھے؟ مختلف گزر گئے لوگوں کا ذکر کیا جاتا ہے مگر ضرورت ان کی پہچان کی نہیں ہوا یوں کہ وہ تھے ہزاروں یعنی کم نہیں تھے دشمن کے مقابلہ میں بزدلی نہ دکھاتے تو وہ مقابلہ کر سکتے تھے ہزاروں میں تھے مگر بزدل تھے گھروں سے نکل دوڑے کہ بچ جائیں لیکن دشمن نے آلیا اور انہیں تہ تیغ کر دیا'' اللہ نے ان کے لئے کہا ''مرجاؤ'' یعنی ایسوں کے لئے اللہ نے مرگ لکھی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ ان کے حوالے سے اپنا ایک اصول بیان فرماتے ہیں کہ جو بھی کوئی اس گروہ کے نقش قدم پر چلتا ہے، موت کے ڈر سے دشمن کے سامنے کھڑا نہیں ہو جاتا اس کا مقدر یقینی موت ہے املاک سے محرومی مال اور جانوں کا نقصان سب ہی ایسے لوگوں کا مقدر ہو جاتا ہے کہ دشمن سے بھاگ کر جائیں گے کہاں؟

پھر اس نے ان کو زندہ کر دیا تھا
اللہ تو لوگوں پر بہت ہی فضل کرنے والا ہے [3]
لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے

244- وَ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۴۴﴾

244- اور تم لوگ اللہ کی راہ میں لڑائی کرو [4]
اور یاد رکھو کہ
اللہ تو سب کچھ سننے والا
اور جاننے والا ہے

245- مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً ؕ وَ اللّٰهُ یَقْبِضُ وَ یَبْصُۜطُ ۪ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾

245- کون ہے جو اللہ کو قرض دے
قرضِ حسنہ [5]
اور اللہ اس کو اس کے لئے بڑھا دے
کئی گنا زیادہ؟ [6]
اور اللہ ہی تنگ دست کرتا ہے
اور کشادگی عطاء کرتا ہے
اور تم اسی کے پاس لوٹ کر جانے والے ہو

3- ''پھر اس نے ان کو زندہ کر دیا تھا'' کیسے؟ اللہ تو جو چاہتا کر سکتا ہے دشمن نے انہیں تہ تیغ کر دیا تھا وہ عملاً موت سے دو چار ہو چکے تھے کہ اللہ نے انہیں حوصلہ دیا کھڑا ہو جانے کی جرأت دی انہیں اپنی غلطی اور کوتاہی سے سبق سیکھنے کی صلاحیت دی انہوں نے بزدلی چھوڑ دی موت کے ڈر سے بھاگ کر موت کی وادی میں اتر جانے کی بجائے ایمان اور جسم کی قوت سے دشمن کے سامنے ڈٹ جانے کا رویہ اختیار کیا اور اللہ نے انہیں زندہ کر دیا مردہ قوم کو نئی زندگی عطاء کر دی

4- اعلیٰ تر مقاصد کیلئے اللہ کے دین کے دشمنوں سے لڑائی کرنے کی بجائے موت کے ڈر سے بھاگ جانے والوں کے انجام پر غور کرنے کا حکم دینے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری راہ میں نہیں لڑو گے تو جان و مال سب گنوا بیٹھو گے کہ دشمن تو تم سے لڑنے سے باز نہیں آئیں گے

5- اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرو یہ تم اللہ کو قرض حسنہ دو گے ایسا قرض جو کبھی مارا نہیں جائے گا اور اس کا صلہ ضرور ملے گا

6- اللہ کو قرض حسنہ دینے کا یہ حکم اللہ کی راہ میں لڑائی کرنے سے متعلق ہے اللہ کی راہ میں اللہ کے دشمنوں سے لڑو اور لڑائی پر اپنا مال خرچ کرو یہ تم اللہ کو قرض دو گے جس کا تمہیں کئی گنا زیادہ بدلہ ملے گا دشمن تمہاری املاک پر قبضہ نہیں کر سکے گا تمہیں برباد نہیں کر سکے گا تم تھوڑا خرچ کر کے کئی گنا بچا لو گے پھر جب تم جان توڑ کر اللہ کی راہ میں لڑو گے اور دل کھول کر ایسی لڑائیوں پر خرچ کرو گے تو فتح اور مال غنیمت ملیں گے اس سے قائم ہونے والا امن تمہاری تجارت اور کاروبار کو ترقی دے گا اللہ کے ہاں جو بدلہ ملتا ہے وہ اس سے الگ ہے

وقف لازم

246- اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ
مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِىٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا
نُّقَاتِلْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ
كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا
لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ
دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ
تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ
بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۴۶﴾

246- کیا تو بنی اسرائیل کے
ان سرداروں کو نہیں دیکھتا
موسیٰ کے بعد کے؟
جب انہوں نے کہا تھا
اس نبی سے جو ان کی طرف بھیجا گیا تھا
''ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دیں
تا کہ ہم اللہ کی راہ میں لڑائی کریں''[7]
اس نے کہا ''کیا ایسا تو نہیں کہ تم پر لڑنا لازم کر دیا جائے
تو تم نہ لڑو؟''
انہوں نے کہا ''ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ
ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں
جبکہ ہمیں ہماری بستیوں سے نکال دیا گیا ہے
اور ہم اپنے بیٹوں سے جدا کر دیئے گئے ہیں''
پھر جب فرض کر دیا گیا ان پر لڑنا
تو انہوں نے منہ پھیر لیا تھا
ان میں سے تھوڑوں کے سوا
اور اللہ ظالموں سے خوب واقف ہے

7۔ بنی اسرائیل کے اس گروہ کی طرف اشارہ کے بعد جو موت کے ڈر سے اپنے گھر چھوڑ کر بھاگ گیا تھا یعنی بزدل گروپ کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ ان کے دوسرے گروپ کا ذکر فرماتے ہیں جنہوں نے دشمن کے ہاتھوں رسوائی کے بعد وقت کے نبی سے کہا تھا کہ وہ ان کیلئے ایک بادشاہ مقرر کر دیں تا کہ اس کی قیادت میں وہ دشمن سے لڑیں جب اللہ تعالیٰ نے طالوت کو ان کا بادشاہ مقرر کر دیا تو ان کی خواہش نفس نے انہیں ورغلایا اور انہوں نے کہا کہ طالوت تو غریب آدمی ہے وہ ہمارا بادشاہ کیسے ہو سکتا ہے بلکہ بادشاہت کے تو اس کی نسبت ہم زیادہ حقدار ہیں نبی نے ان کی دولت اور غربت والی دلیل مسترد کر دی اور کہا کہ بادشاہی یا حکمرانی کیلئے سچائی اور دانائی اور مضبوطی اصل خصوصیات ہیں اور طالوت میں یہ خصوصیات موجود ہیں یعنی حکمرانی کی بنیاد دانائی اور جسمانی طاقت ہے مگر وہ پھر بھی نہیں مانتے تھے جس کا حال آگے آئے گا یہ بنی اسرائیل کا منافق گروہ تھا جو ذلت اور رسوائی سے نجات کیلئے بھی اپنی خواہشات کی قید سے نہیں نکلتا اس زمانہ میں بنی اسرائیل کی حالت بہت خراب تھی وہ سب اس سے نکلنا چاہتے تھے انہیں علم تھا کہ اس کیلئے ان کا قومی اتحاد ضروری ہے جس کی علامت اللہ کی طرف سے مقرر کیا گیا بادشاہ تھی انہوں نے یہ سب کچھ جانتے ہوئے ہی بادشاہ کی درخواست کی تھی مگر جب وہ شرط پوری ہو گئی تو انہوں نے اسے بادشاہ قبول کرنے سے انکار کر دیا اور ذلت اور رسوائی پر راضی رہے

247-وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ
طَالُوْتَ مَلِكًا ۭ قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ
عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ
سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۭ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ
وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ
مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۲۴۷

247-اوران کیلئے نبی نے ان سے کہا
''اللہ نے تو تمہارے لئے
طالوت کو بادشاہ مقرر کر دیا ہے''
انہوں نے کہا''کیسے ہوسکتی ہے اس کیلئے ہم پر بادشاہی؟
اور ہم تو زیادہ حقدار ہیں
بادشاہی کے
اس کی نسبت
اور نہیں دی گئی اسے مال دولت کی فراوانی''
نبی نے کہا''اللہ نے چن لیا ہے اس کو
تم پر بادشاہی کے لیے
اور اسے دانائی اور طاقت میں فراوانی دی ہے
اور اللہ عطاء کر دیتا ہے اپنا ملک
جس کسی کو چاہے
اور اللہ بڑی وسعت والا
سب کچھ جاننے والا ہے''

248-وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ
التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا
تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ۭ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۲۴۸ ع

۳۲ ع ۶ / ۱۶

248-اوران کیلئے اللہ کے نبی نے ان سے کہا
''اس کی بادشاہی کی یہ نشانی ہے کہ
تمہارے پاس ایک صندوق آئے گا
اس میں سکون قلب کا سامان ہے
تمہارے پروردگار کی طرف سے
اور کچھ اس کی باقیات جو
آلِ موسیٰ اور آلِ ہارون نے اپنے پیچھے چھوڑا تھا

اسے فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے

بلاشبہ اس میں تمہارے لئے بہت بڑی نشانی ہے

اگر تم واقعی ایمان رکھنے والے ہو تو"[8]

33

249- فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ
مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ
مِنِّيْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ اِلَّا مَنِ
اغْتَرَفَ غُرْفَةًۢ بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا
مِّنْهُمْ ۭ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ
قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ۭ
قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ
فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ
وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۲۴۹﴾

249- پھر جب طالوت لشکروں کے ساتھ نکلا

تو اس نے کہا "اللہ تمہیں ایک نہر کے ساتھ

آزمانے والا ہے

اور جو کوئی اس کا پانی پیئے گا

وہ میرا ساتھی نہیں

اور جو کوئی نہ پیاس بجھائے اس میں سے

تو وہی ہے میرا ساتھی

مگر وہ جو اپنے ہاتھ سے چلو بھر پانی لے لے"

مگر انہوں نے اس میں سے پی لیا تھا

سوائے ان میں سے تھوڑوں کے[1]

8۔ صندوق سے مراد تابوت سکینہ ہے جس میں بنی اسرائیل کی مذہبی اور تاریخی اہمیت کی اشیاء رکھی تھیں جن میں پتھر کی وہ تختیاں بھی بتائی جاتی تھیں جو طور سینا پر اللہ کی طرف سے موسیٰ کو دی گئی تھیں تورات کا وہ نسخہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خود لکھوایا تھا حضرت موسیٰ کا عصا اور ایک بوتل بھی جس میں وہ "مَنّ" محفوظ تھا جو سینا میں بنی اسرائیل پر اترتا تھا بادشاہت کے علاوہ تابوت سکینہ بھی ان کی قومی قوت اور اتحاد کی علامت تھا اور دشمن سے لڑائیوں میں وہ بھی ان سے چھن چکا تھا ان کے نبی نے انہیں بتایا کہ طالوت کی بادشاہی کی تصدیق اس سے بھی ہو جائے گی کہ تمہارا گم شدہ صندوق مل جائے گا جس سے تمہارے دل مطمئن ہو جائیں گے اللہ کی طرف سے مقرر کیا گیا بادشاہ اور اس کے ساتھ تابوت سکینہ کے آنے سے تمہاری قومی وحدت کی علامتیں پوری ہو جائیں گی اور ٹوٹی ہوئی ہمتیں بندھ جائیں گی وہ تابوت ایک گاڑی میں رکھ کر وہ گاڑی بنی اسرائیل کی طرف ہانک دی گئی تھی اس گاڑی کا کوئی گاڑی بان نہیں تھا اس گاڑی کے تابوت سمیت چلتے رہنے کو ہی فرشتوں کا صندوق اٹھا کر لانا کہا گیا ہے کہ گاڑی بان تو کوئی تھا نہیں

1۔ بنی اسرائیل کے لشکر جابر عمالقہ سے لڑائی کیلئے نکلے تو اللہ کی طرف سے مقرر کئے گئے ان کے کمانڈر طالوت نے انہیں بتایا کہ راستے میں ایک نہر آئے گی تم میں سے کوئی اس کا پانی نہ پیئے طالوت نے یہ کیوں کہا تھا؟ ان کے جذبہ جہاد کو ٹیسٹ کرنے کیلئے؟ یا اس نہر یا ندی جو بھی تھی کا پانی (Poluted) آلودہ تھا؟ چلتے چلتے وہ جب اس ندی پر پہنچے تو پیاس شدت اختیار کر چکی تھی تھوڑے سے لشکریوں کو چھوڑ کر سب نے سیر ہو کر پانی پی لیا کمانڈر کے حکم اور قومی جنگ میں ڈسپلن کی خلاف ورزی کرنے والوں کو تو پہلے ہی بتا دیا گیا تھا کہ جو بھی ایسا کرے گا وہ ◀◀

پھر جب وہ نہر عبور کرلی
اس نے اور اس کے ساتھی اہلِ ایمان نے
تو انہوں نے کہا ''آج تو ہم میں طاقت ہی نہیں جالوت
اور اس کی فوجوں سے مقابلے کے لئے''[2]
انہوں نے جو یقین رکھتے تھے کہ
وہ اللہ سے ملاقات کریں گے کہا
''کئی بار ایک چھوٹی جماعت
بڑی جماعت پر غالب آئی ہے
اللہ کے اذن سے
اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''[3]

◀◀ دشمن کے خلاف جہاد کرنے کے قابل نہیں ہوگا جن لوگوں نے وقت کے نبی سے قومی دشمنوں سے لڑائی کیلئے بادشاہ مقرر کرنے کی درخواست کی تھی وہ پہلے مرحلہ میں پہلی آزمائش میں ہی ناکام ہوگئے حالانکہ پہلے سے خبردار کردیا گیا تھا کہ پیاس کے بعد پانی مل جانا آزمائش ہوگی بادشاہ نے چلو بھر پانی پینے کی اجازت دے دی تھی اتنے بڑے لشکر میں سوائے تھوڑوں کے ان میں سے باقی سب نے حکم اور ڈسپلن کی خلاف ورزی کی نتیجہ کیا ہوا؟ پانی پی لینے والے جسمانی اور ذہنی طور پر لڑائی کے قابل ہی نہ رہے روایات میں ہے کہ ان کی پیاس بجھی بھی نہیں تھی

2۔ طالوت اور اس کے حکم پر پانی نہ پینے والے یا چلو بھر پانی پینے والے سلامتی کے ساتھ ندی سے پار اتر گئے آزمائش کا مرحلہ کامیابی سے پورا کرلیا فوجیں ابھی ایک دوسری کے سامنے صف بستہ نہیں ہوئی تھی کہ طالوت کے فوجیوں میں سے کچھ نے کہا ''آج تو ہم میں جالوت سے لڑنے کی طاقت نہیں'' اہل علم نے لکھا ہے کہ ایسا ان میں سے کچھ ایسوں نے کہا تھا جنہوں نے پانی نہیں پیا تھا یعنی وہ بھی دشمن کی کثرت سپاہ سے خوفزدہ ہوگئے تھے لیکن ''آج ہم میں طاقت نہیں'' کو بیانہ کے انداز اور سیاق و سباق کے حوالے سے دیکھا جائے تو یہ بھی شبہ ہوتا ہے بلکہ یقین کی حد تک شبہ ہونا شروع ہوجاتا ہے کہ ایسا کہنے والے وہی تھے جنہوں نے ڈسپلن کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پانی پی لیا تھا اور کیا ایسا تو نہیں ہوا تھا کہ آلودہ پانی پینے سے وہ لڑنے کے قابل نہیں رہے تھے؟ کسی تکلیف میں بتلا ہونے کے سبب انہوں نے کہا تھا کہ آج ہم نہیں لڑ سکتے؟ جو بھی ہوا وجہ تو وہی تھی حکم اور ڈسپلن کی خلاف ورزی

3۔ دشمن کی تعداد دیکھ کر دو گروہ سامنے آتے ہیں ایک کہتا ہے کہ آج ہم میں جالوت سے لڑنے کی طاقت نہیں دوسرا گروہ جو اللہ اور قیامت پر پختہ یقین رکھتا ہے وہ اللہ کی راہ میں لڑائی کے عزم میں کوئی کمزوری نہیں دکھاتا کیوں؟ ان کا اللہ سے ملاقات پر یقین ہے وہ جانتے ہیں کہ اگر ہم نہ لڑے تو اللہ کے ہاں جواب دینا پڑے گا باہمی مشورہ کے مراحل میں وہ دلیل دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آزمائش میں استقامت دکھانے والوں کا ساتھی ہے اور کئی دفعہ چھوٹے گروہ بڑے لشکروں کو شکست دے چکے ہیں اللہ پر بھروسہ کرنا چاہئے اور دشمن کی تعداد اور وسائل سے گھبرا کر لڑائی کا ارادہ ترک نہیں کردینا چاہئے چلے تھے تو جو بھی لشکر میں شامل ہوئے تھے اللہ کی راہ میں لڑنے کے عزم سے مسلح ہوکر چلے تھے مگر صف بندی سے پہلے ہی بہت بڑی اکثریت کے دلوں میں بندوں اور دشمن کے خوف نے غلبہ حاصل کرلیا تھا جو اس بات کی علامت تھی کہ ان کا روز قیامت پر ایمان نہیں تھا اگر ایسا ہوا تھا تو کیا ایسے لوگوں کا اللہ پر ایمان کامل ہوسکتا ہے؟

250- وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٥٠﴾	250-اور جب وہ میدان میں نکلے جالوت اور اس کی فوجوں کے ساتھ لڑائی کے لئے تو انہوں نے دعا کی "اے ہمارے پروردگار ہمیں استقامت دے اور ہمارے قدموں کو جمادے اور ہمیں کافروں پر فتح دے"[4]
251- فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٥١﴾	251-پس انہوں نے کافروں کو شکست دیدی اللہ کے اذن سے[5] اور داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا[6] اور اللہ نے دی اس کو بادشاہی اور دانائی اور سکھایا اسے جو کچھ چاہا[7]

4- دشمن سے لڑائی کیلئے چل کر اس کے سامنے آجانے کے بعد تو ویسے بھی لڑائی کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا نہ لڑتے تو کیا کرتے؟ بھاگتے تو دشمن تعاقب نہ کرتا؟ اپنی بے پناہ قوت سے انہیں کچل کر نہ رکھ دیتا؟ پھر وہ جسے اللہ نے بادشاہت دی تھی اور اس کے وہ ساتھی جنہیں یقین تھا کہ انہیں ایک روز اللہ کے حضور پیش ہونا ہے اللہ سے دشمن پر فتح اور میدان کارزار میں ثابت قدمی اور صبر کی قوت کی دعائیں کرتے ہوئے دشمن کے سامنے صف بستہ ہوگئے صبر کے وسیع مفہوم میں آزمائش کے مرحلہ میں استقامت حوصلہ مندی تکلیف برداشت کرنا جلد بازی سے کام نہ لینا وغیرہ شامل ہے اور دعا کرنے والوں نے اللہ سے صبر کے ساتھ قوت دینے کی دعائیں مانگی تھیں یعنی صبر کی قوت کیلئے دعائیں کی تھیں

5- تو ہوا کیا؟ لو دیکھو اللہ کی مرضی سے انہی تھوڑے سے بنی اسرائیل نے جو ندی کی آزمائش کے بعد دشمن کی کثرت سپاہ کے خوف کی آزمائش میں بھی ثابت قدم رہے تھے عمالقہ کو شکست دے دی

6- بکریاں چرانے والے چرواہے نے جالوت کو قتل کر دیا کیسے؟ ایمان اور عزم کے ہتھیاروں سے وہ نوجوان چرواہا جو زرہ بکتر پہننے سے بھی واقف نہ تھا اسے کہا گیا کہ زرہ پہن لو اور آہن پوش ہو کر میدان میں اترو اس نے انکار کر دیا اسے تو اس سے آشنائی ہی نہیں تھی اس کی بکریاں چرانے والی لاٹھی اور غلیل ہی اس کے ہتھیار تھے غلیل میں ندی سے اٹھائے ہوئے گول پتھر چڑھا کر جالوت کو مارے اور اسے گرا دیا اور اسی کی تلوار سے اسے ختم کر دیا کمانڈر کے قتل کے بعد دشمن کی ٹڈی دل سپاہ بھاگ نکلی اور اللہ نے اپنی مرضی سے بنی اسرائیل کو ایسی فتح دی جو مستقبل کی شاندار کامیابیوں کی بنیاد بن گئی

7- اللہ تعالیٰ نے اس چرواہے کو اس کے ایمان اور عزم کا کیا صلہ دیا؟ اس دنیا میں حکمرانی اور دانائی اور وہ بھی جو کچھ چاہا جس میں نبوت بھی شامل تھی اور داؤد نے بنی اسرائیل کو کامیابیوں کے عروج پر پہنچا دیا اللہ تعالیٰ نے دانائی جو عطا کر دی تھی اور پھر داؤد کے بعد سلیمان آیا اور اس چھوٹی سی جماعت کی قوت ایمانی اللہ کی راہ میں ہر حال میں لڑائی کے عزم پر قائم رہنے اور صبر کی قوت کی دعا کرنے کا صلہ اس پوری قوم کو دیا گیا

اور اگر اللہ نہ دفع کرتا ہوتا
لوگوں کے ایک گروہ کو
کسی دوسرے گروہ کے ذریعے
تو ساری زمین فساد سے بھر جاتی
مگر اللہ سب جہانوں پر فضل کرنے والا ہے [8]

252- تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝٢٥٢

252- یہ اللہ کی آیات ہیں
جو ہم تجھے ٹھیک سنا رہے ہیں
اور تو تو رسولوں میں سے ہے [9]

تِلْكَ الرُّسُلُ ٣

253- تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَ اٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَ اَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَ لٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ

253- یہ رسول
ہم نے ان میں سے بعض کو
بعض پر فضیلت دی تھی
ان میں کوئی ایسا ہے
جس سے اللہ ہم کلام ہوا

8۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو فساد سے پاک کرنے کا اپنا اصول بیان فرماتے ہیں فساد کرنے والے کسی گروپ کو کسی دوسرے گروہ کے ذریعے دفع کر دینا اسی اصول کے تحت اللہ نے عمالقہ کو بنی اسرائیل کے ذریعے دفع کر کے اس خطۂ زمین پر امن قائم کر دیا تھا اور اسے اپنا فضل بتایا ہے اور یہ بھی کہ اللہ کے فسادیوں کو دفع کر کے امن قائم کر دینے کا اصول سب جہانوں کیلئے ہے

9۔ اللہ تعالیٰ اپنے آخری نبی محمد بن عبد اللہ ﷺ سے فرماتے ہیں کہ یہ جو واقعات ہم بیان کرتے ہیں یہ آپ ﷺ کی نبوت کی سچائی کی دلیل اور ثبوت ہیں تم بھی اللہ کے رسولوں کے اسی سلسلہ سے ہو جنہیں ایسے واقعات پیش آئے تھے اگر آپ کو آزمائشیں پیش آ رہی ہیں تو یہ پہلے بھی آتی رہی ہیں اللہ تعالیٰ اپنی ان آیات کے ذریعے اپنے بندوں کو اللہ کی راہ میں لڑائی میں کامیابی کے اصول سے بھی آگاہ فرماتے ہیں کہ اس کیلئے کثرت سپاہ اور وسائل لازم نہیں طالوت کے ان تھوڑے سے ساتھیوں جیسی قوت ایمانی صبر اور عزم کی ضرورت ہوتی ہے جنہوں نے صرف انہی ہتھیاروں کی قوت سے جالوت کی عظمت و شاہی کو اور عمالقہ کے جبر و فساد کو نابود کر دیا تھا اور بنی اسرائیل کے شاندار مستقبل کی بنیاد رکھ دی تھی

وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۟ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ
يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۲۵۳﴾

اور اس نے ان میں سے بعض کو
درجات میں بلند کر دیا تھا
اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو معجزے دیئے تھے
اور ہم نے اس کو طاقت دی تھی
جبریل کے ساتھ
اور اگر اللہ چاہتا
تو ان کے بعد میں آنے والے لوگ
ایک دوسرے سے نہ لڑتے
اس کے بعد جو ان کے پاس واضح احکام آ چکے تھے
لیکن انہوں نے آپس میں اختلاف کیا
سو ان میں سے کوئی ایمان لے آیا
اور کوئی ان میں سے کافر ہو گیا
اور اگر اللہ چاہتا تو وہ آپس میں نہ لڑتے
لیکن اللہ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے [10]

34

254- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ
اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ

254- اے ایمان والو
خرچ کیا کرو اس میں سے

10۔ کیا اللہ تعالیٰ کبھی سورج مشرق کی بجائے مغرب سے نکال کر مشرق میں غروب نہیں کر سکتے؟ اللہ تو "جو چاہتا ہے کرتا ہے" اس نے تو صرف "کُنْ" ہی کہنا ہوتا ہے پھر جب سے کائنات وجود میں آئی ہے اس نے ایک بار بھی ایسا کبھی کیوں نہیں کیا؟ کیونکہ اس نے سورج کیلئے یہ اصول بنا دیا ہے اور وہ اپنا بنایا ہوا کوئی اصول اور ضابطہ کبھی نہیں بدلتا اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو عقل و شعور دیئے ان کی رہنمائی کیلئے نبی اور کتابیں بھیجیں اور اصول بنا دیا کہ اب تم نے اس روشنی اور ہدایت کے آ جانے کے بعد خود فیصلہ کرنا ہے انسان جماعتیں اور گروہ اپنے لئے جو بھی فیصلے کرتے ہیں وہ سب اسی اصول کے تحت آتے ہیں اگر ان کے باہمی اختلافات کی وجہ سے لڑائیاں ہوئیں یا ہوتی رہیں تو اللہ نے انہیں آپس میں لڑنے سے روک کیوں نہیں دیا تھا؟ اس لئے کہ اللہ اپنے بنائے اصول و ضوابط کے خلاف نہیں کرتا سورج کو مشرق کی بجائے مغرب سے نکالنے کی قدرت رکھتے ہوئے بھی ایسا نہیں کیا کرتا

وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾	جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے قبل اس کے کہ آ جائے وہ دن [1] نہیں ہے جس میں خرید وفروخت اور نہ کوئی دوستی اور نہ کوئی شفاعت [2] اور جو لوگ کفر کرتے ہیں وہ ظلم کرنے والے لوگ ہیں
255- اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ	255- اللہ! نہیں ہے کوئی بھی معبود [3] مگر وہی زندہ وجاوید

1- ''آ جائے وہ دن'' سے پہلے اللہ کی راہ میں اللہ کے دیئے رزق میں سے خرچ کرو کا مطلب یہ ہے کہ جب تک تم اس دنیا میں ہو تمہیں اللہ نے جو رزق دیا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کیا کرو کہ اس دنیا سے اگلی دنیا میں منتقل ہو جانے پر تو وہاں خرچ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا وہاں تو بندہ نہ کما سکتا ہے نہ خرچ کر سکتا ہے

2- قیامت کے روز خرید وفروخت نہیں ہو گی یعنی تمہارے مال اس روز تمہارے کسی کام نہیں آئیں گے اور نہ ہی کوئی کسی کی سفارش کر سکے گا یہودیوں اور عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ روز قیامت ان کے بزرگ پیر مرشد ولی اور Saint وغیرہ اللہ کے حضور ان کی سفارش کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے مقام ومرتبہ کے سبب ان کی سفارش قبول کر لیں گے اور جس کسی کی وہ سفارش کریں گے اسے بخش دیا جائے گا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں تو ایسا نہیں کروں گا اس روز نہ کسی بزرگ پیر ولی یا سینٹ سے محبت کسی کے کام آئے گی نہ کسی کی شفاعت کسی کو نجات دلا سکے گی اس روز بندے کے کام اس کے وہی اعمال آئیں گے جو اس نے اس سرائے فانی میں قیام کے دوران کمائے ہوں گے یہ جو تمہیں مال ودولت دیا گیا ہے جس سے تم اس دنیا میں کاروبار کرتے ہو یہ بھی اور یہ کاروبار بھی اسی دنیا میں رہ جائیں گے اس لئے اسی دنیا میں اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو کہ وہاں تمہارے کام آوے

3- روایات کے مطابق یہ قرآن حکیم میں سب سے عظمت والی آیت ہے اور اسے آیت الکرسی کہا گیا ہے اس آیت میں خالق ومالک کائنات کی عظمت وکبریائی کا بیان ہے

وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ
وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـُٔوْدُهٗ
حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿٢٥٥﴾

لافانی ناظم کائنات
نہیں آتی اسے اُونگھ
اور نہ نیند
اسی کا ہے
جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے
اور جو کچھ بھی زمین میں ہے
کون ہے وہ
جو سفارش کر سکے اس کے سامنے؟
مگر اس کی اجازت سے ہی[4]
وہ جانتا ہے
جو کچھ لوگوں کے سامنے ظاہر ہے[5]
اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے[6]
اور انسان نہیں احاطہ کر سکتے
کسی بھی چیز کا
اس کے علم میں سے
مگر اسی کا جو وہ چاہے[7]

4۔ آیت نمبر 254 میں اللہ تعالیٰ نے اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے روز کوئی کسی کی سفارش یا شفاعت نہیں کر سکتا اس آیت میں اسی کو دوسرے انداز میں بیان کیا ہے اور فرمایا ہے کہ کون ہے جو اللہ کے حضور کسی کی سفارش کر سکتا ہے؟ یعنی کوئی نہیں ہاں اگر اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں، رسولوں، شہیدوں اور صالح بندوں کو شفاعت کی اجازت عطا فرمائیں گے تو وہ بھی صرف اہل توحید کی ہی سفارش کر سکیں گے اور اسی کی جس کی سفارش کی اللہ تعالیٰ نے انہیں اجازت دی ہوگی

5۔ یعنی اللہ وہ سب کچھ جانتا ہے جو اس کی مخلوق جانتی ہے وہ سب جو مخلوق کے سامنے ہوتا رہا ہے یا ہو رہا ہے اور ان کے علم میں ہے یا جو کچھ وہ دیگر حواس کے ذریعے محسوس کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اس کا بھی سب علم ہے

6۔ ''اور جو کچھ ان سے اُوجھل ہے'' یعنی انسان جس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جان سکتے اللہ کو اس کا بھی علم ہے

7۔ اللہ تعالیٰ کی کائنات کے بارے میں اس کی مخلوق میں سے کوئی سب کچھ جان ہی نہیں سکتا ہاں اپنے بندوں کو اس کائنات کے بارے میں وہ خود جتنا کچھ اور جو کچھ بتانا چاہے بندے اتنا ہی جان سکتے ہیں وہ اپنے علم کامل سے جتنا حصہ انہیں دینا چاہے بندوں کا علم اتنا ہی ہوتا ہے

اوراس کی حکمرانی حاوی ہے
آسمانوں پراورزمین پر
اورنہیں گراں گزرتی اس پر
ان دونوں کی نگہبانی
اوروہ ہے سب سے اعلیٰ اورعظیم

256- لَاۤ اِكۡرَاهَ فِى الدِّيۡنِ ۙۚ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَىِّ ۚ فَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَيُؤۡمِنۡۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسۡتَمۡسَكَ بِالۡعُرۡوَةِ الۡوُثۡقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۲۵۶﴾

256- دین میں کوئی جبرنہیں ہے [8]
بلاشبہ ہدایت ظاہرہوچکی ہے
گمراہی سے [9]
اورجوکوئی جھوٹے خداؤں کومستردکردیتاہے
اوراللہ پرایمان لے آتاہے
تواس نے
مضبوط کڑاپکڑلیا
جواس کے لئے کبھی نہیں ٹوٹتا [10]
اوراللہ
سب کچھ سننے والااورجاننے والاہے

8- کسی بھی غیرمسلم کوجبرکے ذریعے مسلمان ہوجانے پرمجبورکرنااللہ کے حکم کے خلاف ہے

9- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہدایت اورگمراہی تو واضح ہوچکی ہیں سب کو معلوم ہوگیاہے کہ نجات کی راہ کونسی ہے اوراس راہ راست سے دورکونسی چیز لے جاتی ہے اب ہدایت کی راہ اپنانایاگمراہی پرکاربندرہناہرکسی کااپنافیصلہ ہے کسی کواپنے اس فیصلے کوجبراورزیادتی سے بدلنے پرمجبورنہ کیاجائے

10- جس کسی نے اسلام قبول کرلیااس نے ایسامضبوط سہاراپکڑلیاہے جواسے ڈولنے نہیں دے گااورکامیابی کی منزل تک پہنچادے گابندہ بحری جہازمیں سفرکررہاہے طوفان آجاتاہے جہازڈول رہاہے لوگ بھاگ رہے ہیں خوفزدہ ہیں گرتے پھررہے ہیں کسی چیزکوپکڑتے ہیں تودوسرے لمحے طوفان کی شدت سے وہ بھی ٹوٹ جاتی ہے اس اندھیرے اورطوفان میں لہروں پراچھلتے جہازمیں سوارایک مسافرکے ہاتھ کوئی ایسامضبوط کڑاآجاتاہے اسے ایساسہارامل جاتاہے جواتنامضبوط ہے کہ کبھی ٹوٹے گانہیں جس بھی کسی نے اسے پکڑلیااسے کوئی خطرہ نہیں اس دنیامیں طاغوت اورگمراہی میں بھٹکتے خوفزدہ انسانوں کیلیے دین اسلام اسی کڑے کی مانندہے مضبوط نہ ٹوٹنے والاسہارامنزل مقصودتک پہنچادینے والا

257- اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ
اِلَى النُّوْرِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ
يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ
اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ؏ ۲۵۷

257- اللہ ایمان لانے والوں کا کارساز ہے
وہ انہیں تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے
اور وہ لوگ جو کافر ہیں
ان کے کارساز ہیں طاغوت
وہ ان کو روشنی سے نکال کر
اندھیروں میں لے جاتے ہیں [11]
وہی لوگ اہلِ دوزخ ہیں
وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے

35

258- اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ
اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ
يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ؕ قَالَ
اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ
فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ؕ
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۚ ۲۵۸

258- کیا تو اس کو نہیں جانتا
جس نے ابراہیم سے جھگڑا کیا تھا
اس کے رب کے بارے میں
اس لئے کہ اللہ نے اسے بادشاہی دی ہوئی تھی؟
جب ابراہیم نے کہا ”میرا رب تو وہ ہے
جو زندگی دیتا ہے
اور موت دیتا ہے“
اس نے کہا ”میں بھی زندگی دیتا ہوں اور مار دیتا ہے“
ابراہیم نے کہا ”اللہ تو سورج مشرق سے نکالتا ہے
سو تو اسے مغرب سے نکال دے“

11- ایمان لے آئے اسلام کا کڑا مضبوطی سے پکڑ لیا اللہ نے رہنمائی کے ذریعے اندھیرے سے نکال کر روشنی میں پہنچا دیا اگر انکار کیا شیاطین کی پیروی کی وہ انہیں اپنی راہ پر لے گئے تاریکی اور اندھیرے میں اور جو کوئی شیاطین کی پیروی کرے گا دوزخ تو اس کا ٹھکانہ ہونا ہی ہے

259- اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰى قَرْیَةٍ وَّ هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰى
عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ
مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ
قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ
یَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ
اِلٰى طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ ۚ وَ انْظُرْ
اِلٰى حِمَارِكَ وَ لِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ انْظُرْ
اِلَى الْعِظَامِ كَیْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا
لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ
عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۵۹﴾

تو وہ کافر لاجواب ہو گیا تھا[1]
اور اللہ نہیں ہدایت دیتا
ان لوگوں کو جو ظالم ہوں[2]

259- یا پھر اس شخص کی مثال
جو اس بستی سے گزرا تھا
جو اپنی چھتوں پر گری پڑی تھی
اس نے کہا ”کیسے زندہ کرے گا اس بستی کو اللہ
اس کی ایسی موت کے بعد؟“
تو اللہ نے اس شخص کو موت دے دی
ایک سو سال کی موت
پھر اسے زندہ کر دیا
پوچھا ”تم کتنی دیر تک اس حالت میں پڑے رہے ہو؟“
اس نے کہا ”میں رہا ہوں اس حالت میں ایک دن
یا ایک دن کا کچھ حصہ“
فرمایا ”نہیں بلکہ تم اس حالت میں ایک سو سال تک رہے ہو

1۔ کون تھا وہ جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رب کے بارے میں جھگڑا کیا تھا؟ وہ نمرود تھا یا جو بھی کوئی تھا وہ بادشاہ تھا جسے اپنی طاقت کا گھمنڈ تھا اس کی مثال سے اللہ تعالیٰ اپنے مقابلے میں دنیاوی طاقت والوں کے گھمنڈ اور غرور کی ناتوانی دکھانا چاہتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس دنیاوی خدا کے سامنے اپنے عقیدے کا اظہار کیا تو اس نے کہا ”میں بھی زندگی دیتا ہوں اور مارتا ہوں“ پھر اس نے ایک موت کی سزا والے مجرم کو رہا کر دیا زندگی دے دی اور ایک بے گناہ کو قتل کرا دیا' مار دیا لیکن جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میرا رب سورج کو مشرق سے نکالتا ہے اور مغرب میں غروب کرتا ہے تو ذرا سورج کو مغرب سے نکال کر دکھا تو اس کی طاقت اور غرور کا پول کھل گیا اس کے پاس نہ جواب تھا نہ دلیل وہ جو اپنی طاقت کے فریب میں مبتلا تھا سب کے سامنے رسوا ہو گیا اللہ تعالیٰ بتانا چاہتے ہیں کہ ان کی عظمت و شاہی کے مقابلے میں طاقت اور اختیار کا گھمنڈ اور غرور کرنے والوں کا مقدر رسوائی ہے وہ بابل کا بادشاہ نمرود ہو مکہ کے قریش ہوں مدینہ کے یہودی ہوں یا جو کوئی بھی ہو

2۔ بحث یا جھگڑے سے بادشاہ کا فریب تو ثابت ہو گیا تھا اس کے درباریوں نے اس کی رسوائی دیکھ لی تھی اس کے باوجود نہ نمرود نے اس دین کو قبول کیا جس کی حضرت ابراہیمؑ دعوت دیتے تھے نہ اس کی قوم نے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ ظالم قوم تھی اللہ تعالیٰ نے انہیں راہ دکھائی، انہوں نے اس کے باوجود ہدایت کی پیروی نہ کی سوچ سمجھ کر ہدایت پر گمراہی کو ترجیح دی ایسا عمل بے انصافی ہے اور جو بھی کوئی ہدایت پر گمراہی کو ترجیح دے وہ ظالم ہے

اور دیکھ تو اپنے طعام کو اور اپنے مشروب کو
جو ویسے ہی ہیں جیسے تھے
اور اپنے گدھے کی طرف نظر اٹھا
اور اس لئے کہ ہم تمہیں لوگوں کے لئے نشانی بنا دیں
اور اس کی ہڈیوں کو دیکھ کہ
ہم انہیں کیسے اکٹھا کرتے ہیں
اور پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں"
پس جب یہ اسے صاف طور پہ دکھا دیا گیا
اس نے کہا "میں جان گیا کہ
اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے"[3]

260- وَ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیۡ كَیۡفَ تُحۡیِ الۡمَوۡتٰی ؕ قَالَ اَوَ لَمۡ تُؤۡمِنۡ ؕ قَالَ بَلٰی وَ لٰكِنۡ لِّیَطۡمَئِنَّ قَلۡبِیۡ ؕ قَالَ فَخُذۡ اَرۡبَعَةً مِّنَ الطَّیۡرِ فَصُرۡهُنَّ اِلَیۡكَ ثُمَّ اجۡعَلۡ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنۡهُنَّ جُزۡءًا ثُمَّ ادۡعُهُنَّ یَاۡتِیۡنَكَ سَعۡیًا ؕ وَ اعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیۡزٌ حَكِیۡمٌ ﴿۲۶۰﴾ ع

260- اور جب ابراہیم نے کہا تھا
"اے میرے رب مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے"[4]
کہا "کیا تمہیں یقین نہیں؟"
اس نے کہا "ہاں میں یقین رکھتا ہوں
لیکن میں چاہتا ہوں کہ
میرا دل مطمئن ہو جائے"

۳۵ ع ۳ ۴

3۔ وہ شخص کون تھا؟ اہل علم نے اس بارے میں بعض اختلافی اور بعض اتفاقی نام بتائے ہیں بخت نصر کے برباد کردہ یروشلم کو وہ بستی بتایا گیا ہے جو اس نے دیکھی تھی لیکن اصل اہمیت ناموں کی نہیں اصل اہمیت اس کی ہے کہ اللہ نے اس شخص کو سو سال تک مردہ رہنے کے بعد زندہ کر دیا اس کے گدھے کی بکھری ہڈیوں پر گوشت اور کھال چڑھا دی اس شخص کو اور اس کے گدھے کو اللہ نے موت اور زندگی دے کر اس سچائی کا اہل شعور کیلئے ثبوت فراہم کر دیا کہ حقیقی زندگی اور موت دینے والا میرے سوا کوئی نہیں

4۔ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس میں کوئی شبہ ہو سکتا تھا کہ اللہ مردوں کو زندہ کر سکتا ہے یا نہیں؟ انہوں نے تو خود نمرود کے دربار میں کہا تھا کہ میرا رب تو وہ ہے جو زندگی اور موت دیتا ہے وہ کیسے شبہ کر سکتے تھے؟ انہوں نے کہا تھا کہ میرے رب مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے؟ اور جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا "کیا تجھے یقین نہیں" تو انہوں نے کہا تھا "ہاں میں یقین رکھتا ہوں" لیکن میں سکون قلب کیلئے اس کا مشاہدہ کرنا چاہتا ہوں

کہا ''تو کوئی سے چار پرندے پکڑ لے
اور ان سب کو اپنے ساتھ مانوس کر لے
پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا کاٹ کر ہر پہاڑ پر رکھ دے
اور انہیں آواز دے
وہ تیرے پاس دوڑتے ہوئے آئیں گے [5]
اور جان لو کہ
اللہ تو ہے غالب حکمت والا''

36

261- مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾

261- مثال ان لوگوں کی جو اپنے مال
اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں
اس ایک دانہ کی مانند ہے
جس سے سات بالیں اگتی ہیں
اور ہر ایک بال میں ایک سو دانے ہوں [1]
اور اللہ بڑھا دیتا ہے جس کسی کیلئے چاہے
اور اللہ ہے بڑی وسعت والا
سب کچھ جاننے والا

5- اللہ تعالیٰ نے فرمایا چار پرندے لو اور کچھ عرصہ انہیں اپنے پاس رکھو دانا پانی دو جب وہ تمہارے ساتھ مانوس ہو جائیں اور تم آواز دو تو وہ پہچان لیں تو انہیں ذبح کر کے اردگرد کے پہاڑوں پر ایک دوسرے سے الگ رکھ دو پھر آواز دو تو وہ زندہ ہو کر اپنے اپنے جسم کے ساتھ تیزی سے تیرے پاس آ جائیں گے مقصد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دکھانا تھا کہ مردوں کو زندہ کیسے کیا جاتا ہے بعض اہل علم کہتے ہیں کہ ''اپنے سے مانوس کر اور پھر آواز دے'' کا مطلب ہے کہ انہیں زندہ اردگرد کی پہاڑیوں پر چھوڑ آ پھر آواز دینا وہ دوڑتے ہوئے تیری آواز کا دھاگا تھام کر تیرے پاس آ جائیں گے لیکن اگر زندہ پرندوں کو اردگرد کی پہاڑیوں پر چھوڑ کر آواز دی گئی تھی تو پھر مردوں کو زندہ کرنے کا مشاہدہ کیسے ہو گیا؟ اصل مقصد تو انہیں مردوں کو زندہ کر کے دکھانا تھا

1- کسان زمین تیار کرتا ہے اور پھر اس میں فصل کاشت کرتا ہے بیج کے ایک دانہ سے سات بالیاں پیدا ہوئیں گندم کی نالیاں ہی کہہ لیں ایک نالی سے ایک خوشہ اور ہر خوشے میں ایک سو دانے بیج کا دانہ تو ایک تھا حاصل کتنے ہوئے؟ سات سو؟ اللہ اس مثال سے اللہ کی راہ میں خرچ کئے مال سے روز جزا ملنے والے فوائد کی وضاحت فرماتے ہیں ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ زمین اچھی طرح تیار کی گئی ہو بیج احتیاط سے ڈالا گیا ہو تو اللہ کسان کو اس کی محنت کا اجر نہ دے

262- اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ
لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ
اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٦٢﴾

262- وہ لوگ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں
اور جو دیں اس کا احسان نہیں جتاتے
اور نہ تکلیف دیتے ہیں
ان کیلئے ان کا اجر ہے
ان کے رب کے پاس
اور ان کے لئے نہ کوئی خوف ہے
اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے [2]

263- قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ
يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۗ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿٢٦٣﴾

263- نرم بات کہنا اور چشم پوشی [3]
بہتر ہے اس خیرات سے
جس کے ساتھ ایذا دی جائے [4]
اور اللہ ہے بے نیاز
تحمل کرنے والا ہے

264- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ
بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ
النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۖ فَمَثَلُهٗ
كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ
فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۖ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ

264- اے ایمان والو
تم نہ برباد کرو اپنے صدقات کو
احسان جتا کر اور ایذا دے کر
اس شخص کی مانند
جو اپنا مال خرچ کرتا ہے

2۔ جو کچھ بھی خرچ کیا جائے اللہ کی رضا کیلئے کیا جائے نہ کہ کسی فرد پر کسی گروہ پر یا ادارے پر احسان جتانے کیلئے اور نہ ہی جسے دیا جائے اس کی عزت نفس مجروح کی جائے روز قیامت ایسے لوگ جو اپنا محنت سے کمایا ہوا حلال مال اللہ کی راہ میں اس طرح خرچ کرتے ہیں خوف اور غم سے دور ہوں گے

3۔ چشم پوشی سے مراد سائل کے نامناسب انداز سے چشم پوشی ہے مانگنے والے کو کچھ نہ بھی دے سکو تو نرمی سے معذرت کرلو اس کے نامناسب انداز پر درگزر کرو

4۔ بہتر انداز سے معذرت کرلینا اس سے بہتر ہے کہ مانگنے والے کو کچھ دے کر اس کو ذہنی یا جسمانی دکھ پہنچایا جائے

مِمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾	لوگوں کو دکھانے کیلئے اور وہ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا[5] سو مثال اس کی ایسی ہے جیسے ایک سخت پتھر ہو اس کے اوپر تھوڑی سی مٹی ہو پھر اس پر زور کی بارش ہو اور وہ اس کو سخت پتھر ہی چھوڑ جائے[6] نہیں حاصل کرتے ایسے لوگ کچھ بھی اس سے جو کچھ بھی وہ کرتے ہیں اور اللہ نہیں ہدایت دیتا گروہِ کافراں کو
265- وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۶۵﴾	265- اور مثال ان لوگوں کی جو اپنے مال اللہ کی خوشنودی کے لئے خرچ کرتے ہیں اور اپنے دل کے اعتقاد اور اقرار کے ساتھ ایسی ہے کہ اونچی جگہ پر ایک باغ ہو

5۔ جو کوئی بھی اللہ پر اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے وہ تو اس یقین کے ساتھ خیرات کرتا ہے کہ اس کا اجر و ثواب وہاں ملے گا جو کوئی احسان جتاتا ہے یا ذہنی یا جسمانی دکھ پہنچاتا ہے کہ میں نے تمہیں یہ دیا تھا اور وہ دیا تھا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کے صدقات برباد ہو گئے اگر اس کا اللہ اور یوم آخرت پر یقین ہوتا تو وہ کبھی ایسا نہ کرتا

6۔ بیج کوئی بھی ہو اس سے جنم لینے والی نالیوں کو نرم زمین کی ضرورت ہوتی ہے جس میں اس کی جڑیں پیوست ہو سکیں نرم زمین میں بیج ڈالیں تو بارش سے اس کی جڑیں سیراب ہوتی ہیں جڑوں سے پانی تنے کو توانائی فراہم کرتا ہے اور پودا پھلتا پھولتا ہے سخت پتھر پر جمع ہو گئی مٹی تو تھوڑی سی بارش کی بوچھاڑ کے ساتھ ہی بہہ جاتی ہے اور پتھر جیسا تھا ویسا ہی رہ جاتا ہے اس میں بیج ڈالا جا سکتا ہے؟ کوئی پودا اس پتھر کی سختی میں اپنی جڑیں پیوست کر سکتا ہے؟ اگر اس میں کوئی بیج جڑیں نہیں پکڑ سکتا تو سات خوشے کہاں سے آئیں گے؟ اللہ تعالیٰ نے ریاکاری کا بیج ڈالنے والوں کو اس اعلیٰ اور حسین مثال سے بتایا ہے کہ تم کسی فائدے کی توقع نہ رکھنا

اور اس پر زور کی بارش برسے
اور وہ دگنا پھل لائے
اور اگر نہ برسے اس پر زور کی بارش
تو اس کے لئے تو پھوار ہی کافی ہے
اور اللہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو
اچھی طرح دیکھ رہا ہے

266- اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ
وَّ اَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا
مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَ اَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ
ضُعَفَآءُ ۖ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ
لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ؏ ﴿٢٦٦﴾

266- کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے
کہ اس کا کھجوروں کا اور انگوروں کا باغ ہو
اس میں نہریں بہتی ہوں
اس باغ میں اس کے لئے ہر قسم کے پھل ہوں
اور اسے بڑھاپا آپہنچا ہو
اور اس کے بچے ابھی ناتواں ہوں
اور اس باغ پر ایسا بگولا آجائے جس میں آگ ہو
اور وہ باغ جل کر راکھ ہو جائے؟[7]
اللہ تمہارے لیے
اسی طرح اپنی نشانیاں کھول کر بیان کرتا ہے
تاکہ تم غور و فکر کرو

7- اللہ کی خوشنودی کیلئے اور دنیا والوں کو دکھانے اور احسان جتانے کیلئے خرچ کئے مال کے فرق کو مثالوں سے سمجھانے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اس کا ایک خوبصورت باغ ہو اس میں ہر قسم کے وافر پھل ہوں باغ میں نہریں بہتی ہوں اور باغ کا مالک عمر کے اس حصہ میں ہو جب اس کی جسمانی توانائیاں جدوجہد اور محنت کے قابل نہ ہوں اور اس کے بچے بھی چھوٹے ہوں نہ اسے کما کر کھلا سکتے ہوں نہ خود اپنے لئے کمانے کے قابل ہوں ان سب کا گزارہ اسی باغ پر ہو وہ اس میں خوشی اور خوشحالی کی زندگی بسر کر رہا ہو کہ اچانک ایک بگولا آئے اور وہ سب کچھ جل کر راکھ ہو جائے اس کی ساری عمر کی کمائی برباد ہو گئی اس کا اپنا حال اور اس کے بچوں کا مستقبل برباد ہو گیا ایک ہی لمحہ میں یہ ہے ریا کاری جو سب کچھ برباد کر دیتی ہے وہ عمل جو اللہ کی خوشنودی کیلئے نہ ہو اس کی رضاجوئی کی نیت سے نہ کیا جائے اہل دنیا کو دکھانے کی نیت سے صدقات و خیرات کئے جائیں تو وہ فائدے کی بجائے نقصان اور جزا کی بجائے دکھ کا سبب بن جاتے ہیں

37

267- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا
كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۪
وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ
بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ
اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۷﴾

267-اے ایمان والو عمدہ چیزیں خرچ کیا کرو
اپنی کمائی میں سے
اور اس میں سے جو ہم تمہارے لئے
زمین میں سے نکالتے ہیں [1]
اور نہ ارادہ کرو
اس میں سے خراب چیز خرچ کرنے کا
ایسی چیز جو تم خود لینا پسند نہ کرو
مگر یہ کہ تم وہ آنکھیں بند کر کے لے لو [2]
اور جان لو کہ
اللہ تو بے نیاز ہے
اور تعریف جو بھی ہے اسی کیلئے ہے

268- اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ
وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ؕ
وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۸﴾

268-شیطان ڈراتا ہے تمہیں تنگدستی سے
اور وہ تمہیں ترغیب دیتا ہے
بے حیائی کے کاموں کی [3]

1۔ خیرات نیکی ہے کیا بُرا بیج ڈالنے سے اچھا پھل حاصل ہو سکتا ہے؟ نیکی تو پاکیزہ مال دینے میں ہے مال کا پاکیزہ ہونا ضروری ہے چوری ڈاکہ دھوکہ فریب رشوت فراڈ اور کسی کا حق مار کر حاصل کیا مال سارے کا سارا خیرات کر دیا جائے تب بھی وہ نیکی نہیں گناہ کا درخت نیکی کا پھل نہیں دیتا

2۔ خیرات میں ایسی چیز دو جو تمہیں خود پسند ہو اور وہ کارآمد بھی ہو فضول اور ناکارہ نہ ہو

3۔ شیطان دشمن ہے نیکی کا اور دوست ہے برائی کا اور خیرات اور مال خرچ کرنے کے معاملے میں بھی وہ اپنا مشن جاری رکھتا ہے نیک کاموں میں خرچ سے ڈراتا ہے ''ایسا کیا تو غربت کی راہ پر چل نکلو گے'' اور برائی اور بے حیائی پر خرچ کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اس کی ترغیب دیتا ہے اس کا جواز فراہم کرتا ہے ''بابر بعیش کوش کہ دنیا دوبارہ نیست'' یعنی ''اے بابر عیش وعشرت کر لے کہ دنیا کی زندگی ایک بار ہی ہے'' کی ترغیب دینا شیطان کا فرض ہے بندے کے دل و دماغ میں حلقہ احباب میں دوستوں اور ساتھیوں میں شیطان کہیں بھی داخل ہو سکتا ہے کہ اپنے ورغلانے کے کمال فن کا ثبوت فراہم کرنے کو اس نے اللہ سے اس کی اجازت حاصل کر رکھی ہے اس کی درخواست قبول کرنے کے ساتھ ہی اللہ نے اسے بتا دیا تھا کہ جس کے دل میں اللہ کا خوف ہو گا وہ اس کی کسی چال میں نہیں آئے گا

	اور اللہ تم سے وعدہ کرتا ہے اپنی طرف سے مغفرت کا اور فضل کا[4] اور اللہ ہے بہت وسعت والا سب کچھ جاننے والا
269- يُّؤْتِى الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِىَ خَيْرًا كَثِيْرًا ؕ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿٢٦٩﴾	269-وہ دانائی عطا کر دیتا ہے جسے چاہے اور جسے دانائی دے دی گئی تو یقینا اسے بہت زیادہ بھلائی دے دی گئی اور نہیں نصیحت پکڑتے مگر وہی جو عقلمند ہیں[5]
270- وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿٢٧٠﴾	270-اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو خیرات میں یا تم اپنے اوپر کوئی نذر لازم کرتے ہو[6] تو یقینا اللہ اسے جانتا ہے اور نہیں ہے ظالموں کیلئے کوئی بھی مدد کرنے والا[7]

4- اللہ کا یہ وعدہ ان سے ہے جو شیطان کی ترغیب ٹھکرا دیتے ہیں اور اپنے پاکیزہ مال سے پاکیزہ چیزیں بھلائی کے کاموں کیلئے خیرات کرتے ہیں

5- اللہ نے دانائی کو بہت بڑی خوبی قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ جو دانا ہیں عقل و شعور رکھتے ہیں وہی اللہ کے احکام پر عمل کرتے ہیں خواہ وہ احکام اللہ کی راہ میں اپنے پاکیزہ مال خرچ کرنے سے متعلق ہوں یا شیطان کی ترغیب سے بچنے اور بچتے رہنے کے بارے میں ہوں

6- جس طرح غیر اللہ کی عبادت سب سے بڑا جرم ہے اسی طرح غیر اللہ کے نام کی نذر بھی سب سے بڑا جرم ہے لہٰذا نذر بھی اللہ ہی کیلئے ہے اور نیک بھلائی کے کاموں کیلئے ہی ہے

7- ظالم کون ہے؟ وہ جو اللہ کے مقابلہ میں کسی اور کو لاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم جو کچھ بھی کرتے ہو میں خوب جانتا ہوں اگر تم نے کسی اور کے نام کی نذر مانی تو تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے اور قیامت کے روز ظالموں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا

271- إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۖ وَإِنْ
تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ ۚ
وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ ۗ وَاللَّهُ بِمَا
تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٧١﴾

271- اگر تم خیرات کو ظاہر کرتے ہو
تو وہ اچھا ہے
اور اگر تم اس کو چھپاؤ
اور اسے حاجتمندوں کو دے دو
تو یہ تمہارے لئے زیادہ اچھا ہے
اور یہ تم سے دور کر دیتا ہے
تمہاری کئی خرابیوں کو
اور اللہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو جانتا ہے

272- لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي
مَنْ يَشَاءُ ۗ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلِأَنْفُسِكُمْ ۚ
وَمَا تُنْفِقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ ۚ وَمَا تُنْفِقُوا
مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ﴿٢٧٢﴾

272- یہ تمہاری ذمہ داری نہیں کہ
لوگوں کو ہدایت کی راہ پر لے آؤ[8]
بلکہ اللہ ہدایت دیتا ہے
جسے چاہے
اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو
خیرات میں
تو وہ تمہاری اپنی ہی جانوں کے لئے ہے
اور تم اسی لئے تو خرچ کرتے ہو
کہ اللہ کی خوشنودی حاصل ہو جائے

8- احکام اللہ کی راہ میں اپنے پاکیزہ مال خرچ کرنے کے بیان کئے جارہے ہیں اور درمیان میں "یہ تمہاری ذمہ داری نہیں کہ لوگوں کو ہدایت کی راہ پر لے آؤ" آ گیا ہے اور اسکے بعد فرمایا ہے کہ ہدایت تو اللہ دیتا ہے جسے چاہے اور تم جو بھی مال خرچ کرتے ہو وہ تو تمہارے اپنے لئے ہی ہے اور اللہ تمہارے اس دنیا میں اللہ کی راہ میں خرچ کئے مال پورے پورے تمہیں واپس کر دے گا اہل علم نے لکھا ہے کہ شروع میں اہل توحید اپنے مال ضرورت مند اہل توحید کی مدد کیلئے ہی خرچ کیا کرتے تھے اگر ان کے کوئی قریبی رشتہ والے بھی ہوں مگر مشرک ہوں تو وہ ان کی اپنے مال سے مدد نہیں کیا کرتے تھے اس پر اللہ نے حکم دیا کہ ہدایت کا معاملہ تو اللہ سے تعلق رکھتا ہے تمہارا کام تو ضرورت مندوں کی مدد کرنا ہے وہ کوئی بھی ہوں اگر تم اللہ کا حکم سمجھ کر اس کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے کسی پر بھی اپنا مال خرچ کرو گے تو تمہیں ایسا ہی اجر ملے جیسا اہل توحید کی مدد کا ملے گا بعض اہل علم اس کا یہ مطلب بھی نکالتے ہیں کہ اسلامی ریاست اور معاشرے کو اپنے غیر مسلم شہریوں کی بھی اس طرح مدد کرنے کا حکم دیا جارہا ہے جس طرح وہ اہل توحید کی مدد اپنے مال سے کرنے کے پابند ہیں

اور تم جو کچھ بھی خرچ کرو
خیرات میں
وہ تمہیں پورا پورا لوٹا دیا جائے گا
اور تمہارے ساتھ بے انصافی نہیں ہوگی

273- لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا
يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ز يَحْسَبُهُمُ
الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ج تَعْرِفُهُمْ
بِسِيْمٰهُمْ ج لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ط وَمَا
تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿٢٧٣﴾ ع

273- یہ ایسے حاجتمندوں کیلئے ہے
جو اللہ کی راہ میں محصور ہیں
وہ جو زمین میں بھاگ دوڑ نہیں کر سکتے[9]
ناواقف انہیں خوشحال سمجھتا ہے
ان کے سوال نہ کرنے کی وجہ سے
تم انہیں ان کے چہرے سے پہچان لو گے
وہ لوگوں سے لپٹ کر مانگنے والے نہیں
اور تم اپنے مال سے جو کچھ بھی خرچ کرو گے
تو اللہ کو تو اس کا علم ہے

9۔ محصور کون ہے؟ کون ہے وہ جو روزی کمانے کیلئے زمین میں بھاگ دوڑ نہیں کر سکتا؟ کیا وہ کوئی جسمانی طور پر قید و بند میں ڈال دیا گیا کوئی بندہ ہے؟ کوئی معذور یا کوئی اور بندہ ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حاجت مند ہونے کے باوجود وہ کسی سے مانگتے نہیں اور جو ان سے واقف نہیں وہ انہیں خوشحال سمجھتے ہیں مگر ایسے لوگ کوئی کام کرتے ہوتے ہیں اور وہ کام اللہ کیلئے ہوتا ہے کسی اچھے بھلے کھاتے پیتے مسلمان کو اس کے دین کی وجہ سے اس کے گھر شہر ملک یا کاروبار سے نکال دیا جائے اس کے پاس کاروبار کے وسائل نہ ہوں یا وہ کسی اور وجہ سے روزی روٹی کمانے کے قابل نہ رہے تو وہ بھی اللہ کی راہ میں محصور ہے جن مسلمانوں پر قابض اور جابر حکمران ان کے دین کی وجہ سے ظلم کریں انہیں ان کے گھروں سے نکال دیں اور وہ اپنی سیاسی اور دینی آزادی کی جنگ میں مصروف ہونے کی وجہ سے کوئی ایسا کاروبار نہ کر سکیں جن سے ان کی ضروریات پوری ہو سکیں وہ بھی اللہ کی راہ میں محصور ہیں جس کسی نے واقعی اپنے کو اللہ کے دین کی خدمت کیلئے وقف کر دیا ہے اس نے دین کو مال اور شہرت کا کاروبار نہ بنایا ہوا ہو بلکہ خلوص اور لگن کے ساتھ تعلیم و تربیت میں اس قدر مصروف ہو کہ روزی کمانے کیلئے بھاگ دوڑ نہیں کر سکتا ایسا کرنے سے اس کے دین کیلئے کام میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اس کا شمار بھی اسی جماعت میں ہوتا ہے کوئی ماہر علوم سائنس مسلم امہ کی بہتری کیلئے کسی منفرد تحقیقی کام میں مصروف ہے اس کی ضروریات تو ہیں جنہیں پوری کرنے کے لئے اس کے پاس جائز وسائل نہیں تو اس کے مانگے بن اس سے تعاون بھی اللہ کی راہ میں محصورین پر خرچ کرنے کے ضمن میں آئے گا نہ تو مانگنا اس کا پیشہ ہے اور نہ ہی وہ کسی سے لپٹ کر مانگ سکتا ہے اور وہ جو کچھ کرتا ہے اللہ کی راہ میں اللہ کے دین کیلئے کر رہا ہے

38

274- اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ
سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ج
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٧٤﴾

274- جولوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال
رات کے وقت اور دن میں
خفیہ خفیہ اور ظاہری طور پر
توان کیلئے ان کا اجر ہے
ان کے رب کے پاس
اور نہیں ہے ان کیلئے کوئی خوف
اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے [1]

275- اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا
يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ط
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا م
وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ط فَمَنْ جَآءَهٗ

275- جولوگ سود کھاتے ہیں [2]
نہیں اٹھیں گے وہ اپنی قبروں سے
مگر ایسے
جیسے وہ شخص اٹھتا ہے

1- مال تھا پاکیزہ حلال ذرائع سے کمایا ہوا اللہ کے حکم سے اللہ کی راہ میں نیک کاموں کے لئے صدقہ کر دیا نمائش یا دکھاوے کیلئے نہیں اللہ کی خوشنودی کیلئے۔ اجر کیا ہوگا؟ روز قیامت جب لوگ خوف اور ڈر سے کانپ رہے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس روز وہاں پر ایسے لوگوں کیلئے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے

2- اللہ سے ڈرنے والوں اور اپنا پاکیزہ مال اللہ کی راہ میں اللہ کے بندوں پر خرچ کرنے والوں کے بعد اب ان لوگوں کے بارے میں احکام ہیں جو سود کا دھندا کرتے ہیں سود ترجمہ ہے ''رِبٰوا'' کا اور اس کے معنی ہیں: اضافہ؛ اصل مقدار یا سائز میں جو بھی کچھ اس مقدار یا سائز سے زیادہ شامل کر لیا جائے سو روپیہ دیا اور کہا اتنی مدت کے بعد ایک سو ایک یا ایک سو پندرہ یا بیس یا جتنا بھی طے کر لیا لوں گا اصل تو سو تھا جسے اصل زر کہا جاتا ہے یعنی اصل سرمایہ اس سے زیادہ جو بھی لیا ایک پیسہ یا ایک روپیہ وہ ہے سود جو اصل میں اضافہ کر کے لیا جائے

عرب معاشرے میں قرض لینے اور دینے کے جو طریقے رائج ہوتے تھے ان میں ایک یہ تھا کہ طالب نے نوردین کے پاس گاڑی فروخت کر دی اور طے کیا کہ چھ ماہ بعد چار لاکھ لوں گا نوردین کے پاس رقم جمع نہ ہو سکی اس نے رقم کی واپسی کی مدت میں اضافہ کی درخواست کی طالب نے درخواست مان لی اور کہا اچھا اب چھ ماہ بعد میں ساڑھے چار لاکھ لوں گا اس نے ادا کر دیا تو ٹھیک ورنہ مزید مدت بھی بڑھا دی اور رقم بھی وہ بڑھائی ہوئی رقم؛ ربوا؛ یعنی سود کہلاتی تھی اور مدت بڑھنے کے ساتھ ساتھ سود کی رقم بھی اصل زر میں شامل کر کے اس پر بھی اسی مقررہ شرح سے اضافہ یا سود وصول کیا جاتا تھا اسی طریقہ سے جیسے دور حاضر کے طالب یعنی بنک یا قرض دینے والے اپنے اپنے نوردینوں کے ساتھ سلوک کرتے ہیں

بارش ہوئی نہیں قحط کی صورت حال پیدا ہو گئی غریب کاشتکار کو یہودی ساہوکار سے قرض لینا پڑ گیا اور اس نے تو دوسرے ◀◀

مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَ اَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾

جسے شیطان نے چھو کر باؤلا کر دیا ہو [3]
ان کے ساتھ یہ اس لئے ہے کہ
وہ کہتے ہیں ''تجارت بھی تو سود کی مانند ہی ہے''[4]

◀◀ علاقوں سے گندم منگوا کر جمع کی ہوئی ہے جو نقد ادائیگی کرتا ہے اسے دوسو روپے چالیس کلوگرام کے حساب سے فروخت کر رہا ہے جس نے ادھار لینا ہے اسے کہتا ہے ایک ماہ بعد دوسو بیس دینا ہوں گے دو ماہ بعد دو تو دوسو چالیس ہو جائیں گے اس طرح مدت میں اضافہ کے ساتھ رقم بڑھاتا جاتا ہے وہ بڑھائی گئی رقم سود ہے

کسی سردار کو بیٹے بیٹی کی شادی پر نمود و نمائش کا مسئلہ درپیش ہے کسی خاندان یا قبیلے کی کسی دوسرے سے لڑائی ہونے جارہی ہے اخراجات کی رقم تو ہے نہیں مگر یہودی جو ہے اخراجات کے لئے قرض دینے کو قرض لیا ضرورت پوری کر لی اور سود کے پھندے میں پھنس گئے غریب اور امیر مختلف ضرورتوں کے لئے قرض لیتے تھے اور جب واپس نہیں کر سکتے تھے تو یہودیوں کی معاشی اور معاشرتی غلامی میں پھنس جاتے تھے اکثر لوگوں کو تو اپنے بیٹے تک یہودی ساہوکاروں کے حوالے کرنا پڑتے تھے کہ تمہارا قرض واپس کریں گے تو واپس کر دینا جب مدینہ سے یہودی قبیلہ بنونضیر کو ان کے جرائم کی وجہ سے نکالا گیا تھا تو بہت سے عربوں کے وہ بچے جو ان کے پاس رہن تھے اور جو کوئی ان کے قرض ادا نہیں کر سکے تھے ان کے بچے وہ ساتھ ہی لے گئے تھے

قرض دینے والا کیا کرتا ہے؟ لڑائی جھگڑے پھیلاتا ہے کہ لوگ قرض لیں نمود و نمائش کی زندگی کو فروغ دیتا ہے کہ لوگ قرض لیں قحط، بدحالی اور بے ہنرمندی سے فائدہ اٹھاتا ہے وہ خود کوئی کام نہیں کرتا گھر بیٹھا قرض دیتا ہے سود لیتا ہے حکمرانی اور مزے کرتا ہے

اس کے اس دھندے سے معاشرتی بگاڑ پیدا ہوتا ہے اگر اس کا یہ دھندا بند ہو جائے تو معاشرے اصلاح کی طرف اور افراد محنت سے لگن کی راہ پر چل پڑتے ہیں اللہ تعالیٰ نے پہلے معاشرے کی اصلاح کیلئے افراد کی اپنے پاکیزہ مال سے مدد کرنے کے فضائل بیان فرمائے اور پھر بگاڑ اور تباہی کا دھندہ کرنے والوں کی حالت بیان فرمائی اور پھر اس ظلم پر پابندی لگا دی اس دھندے کے انداز اثرات اور روح کو دیکھا جائے تو ''ربوا'' منظم ظلم ہے جس میں مظلوم جو اکثر کمزور فریق ہوتا ہے اپنی رضا اور مرضی سے اس ظلم کو قبول کرتا ہے اور ظلم کا شاید یہ واحد طریقہ ہے جسے افراد اور معاشرے پورے عقل و شعور کے ساتھ قبول کرتے ہیں دین اسلام میں کیونکہ کسی بھی قسم کے ظلم کو روا نہیں رکھا جاتا خواہ وہ معاشی، معاشرتی یا کاروباری ظلم ہی کیوں نہ ہو جس بھی کام میں ظلم کا کوئی پہلو ہو وہ اسلام میں حرام ہے اسلام ظلم کے خلاف ہے صدقات اللہ کے بندوں سے بھلائی اور ان پر شفقت ہیں اس لئے نیکی ہیں سود ظلم ہے اس لئے حرام ہے

3۔ قیامت کے دن سود کھانے والے اپنی قبروں سے ایسے اٹھیں گے جیسے شیطان نے انہیں چھو کر باؤلا کر دیا ہو باؤلا کون ہے؟ وہ جو عقل و شعور سے کام لینے کے قابل نہ ہو اپنی بھلائی سوچ سکے نہ دوسروں کا خیال کرے لالچی خود غرض بے رحم اور ظالم جو روپے کے لالچ میں دوسروں کے جسم و جان اور روح و قلب تک کو کھا جانے کا دھندا کرتا ہے چونکہ وہ دنیا میں باؤلا ہو چکا ہوتا ہے اس لئے قبر سے بھی باؤلا ہی اٹھے گا چونکہ ہر انسان اپنی قبر سے اسی حالت میں اٹھایا جائے گا جس میں اس پر موت آئی تھی لہٰذا سود خور باؤلا جس حالت میں مرا تھا اسی میں اٹھایا جائے گا شیطان گناہ اور برائی کا مبلغ ہے وہ افراد کے دل و دماغ میں برائی اور گناہ کی ترغیب کا بیج بوتا ہے شیطان نے کسی کو چھوا و اس کے دل و دماغ میں جسم میں شیطانیت کی انفیکشن پھیل گئی اور وہ باؤلا ہو گیا

اور اللہ نے تجارت حلال کی ہوئی ہے

اور سود کو حرام کر دیا ہے

پس جس کسی کو نصیحت پہنچ گئی

اس کے رب کی طرف سے

اور وہ باز آجائے

اس کام سے

تو اس کیلئے ہے جو کچھ وہ پہلے لے چکا ہے

اس کا معاملہ اللہ کے پاس ہے [5]

اور جو کوئی اس کو جاری رکھتا ہے

تو ایسے لوگ دوزخی ہیں [6]

وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے

276- يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿٢٧٦﴾

276- اللہ سود کو مٹا دیتا ہے [7]

اور خیرات کو بڑھا دیتا

4- یعنی وہ اپنے سودی دھندے کو بھی تجارت قرار دیتے ہیں جو ان کے باؤلا ہونے کے سبب سے ہے کہ وہ خودغرضی اور لالچ میں تجارت اور سودی دھندے کے فرق بھی سمجھنے کے قابل نہیں ہوتے اور حلال وحرام میں تمیز نہیں کرتے

5- اللہ کی طرف سے احکام آجانے کے بعد جس کسی نے ان پر عمل کیا اور سودی دھندا بند کر دیا تو اس سے پہلے وہ اس دھندے سے جو کچھ حاصل کر چکا ہے اس کے بارے میں اللہ خود فیصلہ کرے گا

6- اور جو کوئی احکام کے بعد بھی سودی دھندا جاری رکھے گا اس کیلئے وہاں پر آگ کا گھر ہی ہے

7- عالمی، معاشرتی اور انفرادی سطحوں کی بے چینی بدامنی جارحیت اور جرائم کے اسباب کی تلاش کی جائے تو ان کی جڑیں سود کھانے والے افراد اور اداروں کے دھندے میں ملیں گی قرض لیا سود دینا ہے کمائی بھی کرنا ہے عیش وعشرت اور تعیش کا سامان بنایا ہے تو بیچنا بھی ہے تشہیر کے ذریعے اپنی حیثیت سے بڑھ کر زندگی گزارنے کی ترغیب عام ہوگئی آمدنی سے ایسی ضروریات پوری نہیں ہو پاتیں چوری ڈاکہ رہزنی رشوت پھیل گئی مدینہ کے یہودی اپنا سودی دھندا چلانے کے لئے عربوں کو آپس میں لڑاتے تھے کہ وہ ضروریات جنگ کیلئے قرض لیں آج اسی سٹریٹیجی پر عالمی سطح کے سودی دھندا کرنے والے ادارے عمل کر رہے ہیں ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ذریعے ان کی منافع کمانے کی سکیموں کے ذریعے معاشروں میں حکومتوں میں اور ممالک کے اتحاد اور اختلاف کے بلاکوں میں استحکام اور ندرت فکر و عمل ختم ہو چکے ہیں اور یہ سب بے برکتی سود کے سبب سے ہے بظاہر نظر آنے والی ترقی انسانی اور روحانی حوالوں سے تباہی اور بربادی بن چکی ہے

اور اللہ نہیں پسند کرتا

کسی بھی کفر کرنے والے گنہگار کو

277- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾

277- بے شک وہ لوگ جو ایمان لائیں

اور وہ نیک کام کریں

اور نماز قائم کریں

اور زکوٰۃ دیں

ان کیلئے ان کا اجر ہے

ان کے رب کے پاس

اور نہیں ہے ان کیلئے کوئی خوف

اور نہ وہ غمگین ہوں گے

278- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾

278- اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو

اللہ سے ڈرو

اور چھوڑ دو

جو کچھ سود میں سے باقی رہ گیا ہے

اگر تم اہل ایمان ہو [8]

279- فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾

279- پس اگر تم نے ایسا نہ کیا

تو تیار ہو جاؤ

اللہ سے اور اس کے رسول سے [9]

8- اے اہل ایمان سودی دھندا چھوڑنے کے ساتھ وہ سود بھی چھوڑ دو جو تم نے لوگوں سے لینا ہے کہ وہ حرام ہے اور ایمان اور حرام ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے

9- یعنی اگر تم اس دھندے سے باز نہ آئے تو اللہ کے رسول ﷺ اللہ کے احکام کے نفاذ کے لئے تمہارے خلاف کارروائی کریں گے یا تو یہ دھندا چھوڑ دو یا پھر اس لڑائی کیلئے تیار ہو جاؤ

لڑائی کیلئے
اور اگر تم توبہ کرلو
تو تمہارے لئے
تمہارے اصل مال ہیں
نہ تم ظلم کرو
اور نہ تم پر ظلم کیا جائے [10]

280- وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ
وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝٢٨٠

280- اور اگر کوئی مقروض غریب ہو
تو اسے مہلت دینا لازم ہے [11]
اس کے خوشحال ہونے تک
اور اگر تم بخش دو تو وہ تمہارے لئے بہتر ہے
اگر تمہیں سمجھ ہے

281- وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى
كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝٢٨١ ع

281- اور ڈرو اس دن سے
جب تم واپس لے جائے جاؤ گے
اللہ کے پاس
پھر پورا پورا دیا جائے گا
ہر شخص کو جو کچھ اس نے کمایا تھا
اور ان پر ہرگز ظلم نہیں کیا جائے گا

ركوع ٣٨ / ٦

10۔ اگر تم اس دھندے سے توبہ کرلو اور اسے چھوڑ دو تو تم اپنا اصل زر لے سکتے ہو تمہارے لئے وہی ہے اس سے زیادہ لو گے تو تم ظلم کرو گے اور اگر کوئی سود حرام ہو جانے کے سبب تمہارا اصل زر نہ دے تو وہ ظلم کرے گا اور اسلام ظلم کے خلاف ہے

11۔ اگر کوئی تمہارا اصل زر واپس کرنے کے قابل نہیں تو اسے مہلت دو اس وقت تک کہ وہ اس قابل ہو جائے ایسا نہ کرنا کہ جبر کے ذریعے اس سے اصل زر وصول کرو اگر تم یہ سمجھ رکھتے ہو کہ غریب کو بخش دینے سے تمہیں کیا حاصل ہوگا تو اپنا اصل زر بھی معاف کردو

39

282- يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى
اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ۭ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ
كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۠ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ
كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ
الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْــًٔا ۭ
فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا
اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ
بِالْعَدْلِ ۭ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ

282- اے ایمان والو[1]
جب تم ادھار کا لین دین کرو
کسی مقررہ مدت کیلئے
تو اس کو لکھ لو[2]
اور تمہارے درمیان لکھنے والا انصاف کے ساتھ لکھے
اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے
جیسا کہ اللہ نے اسے سکھایا ہے
پس چاہئے کہ وہ ویسے لکھے[3]

1- یہ قرآن کریم میں سب سے لمبی آیت ہے قرض لینے دینے اور خرید و فروخت کے اصولوں اور احکام کے بارے میں اس آیت کو آیت الدین کہا جاتا ہے

2- انسانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں خرید و فروخت اور کاروبار کی بہت زیادہ اہمیت ہے شاید ہی کوئی ایسا بندہ ہو جسے زندگی میں ان معاملات سے واسطہ نہ پڑے اور شاید ہی کوئی دین ہوگا جس میں انسانی زندگی کے اس اہم ترین شعبہ کے بارے میں اتنی واضح اور مضبوط ہدایات موجود ہوں اسلام دین ہے سلامتی کا اس دنیا کی زندگی میں اور اسکے بعد کی زندگی میں سلامتی کا دین اس دنیا کی زندگی اور اس کے بعد کی زندگی میں سلامتی کی راہ راست اور ایسی سلامتی دوسروں کے حقوق کی ادائیگی سے ہی حاصل ہوسکتی ہے خواتین اور یتیموں کے حقوق کا بیان جن عورتوں کو طلاق دے دی جائے ان کے حقوق کی تفصیل اور ایسی عورتوں کے چھوٹے بچوں کی پرورش کیلئے رہنمائی کے بعد معاشی شعبہ میں صدقہ خیرات سے متعلق احکام اور ان کے بعد سود کا خاتمہ یہ سب حقوق کی ادائیگی اور ظلم و زیادتی کے خاتمہ کیلئے اللہ کے احکام ہیں افراد اور معاشروں کے سلامتی کی راہ راست پر قائم رہنے کیلئے ہدایات میں سود کا دھندا حرام قرار دیا گیا مگر انسانوں کو اپنی ضروریات کیلئے قرض لینے کی ضرورت تو بالکل ختم نہیں ہوگئی تھی اس کے لئے قرض دینے کے احسن عمل کو منظم کرنے کیلئے ہدایات آگئیں قرض دینے والے اور لینے والے کے حقوق کے تحفظ کا یہ مکمل ضابطہ آیا کب تھا؟ اس زمانے میں جب ہر جگہ جبر اور ظلم کا دور دورہ ہوتا تھا اللہ نے اپنی کتاب میں انسانی زندگی کے اس سب سے اہم شعبہ سے متعلق ہدایات کا یہ ضابطہ سب زمانوں کیلئے دیا ہے جو کاروبار اور لین دین کے معاملات کی وسعت پذیری کے جملہ شعبوں پر حاوی ہے اور قرآن اور اسلام کی صداقت کی ایک اور مستحکم دلیل ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (1) اُدھار کی مدت مقرر کرلو (2) اس کی شرائط لکھ لو (3) اس پر گواہ مقرر کرلو تا کہ دونوں فریقوں کے حقوق کے بارے میں کوئی اختلاف نہ ہو اور ایک اچھے عمل سے کوئی برائی جنم نہ لے

3- اُدھار کب واپس کرنا ہے؟ مال خرید ا ادائیگی اگر فوری نہیں کی جارہی تو کب کی جائے گی؟ ادائیگی کردی ہے تو مال کب اٹھایا جائے گا؟ اس قسم کے جملہ معاملات کی دستاویز تیار کرلی جائے اور دستاویز تیار وہ کرے جسے اللہ نے علم دیا ہے جو اس پر اللہ کا کرم ہے اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ایسے معاملات کے بارے میں احکام کا بھی اسے علم دیا ہے لکھنے کے ساتھ وہ اللہ کے احکام سے بھی واقف ہے اور حکم کردیا کہ جسے اللہ نے اس نعمت سے نوازا ہے وہ ایک تو لکھنے سے انکار نہ کرے دوسرے انصاف کے اصولوں کی پابندی کرے اُدھار دینے والے اور لینے والے کے حقوق و فرائض ٹھیک ٹھیک دستاویز میں لکھے کہ یہ اس کا دینی فریضہ ہے

رِجَالِكُمْ ۚ فَإِنْ لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ
مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا
فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ۚ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ
اِذَا مَا دُعُوْا ۚ وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا
اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ۚ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ
اَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ
تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ
عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ۚ وَ اَشْهِدُوْٓا اِذَا
تَبَايَعْتُمْ ۖ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ۚ وَاِنْ
تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ وَيُعَلِّمُكُمُ
اللّٰهُ ۚ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٢٨٢﴾

اور لکھوائے وہ شخص جس کے ذمے قرض ہے
اور وہ اللہ سے ڈرے
اپنے پروردگار سے
اور وہ نہ کم کرے اس میں سے کچھ بھی
جو اس نے دینا ہے [4]
اور اگر وہ شخص جس کے ذمہ ہے قرض ہو
کم عقل ہو یا ضعیف ہو
یا نہ لکھوا سکتا ہو
تو چاہیئے کہ اس کا ولی لکھوائے
انصاف کے ساتھ [5]
اور گواہ کر و دو گواہوں کو
اپنے مردوں میں سے [6]
پھر اگر دو مرد نہ ہوں
تو ایک مرد اور دو خواتین
ایسے لوگوں میں سے جنہیں تم بطور گواہ پسند کرتے ہو

4۔ قرض لینے والا کمزور فریق ہوتا ہے وہ اپنی ضرورت کے ہاتھوں مجبور ہو سکتا ہے اگر شرائط لکھنے کا اختیار قرض دینے والے کو ہو تو یہ خدشہ بہر حال موجود رہتا ہے کہ وہ کوئی ایسی شرط عائد کر دے جو کمزور فریق کے حق میں نہ ہو مگر اپنی ضروریات کے ہاتھوں مجبوری کے سبب وہ خاموش رہے اس کے تدارک کیلئے اللہ تعالیٰ نے لازم قرار دے دیا کہ دستاویز وہ لکھوائے یا Dictate کرائے جو قرض لے رہا ہے وہ جو کمزور فریق ہے

5۔ اگر وہ شخص جو قرض لے رہا ہے جسمانی اور ذہنی طور پر کمزور ہے بوڑھا ہے مریض ہے یا بچہ ہے اور معاملات کو اچھی طرح سمجھنے اور لکھوانے کی ذہنی اور جسمانی صلاحیت نہیں رکھتا تو اس کی بجائے وہ شخص وہ دستاویز لکھوائے جو اس کا قانونی وارث ہو مگر وہ بھی ایسا کرتے وقت انصاف کے بنیادی اصولوں کی پابندی کرے

6۔ یعنی گواہ اجنبی نہ ہوں ایسے دو مرد ہوں جنہیں دونوں فریق جانتے ہوں اور اگر گواہی کی ضرورت پیش آجائے تو آسانی سے بلائے جاسکیں اور جس معاملے میں انہیں گواہ بنایا جارہا ہے اسے سمجھتے ہوں

تاکہ اگر ان میں سے ایک خاتون بھول جائے
تو دوسری اس کو یاد کرا دے [7]
اور نہ انکار کریں گواہ
جب انہیں بلایا جائے [8]
اور تم اس کو لکھنے میں سستی نہ کرو
معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو
اس کے مقررہ وقت تک کے لئے
تمہارا ایسا کرنا زیادہ منصفانہ ہے
اللہ کے نزدیک
اور ایسا کرنا گواہی کیلئے بہت اچھا ہے
اور زیادہ قریب ہے کہ
اس کے بعد تم آپس میں
شکوک میں نہ پڑ جاؤ
مگر جب سودا ہو
اس ہاتھ دینے اور اس ہاتھ لینے کا
جیسے کہ تم آپس میں لیتے دیتے ہو

7۔ ایک مرد کی جگہ دو خواتین کو گواہ بنانے کی وجہ اللہ نے خود بتا دی ہے کہ اگر ان میں سے ایک گواہی کے وقت کوئی بات بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلا دے یہ بات ہو رہی ہے قرض اور کاروبار میں گواہی کی اس کو بنیاد بنا کر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ خواتین کے علم و شعور کو ناقص قرار دیا جا رہا ہے بعض اہل علم نے یہ بھی لکھا ہے کہ چونکہ خواتین ایسے معاملات سے عملی طور پر وابستہ نہیں ہوتیں اس لئے وہ ان سے اس انداز میں واقف نہیں ہوتیں جیسے مرد واقف ہوتے ہیں اس لئے ایک مرد کی جگہ دو خواتین کی گواہی لازم قرار دی گئی ہے

8۔ گواہ بنانے اور پیش کرنے کی ضرورت ہو تو جن کو گواہ بنایا جا رہا ہو وہ اسے اپنا دینی فرض سمجھ کر گواہ بنیں اور گواہی دیں کسی فریق سے تعلق کی کسی خاص نوعیت کی وجہ سے گواہی دینے سے انکار نہ کریں کیونکہ ان کے ایسا کرنے سے اصلاح کی بجائے فساد کے اسباب پیدا ہو سکتے ہیں

تو نہیں ہے تم پر کچھ گناہ
اگر تم اس کو نہ لکھو
اور تم گواہ رکھو
جب تم تجارتی سودا کرو
اور نہ تکلیف دی جائے
لکھنے والے کو
اور نہ گواہ کو
اور اگر تم ایسا کرو
تو بلاشبہ یہ سخت گناہ کا کام ہے
تمہاری طرف سے [9]
اور اللہ سے ڈرو
اور اللہ تمہیں تعلیم دیتا ہے
اور اللہ ہر چیز سے اچھی طرح واقف ہے

283- وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ۭ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ۭ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۭ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ۭ

283- اور اگر تم سفر میں ہو
اور تم نہ پاؤ کوئی لکھنے والا
تو لازم ہے
کہ کوئی چیز ضمانت کے طور پر دے دو [10]

9۔ اگر دونوں پارٹیوں میں معاہدے کی شرائط کے بارے میں کوئی اختلاف ہو جائے یا کوئی فریق کوئی شرط پوری نہ کرے تو اس کا ذمہ دار لکھنے والے کو یا گواہ کو نہ ٹھہرایا جائے اور نہ کوئی فریق ان پر دباؤ ڈالے کہ وہ اس کے حق میں گواہی دیں اور نہ ان کے گواہی دینے میں ایسی مشکلات پیدا کی جائیں جن سے انہیں ذہنی یا جسمانی تکلیف پہنچے اور ایسی تکلیف سوچ سمجھ کر پہنچائی جا رہی ہو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو بھی کوئی ایسا کرے وہ سخت گناہ کرے گا کیونکہ لکھنے والے اور گواہوں نے تو اللہ کے حکم کے مطابق دینی ڈیوٹی دی ہے اگر کوئی اپنا دینی فرض ادا کرتا ہے اور دوسرا اس کو جانتے ہوئے بھی اسے کوئی تکلیف پہنچاتا ہے تو وہ سخت گناہ ہے

10۔ اگر دونوں فریق سفر میں ہیں جیسا کہ اس زمانے میں تجارتی قافلے دور دراز جایا کرتے تھے اور لکھنے کا سامان پاس نہیں یا لکھنے والا نہ ملے تو جس نے کوئی چیز خریدی ہے اور نقد ادائیگی کیلئے اس کے پاس ضروری رقم نہیں وہ بیچنے والے کو کوئی چیز ضمانت کے طور پر دیدے کہ جب ادائیگی کر دوں گا تو اپنی وہ چیز واپس لے لوں گا ضمانت کے طور پر دی جانے والی چیز بھی ایسی ہو جو بیچنے والا یا قرض دینے والا قبول کرنے کو تیار رہو

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿٢٨٣﴾ ع

پھر اگر تم میں سے کوئی
کسی دوسرے کو امین سمجھے
تو چاہئے کہ
وہ شخص جس کو امین جانا گیا ہو
اس کی امانت ادا کر دے [11]
اور وہ ڈرے اللہ سے
اپنے پروردگار سے
اور نہ چھپاؤ گواہی کو
اور جو کوئی گواہی کو چھپاتا ہے
تو بلاشبہ اس کا دل گنہگار ہے [12]
اور اللہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو
جانتا ہے [13]

40

284- لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ

284- اللہ ہی کا ہے [1]
جو کچھ بھی ہے آسمانوں میں

11- اگر قرض دینے والا یا کوئی چیز بیچنے والا دوسرے کو دیانتدار سمجھتا ہے اور کوئی چیز ضمانت میں نہیں لیتا تو جسے دیانتدار سمجھا گیا ہے وہ پوری دیانتداری سے اس کا حق ادا کرے قرض ہے تو قرض ادا کرے اُن شرائط کے مطابق جو زبانی طے کی گئی تھیں اگر کسی چیز کی قیمت ادا کرنا ہے تو وہ بھی دیانتداری سے ادا کرے

12- گواہ اگر گواہی دیتے وقت مقرر کردہ شرائط میں سے کوئی چھپا لے یا بدل دے تو دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کا نقصان ہو سکتا ہے یا اس سے فساد کی بنیاد بن سکتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ایسا نہ کرنا اور فرمایا ہے کہ جو کوئی بھی ایسا کرتا ہے اس کا دل گنہگار ہے کیونکہ جس بھی کسی کا دل پاک صاف ہے اس میں ایسی خواہش اور برائی پیدا نہیں ہو سکتی اس کا عمل اس کے دل کے گنہگار ہونے کی شہادت ہوگی

13- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مذکورہ امور میں اگر تم اللہ کے احکام اور ہدایات کی خلاف ورزی کرو گے تو یہ جان رکھو کہ اللہ کو اس کا علم ہے اس کے حضور تمہیں اس کی سزا بھگتنا ہوگی

1- قرآن کریم میں سب سے طویل سورۃ البقرہ ہے اس میں ایمانیات سے معاملات تک مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے بہت سے پہلوؤں سے متعلق احکام ہیں توحید کی روح کیا ہے اہل توحید کو سرائے دنیا میں قیام کے دوران اپنی دینی اور دنیاوی زندگی کیسے گزارنا چاہئے اور یہ کہ اگر وہ راہ راست سے بھٹک گئے تو روز جزاء جواب دینا پڑے گا اس آیت میں اہل ایمان کو یاد دلایا گیا ہے کہ ہر چیز کا مالک اللہ ہے

يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٨٤﴾	اور جو بھی کچھ زمین میں ہے اور خواہ تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے دل میں ہے یا اسے چھپاؤ اللہ اس کی وجہ سے تمہارا محاسبہ کرے گا[2] اور وہ معاف کر دیتا ہے جس کسی کو چاہے اور عذاب دیتا ہے جس کو چاہئے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے[3]
285- اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫	285-رسول ایمان لایا ہے[4] اس پر جو نازل کیا گیا ہے اس پر

2۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو عمل کی پاکیزگی کی مانند سوچ کی پاکیزگی کا بھی حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ تمہارے دلوں کے بھیدوں، وسوسوں اور سوچوں سے بھی اسی طرح واقف ہے جس طرح تمہارے اعمال سے واقف ہے اور روز قیامت تمہیں کئے اور کہے کی مانند سوچ کا بھی حساب دینا ہوگا اس لئے اپنی سوچ اور فکر کو بھی پاکیزہ رکھو، آیت نمبر 283 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی گواہی چھپاتا ہے اس کا دل گنہگار رہے یعنی اس نے جو گناہ کیا ہے اس کی جڑیں اس کے دل کی کسی خواہش میں ہیں اور اللہ اس کو جانتا ہے انسان کا قول و فعل دو طرح کا ہے ایک وہ جو سوچ سمجھ کر کیا اور کہا جائے دوسرا وہ جو اتفاقیہ بلا سوچے زبان سے نکل گیا یا سرزد ہو گیا ہو جو سوچا سمجھا ہے وہ دل اور دماغ سے ہے اور اس کی جڑیں دل اور دماغ میں ہوتی ہیں

3۔ اہل علم نے انسان کے دل میں آنے والے خیالات اور وسوسوں کا حساب دینے کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے اس بحث میں منسوخ اور عدم منسوخ کا بھی ذکر کیا ہے لیکن ان بحثوں سے الگ ہو کر اس آیت کو دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کے فرمان کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حساب کتاب کے وقت اس بارے میں بھی پوچھے گا اور سوچ خیالات اور وسوسوں کا میزانیہ دیکھ کر جسے چاہے گا معاف کر دے گا اور جسے چاہے گا اسے اس کا بھی عذاب دے گا کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے

4۔ احادیث میں سورۃ بقرہ کی آخری آیات کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے ایک حدیث میں ہے کہ یہ دو آیات بھی ان نعمتوں میں سے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمائی تھیں، صحیح بخاری میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی رات کو یہ دو آیات پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتے ہیں

وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ٭ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾	اس کے رب کی طرف سے [5] اور اہل ایمان بھی [6] وہ سب ایمان رکھتے ہیں [7] اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر کہ ”ہم نہیں فرق کرتے درمیان کسی ایک کے اس کے رسولوں میں سے“ [8]

5- اللہ کی طرف سے وحی آئی رسول ﷺ روح اور قلب کی گہرائیوں سے اس کی صداقت پر ایمان لے آئے اللہ سے رسول ﷺ کا تعلق قائم ہو گیا اس تعلق کی گہرائیوں کو سمجھنا کسی انسان کیلئے ممکن نہیں۔ اللہ اور اس کی طرف سے آئی وحی کی صداقت پر ایمان کے بعد رسول ﷺ نے اللہ کے حکم پر دعوت کا آغاز کر دیا جو حکم آیا اس پر عمل کیا

6- یعنی اللہ کے رسول ﷺ نے جس ہدایت کی طرف دعوت دی اہل ایمان نے اسے قبول کر لیا اس کی صداقت اور حقانیت پر ایمان لے آئے

7- یہ ایمان کی تفصیل ہے اللہ پر ایمان اس کے فرشتوں اس کی طرف سے بھیجی گئی کتب اور اس کے رسولوں کی صداقت پر ایمان اور اس پر کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعے جو بھی ہدایات اور احکام بھیجتے ہیں وہ حق ہیں ان پر عمل لازم ہے فرشتوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے پہلے رسولوں پر جو کتب نازل کی تھیں ان کے احکام اور تعلیمات بھی اپنی اصل صورت میں حق تھے اور اللہ کی طرف سے تھے اللہ کی طرف سے اتاری کتابوں پر ایمان میں ان کتابوں میں جو تبدیلیاں کی گئی ہیں ان پر ایمان شامل نہیں جس کا اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بار بار ذکر فرماتے ہیں مطلب یہ کہ اپنی اصل صورت میں وہ سب کتابیں سچی تھیں قلب و روح سے یہ اعتراف ایمان ہے

8- حضرت آدم علیہ السلام سے محمد بن عبداللہ ﷺ تک اللہ کی طرف سے اپنے اپنے زمانے میں اپنی اپنی قوم کی طرف اللہ کا پیغام جو بھی رسول لے کر آئے تھے وہ سب اللہ کے سچے رسول تھے اس اعتراف کے ساتھ یہ بھی کہ ہم ان کے مقام و مرتبہ پر ایمان رکھتے ہیں ان سب رسولوں کے مقام و مرتبہ پر ایمان سے امت محمد یہ ان سب کے مشن کی وارث بن گئی ہے اور محمد رسول ﷺ کو اللہ نے جو مشن سونپا تھا وہ ساری انسانیت کا دین ہے مختلف اوقات میں مختلف حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو جو مشن سونپا تھا اس میں اگر کوئی فرق ہے تو وہ انہیں اللہ کی طرف سے وقت اور حالات کے مطابق سونپی ذمہ داری کا فرق ہے

اور وہ کہتے ہیں "ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی[9]
ہم تجھ سے مغفرت مانگتے ہیں
اے ہمارے پروردگار
اور ہر سفر کا خاتمہ تیری طرف ہی ہے"[10]

286-لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۭ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَي الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۥ وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وَارْحَمْنَا ۥ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ؀٢٨٦ ع

286-اللہ ہرگز نہیں بوجھ ڈالتا
کسی جان پر
مگر اس کی طاقت کے مطابق[11]
واسطے اس کے ہے جو بھی وہ نیکی کماتا ہے
اور اوپر اس کے ہے
جو بھی وہ گناہ کرتا ہے[12]
(دعا کرتے رہو) "اے ہمارے پروردگار
نہ مواخذہ کر ہمارا
اگر ہم سے کوئی بھول ہوگئی
یا ہم نے کوئی خطا کی
اے ہمارے پروردگار

9- ایمان کے بعد عمل ہے اور عمل ایمان کی شہادت ہے یعنی ہم دل و دماغ سے ایمان لے آئے جو کچھ سنا وہ ہمارے ایمان کا جزو بن گیا

10- ہر سفر کا خاتمہ تیری طرف ہی ہے سب کو تیرے حضور پیش ہونا ہے

11- کونسی ذمہ داری کا بوجھ؟ اہل علم نے اس بارے میں انسانی عمل اور فرائض کے مختلف پہلوؤں کا ذکر کیا ہے اس سورت میں شامل احکام کو سامنے رکھیں تو اولین ذمہ داری تو توحید پر ایمان اور اس پر عمل سے عائد ہونے والی ذمہ داریاں ہیں اہل شرک کے جبر اور ظلم کے خلاف اللہ کی راہ میں لڑنے کی ذمہ داری ہے ایسی جنگ کے اخراجات کے لئے اپنے مال خرچ کرنے کی ذمہ داری ہے اللہ کی راہ میں صدقات کو بھی ذمہ داری کہا جاسکتا ہے سود حرام قرار دیئے جانے سے پیدا ہونے والی معاشی اور دینی ذمہ داریاں ہیں ان جملہ قسم کی ذمہ داریوں کو ان کے سیاق و سباق کے حوالے سے دیکھا جائے تو ان میں سے کوئی بھی اتنا بڑا بوجھ نہیں جو متعلقہ افراد اٹھا نہ سکتے ہوں

12- یعنی کسی بھی انسان نے اس دنیا میں جو کمایا اگلی دنیا میں اسے اسی کا اجر ملے گا اور جو گناہ کیا ہے اس کی سزا ہوگی

اور نہ ڈال ہم پر ایسا بوجھ

جو تو نے ان لوگوں پر ڈالا تھا

جو ہم سے پہلے تھے [13]

اے ہمارے رب

اور نہ ڈال ہم پر وہ بوجھ

جس کو اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں

اور ہم سے درگزر کر

اور ہمیں بخش دے

اور ہم پر رحم کر

تو ہمارا مولیٰ ہے

سو کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد کر" [14]

13۔ موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے بنی اسرائیل کے لئے آیا ضابطہ عمل کافی سخت تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں کیلئے دنیا ناپسندیدہ قرار دی گئی تھی ایک بوجھ وہ بھی تھا جب وقت کے پیغمبر نے کہا تھا "اللہ کی مدد کب آئے گی" اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مسلمان اپنی خطاؤں کی معافی کے ساتھ ایسے سخت احکام اور آزمائشوں کا بوجھ نہ ڈالنے کی بھی دعا کرتے ہیں اور اپنے محافظ حقیقی سے درگزر بخشش اور رحم کی دعا کرتے ہیں اپنی ناتوانی اور اللہ کی قوت وحکمت اور کرم کا احساس ان کے دلوں میں موجود رہتا ہے

14۔ کافروں کے مقابلہ میں گزشتہ توحید پرست قوموں کو پیش آئی سختیوں کو دیکھتے ہوئے مسلمان اس مقابلے میں بھی اللہ کی مدد اور کافروں کے خلاف کامیابی کی دعائیں کرتے رہتے ہیں مشرکوں کی مانند تکبر اور غرور نہیں کرتے انکساری عاجزی اور اللہ سے مدد کی طلب ان کے عمل کا حصہ رہتی ہے

سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن

یہ سورت مدینہ میں نازل ہوئی تھی اس کی 200 آیات اور 20 رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام کے ساتھ جو شفقت کرنے والا رحم کرنے والا ہے

1- الٓمّٓ ۚ ①	1- الٓمّٓ ①
2- اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۭ ②	2- اللہ! نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی زندہ وجاوید[1] لافانی ناظمِ کائنات[2]
3- نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَ اَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ ۙ ③	3- وہ نازل کرتا ہے تجھ پر ایسی کتاب[3] حق کے ساتھ جو تصدیق کرتی ہے اس کی

1- اس ترجمہ ''زندہ وجاوید'' سے حَیٌّ کا مفہوم بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے مگر حَیٌّ کا مفہوم اس سے بہت وسیع ہے اس کا مطلب ہے وہ ہستی جو ازل سے ہے اور ہمیشہ رہے گی جس کے لئے فنا نہیں اور ایسی ہستی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے اللہ کے پیدا کردہ انسانوں نے اپنے ذہنوں میں پیدائش اور موت کے جو تصورات قائم کر رکھے ہیں وہ انسانوں کے پیدا کرنے والے پر لاگو نہیں ہوتے جو خود زندگی اور موت دینے والا ہے اس کی زندگی کا انحصار کسی دوسرے پر نہیں کسی دوسری چیز پر بھی نہیں اللہ تعالیٰ کی ذات اپنے پیدا کردہ وقت اور انسانی تصور سے بلند تر ہے

2- لافانی ناظمِ کائنات ''اَلْقَيُّوْمُ'' کا ترجمہ ہے لیکن اس کا مفہوم بھی اس سے بہت وسیع تر ہے اس مفہوم میں اپنی زندگی کا خود ہی مالک اور باقی ہر قسم کی زندگی کا سب نظام قائم رکھنے والا اور چلانے والا بھی شامل ہے وہ جس کی زندگی باقی ہر چیز کی زندگی کا سہارا ہے جس کی اپنی زندگی کامل اور قائم ہے باقی سب کی زندگی خوراک، نیند، آرام اور سہولتوں کی محتاج ہے مگر کائنات کے سارے نظام کو چلانے والا اللہ جو ''اَلْقَيُّوْمُ'' ہے ان سب چیزوں سے پاک اور بلند تر ہے

3- کتاب سے مراد قرآن کریم ہے اور اس کے ساتھ ''نازل'' کا لفظ اس حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی مختلف آیات مختلف اوقات میں رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجی تھیں ایسا نہیں تھا کہ سارا قرآن ایک ہی دفعہ اتار دیا گیا تھا نازل کا مطلب مرحلوں میں اترنا ہے

	جو اس سے پہلے ہوتا تھا [4] اور اس نے نازل کی تھی تورات اور انجیل [5]

4- قرآن اس کی تصدیق کرتا ہے جو اس سے پہلے ہوتا تھا کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے نبیوں پر جو کتابیں نازل کی تھیں قرآن ان کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کی تائید کرتا ہے قرآن کریم میں تورات میں تبدیلیوں کا ذکر موجود ہے قرآن ایسی تبدیل شدہ چیزوں کی تصدیق نہیں کرتا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات کی جو نقلیں تیار کروائی تھیں ان میں سے بارہ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کو دی گئی تھیں اور ایک حفاظت کے لئے بنی لاوی کے سپرد کی تھی مگر وقت کے ساتھ وہ سب نابود ہو گئی تھیں بائیبل میں جو کچھ تورات کے عنوان سے شامل ہے وہ حضرت عزیر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سات سو اسات سو سال بعد اپنے وقت کے کاہنوں بزرگوں اور علماء کی سنی سنائی باتوں، یادداشتوں اور منتشر تحریروں کی مدد سے ایک کتاب کی صورت میں جمع کروایا تھا اس میں زیادہ تر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے واقعات ہیں تعلیمات اور احکامات اگر کوئی ہیں بھی تو وہی ہیں جو حالات بیان کرنے والوں کے حوالے سے درج کئے گئے تھے کہ فلاں موقعہ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ "تمہارا خداوند یہ کہتا ہے" یا فلاں وقت خدا نے موسیٰ علیہ السلام سے یہ کہا تھا حیران کن بات یہ ہے کہ اس تورات کے مطابق بنی اسرائیل کو یہی خوشخبری دی جاتی رہی تھی کہ تم فلاں کام کرو گے تو تمہارا خدا تمہارے مال اور اولاد میں اضافہ کر دے گا اور تمہیں حکمرانی دے گا اور فلاں کام کرو گے تو تمہیں دنیا میں فلاں نعمت ملے گی موت کے بعد کی زندگی اور دنیاوی زندگی کے اعمال کی جزا اور سزا روح کی بقا وغیرہ کے بارے میں اس وقت کی شریعت موسوی میں کچھ نہیں ملتا حیات بعد از موت روح کی بقا، جنت اور دوزخ، جزا اور سزا کے بارے میں موجودہ تورات میں جو کچھ بھی ہے وہ بخت نصر کی قید کے بعد شامل کیا گیا تھا عراق کے حکمران بخت نصر نے 586 ق م میں ہیکل سلیمانی برباد کر دیا تھا یروشلم کے محلات فصیل شہر سب کی بنیادیں تک اکھاڑ دی تھیں اور یہودیوں کو قید کر کے بابل لے آیا تھا جہاں وہ ساٹھ ستر سال مہاجر کیمپوں میں قید رہے تھے 539 ق م میں ایران کے بادشاہ خسرو (سائرس) نے بخت نصر کو شکست دے دی تو بھی یہودی بابل کے مہاجر کیمپوں میں ہی قید رہے اس کے بعد جب ایک یہودی شاہی حکام کے ساتھ سازش کے ذریعے اپنی بھتیجی آستر کو ایران کی ملکہ بنوانے میں کامیاب ہو گیا تو اس ملکہ کی سفارش پر ایرانی شہنشاہ نے یہودیوں کو بابل سے واپس یروشلم جانے کی اجازت دے دی تھی اور حضرت عزیر علیہ السلام کو بابل سے یروشلم پر اپنا نمائندہ بنا کر بھیج دیا تھا اور بخت نصر کے انتقام کے خوف سے جو یہودی مصر اور دوسرے ملکوں کی طرف بھاگ گئے تھے وہ بھی یا ان کی اولادیں واپس آنا شروع ہو گئی تھیں اور بیس اکیس سال تک بابل اور دوسرے ممالک سے ان کے قافلے یروشلم آتے رہے تھے ایرانی شہنشاہ نے ہی اپنی ملکہ کی سفارش پر حضرت عزیر علیہ السلام کو یروشلم میں اپنی مذہبی عدالتیں قائم کرنے اور ہیکل سلیمانی پھر سے تعمیر کرنے کی اجازت دی تھی بخت نصر ہیکل سلیمانی سے تابوت سکینہ بھی ساتھ لے آیا تھا جس میں یہودیوں کے مذہبی اہمیت کے نوادرات اور دستاویزات محفوظ تھے اس طرح وہ سب کچھ بھی نابود ہو چکا تھا ان حالات میں اس وقت کے یہودی علماء نے فقیہوں، منشیوں اور بزرگوں کی مدد سے وہ تورات تیار کی تھی جو بائیبل کے پرانے عہد نامہ میں شامل ہے

روح کی بقاء، موت کے بعد کی زندگی، جنت اور دوزخ اور جزا و سزا کے نظریات یہودیوں نے بابل میں قید کے دوران آتش پرست ایرانی شہنشاہ کے مذہبی عقائد کے زیر اثر اپنے دین میں شامل کئے تھے بعض مغربی محققین کے مطابق کسی نجات دہندہ بادشاہ "مسیح" کی آمد کا عقیدہ بھی یہودیوں نے آتش پرستوں سے ہی لیا تھا بعض یہودی تو سائرس کو بھی "مسیح" کہتے تھے بائیبل کا جو حصہ انجیل کہلاتا ہے وہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس دنیا سے اٹھائے جانے کے بہت عرصہ بعد اکٹھا کیا گیا تھا ان چھوٹی موٹی تحریروں کی مدد سے جو ان کے ماننے والوں نے ان کے بعد لکھی تھیں اس میں بھی احکامات اور تعلیمات کا حصہ وہی ہے جو حضرت عیسیٰؑ کے خطبات اور اقوال پر مشتمل ہے اور حالات کے درمیان کہیں کہیں پایا جاتا ہے قرآن کریم میں احکامات اور تعلیمات کے اصل حصہ کی تائید اور تصدیق کے اس بارے میں کہا گیا ہے جو اللہ نے نازل کیا تھا

5- تورات اور انجیل کو ان کی اصلِ صورت میں

4- مِنۡ قَبۡلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ اَنۡزَلَ الۡفُرۡقَانَ ؕ اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ ۝٤

4- اس سے پہلے
لوگوں کے لیے ہدایت
اور اسی نے نازل کیا ہے فرقان[6]
ان لوگوں کے لئے تو
جو اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں
سخت عذاب ہے
اور اللہ زبردست
انتقام لینے والا ہے

5- اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخۡفٰى عَلَيۡهِ شَىۡءٌ فِى الۡاَرۡضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ ؕ ۝٥

5- اس میں کوئی شک نہیں
کہ اللہ سے کوئی بھی چیز پوشیدہ نہیں
نہ زمین میں اور نہ آسمان میں

6- هُوَ الَّذِىۡ يُصَوِّرُكُمۡ فِى الۡاَرۡحَامِ كَيۡفَ يَشَآءُ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۝٦

6- وہی تو ہے جو تمہاری صورتیں بناتا ہے
بیچ رحموں کے
جیسی چاہتا ہے
نہیں ہے کوئی بھی معبود
سوائے اس غالب حکمت والے کے

7- هُوَ الَّذِىۡۤ اَنۡزَلَ عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ مِنۡهُ اٰيٰتٌ مُّحۡكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الۡكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ

7- وہی ہے
جو نازل کرتا ہے تم پر یہ کتاب[7]

6- فُرْقَان: کے معنی ہیں وہ چیز جو حق اور باطل میں تمیز کر دیتی ہو یہ بتادے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا یہاں اس سے مراد قرآن کریم ہے

7- آیت (5) میں انسانوں پر واضح کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے زمینوں اور آسمانوں کی جملہ اشیاء میں سے کوئی بھی پوشیدہ نہیں آیت نمبر (6) میں کہا گیا ہے کہ ماں کے رحم میں باپ کے نطفہ سے بچے کی شکل وصورت بھی وہی بناتا ہے جیسی چاہے یہاں کہا جارہا ہے کہ یہ کتاب قرآن اس نے نازل کی ہے یعنی وہ اللہ جو انسان کی پیدائش، حقیقت اور فطرت سے سب سے زیادہ واقف ہے اور جس زمین پر اور جس آسمان کے نیچے انسان کو اپنی دنیاوی زندگی گزارنا ہے ان کی ہر چیز کی حقیقت سے بھی واقف ہے اسی نے انسان کی دنیاوی زندگی میں رہنمائی کے لئے قرآن نازل کیا ہے اس لئے یہ انسانی فطرت سے بھی مطابقت رکھتا ہے اور اس دنیا میں انسان کے زندگی گزارنے کے لئے اس میں جو ہدایت ہے وہ بھی اس کی ضرورت کے مطابق ہے اس لئے اس کتاب کی موجودگی میں انسان کو کسی اور کی رہنمائی کی ضرورت نہیں اور اگر وہ اس کتاب پر عمل کرے گا تو راہ راست سے بھٹک نہیں سکے گا

فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ	جس میں محکم آیات ہیں[8] جو کتاب کی اصل بنیاد ہیں اور بعض دوسری متشابہات ہیں

8- اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو سمجھنے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کا بنیادی رہنما اصول واضح کر دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کتاب میں دو قسم کی آیات ہیں ایک وہ جو محکم اور واضح ہیں جن کا مطلب سب آسانی سے سمجھ سکتے ہیں ان آیات کا جنہیں ''مُحْكَمٰتٌ'' کہا گیا ہے مفہوم واضح ہے ان کے الفاظ اور انداز بیان سے ساری بات ہر کسی کی سمجھ میں آجاتی ہے کہ ان میں کیا کہا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو ''اُمُّ الْكِتٰبِ''، یعنی قرآن کی ماں قرار دیا ہے ام یعنی ماں وہ ہستی ہے جس کے رحم میں تیار ہوئی شکل وصورت تبدیل نہیں ہو سکتی اور اس شکل و صورت کی پہچان میں نہ کسی کو مشکل پیش آتی ہے نہ کوئی شبہ اور اختلاف پیدا ہو سکتا ہے ایسی آیات روح قرآن ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں انسان کے لئے جو ضابطہ زندگی یا ہدایات دی ہیں وہ ایسی آیات ہی میں ہے مثلاً یہ کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کرنا، پانچ وقت نماز ادا کرنا، زکوٰۃ دینا، ماہ رمضان کے روزے رکھنا، حج کرنا، اللہ کی راہ میں اس کے دشمنوں کے خلاف جنگ کرنا وغیرہ دین اسلام کے بنیادی عقائد اصول اور آپس میں لین دین کے معاملات وغیرہ کا مکمل ضابطہ زندگی ان آیات میں بیان کر دیا گیا ہے جس کی انسان کو دنیاوی زندگی میں ضرورت ہے ان محکم آیات کے ساتھ ہی کچھ وہ آیات بھی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ''مُتَشٰبِهٰتٌ'' بتاتے ہیں یہ وہ آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی ہستی، کائنات کی حقیقت، قضا وقدر اور دیگر ایسے امور کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جن کی حقیقت سے مکمل آگاہی نہ تو ضروری ہے اور نہ ہی انسانی فہم وشعور ان کی اصلیت تک پہنچ سکتے ہیں ان کے بارے میں یہی لازم ہے کہ جیسا اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے اس پر ایمان لے آئیں مثلاً یہی کہ وہ ''حَيٌّ'' اور ''اَلْقَيُّوْمُ'' ہے اس بارے میں یہ جاننا ضروری نہیں کہ وہ شروع سے کیسے ہے؟ اور نظم کائنات کیسے چلا رہا ہے؟ بس اس پر ایمان لے آنا ہی ضروری اور کافی ہے

جس زمانہ میں مدینہ میں یہ آیات نازل ہوئی تھیں وہاں کے یہودی اور منافق مسلمانوں کو ان کے دین سے برگشتہ کرنے کیلئے ایسی بحثوں اور موشگافیوں میں الجھانے کی کوشش میں لگے رہتے تھے جیسے جب قبلہ کی تبدیلی کا حکم آیا تھا تو یہودیوں نے یہ بحث شروع کر دی تھی کہ جو نمازیں تم بیت المقدس کی طرف رخ کر کے پڑھتے رہے ہو ان کا کیا بنے گا یا اللہ تعالیٰ تمثیلی اشاروں سے کوئی واقعہ بیان فرماتے تو وہ اس مثال کے مفہوم وغیرہ کی بارے میں نئی بحث چھیڑ دیتے تھے ''جن کے دل میں کجی ہے'' سے مراد وہی لوگ ہیں یا جو ایسی بحثوں اور فلسفیانہ الجھنوں سے اللہ کی کتاب کے بارے میں کسی بھی زمانہ میں شکوک پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگ محکم آیات پر تو ایمان لاتے نہیں اور ایسی آیات کی تاویلیں کر کر کے مسلمانوں میں فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ایسی تاویلوں اور بحثوں کی اس لئے ضرورت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی تو ایسی باتوں کی اصل اور حقیقت سے واقف ہی نہیں ''اللہ تعالیٰ ازل سے ہیں اور ابد تک رہیں گے'' اور ''وہی نظم کائنات چلاتے ہیں'' ہے کوئی اور اللہ کے سوا جو اس کی تاویل کر کے حقیقت تک پہنچ سکے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو راسخ یا پختہ علم رکھتے ہیں یعنی جو جانتے ہیں کہ ایسی تاویلیں بے معنی ہیں کیونکہ کسی انسان میں اتنا فہم وشعور ہے ہی نہیں کہ ایسی چیزوں کی حقیقت تک پہنچ سکے وہ ایسی بحثوں میں الجھتے ہی نہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ان سب آیات پر ایمان رکھتے ہیں کیونکہ یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہیں یہ ہے قرآن کریم کی آیات پر عمل اور ایمان کا اصول

اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ⑦

اور وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے
وہ ان کے پیچھے لگے رہتے ہیں جو اس میں متشابہات ہیں
فتنے کی تلاش میں
اور انہیں معنی پہنانے کیلیے
جبکہ کوئی نہیں جانتا ان کی تاویل
سوائے اللہ کے
اور وہ جو علم میں راسخ ہیں
وہ کہتے ہیں "ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں
یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہیں"
اور نہیں نصیحت پکڑتا کوئی
سوائے عقلمندوں کے

8- رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ⑧

8- وہ کہتے ہیں "اے ہمارے رب نہ ٹیڑھا کر دینا ہمارے دلوں کو
اس کے بعد جو تو نے ہمیں ہدایت دی ہے
اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر
بلاشبہ تو ہی تو ہے بہت زیادہ عطا کرنے والا

9- رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ⑨

9- اے ہمارے رب تو ہی ہے لوگوں کو جمع کرنے والا
اس روز جس میں کوئی شبہ نہیں [9]
یقیناً اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا"

2

10- اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ

10- بلاشبہ وہ لوگ جو حق کا انکار کرتے ہیں [1]

9- وہ دن جب اللہ تعالیٰ سب کو ان کے دنیاوی اعمال کا بدلہ دے گے اور وہ سب اللہ کے حضور پیش ہوں گے

1- کافر وہ ہے جو اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں اور اس کے بعد والی دنیا میں انسانوں کی فلاح کے لئے جو راہ ہدایت متعین کر دی ہے، اس دین سے بڑھ کر کسی انسان کے لئے کوئی اور نعمت ہو ہی نہیں سکتی اس لئے جو بھی کوئی اس نعمت کا انکار کرتا ہے اور اسلام پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے

وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۙ﴿۱۰﴾	نہیں دور کرے گا ان پر سے ان کا مال اور نہ ان کی اولاد اللہ کی طرف سے عذاب میں سے کچھ بھی اور وہی لوگ ہیں جو دوزخ کا ایندھن ہیں [2]
11- كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَھُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۱﴾	11- اور ان کی ضد کا حال [3] آل فرعون کے حال جیسا ہے اور ان جیسا جو ان سے پہلے تھے انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تھا تو اللہ نے انہیں پکڑ لیا تھا ان کے گناہوں کے سبب [4] اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے
12- قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۲﴾	12- کہہ دیں ان لوگوں سے جو (حق کا) انکار کرتے ہیں کہ

2- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگ دوزخ کا ایندھن ہیں۔ کیوں ایندھن ہیں؟ اس لئے کہ ہدایت کی راہ پر تو وہ چلے ہی نہیں اور اس دنیا میں ان کے پاس جو مال ہے وہ اور ان کی اولادیں اللہ کے ہاں انہیں جو عذاب ہوگا اس میں سے کچھ بھی کم نہیں کر سکیں گے اپنے جس مال ومتاع اور اولاد پر وہ اس دنیا میں فخر کرتے ہیں ان میں سے کچھ بھی وہاں کام نہیں آئے گا

3- دَاْبِ: کے معنی ہیں پیشہ، پختہ عادت اور حالت لَ: مانند کے معنی میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ جو دین حق کا انکار کرنے پر بضد ہیں ان کی حالت بھی ویسی ہی ہے جیسی فرعون کی قوم کی تھی مطلب یہ کہ فرعون کی قوم نے بھی اپنے کفر کی حالت پر قائم رہنے کی ضد کی تھی اور ان سے پہلے والوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا تھا اور انہیں ماننے سے انکار کر دیا تھا

4- جہاں عقیدہ اور ایمان نہ ہوں وہاں گناہ فخر اور غرور ہوتے ہیں مال پر فخر افرادی قوت پر غرور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فرعون کی قوم اور اس سے پہلے والوں نے ہماری طرف سے دی ہدایت پر عمل نہ کیا جیسا کہ اب کفار کر رہے ہیں تو انہوں نے جو گناہ کئے تھے ان کی وجہ سے اللہ کے عذاب نے انہیں پکڑ لیا تھا اللہ تعالیٰ خبردار کرتے ہیں کہ جو بھی کوئی ایسا کرے گا اس کا انجام بھی فرعون کی قوم اور اس سے پہلے والوں جیسا ہی ہوگا

"عنقریب تم مغلوب ہو جاؤ گے [5]
اور تم دوزخ میں اکٹھے کئے جاؤ گے
اور وہ بہت برا بچھونا ہے" [6]

13- قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۱۳﴾

13- تمہارے لئے نشانی تھی
ان گروہوں میں
جو ایک دوسرے کے مقابلے میں آئے تھے
ایک گروہ لڑ رہا تھا اللہ کی راہ میں
اور دوسرا گروہ کافر تھا [7]
وہ انہیں اپنے سے دوگنا دیکھتے تھے
اپنی کھلی آنکھوں سے [8]
اور اللہ قوت دیتا ہے
اپنی مدد کے ساتھ
جسے چاہے
بلاشبہ اس میں واقعی عبرت ہے
اہل بصیرت کے لیے

5- اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ سے فرماتے ہیں کہ "حق کا انکار کرنے والوں کو بتا دو کہ جلد ہی مسلمان تم پر غلبہ حاصل کر لیں گے" یہ آیت جنگ بدر کے بعد نازل ہوئی تھی جیسا کہ اگلی آیت سے ظاہر ہے اس کے بعد کے واقعات اور فتوحات نے اس بشارت کی صداقت ثابت کر دی تھی

6- اس دنیا میں تم مغلوب ہو جاؤ گے اور قیامت کے روز تمہیں دوزخ کا ٹھکانہ ملے گا اور یہ تمہارے حق نہ ماننے کی وجہ سے ہوگا

7- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حق کا انکار کرنے والوں کا مغلوب ہو جانا تم دیکھ بھی چکے ہو اشارہ جنگ بدر میں مشرکین مکہ کی ذلت اور رسوائی کی طرف ہے جہاں اللہ کی راہ میں لڑنے والوں نے کفار کو شکست فاش دی تھی

8- کون اپنی کھلی آنکھوں سے کسے اپنے سے دگنا دیکھ رہا تھا؟ "اللہ قوت دیتا ہے اپنی مدد سے جسے چاہے" سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمان کفار کو اپنے سے کئی گنا زیادہ دیکھ رہے تھے اس کے باوجود وہ اللہ کی راہ میں ڈٹے رہے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد سے ان کی قوت میں اضافہ کر دیا تھا اور انہیں غلبہ عطا کیا تھا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آگے بھی ہم ایسا ہی کریں گے اور مسلمانوں کی کامیابیاں ان کی کثرت تعداد کی وجہ سے نہیں ہوں گی بلکہ ان کے جذبہ ایمانی، ایثار اور قربانی کی وجہ سے ہوں گی اس مثال کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے ایک اصول بھی متعین فرما دیا ہے کہ جب بھی اور جہاں بھی کوئی اللہ کی راہ میں ویسے ہی جوش و جذبہ سے جہاد کرے گا اسے اسی طرح اپنے سے تعداد میں زیادہ اسلحہ میں برتری والے دشمن پر فتح حاصل ہوگی جیسی بدر میں ہوئی تھی

14- زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالۡبَنِيۡنَ وَالۡقَنَاطِيۡرِ الۡمُقَنۡطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالۡفِضَّةِ وَالۡخَيۡلِ الۡمُسَوَّمَةِ وَالۡاَنۡعَامِ وَالۡحَرۡثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنۡدَهٗ حُسۡنُ الۡمَاٰبِ ﴿۱۴﴾	14- پسندیدہ بنائی گئی ہے لوگوں کے لئے دل کو کھینچنے والی چیزوں سے محبت عورتوں سے اور بیٹوں سے اور سونے اور چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانوں سے اور نشان زدہ گھوڑوں سے اور مویشیوں اور کھیتوں سے یہ ہیں دنیا کی زندگی کا سامان [9] اور سب سے اچھا ٹھکانا تو اللہ ہی کے پاس ہے [10]
15- قُلۡ اَؤُنَبِّئُكُمۡ بِخَيۡرٍ مِّنۡ ذٰلِكُمۡ ؕ لِلَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا عِنۡدَ رَبِّهِمۡ جَنّٰتٌ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا وَاَزۡوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضۡوَانٌ	15- کہو" کیا میں تمہیں اس کی خبر دوں جو ان سے بہت اچھا ہے [11] ان لوگوں کے لئے

9- لوگوں کے دلوں میں جن چیزوں کی چاہت ہے اور وہ جنہیں اس دنیا میں اچھی زندگی کی ضروریات سمجھتے ہیں ان میں عورت، بیٹے، سونا چاندی یعنی مال کی کثرت اچھی سواری (نشاندہ گھوڑے) اب اعلیٰ گاڑی، مال مویشی اور ہری بھری کھیتیاں شامل ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسی سب چیزیں اس دنیا کی عارضی زندگی کا عارضی سامان ہیں

10- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ جگہ جو جسم اور روح کی ہر قسم کی آسائشوں والی ہے وہ اللہ ہی کے پاس ہے اور عارضی زندگی کی زینت کی ان عارضی چیزوں سے وہ سکون اور راحت نہیں مل سکتے جو اللہ کے ہاں ہیں

11- جن چیزوں کو دنیاوی زندگی کی زینت سمجھا جاتا ہے اور جن کی چاہت اس دنیا میں انسانوں کے دل اپنی طرف کھینچتی ہے انکے ذکر اور ان کی حقیقت کے بیان کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ واپس جانے کی بہت اچھی جگہ تو اللہ کے پاس ہی ہے اس آیت میں اس جگہ کی زندگی اور نعمتوں کا بیان ہے اور انہیں ان دنیاوی چیزوں سے "بہت ہی اچھا" بتانے کے بعد کہا گیا ہے کہ وہ ہیں متقیوں کے لئے یعنی ان لوگوں کے لئے جن کے دلوں میں اللہ کا خوف زندہ رہتا ہے

مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۱۵

جن کے دلوں میں اللہ کا خوف زندہ ہے
ان کے رب کے پاس؟
باغات ہیں جن میں نہریں بہتی ہیں
وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے
اور وہاں پاکیزہ ساتھی ہیں [12]
اور اللہ کی خوشنودی ہے"
اور اللہ بندوں کو اچھی طرح دیکھ رہا ہے

16- اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝۱۶

16- ان کے لئے جو کہتے ہیں "اے ہمارے پروردگار
بلاشبہ ہم ایمان لے آئے ہیں [13]
پس ہمارے گناہ بخش دے
اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے"

17- اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝۱۷

17- وہ جو صبر کرنے والے ہیں [14]
اور وہ ہیں سچے [15]
اور فرمانبرداری کرنے والے ہیں
اور خرچ کرنے والے ہیں
اور بخشش مانگنے والے ہیں
سحر کے اوقات میں

12- پاکیزہ ساتھی ہیں یعنی مردوں کے لئے وہاں پاکدامن بیویاں ہیں اور عورتوں کے لئے وہاں پاکباز خاوند ہیں

13- اس آیت میں اور اگلی آیت میں ایسے لوگوں کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں جن کے لئے اللہ کے ہاں بہت اچھی جگہ ہے باغ جن میں نہریں بہتی ہیں اور پاکیزہ ساتھی ہیں ایسے لوگ وہ ہیں جو اپنے ایمان کا اعلان کر کے اللہ سے مغفرت کی دعا کرتے ہیں

14- صبر کے مفہوم میں وسعت ہے اس سے مراد مستقل مزاجی، استقلال، حقیقت پسندی، ہوشمندی وغیرہ سب ہیں

15- "سچے ہیں" سے مراد قول وفعل، عمل واقرار، معاملات اور نیت کی سچائی ہے

18- شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾	18- اللہ کی گواہی ہے ''ہرگز نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی''[16] اور فرشتے بھی[17] اور وہ اہل علم بھی[18] راستی اور انصاف کے ساتھ اس گواہی پر قائم ہیں کہ نہیں ہے کوئی بھی معبود مگر وہی جو غالب اور حکمت والا ہے
19- اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ	19- اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے[19]

16- اللہ کی گواہی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں مگر کیسے گواہی دیتا ہے اللہ؟ اللہ کی بنائی کائنات ایک وحدت ہے چاند ستارے سورج سیارے سمندر مخلوقات ایک اکائی کا حصہ ہیں اور ایک نظم کے تحت اپنے ذمہ لگائی گئی ڈیوٹی ادا کر رہے ہیں یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب ان سب کا بنانے والا اور چلانے والا ایک ہی ہو اگر ان کے مالک اور ان کا نظم چلانے والے ایک سے زیادہ ہوں تو ان کی وحدت اور نظم قائم نہیں رہ سکتے اپنے نظم سے کائنات کے یہ اجزاء کیا گواہی دیتے ہیں؟ یہی کہ ان سب کا مالک و خالق ایک ہی ہے جب وہ ایک ہی ہے تو وہی سب کا معبود ہے اس کے سوا کون ہے جو معبود ہو سکے؟ اور یہی اللہ کی گواہی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں

17- فرشتے کیسے گواہ ہیں؟ فرشتے وہ مخلوق ہیں جو اللہ کے احکام پر عمل کرتے ہیں اور مختلف فرائض انجام دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کے پاس سے وحی بھی اس کے نبیوں اور رسولوں کے پاس وہی لاتے ہیں اگر اللہ کے سوا کوئی اور بھی معبود ہوتا تو اس کے احکام پر عمل کرنے والی بھی تو کوئی مخلوق ہوتی ایک معبود کے فرشتے انسانوں کے لئے اس کی طرف سے کوئی اور پیغام لے آتے اور دوسرے کے کوئی اور جب ایسا نہیں ہے اور سب فرشتے ایک ہی اللہ کے حکم کے پابند ہیں اس کے علاوہ کبھی بھی کسی اور کی طرف سے کسی انسان کے لئے وحی لے کر نہیں آئے تو ان سب کا یہ عمل اس کا ثبوت ہے کہ حکم دینے والا اور وحی بھیجنے والا ایک ہی ہے اور یہی فرشتوں کی عملی گواہی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

18- جن لوگوں کے پاس علم ہے اور وہ علمی بد دیانتی کا ارتکاب نہیں کرتے بلکہ انصاف پر قائم رہتے ہیں وہ بھی فرشتوں کے ساتھ اسی گواہی پر قائم ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں کیونکہ وہ بھی اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ ایک سے زیادہ معبودوں کے ہوتے ہوئے نظم کائنات چل ہی نہیں سکتا تھا

19- اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہی سچا دین ہے اسلام کا مطلب ہے اللہ کے آگے سر تسلیم خم کر دینا یہی اسلام تھا اور ہے اور رہے گا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اب سچا دین وہ دین اسلام ہے جس کی طرف محمد ﷺ دعوت دیتے ہیں

الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾

اور نہیں اختلاف کیا تھا اہل کتاب نے[20]
مگر اس کے بعد ہی کہ علم ان کے پاس آ چکا تھا[21]
آپس میں حسد کی وجہ سے
اور جو کوئی اللہ کی آیات کا انکار کرتا ہے
تو اللہ تو بہت جلد حساب لیا کرتا ہے

20- فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۭ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ۭ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰﴾ ع

20- پھر اگر وہ تم سے جھگڑا کریں
تو کہہ دو "میں نے تو اپنا سر اللہ کے حضور جھکا دیا ہے
اور میری پیروی کرنیوالوں نے بھی"[22]
اور پوچھیں اہل کتاب سے اور ان پڑھوں سے[23]
"کیا تم بھی سر تسلیم خم کرتے ہو؟"
پس اگر وہ اسلام لے آئیں تو یقیناً انہوں نے ہدایت پا لی
اور اگر وہ اس سے روگردانی کریں
تو تیرے ذمے تو پیغام پہنچا دینا ہی ہے

20- اہل کتاب یعنی عیسائی اور یہودی یا جس بھی کسی کا دعویٰ ہے کہ وہ کسی آسمانی کتاب یا صحیفہ کو مانتا ہے وہ اس سے اختلاف نہیں کرتا کہ اللہ کے آگے سرِ تسلیم خم کر دینا ہی دین ہے

21- اس حقیقت کو مان لینے کے بعد بھی کہ اہل کتاب کے لئے اللہ کے احکام کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینا ہی دین ہے اہل کتاب باہمی حسد اور دنیاوی مفادات کی وجہ سے دین کے بارے میں جھگڑتے رہے ہیں اور انہوں نے دین کے کئی فرقے بنا لیے تھے اب بھی ان کے سچ اور حق سے آگاہ ہوتے ہوئے بھی دین اسلام کے سامنے سرِ تسلیم خم نہ کرنے اور ان کی سرکشی کا سبب ان کا حسد ہی ہے کہ کسی اور کو اللہ نے اس شرف سے کیوں نوازا ہے اشارہ مدینہ اور عرب کے ان اہل کتاب کی طرف ہے جو دعوتِ اسلام کے دشمن بن گئے تھے اور سرکشی پر تلے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ تو پہلے بھی ایسا ہی کرتے رہے ہیں

22- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ اگر اسلام کے بارے میں یہ جانتے ہوئے بھی کوئی جھگڑا کرے تو آپ ﷺ اس سے کہہ دیں کہ میں نے اور میرے ماننے والوں نے تو اللہ کے اس دین کو دل و جان سے قبول کر لیا ہے ہم نے تو اللہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا ہے

23- ان پڑھ سے مراد عرب کے اس وقت کے مشرک ہیں جو اہل کتاب نہیں تھے

اور اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے [24]

3

21- اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّ يَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۱﴾

21- ان لوگوں کو
جو اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں [1]
اور وہ نبیوں کو ناحق قتل کر دیتے ہیں
اور وہ انہیں قتل کرتے ہیں
جو لوگوں کے ساتھ عدل و انصاف کا حکم دیتے ہیں [2]
انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیں

22- اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۲﴾

22- یہ وہ لوگ ہیں
برباد ہو گئے جن کے اعمال [3]

24- اور اللہ خوب جانتا ہے کہ کون کیا کر رہا ہے اور کیوں کر رہا ہے اور وہ ان کے اعمال اور نیتوں سے واقف ہے وہ خود ان سے نپٹ لے گا

1- اللہ کی آیات: اللہ کی طرف سے انسانوں کی فلاح کے لئے عطا کردہ تعلیمات، اللہ کے احکام

2- یہ بنی اسرائیل کی سرکشی اور بغاوت کی طرف اشارہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ تو وہ قوم ہے جو اللہ کے نبیوں کو ناحق قتل کرتی رہی ہے اور ان افراد کو بھی اس کے حکمران قتل کر دیا کرتے تھے جو ان سے کہتے تھے کہ رعایا کے ساتھ انصاف کرو بنی اسرائیل کی مذہبی تاریخ میں اس کی بہت مثالیں ملتی ہیں جیسا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا قتل حضرت یحییٰ علیہ السلام نے گلیلی کے یہودی بادشاہ اور اس کی بیوی کے طور طریقوں پر تنقید کی تو انہیں جیل میں ڈال دیا گیا اپنی سالگرہ پر بیٹی کے ڈانس سے خوش ہو کر بادشاہ نے کہا ''مانگ کیا مانگتی ہے؟'' بیٹی نے ماں کے مشورہ پر کہا ''یوحنا کا سر'' باپ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو جیل سے منگوا کر قتل کرا دیا اور ان کا سر اپنی ناچی بیٹی کو پیش کر دیا تھا خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں ''اوہ یروشلم! تم تو وہ ہو جو اللہ کے ان نبیوں کو جو یہاں بھیجے جاتے ہیں قتل کر دیتے ہو اور انہیں سنگسار کر دیتے ہو''

3- حَبِطَ کا مطلب ہے کسی جانور کا جنگل کی زہریلی گھاس کھانے سے پیٹ پھول جانا اور اس کے سبب اس کا مر جانا اس جگہ اس کے معنی ''برباد ہو گئے'' کئے گئے ہیں لیکن آیت نمبر 31 کے تسلسل کی روشنی میں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ اللہ کے احکام کو نہیں مانتے اور ماضی میں اللہ کے نبیوں اور انصاف کا حکم دینے والوں کو ناحق قتل کرتے رہے ہیں روز قیامت سخت عذاب ان کا منتظر ہے اور یہ لوگ جو کمائی کر رہے ہیں وہ ویسی ہی ہے جیسی وہ زہریلی گھاس جس سے ناسمجھ جانور اپنا پیٹ بھرتا ہے اور اسی کے زہر سے مر جاتا ہے یعنی جس خوراک سے وہ اپنی زندگی کی ضروریات پوری کرتا ہے وہی اس کی موت کا سبب بن جاتی ہے یہ لوگ اس دنیا میں جو کمائی کر رہے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ اس کی وجہ سے روز قیامت عذاب سے بچ جائیں گے اصل میں وہی ان کے لئے عذاب کا سبب ہو گی کیونکہ یہ اسی ناسمجھ جانور جیسے ہیں

دنیا میں اور آخرت میں
اور نہیں ہے ان کا کوئی مددگار[4]

23- اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ
يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى
فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٢٣﴾

23- کیا نہیں دیکھا تو نے ان لوگوں کو
جنہیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا تھا؟[5]
جب انہیں بلایا جاتا ہے
اللہ کی کتاب کی طرف
تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے
تو ان میں سے ایک گروہ منہ موڑ لیتا ہے[6]
اور وہ ہیں ہی منہ موڑ لینے والے[7]

24- ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا
مَّعْدُوْدٰتٍ ۠ وَّغَرَّهُمْ فِىْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا
يَفْتَرُوْنَ ﴿٢٤﴾

24- ایسا وہ اس وجہ سے کرتے ہیں کہ
وہ کہتے ہیں ”ہرگز نہیں چھوئے گی ہمیں آگ
مگر تھوڑے سے گنے چنے دن ہی“[8]

4- قیامت کے روز ان کا نہ تو کوئی سفارشی ہوگا اور نہ ہی کوئی ان کی مدد کو آئے گا

5- کتاب کے کچھ حصہ سے مراد ہے کہ انہیں اللہ کی طرف سے پوری اور مکمل کتاب نہیں دی گئی تھی اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام پر جو کتابیں نازل کی تھیں وہ تو اپنی اصل صورت میں بھی مکمل نہیں تھیں اگر تورات مکمل ہوتی تو انجیل کے نزول کی کیا ضرورت تھی؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے پاس جو کتابیں ہیں نہ تو وہ مکمل ہیں اور نہ ان کے ذریعے بھیجے گئے احکام مکمل تھے مکمل کتاب تو قرآن کریم ہے لہٰذا اس کتاب اور ہدایت پر عمل لازم ہے

6- جن اہلِ کتاب کا دعویٰ ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے نازل کی گئی کتب کے احکام پر عمل کر رہے ہیں جب انہیں کہا جاتا ہے کہ جو کچھ تم کر رہے ہو اور جو بھی تمہارے عقائد ہیں آؤ ان کے حق یا باطل ہونے کا فیصلہ اللہ کی طرف سے بھیجی مکمل کتاب کی کسوٹی پر کر لیں تو ان میں سے کچھ اس پر بھی تیار نہیں ہوتے اور اللہ کی طرف سے نازل کردہ حق کا فیصلہ قبول کرنے پر بھی آمادہ نہیں ہوتے

7- حق سے روگردانی کرنا ان کی پرانی عادت ہے پہلے بھی ان کا رویہ ایسا ہی ہوا کرتا تھا جو آیت (21) میں بیان کیا گیا ہے

8- ان کی روگردانی اور سرکشی کا سبب ان کا یہ عقیدہ ہے کہ چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی منتخب قوم ہیں اس لئے انہیں اول تو دوزخ کی آگ چھوئے گی ہی نہیں اور اگر ان کے گناہوں کی انہیں سزا دی بھی گئی تو وہ بہت تھوڑی ہوگی

اور انہیں دھوکے میں ڈال دیا ہے
ان کے دین کے بارے میں
ان جھوٹوں نے جو وہ ایجاد کرتے رہے ہیں [9]

25- فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۫ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾

25- تو پھر کیا ہوگا
جب ہم انہیں جمع کریں گے
اس روز جس میں کوئی بھی شک نہیں؟
اور ہر شخص کو پورا پورا دیا جائے گا
اس کا کمایا ہوا
اور ان کے ساتھ ہر گز بے انصافی نہیں کی جائے گی [10]

26- قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾

26- کہو "اے اللہ!
ملک کے مالک
تو تو حکمرانی دے دیتا ہے جس کو چاہے
اور تو چھین لیتا ہے ملک جس سے چاہے
اور تو عزت دیتا ہے جسے چاہے
اور تو ذلت دیتا ہے جسے چاہے
اور تیرے ہی ہاتھ میں ہے سب بھلائی [11]
بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے

9- وہ تو خود عقیدے گھڑتے رہے ہیں ان کا یہ عقیدہ بھی ایسا ہی ہے

10- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کا دن تو معین ہے اس میں تو کوئی شبہ ہی نہیں اس روز جب سب کو ان کے دنیاوی اعمال کی جزا و سزا کے لئے اکٹھا کیا جائے گا تو جن لوگوں کے رویہ اور ہٹ دھرمی کا ذکر کیا گیا ہے، ذرا سوچیں تو وہاں ان کا حال کیسا برا ہوگا کیونکہ اس روز ہر کسی کو اس نے دنیا میں جو کچھ کمایا ہوگا اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا وہاں کسی کے ساتھ کوئی بے انصافی نہیں ہوگی بلکہ ہر کوئی اس روز اس دنیا میں اپنا بویا ہی کاٹے گا

11- "سب بھلائی" کے مفہوم میں دنیا اور آخرت کی بھلائی شامل ہے اور یہی حقیقی بھلائی ہے جو اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والوں ہی کے لیے ہے

27- تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَ تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾

27- تو داخل کرتا ہے رات کو دن میں
اور تو داخل کرتا ہے دن کو رات میں [12]
اور تو نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے
اور تو نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے [13]
اور تو جسے چاہے بے شمار رزق دیتا ہے"

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ؕ وَ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾

28- مسلمان ہرگز نہ بنائیں کافروں کو اپنے اتحادی
مسلمانوں کو چھوڑ کر [14]
اور جو کوئی ایسا کرتا ہے
تو اس کا اللہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں [15]
ہاں یہ کہ تم ان سے اپنا بچاؤ کرو

12- سورج کی چمک اور دن کی روشنی کے سائبان کے اندر رات کی سیاہی جنم لیتی ہے جو شام کے نیم اندھیرے سے شب کی حکمرانی اور سائبان میں بدل جاتی ہے اور پھر اس رات کے سائبان کے اندر سحر کا نور پیدا ہو جاتا ہے اور بڑھتا بڑھتا دن بن جاتا ہے

13- کھجور کی گٹھلی سے کھجور کا پودا اور کھجور کے زندگی سے بھرپور درخت سے وہی بے جان گٹھلی نکالنے، بیج سے پودا اور پودے سے پھر وہی بیج نکالنے پر اگر کوئی قادر ہے تو وہ تو ہی ہے

14- مسلمانوں کی بجائے غیر مسلموں کے ساتھ سیاسی اور نظریاتی دوستی یا اتحاد نہ کرو کسی بھی مسلمان کی زندگی کا محور و مرکز اس کا عقیدہ ہے اس بنیاد پر اس کی حقیقی دوستی اور اتحاد اسی سے ہو سکتے ہیں جس کی زندگی کا مرکز و محور بھی وہی عقیدہ ہو تا کہ عقیدے اور ایمان کی بنیاد پر وجود میں آنے والی امت کی قوت میں اضافہ ہو کسی بھی مسلمان فرد گروہ اور ملک کو کسی ایسے غیر مسلم فرد گروہ اور ملک کے ساتھ ایسے اتحاد اور دوستی سے اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا ہے جس سے کسی مسلمان گروہ ملک یا فرد کے مفاد کو یا مسلمانوں کے اجتماعی مفاد کو نقصان پہنچے اور ان کی قوت تقسیم ہو جائے یا ایک دوسرے کے خلاف یا کسی غیر مسلم گروہ یا ملک کے حق میں استعمال ہو اس میں یہ بھی شامل ہے کہ غیر مسلموں کے طرز زندگی اور طرز معاشرت کو بھی اس خیال سے نہ اختیار کر لو کہ وہ تمہیں روشن خیال اور فراخدل سمجھیں ایسے مفادات کے دباؤ کے تحت غیر مسلموں کے طور طریقے اختیار کرنے سے اسلام کے اپنے اخلاقی نظریات اور اصولوں کی خلاف ورزی ہوتی ہے اور وقت کے ساتھ وہ ختم ہو جاتے ہیں ایسا کرنے والے افراد گروہوں اور جماعتوں کی زندگی سے ایسے نظریات اور اصولوں کا خارج ہو جانا ایک فطری عمل ہے

15- اگر کوئی مسلمان فرد گروہ یا ملک کسی مسلم جماعت ملک اور امت کے مفاد کے خلاف کسی غیر مسلم سے ایسا اتحاد کرے گا تو اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں

بچاؤ کے کسی ایسے عمل سے[16]
اور اللہ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے
اور اللہ ہی کی طرف نے ہے لوٹ کر جانا

29-قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾

29- کہہ دیں "خواہ تم اسے چھپاؤ
جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے
یا تم اس کو ظاہر کرو
اللہ اسے جانتا ہے
اور وہ جانتا ہے اس کو
جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے
اور جو کچھ زمین میں ہے[17]
اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے"

30-يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚۛ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚۛ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًۢا بَعِيْدًا ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾ ع

30- جس روز پائے گا ہر شخص
اس نے جو کوئی نیک عمل کیا ہے
اپنے سامنے
اور اس نے جو بھی کوئی بُرا عمل کیا ہے
تو وہ آرزو کرے گا
کہ کاش اس کے اور اس دن کے درمیان
بہت زیادہ دوری ہو جاتی

16- اگر کسی مسلمان کو یا مسلمان گروہ کو کسی طاقتور غیر مسلم فرد یا جماعت سے کسی حقیقی نقصان کا واقعی خطرہ درپیش ہو تو اس نقصان اور خطرہ سے بچنے کے لئے وہ ایسے اقدام کر سکتے ہیں جن کے ذریعے وہ ان کی دشمنی کے عملی نقصان سے بچ سکیں

17- کسی غیر مسلم سے اتحاد اور تعاون کرنے کی اصل وجوہ کو تم اللہ تعالیٰ سے چھپا نہیں سکتے کیونکہ وہ تو دلوں کے بھید بھی جانتا ہے اور آسمانوں اور زمینوں کی ہر چیز سے واقف ہے اس کو علم ہوگا کہ تم نے ایسا کیوں کیا ہے

اور اللہ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے[18]
اور اللہ ہے بہت مہربان
اپنے بندوں پر

4

31- قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ وَيَغۡفِرۡ لَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۳۱﴾

31- کہیے "اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو
تو میری پیروی کرو
اللہ تم سے محبت کرے گا
اور تمہیں تمہارے گناہ معاف کردے گا
اور اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے"[1]

32- قُلۡ اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ‌ۚ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۳۲﴾

32- کہیے "اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی"
اور اگر وہ منہ پھیر جائیں
تو یقیناً اللہ
کافروں سے محبت نہیں کرتا[2]

33- اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوۡحًا وَّاٰلَ اِبۡرٰهِيۡمَ وَاٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَۙ ﴿۳۳﴾

33- اللہ نے تو سرفراز کردیا تھا
آدم کو اور نوح کو

18- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں سب کچھ جانتا ہوں قیامت کے روز تمہیں اپنے اعمال کا مجھے حساب دینا ہے اس لئے مجھ سے ڈرتے رہو

1- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ ان اہل کتاب سے کہہ دیں کہ اگر تم واقعی اللہ سے محبت کرتے ہو تو پھر میری پیروی کرو ایسا کرو گے تو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا مطلب یہ کہ اللہ تمہارے اب تک اسلام قبول نہ کرنے اور اسلام قبول کرنے سے پہلے کئے گناہ معاف کردے گا اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کا مطلب ہے اللہ نے اپنے نبی کے ذریعے جو ہدایات بھیجیں ہیں ان پر عمل اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اس کے گناہ کرنے کی تو گنجائش ہی نہیں رہ جاتی اس عنایت سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنے والا جو چاہے کرتا رہے اللہ اسے بخش دے گا یہاں مخاطب وہ اہل کتاب ہیں جو مسلمان نہیں تھے ان سے کہا جارہا ہے کہ اگر تم مسلمان ہوجاتے ہو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانتے ہو تو اللہ اس سے پہلے تم جو گناہ کرچکے وہ تمہیں معاف کردے گا

2- یعنی اگر وہ اللہ کی اطاعت نہیں کرتے اور اللہ کے رسول ﷺ پر ایمان نہیں لاتے اور حق سے انکار کردیتے ہیں تو اللہ کی ان سے محبت کرنے والی شرط پوری نہیں ہوگی

	اور آل ابراہیم کو اور آل عمران کو تمام جہانوں پر
34- ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾	34- یہ ایک نسل ہے بعض ان میں سے بعض کی اولاد ہیں [3] اور اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے
35- اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۵﴾	35- یاد کرو! جب عمران کی خاتون نے کہا تھا [4] "اے میرے رب میں تیری نذر کرتی ہوں اسے جو میرے پیٹ میں ہے [5] آزاد کردہ [6]

3- اللہ تعالیٰ نے نبوت کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کو منتخب فرمایا، حضرت نوح علیہ السلام کو منتخب فرمایا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور ان کی آل میں سے اور عمران کی آل میں سے بعض کو منتخب فرمایا آل ابراہیم اور آل عمران کو منتخب فرمانے کا یہ مطلب نہیں کہ ان کی اولاد سے سب ہی نبی تھے مطلب یہ ہے کہ ان کی آل سے نبی آتے رہے ہیں عمران، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے والد تھے اور بنی اسرائیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی آل سے ہی نبی منتخب کئے تھے خود عمران حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل سے تھے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اپنے والد بت پرست تھے گویا پیغمبری نسبی وراثت نہیں کہ باپ کے بعد بیٹے کی طرف منتقل ہو جائے پیغمبری اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اس حوالے سے ایک ہی دین کی دعوت دینے والے اور ایک ہی عقیدہ کو ماننے والے سب ایک ہی خاندان ہیں اللہ کے آخری نبی ﷺ آل عمران سے تو نہیں تھے مگر آل ابراہیم علیہ السلام سے تو تھے اور دین ابراہیم علیہ السلام کی تکمیل کے لئے مبعوث فرمائے گئے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو فرض آدم علیہ السلام کو، نوح علیہ السلام کو، ابراہیم علیہ السلام کو اور اس کی آل اور عمران کی آل میں سے بعض کو سونپا گیا تھا وہی فرض اب محمد رسول اللہ ﷺ کو سونپا گیا ہے اور جو بھی کوئی پہلے نبیوں کو ماننے کا دعویدار ہے محمد رسول ﷺ سے محبت اور آپ ﷺ کی پیروی اسکے لئے لازم ہے بلکہ یہ اس کے ایمان اور دعوے کا ٹیسٹ ہے

4- "عمران کی خاتون نے" سے مراد حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ حنا ہیں جو حضرت مریم علیہا السلام کے والد عمران کی بیوی تھیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے والد عمران کی آل سے بھی تھیں یہاں "عمران کی خاتون" استعمال ہوا ہے حنا کا خاندانی مقام و مرتبہ ظاہر کرنے کے لئے

5- میں اللہ کے نام پر نذر مانتی ہوں کہ میرا ہونے والا بچہ اس کے دین کی خدمت کے لئے وقف ہوگا

6- آزاد کردہ کا مطلب ہے جس کے ذمے والدین کی اور دنیاداری کی کوئی اور ڈیوٹی نہیں ہوگی وہ اللہ کے دین کی خدمت کے لئے باقی ہر قسم کی ذمہ داریوں سے آزاد ہوگا

پس تو مجھ سے قبول کر لے
بے شک تو سب کچھ
سننے والا اور جاننے والا ہے''

36- فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰیؕ
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْؕ وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰیۚ
وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ
وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿۳۶﴾

36- پھر جب اس نے بیٹی کو جنم دیا تو کہا
''اے میرے رب یہ تو میرے
لڑکی پیدا ہوئی ہے''[7]
اور اللہ تو جانتا تھا کہ
اس نے کس کو جنم دیا تھا
اور لڑکا اس لڑکی جیسا نہیں ہوتا[8]
''اور میں نے اس کا نام رکھا ہے مریم
اور میں اس کو تیری پناہ میں دیتی ہوں
اور اس کی آل کو
شیطان مردود سے''

37- فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا
حَسَنًاۙ وَّكَفَّلَهَا زَكَرِیَّاؕ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَكَرِیَّا
الْمِحْرَابَۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًاۚ قَالَ یٰمَرْیَمُ
اَنّٰی لَكِ هٰذَاؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِؕ اِنَّ اللّٰهَ

37- پس قبول کر لیا اسے
پروردگار اس کے نے
قبول کرنے کے احسن طریقہ سے
اور اس کی اچھی طرح سے نشوونما کی

7- اپنے ہونے والے بچے کو اللہ کے دین کے لئے وقف کر دینے کی نذر ماننے کے ساتھ ہی حنا نے کہا تھا ''تو ہی سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے'' مطلب یہ تھا کہ تو میری نیت سے بھی بخوبی واقف ہے اور میری خواہش سے بھی اور خواہش ان کی یہی تھی کہ اللہ انہیں بیٹا دے مگر جب ان کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی تو کہا ''اے میرے پروردگار یہ تو بیٹی ہے'' عرض یہ کر رہی تھیں کہ بیٹی تو تیرے دین کی اس طرح خدمت نہیں کر سکتی جس طرح بیٹا ہوتا تو وہ اپنی جسمانی خصوصیات اور معاشرتی ماحول کیوجہ سے کر سکتا تھا

8- اپنی حکمت اور اس کام کے حوالے سے جو اللہ تعالیٰ اس لڑکی سے لینے والے تھے وہ اس کے بارے میں خوب جانتے تھے اللہ کے علاوہ کوئی اور اس سے واقف نہیں تھا کہ لڑکا اس لڑکی جیسا نہیں ہو سکتا اور یہ کہ ''اللہ تعالیٰ نے انہیں چن لیا ہے پاکیزگی دی ہے اور سرفراز کر دیا ہے اوپر خواتین کے جہانوں کی'' (42:3)

يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾

اور زکریا کو اس کا کفیل بنا دیا[9]
جب بھی زکریا اس کے حجرے میں جاتا
وہ اس کے پاس رزق موجود پاتا
پوچھا "اے مریم تیرے لیے یہ کہاں سے آتا ہے؟"
اس نے جواب دیا "یہ اللہ کی طرف سے آتا ہے
اللہ تو رزق دے دیتا ہے
جسے وہ چاہے
بلا حساب"

38- هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ
مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ
اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾

38- وہیں پر زکریا نے اپنے رب سے دعا کی
کہا "اے میرے پروردگار عطا کر دے مجھے
اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد
تو تو دعا سننے والا ہے"

39- فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي
الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ
مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾

39- تو فرشتوں نے اسے آواز دی
جب وہ عبادت گاہ میں نماز میں کھڑا تھا
"اللہ تجھے یحییٰ کی بشارت دیتا ہے
جو تصدیق کرنے والا ہوگا اس کلمہ کی
جو اللہ کی طرف سے ہوگا[10]

9- اللہ تعالیٰ نے اس لڑکی کی پرورش اور دیکھ بھال کا بہت اچھا انتظام کر دیا زکریا جو حضرت مریم کے رشتہ میں خالو تھے یہودیوں کے ہیکل کے صدر ہوتے تھے جب ہیکل کے راہبوں نے قرعہ ڈالا کہ اللہ کے دین کے لئے وقف اس لڑکی کی دیکھ بھال کون کرے گا تو قرعہ زکریا کے نام کا نکل آیا اپنے مقام و مرتبہ رشتہ داری کے حوالے سے وہ اس کام کے لئے سب سے بہتر تھے زکریا حضرت ہارون علیہ السلام کی آل سے تھے اور ہیکل کی سربراہی ان کے خاندان کے پاس چلی آ رہی تھی

10- حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا قبول فرما کر اللہ تعالیٰ نے انہیں فرزند یحییٰ کی بشارت دی تو یہ بھی فرمایا کہ تیرا وہ بیٹا اس کلمہ کی تصدیق کرے گا جو اللہ کی طرف سے ہوگا اللہ کی طرف سے کلمہ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں "اللہ کی طرف سے کلمہ" کہا ہے اللہ کا کلمہ نہیں کہا جیسا کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے "کلمہ" سے مراد "من امر ربی" یعنی "کُن" سے ہو جانے والا کام ہے اللہ تعالیٰ "کُن" یعنی "ہو جا" فرماتے ہیں ◀◀

اور وہ ہوگا سردار اور پارسا اور نبی
نیکوکاروں میں سے''

40- قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَکُوۡنُ لِیۡ غُلٰمٌ وَّ قَدۡ بَلَغَنِیَ
الۡکِبَرُ وَ امۡرَاَتِیۡ عَاقِرٌ ؕ قَالَ کَذٰلِکَ
اللّٰہُ یَفۡعَلُ مَا یَشَآءُ ﴿۴۰﴾

40- کہا ''اے میرے پروردگار
کیسے پیدا ہوگا میرے لئے بیٹا؟
جبکہ مجھ پر بڑھاپا آچکا ہے
اور بیوی میری ہے بانجھ''
کہا ''ایسے ہی ہوگا اللہ جو چاہے کرتا ہے''

41- قَالَ رَبِّ اجۡعَلۡ لِّیۡۤ اٰیَۃً ؕ قَالَ اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ
النَّاسَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمۡزًا ؕ وَ اذۡکُرۡ رَّبَّکَ
کَثِیۡرًا وَّ سَبِّحۡ بِالۡعَشِیِّ وَ الۡاِبۡکَارِ ﴿۴۱﴾ ع

41- اس نے کہا ''اے میرے پروردگار
مجھے اس کی کوئی نشانی بتادے''[11]
کہا ''نشانی تیرے لئے یہ ہے کہ
نہیں بات کر سکے گا تو لوگوں سے تین دن
مگر اشارے سے ہی[12]
اور اپنے رب کو کثرت سے یاد کر
اور اس کی تسبیح کر صبح کو اور شام کو''

5

42- وَ اِذۡ قَالَتِ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرۡیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰکِ
وَ طَہَّرَکِ وَ اصۡطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۴۲﴾

42- اور جب فرشتوں نے کہا
''اے مریم بلاشبہ اللہ نے تجھے چن لیا ہے
اور تجھے پاکیزگی عطا کی ہے
اور تجھے سرفراز کردیا ہے سب جہانوں کی خواتین پر

◄ اور وہ ہوجاتا ہے اور ''کُنۡ'' اللہ کی طرف سے کلمہ یا حکم ہے حضرت زکریا علیہ السلام نے کہا ''میں بوڑھا ہوں میری بیوی بانجھ ہے میرے بیٹا کیسے ہو گا؟'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے ہوجاتا ہے'' اور پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑھاپے مین بانجھ بیوی سے فرزند عطا کر کے سب کو دکھا دیا کہ اللہ جو چاہتا ہے اور جیسے چاہتا ہے ہوجاتا ہے

11- جس بیٹے کی بشارت دی گئی ہے اس کے لیے حمل ٹھہر جانے کی نشانی بتادے

43- يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝	43- اے مریم اپنے رب کی فرمانبرداری کیا کر اور سجدہ کیا کر اور رکوع کیا کر ساتھ رکوع کرنے والوں کے''
44- ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝	44- یہ غیب کی خبروں میں سے ہیں جو ہم تمہیں وحی کے ذریعے بتا رہے ہیں [1] اور تو ان کے پاس نہیں تھا جب وہ اپنے اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ ان میں سے مریم کی دیکھ بھال کون کرے گا [2] اور نہیں تھا تو ان کے پاس جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے [3]

12- اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ استدعا بھی قبول فرمالی اور بتا دیا کہ تو تین دن کسی سے بات نہیں کر سکے گا زبان کی بجائے اشاروں سے اپنا مدعا بیان کرے گا اور حکم دیا کہ ان تین دنوں میں کثرت سے اللہ کو یاد کرنا اس کا شکر یہ ادا کرنے کو اور شام کے وقت اور صبح کو اللہ کی تسبیح کرنا

1- حضرت مریم علیہا السلام کو چن لیتے اور بیٹے کی بشارت دینے کے بیان کے درمیان میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ حضرت مریم علیہا السلام کے بارے میں یہ جو کچھ ہم آپ کو وحی کے ذریعے بتا رہے ہیں یہ وہ چیزیں ہیں جو کوئی شخص اپنے حواس اور احساسات کے ذریعے نہیں جان سکتا یعنی یہ غائب کی خبریں ہیں اس لئے جو کچھ اس کے بارے میں آپ کو وحی کے ذریعے بتایا جا رہا ہے سچ یہی ہے اس کے علاوہ حضرت مریم علیہا السلام کے بارے میں جو بھی کہانیاں بنائی گئی ہیں وہ درست نہیں ہیں اور یہ غائب آپ کو بھی معلوم نہیں تھا یہ تو ہم نے آپ کو وحی کے ذریعے بتایا ہے

2- جب حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ انہیں مسجد سلیمانی کے خادموں کے پاس لے گئیں اور کہا کہ میں نے اسے اللہ کے کام کے لئے وقف کر دیا ہوا ہے تم خود اس کی پرورش کرو تو انہوں نے اپنے اپنے قلم جن سے وہ لکھتے تھے ڈال کر قرعہ اندازی کی تھی کہ اس بچی کی دیکھ بھال کون کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو وحی کے ذریعے اس کے بارے میں بتا کر فرماتے ہیں کہ آپ تو اس وقت بھی وہاں نہیں تھے اس لئے آپ کو بھی یہ معلوم نہیں تھا اس لئے ہم وحی کے ذریعے یہ آپ کو بتا رہے ہیں

3- مسجد سلیمانی کے خادم اس زمانے کے یہودیوں کے پڑھے لکھے لوگ ہوتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان میں اس بارے میں نزاع پیدا ہو گیا تھا کہ مریم علیہا السلام کی دیکھ بھال کون کرے گا کیونکہ اسے وہ ایک قسم کا اعزاز سمجھتے تھے اور ہر کوئی یہ ذمہ داری لینا چاہتا تھا اسی نزاع کی وجہ سے انہیں قرعہ اندازی سے فیصلہ کرنا پڑا تھا اور قرعہ حضرت مریم علیہا السلام کے خالو زکریا کے نام کا نکل آیا تھا

45- اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ
بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ
وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۙ﴿۴۵﴾

45- اس وقت جب فرشتوں نے کہا تھا
''اے مریم! اللہ تمہیں بشارت دیتا ہے
ایک کلمہ کی[4]
اپنی طرف سے
نام اس کا ہے مسیح[5]
عیسیٰ بن مریم
عزت اور مرتبے والا
دنیا میں اور آخرت میں
اور اللہ کے مقربوں میں سے

46- وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾

46- اور وہ کلام کرے گا لوگوں سے
پنگوڑے میں سے
اور پختہ عمر میں
اور وہ صالحین میں سے ہوگا''

47- قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِىْ
بَشَرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۭ اِذَا قَضٰٓى
اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾

47- مریم نے کہا ''اے میرے پروردگار
کیونکر ہوسکتا ہے میرے بیٹا؟
جبکہ نہیں چھوا مجھے کسی مرد نے''
کہا ''اسی طرح ہے
اللہ جو چاہتا ہے پیدا کردیتا ہے

4- کَلِمَہ: امر: ایسی چیز جو اللہ کے حکم سے وجود میں آجائے جس کے وجود میں آنے کے لئے مروجہ اصول وضوابط پر عمل نہ کیا جائے

5- مَسِیْح: بنی اسرائیل میں جس کسی کو بادشاہ بناتے تھے تخت پر بٹھانے سے پہلے اسے عبادت خانہ میں لے جاتے تھے اور وہاں سے تیل لے کر اسے لگاتے تھے اور جس بھی کسی کو عبادت خانہ کا تیل لگا کر اپنے خیال کے مطابق وہ متبرک بنا دیتے تھے اسے ''مسیح'' کہا جاتا تھا چونکہ ہر بادشاہ کے تخت پر بیٹھنے سے پہلے اسے لازماً عبادت خانہ سے تیل لے کر لگایا جاتا تھا اس لئے کہ عام طور پر ''مسیح'' کی اصطلاح بادشاہ کے لئے استعمال ہونے لگی تھی اور ان کے بادشاہوں کا دعویٰ ہوتا تھا کہ وہ بھی وقت کی متبرک اور مقدس ہستی ہیں اسی لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم میں مروج اس اصطلاح اور نظریہ کے حوالے سے ''مسیح'' یا ''المسیح'' کہا گیا ہے مگر اس کا مطلب دنیاوی معنوں میں بادشاہ نہیں بلکہ ان کے دین میں مقام و مرتبہ کی بنا پر انہیں ''مسیح'' کہا گیا ہے

48- وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ
وَالْاِنْجِيْلَ ۚ﴿٤٨﴾
49- وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ
بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ
كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ
اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى
بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ
فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ
كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ﴿٤٩﴾

وہ جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے
تو اسے صرف یہی کہتا ہے
''ہو جا''
اور وہ ہو جاتا ہے
48- اور وہ اسے تعلیم دے گا کتاب کی اور دانائی کی
اور تورات اور انجیل کی [6]
49- اور اسے بنی اسرائیل کی طرف
اپنا رسول مقرر کر دے گا'' [7]
''میں تمہارے پاس [8]
تمہارے رب کی طرف سے
ایک نشانی لے کر آیا ہوں
میں بناتا ہوں تمہارے سامنے [9]
گیلی مٹی سے پرندے کی شکل

6- حضرت مریم کو یہ بھی بشارت دی جا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے بیٹے کو کتاب یعنی اپنی طرف سے انسانوں کی رہنمائی کے لئے کتاب عطا کرے گا اسے حکمت و دانائی سے نوازے گا اس سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے بھیجی گئی تورات کا فہم و ادراک دے گا اور اس پر اپنی طرف سے انجیل نازل فرمائے گا

7- اور اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ تیرے بیٹے کو اس لئے عطا کریں گے کیونکہ وہ بنی اسرائیل کے لئے اللہ کا رسول ہوگا اللہ تعالیٰ حضرت مریم علیہا السلام کو یہ بشارت نہیں دے رہے کہ تیرا بیٹا سارے انسانوں کے لئے اللہ کا رسول ہوگا بلکہ یہ کہا جا رہا ہے کہ وہ بنی اسرائیل ہی کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے بھیجا جا رہا ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ''مسیح'' کی اصطلاح بھی اسی لئے استعمال کی ہے کیونکہ بنی اسرائیل اس کے مفہوم سے واقف تھے

8- یہاں سے آیت 51 کے اختتام ''یہ ہے راہ ہدایت کی'' تک جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا رسول بنا کر انہیں بنی اسرائیل کو راہ ہدایت پر لانے کا مشن سونپ دیا تھا تو انہوں نے اس قوم سے کہا تھا

9- ''میں بناتا ہوں'' ترجمہ کیا گیا ہے ''اَنِّيْٓ اَخْلُقُ'' کا خَلَقَ کے معنی عام طور پر ''پیدا کرنا'' کئے جاتے ہیں لیکن مختلف حوالوں سے اس کے استعمال کے مختلف معانی بھی لئے جاتے ہیں جن میں ''پیدا کرنا'' عدم سے وجود میں لانا'' ذہنی خاکہ کے مطابق کوئی چیز بنانا'' اور ''کسی چیز کی نقل بنانا'' وغیرہ شامل ہیں اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ''اَنِّيْٓ اَخْلُقُ'' یعنی میں بناتا ہوں کو اللہ تعالیٰ کے عمل تخلیق یا پیدائش کے معنی میں نہیں لیا جا سکتا اور نہ ہی اس پر کسی حیرانی اور پریشانی کی ضرورت ہے کہ خلق پر تو صرف اللہ تعالیٰ ہی قادر ہیں اس کا ایک بندہ کیسے ہو گیا؟ خلق یا تخلیق موجود چیزوں ◄◄

پھر میں اس کے اندر پھونک مارتا ہوں

تو وہ اڑنے والا پرندہ بن جاتا ہے [10]

اللہ کے حکم سے

اور میں شفا دیتا ہوں

پیدائشی اندھے کو

اور کوڑھی کو

اور میں مُردے کو زندہ کرتا ہوں [11]

اللہ کے حکم سے [12]

◀◀ سے کوئی نئی چیز بنانے کا عمل ہے لہٰذا مٹی کا پرندہ بنانا پیدائش کے ان معنی میں نہیں جن میں اللہ تعالیٰ پیدا کرتے ہیں رحم مادر میں اللہ تعالیٰ انسان کا وجود "جمے ہوئے خون" اور مرد کے نطفہ سے تخلیق کرتے ہیں جو مادی دنیا سے تعلق رکھنے والی چیزیں ہیں لیکن اس وجود یا مکان کے اندر جو چیز مقید کر کے ایک زندہ اور جوابدہ انسان پیدا کرتے ہیں وہ "من امر ربی" والی چیز ہے جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنا کلمہ فرمایا ہے

10- محمد اسد نے "اَلطَّيْرِ" کا ترجمہ Destiny (مقدر) کیا ہے کسی کی Destiny یا مقدر اچھا بھی ہوسکتا ہے اور برا بھی ہوسکتا ہے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر (13:17 اور 19:36,47:27,131:7) میں "اَلطَّيْرِ" یا پرندے سے مراد مقدر ہی ہے اس ترجمہ کے حوالے سے وہ لکھتے ہیں کہ "میں گیلی مٹی سے پرندہ بنا کر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اڑنے لگے گا" کے تشبیہاتی انداز میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل سے یہ کہتے ہیں کہ تم یعنی قوم بنی اسرائیل گیلی مٹی سے بنائے اس پرندے کی مانند ہو چکے ہو جس میں کوئی جان ہی نہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے لئے ہدایت کا جو ضابطہ دیا ہے میں اس سے تمہارے اس بے جان وجود میں زندگی کی روح ڈال دوں گا اور اس سے تمہارا مقدر بدل جائے گا اور تم فلاح کی بلندیوں کی طرف مائل پرواز ہو جاؤ گے مگر ان میں یہ تبدیلی اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف سے ان کے لئے متعین کی گئی راہ ہدایت پر سختی سے قائم ہو جانے سے ہی آئے گی (The Message of the Quran: Note 37)

11- محمد اسد کا خیال ہے کہ "اور میں زندہ کرتا ہوں مُردے کو" کا مطلب روحانی طور پر مردہ ہو چکی قوم کو نئی زندگی دینا ہے جیسا کہ سورۃ الانعام کی آیت 122 میں ہے کہ "ایسا شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کر دیا اور ہم نے اسے ایسا نور دیا کہ وہ اس کو لئے ہوئے لوگوں میں چلتا پھرتا ہے کیا ایسا شخص اس شخص کی مانند ہوسکتا ہے جو تاریکیوں سے نکل ہی نہیں پاتا" یہاں کافر یعنی انکار کرنے والے کو "میت" یعنی مردہ اور مومن کو "حیّ" یعنی زندہ کہا گیا ہے اگر یہ مفہوم لیا جائے تو پھر اندھے اور کوڑھی کو شفایاب کر دینے کا مطلب سچ سے انکار کرنے والے اندھوں اور روحانی حوالے سے مہلک مریضوں کی دینی بحالی ہوگا (The Message of the Quran: Note 38)

12- حضرت عیسیٰ علیہ السلام مٹی کا پرندہ بنا کر اور اس میں پھونک مار کر اسے اڑا دینے کو اپنی ذاتی کرامت نہیں بتاتے بلکہ وضاحت کرتے ہیں کہ یہ جو ◀◀

50- وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ
لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ
مِّنْ رَّبِّكُمْ ۣ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝

اور میں بتا سکتا ہوں کہ
تم نے کیا کھایا ہے
اور اپنے گھروں میں کیا چھوڑا ہے
یقیناً اِن میں واقعی تمہارے لئے رہنمائی ہے
اگر تم اپنے دلوں میں اللہ کا ڈر رکھنے والے ہو
50- اور میں تصدیق کرنے والا ہوں
اس کی جو میرے سامنے ہے
تورات میں سے [13]
اور اس لیے آیا ہوں کہ
میں حلال کر دوں تمہارے لیے
وہ چیزیں
جو تم پر حرام کر دی گئی ہیں [14]
اور میں آیا ہوں تمہارے پاس
تمہارے رب کی طرف سے ایک نشانی لے کر
سو اللہ سے ڈرو
اور میری اطاعت کرو

◄◄ کچھ بھی میں کرتا ہوں اللہ کے حکم سے کرتا ہوں اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں وہ اس پر عمل کرتے ہیں اور اللہ کی حکمت سے وہ کام ہو جاتا ہے پیدائشی نابینا اور کوڑھی کے شفایاب اور مردوں کے زندہ ہو جانے کو بھی وہ اللہ کے حکم کی تعمیل اور اللہ کی حکمت ہی بتاتے ہیں اپنی ذاتی کرامت نہیں کہتے یہ وہ نشانی ہے جو اللہ نے ان کے رسول ہونے کے اثبات کے لئے انہیں دے کر بھیجا تھا

13- بنی اسرائیل کے پاس جو تورات موجود ہے اس کی بنیادی تعلیمات کو جن میں انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کر لی میں انہیں جانتا اور مانتا ہوں اور ان پر عمل کو دین کہتا ہوں

14- حرام اور حلال قرار دی گئی چیزوں سے مراد صرف کھانے پینے کی چیزیں ہی نہیں ان میں شریعت موسوی کے وہ احکام بھی شامل ہیں جنہیں یہودی فقیہوں اور رہبانیت پسندوں نے وقتی اور مقامی مصلحتوں کی وجہ سے حرام قرار دے دیا ہوا تھا اور بعض ایسے کاموں کو جائز قرار دے دیا ہوا تھا جن کے کرنے سے منع کیا گیا تھا یہی صورت کھانے پینے کی چیزوں کے بارے میں تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں ان تبدیلیوں کو منسوخ کر کے شریعت کے اصل احکام پر عمل کرانے کے لئے آیا ہوں

51- اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۵۱﴾

51- اللہ ہی ہے
میرا رب اور تمہارا رب
سو تم اسی کی عبادت کرو
یہ ہے راہ ہدایت کی''[15]

52- فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾

52- پھر جب عیسیٰ نے
ان کی طرف سے کفر و انکار محسوس کیا[16]
تو کہا ''کون ہیں میرے مددگار
اللہ کے کام میں؟''[17]
حواریوں نے کہا ''ہم اللہ کی مدد کرنے والے ہیں[18]
ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں
سو ہم پر گواہ رہیں کہ
ہم اس کے فرمانبردار ہیں

53- رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾

53- اے ہمارے پروردگار
ہم اس پر ایمان لائے
جو تو نے نازل کیا ہے

15- ہدایت کی راہ یہ ہے کہ صرف اور صرف اللہ ہی کی عبادت کی جائے جو سب کا پروردگار ہے

16- یہ اس وقت کے بارے میں ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی طرف سے سونپے گئے مشن کا آغاز کر دیا ہوا تھا اور بہت سے مفاد پرست اور دنیا دار لوگ اس مشن کے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخالف ہو گئے تھے

17- یعنی تم میں سے کون اللہ کی طرف سے مجھے سونپے گئے مشن کی تکمیل میں میرا ساتھ دے گا

18- اس زمانہ میں یروشلم میں یہودیوں کا ایک گروہ ہوتا تھا جو اپنے دین کے اخلاقی ضابطہ اور دل کی صفائی پر سختی سے عمل کرتا تھا اور دوسروں کو ایسا کرنے کی تبلیغ کرتا تھا Essenes نامی ایک یہودی کا دعویٰ تھا کہ خداوند اس کا باپ ہے اس کے ماننے والوں کو بھی حواری یعنی سفید پوش کہا جاتا تھا اس فرقہ کے لوگ شادی نہیں کرتے تھے (اگرچہ اس پر سختی سے عمل نہیں کیا جاتا تھا) وہ دنیاوی لذتوں کو گناہ سمجھتے تھے قول کے پکے اور وفا میں بے مثل تھے وہ روح کی بقاء اور جزا و سزا پر ایمان رکھتے تھے مگر وہ زوال موسوی شریعت کے اصولوں پر عمل نہیں کرتے تھے نہ مندروں میں عبادت میں شامل ہوتے تھے اور نہ ہی یہودیوں کی مذہبی رسومات میں شریک ہوتے تھے ان کے اعمال و عقائد صوفیوں جیسے ہوتے تھے اپنی فکری اور عملی صفائی کے حوالے سے اس جماعت کے ارکان سفید کپڑے پہنتے تھے اور اس جماعت کے ارکان کو ''حواری'' کہا جاتا تھا اہل علم نے حواری سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شاگرد بھی لکھا ہے جن کی اکثریت کپڑے دھو کر صاف کرنے والوں یا دھوبیوں کی بتائی جاتی ہے اور ان کے پیشہ کے حوالے سے انہیں ''حواری'' یعنی صاف اور سفید کرنیوالے بتایا جاتا ہے مگر وہ جو بھی کوئی تھے اللہ کی طرف سے سونپے گئے مشن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیچھے چلنے والے تھے ان کے ساتھی اور تعاون کرنے والے ہوتے تھے

اور ہم رسول کی پیروی کرتے ہیں
پس ہمیں گواہوں میں شامل کر لے“

54- وَ مَكَرُوْا وَ مَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۟ ع

54- اور انہوں نے سازش تیار کی [19]
اور اللہ نے تدبیر کی
اور اللہ
سب تدبیر کرنے والوں سے برتر ہے

6

55- اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَىَّ وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ جَاعِلُ

55- یاد کرو وہ وقت جب اللہ نے کہا تھا
”اے عیسیٰ میں تو تمہاری زندگی پوری کر رہا ہوں [1]

19- مَكَرُوْا: کا مطلب خفیہ طریقے سے کوئی منصوبہ بنانا یا تدبیر کرنا ہے ایسی تدبیر اچھے کام کے لئے بھی ہو سکتی ہے اور برے کام کی سازش بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمنوں نے یروشلم کے رومی حکمران کے ساتھ مل کر انہیں پھانسی دلوانے کی سازش کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنی تدبیر سے اسے ناکام بنا دیا اللہ تدبیر کرنے والوں میں سب سے برتر ہے کا مطلب اللہ کی طرف سے انسانوں پر یہ واضح کرنا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے دشمنوں کی وہ سازش تو اللہ نے خود اپنی تدبیر سے ناکام بنا دی تھی اس لئے جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لٹکا دیا گیا تھا وہ غلط کہتے ہیں ایسا تو اسی صورت میں ممکن ہو سکتا تھا جب اللہ تعالیٰ ان کی سازش ناکام بنانے پر قادر نہ ہوتے اس لئے جو لوگ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھا دیا گیا تھا ان کا اللہ تعالیٰ پر ایمان ہی ناقص ہے

1- یہودی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی چڑھا دیا گیا تھا اور سولی پر ان کی موت کے بعد انہیں دفن کر دیا گیا تھا عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو واقعی سولی پر تو چڑھا دیا گیا تھا اور وہ سولی پر ہی فوت بھی ہو گئے تھے مگر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں پھر سے زندہ کر کے آسمانوں پر اٹھا لیا تھا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ”حقیقت میں انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا اور نہ انہوں نے انہیں سولی پر چڑھایا بلکہ معاملہ ان کے لئے مشکوک کر دیا گیا اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ بھی دراصل شک میں پڑے ہوئے ہیں وہ بھی اس کا علم نہیں رکھتے وہ محض وہم و گمان کی پیروی کرنے والے ہیں اور انہوں نے اسے بلاشبہ قتل نہیں کیا“ (4:157) اور یہی مسلمانوں کا عقیدہ ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر نہیں چڑھایا گیا تھا اور جب سولی پر چڑھایا ہی نہیں گیا تھا تو انہیں قتل کیسے کیا جا سکتا تھا اور وہ سولی پر موت سے ہمکنار کیسے ہو سکتے تھے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”اور انہوں نے سازش تیار کی اور اللہ نے تدبیر کی اور اللہ برتر ہے سب تدبیر کرنے والوں سے“ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمنوں نے انہیں قتل کرنے کی جو سازش تیار کی تھی اللہ نے اپنی تدبیر سے وہ ناکام بنا دی تھی کیسے ناکام بنا دی تھی؟ اس آیت میں اللہ تعالیٰ بتاتے ہیں کہ ہم نے کہا ”اے عیسیٰ علیہ السلام میں تیری زندگی پوری کر رہا ہوں“ (اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ) لغت اور مادہ کے حوالے سے ”تَوَفّٰى“ اور ”وَفّٰى“ کے معنی ہیں ”کسی چیز کی تکمیل کر دینا“ اور ”اسے اپنی تحویل میں لے لینا اور تحویل میں بھی پورا پورا لینا“ انسان جب مر جاتا ہے تو مٹی سے بنائے جسم سے روح پوری پوری نکل جاتی ہے اور اس کے نکل جانے سے جسم کسی عمل کے قابل نہیں رہتا روح سے وابستہ سارے اختیارات اور ◄◄

الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَیْنَكُمْ فِیْمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾

اور تمہیں اپنی طرف اٹھا رہا ہوں [2]

اور میں تمہیں ان لوگوں کی صحبت سے پاک کرنے والا ہوا

جنہوں نے کفر کیا ہے

اور میں دینے والا ہوں ان لوگوں کو

جو تیری پیروی کریں

برتری

ان لوگوں پر جنہوں نے تیرا انکار کیا ہے

◄◄ اعمال وسکنات اللہ تعالیٰ پورے پورے یعنی مکمل طور پر سلب کر لیتے ہیں اس حوالے سے اس کے ایک معنی موت کے بھی ہیں سورۃ الانعام میں ہے وَ هُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ ''وہ ذات وہ ہے جو تمہیں رات کے وقت اپنی تحویل میں لے لیتی ہے'' یہاں اس سے مراد نیند ہے کہ نیند میں بھی روح کے جملہ افعال معطل ہو جاتے ہیں مگر انسان کو موت نہیں آئی ہوتی وہ ہوتا اسی دنیا میں ہے روح اور جسم کی جدائی نہیں ہوئی ہوتی اور ''اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا ۚ'' یعنی اللہ مار دیتا ہے جانوں کو جب ان کی موت کا وقت آ جائے اور جو نہیں مرتیں انہیں ان کی نیند میں'' اس لئے ''(اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ)'' کا بھی مطلب ہے کہ ''میں تمہیں مارنے والا ہوں'' اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ''پورا پورا اپنی تحویل میں لے لیا'' مطلب یہ کہ مسیح کو سازش کرنے والوں سے بچا لیا تھا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ سولی دی گئی تھی نہ قتل کیا گیا تھا بلکہ اللہ نے اپنی تدبیر سے انہیں صحیح سالم بچا لیا تھا اور سازش کرنے والوں کو شک وشبہ میں ڈال دیا تھا کہ ان کے ساتھ ہو کیا گیا ہے

2- وَرَافِعُكَ اِلَیَّ کے معنی ہیں ''میں تجھ کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں'' کیسے؟ اس بارے میں بھی اہل علم نے ''**متشابہات**'' کا ٹھیک ٹھیک مفہوم متعین کرنے کے لئے بڑی لمبی چوڑی بحثیں کی ہیں کیا اس کا مفہوم ہر کسی کو سمجھ نہیں آ جاتا کہ ''جب فلاں کا وقت آ گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اٹھا لیا''. کیا کسی کو اس کا مفہوم بھی سمجھ نہیں آتا جب کہا جاتا ہے ''اے اللہ اس ظالم و جابر کو اٹھا لے'' بعض اہل علم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''میں تمہیں بلند مرتبہ دینے والا ہوں'' جیسا کہ حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ''وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِیًّا'' کہ ''ہم نے انہیں بلند مرتبہ عطا کر دیا'' محمد اسد کی اس رائے میں وزن ہے کہ ''قرآن میں اس کا کوئی واضح ثبوت نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ و سلامت جسم اور روح سمیت جنت میں پہنچا دیا گیا تھا ''میں تجھ کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں'' کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''میں تمہیں اپنی رحمت سے بلند مرتبہ دے رہا ہوں''(The Message of the Quran 4:157 Note 172) اور اللہ نے اپنے سب نبیوں کو اپنی رحمت سے بلند مرتبہ عطا کیا ہے جن لوگوں کو انکار کرنے والے یا کافر کہا گیا ہے ان سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تھا اور جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور اس پیغام کو ماننے سے انکار کر دیا تھا جو اللہ نے ان کے ذریعے بھیجا تھا اور وہ لوگ تھے اس وقت کے یہودی اور رومی

روز قیامت تک [3]
پھر تم سب کو لوٹ کر میرے پاس آنا ہے
سو میں فیصلہ کروں گا تمہارے درمیان
ان باتوں کا جن میں تم آپس میں اختلاف کرتے ہو [4]

56- فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾

56- سو جو لوگ انکار کرتے ہیں حق کا
پس میں انہیں عذاب دوں گا
شدید عذاب
دنیا میں اور آخرت میں
اور نہیں ہے ان کے لئے کوئی مدد کرنے والا [5]

57- وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۷﴾

57- اور وہ لوگ جو ایمان لائیں
اور نیک عمل کریں

3- اللہ قیامت تک کس کو برتر رکھے گا؟ اور کس پر برتر رکھے گا؟ کیا اس سے مراد عیسائیوں کو برتر رکھنا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں؟ اور یہودیوں پر غالب رکھنا مراد ہے جیسا کہ بعض اہل علم نے اس آیت کے حوالے سے لکھا ہے؟ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا فرزند مانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اس کی متعدد مقامات پر تردید فرماتے ہیں تو پھر قرآن کی روشنی میں عیسائی اپنے عقائد کے حوالے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرنے والے کیسے ہوگئے؟ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی پیغمبر بھیجے وہ ایک ہی دین کی دعوت دیتے رہے ہیں جس کی تکمیل کے لئے اللہ کی طرف سے آخر میں بھیجے گئے پیغمبر تو اللہ کے آخری رسول محمد ﷺ ہیں اور وہ دین حق اسلام ہے جس کی طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان سے پہلے آئے سب نبی دعوت دیتے رہے ہیں لہٰذا عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرنے والے نہیں اس سے مراد فوری طور پر تو ان نجرانی عیسائیوں پر غلبہ دینا ہے جن کے حوالے سے یہ آیات نازل ہوئی تھیں اور اس کے نزول کے تھوڑے ہی عرصہ بعد اللہ نے دین اسلام کو فکری، عملی اور سیاسی طور پر اسلام کا انکار کرنے والے نجرانیوں پر غلبہ عطا کر دیا تھا قیامت تک

4- جھگڑا کس بات کا تھا اور آج بھی ہے؟ قرآن کریم کی یہ آیات اس وقت اللہ کے آخری نبی محمد ﷺ پر نازل ہوئی تھیں جب نجران کے عیسائیوں کا وفد مدینہ آیا تھا اور انہوں نے بعض سوال اٹھائے تھے جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اللہ کا ''کلمہ'' ہونے کا سوال بھی تھا اللہ تعالیٰ کے مخاطب یہودی بھی ہیں اور عیسائی بھی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مشرکانہ عقائد رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب سے مخاطب ہیں کہ تم سب نے لوٹ کر میرے پاس ہی آنا ہے میں اس روز فیصلہ کر دوں گا کہ اللہ کا سچا دین کون سا ہے اور اس سے انکار کس وقت کس نے کیا تھا اور تمہیں اللہ کے آخری نبی ﷺ کی دعوت اور حق سے انکار کی سزا دوں گا

5- اللہ تعالیٰ عیسائیوں سے مخاطب ہیں اور فرماتے ہیں کہ دین اسلام کو ماننے سے انکار کی جب تمہیں سزا دی جائے گی تو وہاں کوئی تمہاری مدد کرنے نہیں آئے گا اللہ کا وہ نبی بھی تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکے گا جس کے بارے میں تم نے باطل عقائد گھڑ رکھے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تھی تو دنیا میں سب سے مضبوط رومیوں کی حکومت تھی جس کے بادشاہ کو عیسائی زمین پر اللہ کا نمائندہ مانتے تھے اور تھوڑے ہی عرصہ میں اللہ نے اپنے دین کو ان پر غلبہ عطا کر دیا تھا اور کوئی بھی ان کی مدد کو نہیں آیا تھا

تو انہیں ان کا پورا پورا اجر دیا جائے گا
اور اللہ بے انصافوں سے محبت نہیں رکھتا"[6]

58- ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿٥٨﴾

58- یہ ہے وہ جو ہم پڑھتے ہیں تیرے لئے
نشانیوں میں سے
اور بیانِ حکمت [7]

59- اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٥٩﴾

59- عیسیٰ کی مثال تو اللہ کے ہاں
آدم کی مثال جیسی ہے
اسے مٹی سے بنایا گیا تھا
پھر اسے کہا "ہوجا"
اور وہ ہو گیا تھا[8]

60- اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿٦٠﴾

60- یہ ہے اصل حقیقت
جو بیان کی گئی ہے
تیرے رب کی طرف سے [9]
سو تم ان میں سے نہ ہو جانا
جو شک کرتے ہیں [10]

6- ظالموں یعنی بے انصافوں سے یہاں مراد دین حق کا انکار کرنے والے ہیں

7- تلاوت کا مطلب اللہ کی کتاب پڑھنا اور اس کا بیان ہے اللہ تعالیٰ اپنے نبی محمد ﷺ سے فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی جو آیات ہم آپ پر نازل کر رہے ہیں اور جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اصل حقائق بیان کئے جا رہے ہیں یہ آیات قرآن کریم کے اللہ کی کتاب اور آپ ﷺ کے اللہ کا رسول ہونے کی نشانیاں ہیں اور اللہ کی اس حکمت کا بیان ہیں جس کے ذریعے اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بنایا اور اٹھایا تھا

8- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا اور اپنے کلمہ "کُنْ" سے اس میں روح ڈال دی تھی ہم نے کہا "ہوجا" اور اس مٹی کے بنے آدم علیہ السلام میں ہمارے امر سے روح پیدا ہو گئی تھی اور وہ چلنے پھرنے والا انسان بن گیا تھا حضرت آدم علیہ السلام کی اپنے کلمہ "کن" کے ذریعے پیدائش کے حوالے سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے ہی ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت بھی "کُنْ" کہا تھا اور وہ ہو گیا تھا اس طرح دونوں کی پیدائش کا حال ایک جیسا ہی ہے

9- یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی حکمت کے ذریعے پیدا کرنے کی اصل حقیقت یہی ہے جو اللہ تعالیٰ خود بیان کر رہے ہیں وہ نہیں جو عیسائی کہتے ہیں

10- اس حقیقت میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اللہ کا بندہ ہونے میں جو شک کرتے ہیں ان کی باتیں درست نہ مان لینا

61- فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ
فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا
وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ
فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿٦١﴾

61- پس جو کوئی تجھ سے اس بارے میں جھگڑا کرے
اس کے بعد بھی جو تیرے پاس
مکمل آگاہی آچکی ہے [11]
تو اس سے کہیں
''آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو [12]
اور اپنی خواتین کو اور تمہاری خواتین کو
اور اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو
پھر گڑگڑا کر دعا کریں
اور اللہ کی لعنت مانگیں
ان کے لئے جو جھوٹے ہیں''

62- اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ
اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٦٢﴾

62- بلاشبہ یہی ہے
جو اصل حقیقت کا بیان ہے
اور نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے
اور یقیناً اللہ ہی زبردست غالب اور حکمت والا ہے [13]

11- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور موت کے بارے میں سب آگاہی فراہم کردی ہے آپ انہیں اللہ کا بیٹا ماننے والون کو بتادیں کہ مسلمانوں کا ان کے بارے میں کیا عقیدہ ہے اور یہ کہ اس عقیدے کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی وحی ہے

12- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد بھی اگر نجران کے وفد والے نہ مانیں اور عقیدے کے بارے میں آپ سے جھگڑا کریں تو انہیں کہو کہ آؤ پھر ہم مل کر اللہ سے دعا کریں کہ ہم میں سے جس کا عقیدہ جھوٹا ہے اللہ اس پر لعنت کرے تاکہ یہیں فیصلہ ہوجائے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو یہ حکم دیا تو آپ ﷺ اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور نواسوں حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو لے آئے تھے اور نجران کے وفد کے ارکان نے باہمی مشورہ سے مل کر دعا کرنے کی بجائے جزیہ دینے کا معاہدہ کرتے ہوئے اللہ کے اس حکم پر عمل سے بھی روگردانی کی تھی

13- معبود اللہ اور صرف اللہ ہی ہے وہی غالب ہے اور وہی حکمت کامل کا مالک ہے اس میں کوئی اور شریک نہیں مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی نہیں

63- فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ۝٦٣ ع

63- پھر اگر وہ پھر جائیں
تو اللہ تو فساد پھیلانے والوں کو اچھی طرح جانتا ہے [14]

7

64- قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝٦٤

64- کہیے ”اے اہل کتاب اس بات کی طرف آ جاؤ
جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے
یہ کہ ہم نہ عبادت کریں
مگر اللہ ہی کی
اور ہم نہ شریک کریں اس کے ساتھ
کسی بھی چیز کو [1]
اور نہ بنائے ہم میں سے کوئی
اپنے میں سے کسی کو
اپنا رب
سوائے اللہ کے“ [2]
پھر اگر وہ اس بات سے منہ موڑیں
تو ان سے کہہ دو ”گواہ ہو جاؤ
ہم نے تو اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے“ [3]

14- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو حق کو تسلیم نہیں کرتا اور جھوٹے پر لعنت کی دعا سے بھی روگردانی کرتا ہے وہ فساد پھیلاتا ہے وہ حق کا متلاشی نہیں فسادی ہے

1- کلمہ یا بات کا یہاں مطلب ہے عقیدہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ یہودیوں اور عیسائیوں سے کہہ دیں کہ تمہاری کتب میں حکم ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کرنا ہم بھی اللہ اور صرف اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں اس حوالے سے تم میں اور ہم میں عقیدہ توحید پر اشتراک ہے تو پھر آؤ اس پر مل کر عمل کریں

2- یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں عیسائیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہی عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان یہودیوں اور عیسائیوں سے کہو کہ ”ہم سے کوئی بھی کسی بھی بندے کو اپنا رب نہ مانے“ یعنی وہ اس عقیدہ پر مسلمانوں سے متفق ہو جائیں اور اللہ کے سوا کسی کو معبود نہ مانیں

3- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر یہودی اور عیسائی اس پر اتفاق نہ کریں اور اس دعوت سے روگردانی کریں تو تم ان سے کہہ دو کہ ہم تو مسلمان ہیں ہم نے تو اللہ کے اس حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے

65- يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَمَاۤ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۵﴾	65- اے اہل کتاب تم ابراہیم کے معاملے میں کس لئے جھگڑتے ہو حالانکہ نہیں اتاری گئی تھیں تورات اور انجیل مگر اس کے بعد ہی تو کیا تمہیں اس کی بھی سمجھ نہیں؟[4]
66- هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾	66- جان لو کہ تم وہی تو ہو جو جھگڑا کیا کرتے تھے ان باتوں میں بھی جن کا تمہیں کچھ علم تھا تو کیوں جھگڑتے ہو تم ان باتوں میں جن کا تمہیں کچھ بھی علم نہیں اور اللہ جانتا ہے اور تم تو وہ ہو جو ہرگز نہیں جانتے[5]
67- مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۶۷﴾	67- نہیں تھا ابراہیم یہودی اور نہ عیسائی اور لیکن وہ حنیف مسلمان تھا[6] اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھا

4- یہودی کہتے تھے کہ ابراہیم علیہ السلام یہودی ہیں عیسائی کہتے تھے کہ نہیں وہ تو عیسائی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا تمہیں اتنی بھی سمجھ نہیں کہ جن کتابوں کی بنیاد پر تم یہودی اور عیسائی بنے ہوئے ہو یعنی تورات اور انجیل یہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد کی ہیں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت یہ کتابیں تھیں ہی نہیں تو وہ یہودی یا عیسائی کیسے ہو سکتے ہیں؟

5- یعنی تم یہودی اور عیسائی وہی تو ہو جو اپنے اپنے دین کے معاملات کے بارے میں بھی جھگڑتے رہے ہو آپس میں بھی اور دوسروں سے بھی اپنے اپنے اس دین کے بارے میں تو تم کچھ جانتے بھی تھے مگر اب تم اس چیز کے بارے میں جھگڑ رہے ہو جس کے بارے میں تمہیں کچھ بھی علم نہیں اللہ تو اس دین کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے اور وہی اسے سچا دین قرار دے رہا ہے

6- اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں بتاتے ہیں کہ وہ نہ تو اس مذہب پر تھے جس پر یہودی چل رہے ہیں اور نہ ہی اس مذہب پر تھے جس پر عیسائی چل رہے ہیں بلکہ وہ تو حنیف مسلمان تھے حنیف اسے کہتے ہیں جو ہر طرف سے منہ پھیر کر پوری یکسوئی کے ساتھ ایک ہی راہ پر چلے یعنی صرف اللہ کی عبادت کرنے والا ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام حنیف مسلمان تھے یعنی وہ صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے اور انہوں نے اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہوا تھا

68- اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٨﴾	68- بلاشبہ انسانوں میں سے ابراہیم کے نزدیک ترین تو وہ لوگ ہیں جو ان کی پیروی کرتے تھے اور یہ نبی ہیں اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں [7] اور اللہ اہلِ ایمان کا کارساز ہے
69- وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٦٩﴾	69- خواہش رکھتا ہے اہل کتاب میں سے ایک گروہ کہ وہ تمہیں راہ راست سے بھٹکا دیں اور نہیں گمراہ کر رہے وہ لوگ کسی کو مگر اپنے آپ کو ہی اور انہیں اس کا شعور نہیں [8]
70- يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿٧٠﴾	70- اے اہل کتاب تم کیوں انکار کرتے ہو اللہ کی ان آیات کا جبکہ تم خود ان کے گواہ ہو؟ [9]

7- یہودی اپنے کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تعلق رکھنے والے کہتے ہیں یہی دعویٰ عیسائیوں کا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں گروہ غلط کہتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عقیدہ اور ان کی دعوت کے حوالے سے ان کے نزدیک ترین وہ لوگ ہیں جو ان کے پیروکار تھے اور ہیں اور اب حضرت ابراہیم سے ایسا تعلق رکھنے والے اللہ کے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ کا خوف زندہ ہے اور اس خوف کی وجہ سے وہ محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر رہے ہیں یہودی اور عیسائی تو اپنے عقائد اور اعمال کی وجہ سے ان سے کوئی بھی تعلق نہیں رکھتے اگر واقعی یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیروکار ہوتے تو مسلمان ہو چکے ہوتے حنیف اور مسلمان ہوتے

8- اہل کتاب یعنی یہودی اور عیسائی اللہ کے دین اور قرآن کریم کے بارے میں لوگوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کے لئے ایسی بحثیں کرتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام ان کے دین پر تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ وہ چاہتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو گمراہ کر دیں لیکن وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکتے ایسا کر کے وہ خود ہی گمراہی کی راہ پر پختہ ہوتے جا رہے ہیں مدینہ کے یہودیوں کی کوشش اور خواہش ہوتی تھی کہ ان کے مقابلے میں اللہ کے دین کی قوت میں اضافہ نہ ہو اسی مقصد کے حصول کے لئے وہ ایسی کوششیں کرتے رہتے تھے اور ناکام رہے تھے

9- یعنی جن کتابوں کو تم مانتے ہو ان میں تو اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد اور نشانیوں کا حوالہ موجود ہے اس حوالے سے تم جانتے ہو کہ قرآن اللہ کی سچی کتاب ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس دین کی دعوت دیتے ہیں وہی اللہ کا سچا دین ہے

ع ٨/١٥

71- يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ
وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٧١﴾ ع

71- اے اہل کتاب
تم کیوں حق کو باطل کا لبادہ پہناتے ہو؟[10]
اور کیوں چھپاتے ہو حق کو
جان بوجھ کر؟

8

72- وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ
اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا
اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٧٢﴾ ج

72- اور اہل کتاب میں سے ایک گروہ کہتا ہے
''ایمان لے آیا کرو اس پر
جو نازل ہوا ہے اوپر اہل ایمان کے
دن کے پہلے حصہ میں
اور انکار کر دیا کرو اس کا
دن کے آخری حصہ میں[1]
شاید کہ وہ لوٹ آئیں[2]

10- تم خوب جانتے ہو کہ جس دین کی دعوت محمد رسول اللہ ﷺ دیتے ہیں وہی اللہ کا سچا دین ہے تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ اس کے مقابلے میں جھوٹ کیا ہے مگر تم حق اور سچ کو باطل کے ذریعے چھپاتے ہو اور یہ سب کچھ تم جان بوجھ کر کرتے ہو

1- اہل کتاب میں کچھ لوگ (اپنوں) یعنی اپنے مذہب والوں سے کہتے ہیں کہ تم صبح تو مسلمانوں سے کہا کرو کہ ہم بھی مسلمان ہو گئے ہیں اور شام کو کہا کرو کہ نہیں ہم تو اپنے پہلے مذہب پر جا رہے ہیں دن کے پہلے حصے میں مسلمان ہو جانے اور آخری حصہ میں انکار کر دینے سے مراد ہے کہ تھوڑا ہی عرصہ بعد پھر سے اپنے دین پر واپس آ جایا کرو ایسا کون کہہ سکتے تھے؟ وہی کہ جن کی ان کے ہم مذہب بات مانتے تھے اور وہ مدینہ کے یہودیوں کے دینی اور دنیاوی پیشوا ہی ہو سکتے تھے

2- وہ لوٹ آئیں سے مراد وہ لوگ ہیں جو مسلمان ہو چکے تھے ''لوٹ آئیں'' سے مراد ہے کہ وہ اسلام ترک کر کے پھر سے اپنے پرانے مذہب پر آ جائیں وہ کیوں اور کیسے؟ صبح کو اسلام لانے والے کہیں کہ ''ہم تو پورے خلوص سے مسلمان ہوئے تھے جب قریب سے دیکھا تو اندازہ ہوا کہ اسلام کی تعلیمات کی روح وہ تو نہیں جو ہم سمجھے تھے ہم نے تو اسے ہدایت سمجھ کر قبول کر لیا تھا مگر یہ تو ہدایت نہیں اس لئے ہم نے اسے چھوڑ دیا'' منصوبہ یہ بنایا گیا تھا کہ جب اہل کتاب میں سے لوگ ایسا کریں گے تو اسلام قبول کر لینے والوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا ہو جائیں گے اور وہ سوچیں گے کہ یہ تو اہل کتاب تھے انہیں تو اللہ کی طرف سے بھیجی ہدایت کی پہچان تھی یہ جو اسلام قبول کر کے چھوڑ جاتے ہیں تو (نعوذ باللہ) قرآن اور اسلام سچی ہدایت نہیں ''شاید'' لفظ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ کے دین کے خلاف ایسا منصوبہ بنانے والوں کو بھی یقین نہیں ہوتا تھا کہ واقعی ان کی چال کامیاب رہے گی اس کے باوجود انہوں نے یہ چال چلنے کا پروگرام بنا لیا تھا کہ ہو سکتا ہے کچھ لوگ لوٹ ہی آئیں

73- وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿ۚ۷۳﴾	73- اور نہ ماننا کسی کو مگر اسی کو جو پیروی کرتا ہو تمہارے اپنے دین کی"[3] کہہ دیجئے "بلاشبہ سچی ہدایت تو وہی ہے جو اللہ کی طرف سے ہدایت ہے[4] وہ جواب بھیجی گئی ہے ایک اور شخص کی طرف جیسے کہ وہ تمہاری طرف بھیجی جاتی تھی" یا وہ تمہارے بارے میں تمہارے رب سے جھگڑ رہے ہیں؟

3- وہ اپنی قوم والوں سے یہ بھی کہتے تھے کہ ہم تو اللہ کی منتخب قوم ہیں ہم سے باہر والے کسی کو کیسے نبوت مل سکتی ہے؟ اس لئے تم میں سے کوئی ایسے کسی کو نبی نہ مانے جو ہم میں سے نہ ہو یعنی ہمارے نسلی مذہب کی پیروی نہ کرتا ہو مطلب یہ کہ محمد بن عبداللہ ﷺ کی دعوت قبول نہ کرنا یہ ان یہودیوں کے اس باطل عقیدے کی طرف اشارہ ہے کہ رسول بنی اسرائیل سے ہی ہو سکتا ہے

4- اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ ایسا دعویٰ رکھنے والوں سے کہہ دیں کہ سچی ہدایت تو وہی ہوتی ہے جو اللہ کی طرف سے ہو اور جس کی دعوت کا مشن اب اللہ نے مجھے سونپ دیا ہے جس طرح پہلے تمہیں یعنی بنی اسرائیل سے تعلق رکھنے والے نبیوں کو ایسا مشن سونپا جاتا رہا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ جو کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل سے باہر سے تو کوئی نبی ہو ہی نہیں سکتا تو کیا یہ تمہارے رب سے لڑ رہے ہیں؟ اس سے اختلاف رکھتے ہیں کہ وہ تو ایسا کر ہی نہیں سکتا تھا کیوں بنا دیا ہے اس نے بنی اسرائیل سے باہر سے رسول؟

مختلف اہل علم نے اس آیت کا مفہوم مختلف بیان کیا ہے بعض کا خیال ہے کہ "اور کہتا ہے ایک گروہ اہل کتاب میں سے" لے کر آیت 73 کے پہلے حصہ "مگر اسی کو جو پیروی کرتا ہو تمہارے دین کی" تک وہی مشورہ ہے جو اہل کتاب کا ایک گروہ اپنوں کو دیتا تھا درمیان میں، کہہ دیجئے "بلاشبہ سچی ہدایت تو وہی ہے جو اللہ کی طرف سے ہدایت ہو" اللہ کی طرف سے ایک جملہ معترضہ ہے جس کا پہلے حصہ سے اور بعد والے حصہ سے کوئی تعلق نہیں اسکے بعد "اَنْ يُّؤْتٰٓى" سے "عِنْدَ رَبِّكُمْ" تک کے حصہ کا تعلق اسی پہلے والے اہل کتاب کے گروہ کے اپنوں کو مشورہ دینے سے ہے اور وہ اپنوں سے کہتے ہیں کہ "اس بات کا بھی یقین نہ کرو کہ کسی اور کو اس جیسا دیا جائے جیسا تم دیئے گئے ہو" یا "تم سے تمہارے رب کے پاس جھگڑا کریں گے" اور کہہ دیجئے کہ "فضل اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے" سے اگلا بیان شروع ہو جاتا ہے

بعض دیگر اہل علم نے "بلاشبہ سچی ہدایت تو وہی ہے جو اللہ کی طرف سے ہدایت ہے" کے اگلے حصہ کا ترجمہ کیا ہے کہ "اور تم یہ سب اس حسد اور غصہ میں کر رہے ہو کہ کسی اور کو وہ چیز مل گئی ہے جو تمہیں ملی تھی" یا یہ کہ "وہ جنہیں یہ ہدایت ملی ہے تمہارے پروردگار کے ہاں غالب آ جائیں" یعنی یہ ان کے رویہ اور اللہ کی سچی ہدایت قبول نہ کرنے کا سبب بیان کیا گیا ہے کہ وہ اپنے نسلی تفاخر اور باطل عقیدے کی وجہ سے حق کو ماننے پر تیار نہیں ہو رہے

کہہ دیجئے ''بلاشبہ فضیلت تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے
وہ عطا کر دیتا ہے یہ جسے چاہے
اور اللہ ہے بہت ہی وسعت والا
سب کچھ جاننے والا[5]

74- يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾

74- وہ چن لیتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ
جس کو چاہے
اور اللہ ہے صاحبِ فضلِ عظیم''

75- وَمِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْھُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَاۗىِٕمًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾

75- اہل کتاب میں کوئی ایسا بھی ہے کہ
اگر تو امانت رکھے اس کے پاس سونے کا ڈھیر[6]
وہ تمہیں وہ مال واپس کر دیتا ہے
اور ان میں وہ بھی ہے کہ
اگر تو امانت رکھے اس کے پاس ایک دینار
وہ نہیں واپس دیتا تمہیں وہ دینار
مگر تب ہی کہ تو اس کے سر پر کھڑا رہے
یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ
''نہیں ہے ہم پر ان پڑھوں کے بارے میں کوئی راہ''[7]
اور وہ اللہ کے بارے میں جھوٹ گھڑتے ہیں[8]
اور وہ یہ سب کچھ جانتے ہیں

5- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان اہل کتاب کو بتا دو کہ فضیلت جو بھی ہے اس کا مالک اللہ ہی ہے اور وہ جسے چاہے عطا کر دیتا ہے اور تمہارا یہ عقیدہ باطل اور بے بنیاد ہے کہ نبی اور رسول بنی اسرائیل میں سے ہی آ سکتے ہیں اللہ کی عطاء کسی محدود طبقہ کے لیے مخصوص نہیں وہ جانتا ہے کہ کسے نبوت عطاء کرے

6- ایک قنطار سونا بارہ صد اونس وزن کے برابر ہوتا تھا مراد ہے ڈھیروں سونا

7- ان پڑھ: وہ لوگ جو کوئی آسمانی کتاب نہیں پڑھتے تھے یہودی اپنے علاوہ کسی اور کو اہل کتاب نہیں مانتے تھے ''راہ'' سے مراد راہ ہدایت یا اللہ کی طرف سے حکم ہے مطلب یہ کہ وہ کہتے ہیں کہ ہماری کتاب میں اللہ کا کوئی ایسا حکم نہیں کہ تم غیر یہودیوں کی امانت لازماً واپس کر دو

8- یعنی اللہ کی طرف سے یہودیوں کے علاوہ کسی اور کی امانت واپس کرنے کے بارے میں ہدایت اور رہنمائی کے نہ ہونے کے بارے میں وہ جو کچھ کہتے ہیں اللہ کے بارے میں جھوٹ گھڑ رہے ہیں

76-بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُتَّقِيْنَ ﴿٧٦﴾

76- کیوں نہیں! بلکہ جو کوئی اپنے عہد کو پورا کرے
اور اللہ سے ڈرے
تو اللہ تو
ڈرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے [9]

77-اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ
ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ
وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٧﴾

77- بے شک وہ لوگ جو سودا کر لیتے ہیں
اللہ سے اپنے عہد کا [10]
اور اپنی قسموں کا
تھوڑی سی قیمت کے عوض
وہ لوگ ہیں
جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں
اور نہیں کلام کرے گا ان سے اللہ
اور نہ ہی ان کی طرف دیکھے گا
قیامت کے روز
اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا [11]
اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے

78-وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ
لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَ
يَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ

78- اور ان میں تو
کچھ لوگ ایسے ہیں
جو اپنی زبانوں کو گھما کر کتاب پڑھتے ہیں

9- متقی کے معنی ایسا شخص ہے جس کے دل میں اللہ کا خوف زندہ ہو یعنی اس کے اعمال پر اللہ کے خوف کا غلبہ ہو

10- اللہ کا عہد: حقدار کا حق ادا کرنے کا اللہ سے کیا عہد، جو کوئی اللہ پر ایمان کا اعلان کرتا ہے وہ اللہ کے احکام کی پابندی کا عہد کرتا ہے

11- ان یہودیوں کا یہ جو کہنا ہے کہ اول تو اللہ انہیں آگ میں ڈالے گا ہی نہیں اور اگر ڈال بھی دیا تو ان کے گناہوں سے انہیں پاک کر کے فوراً نکال لے گا یہ درست نہیں اللہ انہیں گناہوں سے ہرگز پاک نہیں کرے گا انہیں اس کے لئے دردناک عذاب دیا جائے گا

وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ ۷۸

تاکہ تو جو نے اسے کتاب میں سے ہی سمجھے
حالانکہ وہ کتاب میں سے نہیں ہوتا[12]
اور وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے
اور وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہوتا
اور وہ اللہ کے بارے میں جھوٹ بولتے ہیں
اور وہ یہ اچھی طرح جانتے ہوتے ہیں

79- مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ
وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ
الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝ ۷۹

79- کسی بشر کے لئے یہ ممکن ہی نہیں
کہ اللہ اس کو عطا کرے
کتاب اور حکم اور نبوت
تو وہ لوگوں سے کہے
"تم اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ"[13]
اور لیکن وہ کہتا ہے "اللہ والے ہو جاؤ
اس کے ذریعے جو کچھ تم کتاب میں پڑھاتے ہو
اور اس کے ذریعے جو تم خود پڑھتے ہو"[14]

12- کتاب سے یہاں مراد یہودیوں اور عیسائیوں کی کتاب ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ بائبل پڑھتے ہوئے جہاں اپنی خواہش کا مطلب اور مفہوم نکالنا چاہیں وہاں اپنی زبانوں کو گھما کر اور بل دے کر پڑھتے ہیں جس سے اس کا مطلب بدل جاتا ہے

13- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ میں اپنے کسی بندے کو راہنما کتاب دوں، فہم و شعور دوں، نبوت دوں اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ دو اور میرے بندے بن جاؤ اللہ کی بجائے میری بندگی کرو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی، فراست دی، نبوت دی اور عیسائی ان کی پوجا کرنے لگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ جو کچھ تم کر رہے ہو عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نے تو تمہیں ایسا کرنے کو نہیں کہا تھا یہ تم ان کی تعلیمات کے خلاف ایسا کر رہے ہو

14- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا ایسا بندہ تو اپنے پیروکاروں کو حکم دیتا ہے کہ اللہ کی جو کتاب تم پڑھتے ہو اور لوگوں کو پڑھاتے ہو اللہ کی مخلوق سے اس پر عمل کروانے میں ان کے رہنما بن جاؤ یعنی اس کے ماننے والے تو لوگوں سے اللہ کے احکام پر عمل کرنے اور کرانے والے ہوتے ہیں

80- وَلَا يَاۡمُرَكُمۡ اَنۡ تَتَّخِذُوا الۡمَلٰٓـئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرۡبَابًا‌ ؕ اَيَاۡمُرُكُمۡ بِالۡكُفۡرِ بَعۡدَ اِذۡ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ۝٨٠ ع

80- اور وہ تمہیں ہرگز نہیں حکم دیتا کہ
تم فرشتوں کو اور نبیوں کو اپنا رب بنالو [15]
کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دے گا
اس کے بعد کہ
تم اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر چکے ہو؟ [16]

9

81- وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِيۡثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيۡتُكُمۡ
مِّنۡ كِتٰبٍ وَّحِكۡمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مُّصَدِّقٌ
لِّمَا مَعَكُمۡ لَتُؤۡمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنۡصُرُنَّهٗ‌ ؕ قَالَ
ءَاَقۡرَرۡتُمۡ وَاَخَذۡتُمۡ عَلٰى ذٰ لِكُمۡ اِصۡرِىۡ‌ ؕ قَالُوۡۤا
اَقۡرَرۡنَا‌ ؕ قَالَ فَاشۡهَدُوۡا وَاَنَا مَعَكُمۡ مِّنَ الشّٰهِدِيۡنَ ۝٨١

81- اور یاد کرو جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا تھا
پختہ عہد کہ
میں تمہیں جو کچھ بھی دوں
کتاب اور حکمت میں سے
تو پھر جب آئے تمہارے پاس کوئی رسول
تصدیق کرنے والا اس کی جو تمہارے پاس ہو
تو تم ضرور ایمان لانا اس پر
اور ضرور اس کی مدد کرنا
اور پوچھا تھا ''کیا تم اقرار کرتے ہو؟
اور میرے اس عہد کی ذمہ داری اٹھاتے ہو؟''
انہوں نے کہا تھا ''ہاں ہم اقرار کرتے ہیں''

15- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا ایسا کوئی بندہ دوسروں کو حکم نہیں دے سکتا کہ وہ فرشتوں اور اللہ کے نبیوں کو اپنا پروردگار ماننا شروع کر دیں کیونکہ جس بھی کسی کے پاس فراست اور اللہ کی طرف سے دی ہدایت ہو وہ ایسا کر ہی نہیں سکتا

16- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ کو چھوڑ کر کسی بھی اور کی عبادت اور کسی بھی اور سے مرادیں مانگنا کفر ہے اور اللہ کا ہر نبی لوگوں کو صرف اللہ ہی کی عبادت کرنے اور اسی سے مرادیں مانگنے کی ہدایت کیا کرتا ہے اور جو بھی کوئی اس کی پیروی کرتا ہے وہ تو مسلمان ہوتا ہے اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر چکا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ کیا ایسا ممکن ہے کہ جو لوگ کسی نبی کی پیروی کرتے ہوں مسلمان ہو چکے ہوں وہ ان سے کہے کہ پھر سے کافر ہو جاؤ؟

	اللہ نے کہا ''تو گواہ رہو اور میں تمہارے ساتھ ہوں گواہی دینے والوں میں''[1]
82- فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾	82- تو جو کوئی پھر جائے اپنے اس عہد کے بعد تو ایسے لوگ ہیں جو فاسق ہیں''[2]
83- اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾	83- تو کیا یہ لوگ اللہ کے دین کے علاوہ کوئی اور دین چاہتے ہیں؟[3]

1- جو بھی کوئی فرد، گروہ یا قوم اللہ کے کسی نبی کی پیروی کرے وہ اس نبی کے اللہ کے ساتھ عہد اور اللہ کی طرف سے اس نبی کو دیئے ہر حکم پر عمل کرنے کی پابند ہے یہ اس کے اس نبی پر ایمان میں شامل ہے اگر اللہ کے کسی نبی کی پیروی کرنے والا کوئی بندہ اس نبی کے اللہ کے ساتھ کسی عہد اور اس کے لئے اللہ کے کسی بھی حکم پر عمل سے انکار کرتا ہے تو اپنے اس عمل سے وہ اس نبی پر ایمان سے ہی انکار کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ سے تو ہر نبی نے عہد کیا ہوا ہے کہ اگر اس کے ہوتے ہوئے میرا کوئی رسول آئے اور وہ آنے والا کتاب وحکمت میں سے جو کچھ میں نے پہلے نبی کو دیا ہو اس کی اور اس کے نبی ہونے کی تصدیق کرے تو وہ پہلا نبی اس رسول پر ضرور ایمان لائے گا اور اس سے تعاون کرے گا یعنی جو مشن اس کے بعد میں آنے والے رسول کو سونپا گیا ہے اسے پورا کرنے میں لگ جائے گا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سب نبیوں نے میرے ساتھ یہ عہد کیا ہوا ہے اور سب نبی اس عہد کے ایک دوسرے پر گواہ ہیں اور میں خود ان سب پر گواہ ہوں لہذا جو بھی کوئی کسی بھی نبی کی پیروی کا دعویدار ہے اس نبی کے اللہ کے ساتھ اس عہد پر عمل اس کے ایماندار ہونے کا ثبوت اور اللہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے کا بنیادی تقاضہ ہے اگر کوئی ایسا نہیں کرتا تو وہ اس نبی کی پیروی سے ہی عملاً انکار کر دیتا ہے کیونکہ نبیوں نے اللہ سے جو عہد کیا ہوا ہے ان کے پیروکار اس پر عمل کرنے کے پابند ہیں

2- فاسق سے مراد ایسا فرد ہے جو اللہ کی طرف سے متعین راہ ہدایت پر ایمان لانے کے بعد اس پر عمل نہ کرے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو اہل کتاب اللہ کے کسی نبی کو ماننے کے دعویدار ہیں اگر ان میں سے کوئی اس نبی کے اللہ کے ساتھ عہد پر عمل نہیں کرتا تو وہ عملاً راہ ہدایت سے نکل جاتا ہے اس لئے جو اہل کتاب محمد بن عبداللہ ﷺ کی نبوت اور آپ ﷺ پر نازل کتاب قرآن پر ایمان نہیں لا رہے اور اللہ کی طرف سے آپ ﷺ کو سونپے ہوئے مشن کی تکمیل میں تعاون نہیں کر رہے وہ تو اس نبی کے اللہ کے ساتھ عہد سے پھر گئے ہیں جس کے پیروکار ہونے کا وہ دعویٰ رکھتے ہیں اور اس عہد سے پھر جانے کے سبب وہ راہ ہدایت پر عمل نہیں کر رہے اس لئے وہ فاسق ہیں

3- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ کا دین تو اب وہ ہے جس کی طرف محمد ﷺ دعوت دیتے ہیں جو لوگ اس دین پر ایمان نہیں لا رہے کیا وہ کوئی اور دین چاہتے ہیں؟ اللہ اور اس کے دین کو چھوڑ کر وہ کسی اور دین کی تلاش میں ہیں؟ اللہ کا دین تو ایک ہی ہے

84- قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى
اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ
وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۪
لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۫ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿٨٤﴾

حالانکہ اسی اللہ کے سامنے
سرِتسلیم خم کیے ہوئے ہے
جو بھی کوئی چیز آسمانوں میں اور زمین میں ہے
چاہتے ہوئے یا نا چاہتے ہوئے [4]
اور ان سب کو اسی کی طرف لوٹایا جانا ہے [5]
84- کہہ دیجیے ”ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر
اور اس پر جو
نازل کیا گیا ہے ہم پر [6]
اور جو نازل کیا گیا تھا اوپر
ابراہیم کے
اور اسماعیل کے
اور اسحاق کے
اور یعقوب کے
اور اس کی اولاد کے
اور جو دیا گیا تھا

4- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے کائنات کی ہر چیز کے لئے ایک راہ متعین کردی ہوئی ہے اور ہر چیز اس راہ پر چلنے کی پابند ہے جیسے یہ راہ کہ ہر انسان کو بڑھاپا آنا ہی ہے وہ اسے پسند ہو یا نہ ہو اسے اس سے مفر نہیں جو بھی پیدا ہوتا ہے اسے مرنا ہے، اور مرنا تو کسی کو بھی پسند نہیں ہوتا مگر یہ اللہ کا بندوں کے لئے مقرر کردہ راستہ ہے کسی کو پسند ہو یا نہ ہو اللہ نے اس کے لئے جو راہ مقرر کردی ہے اسے اس پر چلنا ہی ہے اسی طرح دنیا میں انسانوں کی رہنمائی کے لئے میں اپنے نبی بھیجتا ہوں اور جس کتاب اور راہ ہدایت کی طرف وہ لوگوں کو دعوت دیتے ہیں وہی دین حق ہے تو جو لوگ اس دین حق سے انکار کررہے ہیں کیا وہ میرے دین کو چھوڑ کر اس کی بجائے اپنے لئے کوئی اور دین چاہتے ہیں؟ اور دین حق تو کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا کہ میں نے تو ہدایت کا کوئی اور راستہ متعین کیا ہی نہیں جو اہل کتاب اپنے نسلی تعصب اور حسد کی وجہ سے اس دین حق کے منکر ہو رہے ہیں وہ عملاً اس بنیادی اصول کو ماننے سے انکار کر رہے ہیں کہ کائنات کی ہر چیز کے لئے راہ عمل بھی وہی متعین کرتا ہے جس نے کائنات بنائی ہے

5- اللہ تعالیٰ دین حق کا انکار کرنے والوں سے فرماتے ہیں کہ کیا تم میں سے کسی کے بس میں ہے کہ وہ لوٹ کر میرے پاس نہ آئے؟ جس طرح ایسا کرنا کسی کے بس میں نہیں اسی طرح دین حق کے مقابلے میں کوئی اور ہدایت کی راہ متعین کرنا بھی کسی کے اختیار میں نہیں

6- جو ہم پر نازل کیا گیا ہے، قرآن کریم

موسیٰ کو اور عیسیٰ کو
اور سب نبیوں کو
ان کے رب کی طرف سے
ہم نہیں فرق کرتے
ان میں سے کسی ایک کے درمیان [7]
اور ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں"

85- وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾

85- اور جو کوئی چاہتا ہے
سوائے اسلام کے کوئی اور دین
تو وہ اس سے ہرگز نہیں قبول کیا جائے گا
اور وہ آخرت میں زیاں کاروں میں سے ہوگا [8]

86- كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۶﴾

86- کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ اس گروہ کو ہدایت دیدے
جو اپنے ایمان کے بعد کافر ہو جائیں
اور وہ گواہی دے چکے ہیں کہ یہ رسول سچا ہے
اور آچکی ہیں ان کے پاس روشن نشانیاں [9]

7- ہمارا ایمان ہے کہ وہ سب اللہ کے سچے نبی تھے ہم حضرت یعقوب علیہ السلام کی آل کے بارہ قبائل کے اس تعصب اور عقیدے کو بھی مسترد کرتے ہیں جو وہ اپنے قبائلی تفاخر کے سبب مختلف نبیوں کے مقام و مرتبہ کے کم یا زیادہ ہونے کے بارے میں رکھتے ہیں

8- اللہ تعالیٰ اہل کتاب سے فرماتے ہیں کہ اب دین حق وہی ہے جس کی طرف محمد ﷺ دعوت دیتے ہیں اس دین اسلام کو ماننے کی بجائے اگر ان میں سے کوئی کسی اور دین پر عمل کرے گا تو روز قیامت وہ خسارے میں رہے گا کیونکہ وہاں اس کا وہ دین تو قبول ہی نہیں کیا جائے گا اور وہ دین حق کا انکار کرنے والوں میں سے ہوگا وہ جس نے اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے سے انکار کر دیا تھا

9- بائیبل میں اللہ کے آخری نبی کی آمد اور اس کی نشانیاں موجود ہیں جو لوگ بائیبل پڑھتے ہیں اور اس پر ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں وہ ان نشانیوں سے واقف ہیں اللہ کی طرف سے اس خوشخبری کے گواہ ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے نزول کے ذریعے محمد رسول اللہ ﷺ کے اللہ کے وہی نبی ہونے کے دلائل اور نشانیاں بھی دکھا دی ہیں مگر یہ لوگ بائیبل کی گواہی اور ان نشانیوں سے واقف ہونے کے باوجود محمد ﷺ پر ایمان نہیں لاتے تو یہ ان نبیوں کے اللہ سے عہد کی خلاف ورزی کر کے ان پر ایمان رکھنے والے بھی نہیں رہے گویا انہوں نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں ایسے جان بوجھ کر اور سوچ سمجھ کر کفر کرنے والوں کو ہدایت دے دوں؟

اور اللہ ظالم قوم کو ہرگز ہدایت نہیں دیا کرتا[10]

87- اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمۡ اَنَّ عَلَيۡهِمۡ لَعۡنَةَ اللّٰهِ وَالۡمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِيۡنَ ۙ﴿۸۷﴾

87- یہ وہ لوگ ہیں
جن کی سزا یہ ہے کہ
ان پر لعنت ہے[11]
اللہ کی
اور فرشتوں کی
اور سب انسانوں کی[12]

88- خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنۡهُمُ الۡعَذَابُ وَلَا هُمۡ يُنۡظَرُوۡنَ ۙ﴿۸۸﴾

88- وہ ہمیشہ اس حالت میں رہیں گے[13]
نہیں کم کیا جائے گا ان پر عذاب
اور نہیں ہے ان کے لئے اس میں وقفہ

89- اِلَّا الَّذِيۡنَ تَابُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ وَاَصۡلَحُوۡا ۟ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۸۹﴾

89- مگر وہ لوگ کہ جو
اس کے بعد توبہ کر لیں
اور اپنی اصلاح کر لیں
تو بلاشبہ اللہ بخش دینے والا مہربان ہے

10- ظالموں کی قوم وہ قوم جو انصاف نہ کرے، وہ قوم جس نے خود گواہ ہوتے اور کتاب کی گواہی اور مضبوط دلائل کے باجود انصاف نہیں کیا اور اسلام قبول نہیں کیا

11- لعنت کے معنی ہیں پھٹکار، ملامت، یعنی بھلائی اور خیر کی چھاؤں سے محروم ہوجانا

12- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ ہیں کہ ان پر اللہ کی اللہ کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی پھٹکار ہے

13- ان پر اللہ اس کے فرشتوں اور انسانوں کی طرف سے پھٹکار کا عذاب ہمیشہ رہے گا اور اس میں انہیں وقفہ بھی نہیں دیا جائے گا کہ کچھ وقت کے لئے لعنت پھٹکار روک لی جائے اور نہ ہی کبھی ان کے لئے کسی کے دل میں خیر اور بھلائی کا جذبہ پیدا ہوگا یہ سورت ''آل عمران'' یعنی یہودی قوم کی کہانی ہے اس قوم کی بداعمالیوں اور نافرمانیوں کی کہانی بیان کر کے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اپنی کتاب کی گواہی اور قرآن کریم کے روشن دلائل کے باوجود انہوں نے دین حق سے انکار کیا ہے اس لئے اس کفر اور بے انصافی کی وجہ سے ان پر ہمیشہ اللہ، اس کے فرشتوں اور سب لوگوں کی طرف سے پھٹکار ہوتی رہے گی اور اس عذاب میں انہیں وقفہ بھی نہیں دیا جائے گا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی حقانیت اس کے بعد کی عالمی تاریخ نے ثابت نہیں کر دی؟ ہے اور ہوا ہے کوئی ایسا انسان جو اس قوم کے اعمال سے واقف ہو اور اس نے ان پر پھٹکار نہ کی ہو؟ انہیں برا بھلا نہ کہا ہو؟ اور اس عذاب میں انہیں صدیوں میں کبھی کوئی وقفہ دیا گیا ہے؟

90- إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوا
كُفْرًا لَّن تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ
الضَّالُّونَ ﴿٩٠﴾

90- بلاشبہ وہ لوگ
جنہوں نے کفر کیا
بعد ایمان اپنے کے
پھر وہ اس کفر میں بڑھ گئے
تو ہرگز نہیں قبول کی جائے گی ان کی توبہ
اور ایسے لوگ تو
پکے گمراہ ہیں

91- إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يُقْبَلَ
مِنْ أَحَدِهِم مِّلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَوِ افْتَدَىٰ
بِهِ ۗ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُم مِّن
نَّاصِرِينَ ﴿٩١﴾ ع

91- بلاشبہ وہ لوگ
جو کافر ہو گئے اور وہ کافر ہی مر گئے
تو ہرگز نہیں قبول کیا جائے گا
ان میں سے کسی ایک سے بھی
ساری زمین بھرنے کے برابر سونا بھی
اگر وہ سزا سے بچنے کے لیے اسے فدیہ میں دے
یہ ہیں وہ لوگ جن کے لیے
دردناک عذاب ہے
اور نہیں ہے ان کے لئے کوئی مدد کرنے والا

لَنْ تَنَالُوا ۴ — 10 — لَنْ تَنَالُوا ۴

92- لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۚ
وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴿٩٢﴾

92- نہیں پہنچتے تم کامل نیکی کو
جب تک تم نہ خرچ کرو
ان چیزوں میں سے جنہیں تم محبوب رکھتے ہو
اور تم جو بھی کوئی چیز خرچ کرتے ہو

تو اللہ کو اس کا علم ہوتا ہے [1]

93- كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا
حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰي نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ
التَّوْرٰىةُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۳﴾

93- کھانے کی ہر چیز بنی اسرائیل کے لیے حلال تھی
مگر وہ چیزیں جو اسرائیل نے
اپنے اوپر حرام کر لی ہوئی تھیں
تورات کے نزول سے پہلے
ان سے کہیں "لاؤ تو تورات اور پڑھو اس کو
اگر تم سچے ہو" [2]

94- فَمَنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ
فَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾

94- پس جو کوئی اللہ پر بے بنیاد بہتان لگائے
اس کے بعد بھی
تو ایسے لوگ ہی ہیں
جو ظالم ہیں

95- قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۣ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ
وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۵﴾

95- کہو "اللہ نے سچ بتا دیا ہے
پس تم پیروی کرو ابراہیم حنیف کے طریقے کی
اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھا" [3]

1- پہلے فرمایا کہ جو کوئی دین حق پر ایمان نہ لائے وہ زمین بھرنے کے برابر سونا فدیہ دینا چاہے تو بھی اس کی نجات نہیں ہوگی گویا اولین شرط دین حق پر ایمان اور عمل ہے اس کے بعد فرمایا نیکی میں کمال تب ملتا ہے جب بندہ اللہ کی راہ میں وہ چیز دے جو اسے محبوب اور پیاری ہو اس میں انسان کی اپنی جان، توانائیاں، صلاحیتیں، علم و فضل، مال و دولت اور جاہ و حشم اللہ کے دین کے لئے دینا سب شامل ہے یہ سب کچھ درجہ بدرجہ نیکی کے کمال کی راہ پر زادِ سفر ہے مگر اس ایثار اور لگن میں مقصد صرف اللہ کی رضا جوئی ہو کوئی دنیاوی لالچ یا نمود و نمائش اس کا مقصد نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے سب علم ہے کہ کوئی بندہ کوئی کام کس نیت سے کر رہا ہے یعنی سب محبوب چیزوں سے زیادہ محبت اللہ سے کی جائے

2- یہودی اونٹ کا گوشت نہیں کھاتے تھے اور کہتے تھے جس دین کی طرف ہمیں دعوت دی جا رہی ہے وہ کیسے اللہ کا دین ہو سکتا ہے اس میں تو اونٹ کا گوشت حلال ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے تو تم پر بھی اونٹ کا گوشت حرام نہیں کیا ہوا ذرا اپنی کتاب تورات پڑھ کر تو دیکھو اس میں کہیں تم پر میں نے اونٹ کا گوشت حرام کیا ہے؟ یہ تو اسرائیل (حضرت یعقوب علیہ السلام) نے تورات نازل ہونے سے بھی پہلے خود ہی کھانا چھوڑ دیا ہوا تھا (بیماری یا منت کی وجہ سے) اور تم نے اسے اپنے دین کا حصہ بنا لیا ہے اور جھوٹ کہتے ہو کہ میں نے اونٹ کا گوشت تمہارے لئے حرام قرار دیا ہوا ہے

3- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان یہودیوں سے کہہ دو کہ جب اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ سچ یہ ہے کہ میں نے اونٹ کا گوشت کسی پر حرام نہیں کیا ◄◄

96- اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٦﴾	96- بلاشبہ جو اولین گھر لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا تھا وہ تو وہ ہے جو مکہ میں ہے بابرکت اور ہدایت کا ذریعہ تمام جہانوں والوں کے لیے [4]
97- فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۭ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۭ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٧﴾	97- اس میں واضح نشانیاں ہیں مقامِ ابراہیم ہے [5] اور جو بھی اس میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہو گیا

◄◄ تو پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ دین اسلام وہ دین نہیں جس کی طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام یا ان کی آل سے بنی اسرائیل سے تعلق رکھنے والے انبیا دعوت دیتے تھے

4- یہودی یہ بھی کہتے تھے کہ محمد ﷺ جس دین کی طرف دعوت دیتے ہیں وہ دین ابراہیم کیسے ہوسکتا ہے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کی آل سے بنی اسرائیل کے سارے نبیوں کا قبلہ تو بیت المقدس ہوتا تھا اگر یہ دین وہی ہوتا تو اس کے ماننے والوں کا قبلہ مکہ میں مسجد حرام کیسے ہوسکتا تھا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے تو سب کے لئے جو سب سے پہلے قبلہ مقرر کیا تھا وہ تو وہی ہے جو مکہ میں ہے اور یہ کسی خاص نسل یا علاقہ والوں کا قبلہ نہیں یہ تو سب کے لئے ہے سب جہانوں والوں کے لئے ہے

5- اس کے سب انسانوں کا اور دین ابراہیم کے ماننے والوں کا قبلہ ہونے کی روشن نشانیاں یہ ہیں کہ یہ کسی قوم یا نسل اور لسانی فرقہ کا قبلہ نہیں اور مقام ابراہیم علیہ السلام بھی اسی جگہ ہے یروشلم کے ہیکل سلیمانی میں تو وہ بھی نہیں تھا اور وہ ہیکل صرف بنی اسرائیل کی عبادت گاہ بن کر رہ گیا تھا ان کے نسلی تعصب کی نشانی ہوا کرتا تھا جبکہ مکہ میں جو اللہ کا گھر ہے وہ سب کے لئے ہے اور وہ سب کے لئے امن کی جگہ ہے وہ جس دین کا قبلہ ہے وہ دنیا کے سب انسانوں کے لئے راہ ہدایت ہے کسی خاص گروہ یا نسل ہی کیلئے نہیں اس لئے انسانوں کی دینی اور دنیاوی بھلائی اور ہدایت اس مرکز سے وابستہ ہونے میں ہے

	اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے
	اس گھر کا حج کرنا
	جو کوئی اس تک سفر کی استطاعت رکھتا ہے[6]
	اور جو کوئی کفر کرے[7]
	تو اللہ تو سب جہانوں والوں سے بے نیاز ہے
98- قُلۡ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لِمَ تَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيۡدٌ عَلٰى مَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۸﴾	98- کہیں ''اے اہل کتاب تم اللہ کی نشانیوں کا کیوں انکار کرتے ہو اور اللہ تو جو کچھ بھی تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے؟''
99- قُلۡ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ مَنۡ اٰمَنَ تَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا وَّاَنۡتُمۡ شُهَدَآءُ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۹﴾	99- کہیں ''اے اہل کتاب تم کیوں روکتے ہو اللہ کی راہ سے اس کو جو ایمان لے آئے اس راہ کو ٹیڑھا دکھانے کی کوششوں کے ذریعے حالانکہ تم خود گواہ ہو اور اللہ غافل نہیں ہے اس سے جو کچھ تم کرتے ہو''
100- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تُطِيۡعُوۡا فَرِيۡقًا مِّنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ يَرُدُّوۡكُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ كٰفِرِيۡنَ ﴿۱۰۰﴾	100- اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم کہا مانو گے ایک گروہ کا

6- جس کے پاس اس گھر تک سفر کے اخراجات ہوں اس پر اللہ کے لئے اس کا حج کرنا لازم ہے

7- اگر کوئی اس گھر کو اللہ کا گھر ماننے سے ہی انکار کردے تو اللہ کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا وہ کون سا کسی کا محتاج ہے کہ لوگ اس کے دین کو مانیں تو ہی اس کا کام چلے گا؟

	اہل کتاب میں سے تو وہ تمہیں پھیر لے جائیں گے تمہارے ایمان لانے کے بعد کفر کی طرف [8]
101- وَ كَيۡفَ تَكۡفُرُوۡنَ وَاَنۡتُمۡ تُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيۡكُمۡ رَسُوۡلُهٗ ؕ وَمَنۡ يَّعۡتَصِمۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ هُدِىَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۱۰۱﴾ ع	101- اور تم کیونکر حق کا انکار کر سکتے ہو جبکہ تمہارے لئے اللہ کی آیات پڑھی جا رہی ہیں اور اس کا رسول تمہارے درمیان موجود ہے؟ اور جو کوئی اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لیتا ہے تو اسے ضرور ہدایت دے دی جاتی راہ راست کی طرف

8- مدینہ میں عربوں کے دو بڑے قبیلوں بنو اوس اور بنو خزرج کو اللہ کے دین اور رسول ﷺ نے ایک جماعت بنا دیا اور وہ سارے پرانے لڑائی جھگڑے بھول گئے تو یہودی خوفزدہ ہو گئے "یہ سب ایک ہو گئے تو ہمارا ان کے درمیان رہنا مشکل ہو جائے گا" مگر ان کی کوئی چال کامیاب نہیں ہو رہی تھی ایک روز اوس اور خزرج کے مسلمان نوجوان اکٹھے بیٹھے تھے ایک یہودی ابو شاس بن قیس نے دیکھا تو ایک نوجوان یہودی سے کہا "جاؤ ان کی محفل میں جنگ بعاث کا ذکر کرو اس کے واقعات بیان کرو اوس اور خزرج اپنی اپنی قبائلی برتری کے بارے میں جو شعر اور نظمیں گایا کرتے تھے وہ انہیں سناؤ" یہودی نوجوان مسلمانوں کے درمیان بیٹھ گیا بڑی ہوشیاری سے بات دونوں قبیلوں کی لڑائیوں اور اپنی اپنی بڑائی کے دعووں کی طرف موڑ دی وہی نظمیں اور شعر سنا کر انھیں اتنا بھڑکا دیا کہ بنو اوس اور خزرج کے نوجوان ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہو گئے اوس بن قیظی اور جبار بن صخراء سینہ تان کر کھڑے ہو گئے کہ "آؤ ابھی دیکھ لیتے ہیں" بنو اوس کے قبیلہ والے اوس بن قیظی کی حمایت میں اکٹھے ہو گئے بنو خزرج والے جبار بن صخراء کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور دونوں نے ایک دوسرے کو لڑائی کا چیلنج دے دیا اگلے روز حرہ میں دونوں قبیلوں کے درمیان لڑائی کا وقت بھی مقرر ہو گیا مدینہ میں "ہتھیار! ہتھیار!" کے نعرے گونجنے لگے اللہ کے رسول ﷺ کو علم ہوا تو آپ ﷺ مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ ان کے پاس گئے اور فرمایا "اے مسلمانوں خدا سے ڈرو! خدا سے ڈرو! میں خدا کا رسول تمہارے درمیان موجود ہوں اور تم جاہلیت کے دور کے نعرے بلند کر رہے ہو اللہ نے تمہیں اسلام کی توفیق دی اسلام کے ذریعے تمہیں لوگوں میں عزت دی اور جاہلیت کے دور کی تمہاری دشمنیاں ختم کر دیں کفر اور شرک سے نکال کر اللہ نے تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے الفت پیدا کر دی" اوس اور خزرج کے نوجوانوں کو اپنی غلطی اور یہودیوں کی چال کا احساس ہوا تو وہ شرمندہ ہوئے اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہو گئے اس آیت میں اور اس سے اگلی آیت میں یہودیوں کی ایسی ہی چالوں کی طرف اشارہ ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ تو تمہیں کفر کی طرف پھیر دینا چاہتے ہیں تمہارے درمیان اللہ کے رسول ﷺ موجود ہیں اور وہ تمہیں اللہ کا قرآن پڑھ کر راہ ہدایت بتاتے ہیں اس کے باوجود تم ان یہودیوں کی چالوں میں آ جاتے ہو جو تمہیں کفر کی طرف پھیر دینا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کی چالوں میں نہ آؤ اور اپنے دین پر مضبوطی سے قائم رہو

11

102- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

102- اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو
اللہ سے ڈرو
جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے [1]
اور تم ہرگز نہ مرو
مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو [2]

103- وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

103- اور اللہ کی رسی مضبوطی سے پکڑے رہو
سب کے سب [3]
اور آپس میں گروہ بندی نہ کرو [4]
اور اللہ کا وہ انعام یاد رکھو
جو اس نے تم پر کیا ہوا ہے
جس وقت تم ایک دوسرے کے دشمن تھے
تو اس نے تمہارے دلوں میں
الفت ڈال دی تھی

1- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے مسلمانوں تمہارے دل و دماغ میں ہر وقت یہ احساس زندہ رہنا چاہیے کہ تم جو کچھ بھی کرتے ہو اس کا اللہ کے ہاں جواب دینا ہے اور اگر کوئی ایسا کام کرو گے جس سے منع کیا گیا ہے تو اس پر وہاں پکڑ ہو گی تمہارے دلوں میں ہمہ وقت یہ احساس بیدار رہے کہ ہمیں کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جو اللہ کو پسند نہ ہو

2- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم آپس میں ایک دوسرے سے لڑتے ہوئے مرو گے تو وہ تمہاری موت اسلام پر نہیں ہو گی تم ایسی موت مت مرو بلکہ بحیثیت مسلمان مرو اور وہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ اسلام سے پہلے کی ساری دشمنیاں، عداوتیں اور بڑائی کے دعوے ترک کر کے اللہ کے فرمانبردار ہو جاؤ اور اسی حالت میں تمہیں موت آئے یعنی اگر تم اوس اور خزرج کی حیثیت میں ایک دوسرے سے لڑتے ہوئے مر جاتے ہو تو وہ تمہاری بحیثیت کافر موت ہو گی

3- اللہ سے تعلق کی وہ رسی جس نے تمہیں ایک دوسرے سے جوڑ رکھا ہے اس تعلق پر مضبوطی سے قائم رہو۔ کیسے؟ آپس میں تفرقہ نہ ڈالو

4- اشارہ اسی آپس کی گروہ بندی اور جھگڑے کی طرف ہے

اور تم اس کے احسان کے ساتھ
ایک دوسرے کے بھائی ہو گئے تھے [5]
اور تم آگ سے بھرے گھڑے کے
کنارے کھڑے تھے
تو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا تھا [6]
اللہ تمہارے لیے اسی طرح
اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے
تا کہ تم رہنمائی حاصل کر لو [7]

104- وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

104- اور تم میں ایک ایسا گروہ ہونا چاہئے
جو بھلائی کی دعوت دے
اور پسندیدہ کام کرنے کا حکم دے
اور ناپسندیدہ کاموں سے روکے
اور ایسے ہی لوگ ہیں جو فلاح پاتے ہیں [8]

5- اسلام قبول کرنے سے پہلے بنو اوس اور بنو خزرج کے درمیان ہمیشہ جنگ و جدل رہا بعاث کی لڑائی میں دونوں قبیلوں کے بہت سے افراد مارے گئے تھے دونوں کے کمانڈر بھی اس لڑائی میں مارے گئے تھے مگر اسلام قبول کر لینے کی وجہ سے دونوں سب دشمنیاں اور لڑائیاں بھول کر ایک ہی جماعت بن گئے تھے اللہ تعالیٰ نے اسے ان پر اپنی نعمت اور احسان قرار دیا ہے اتحاد کی نعمت جس نے انہیں امن دیا تھا

6- آپس کی لڑائیوں، دشمنی اختلافات اور تعصبات کی وجہ سے یثرب (مدینہ) کے بنو اوس اور بنو خزرج تباہی اور بربادی کے جس عذاب میں مبتلا تھے یہ اس حالت کی طرف اشارہ ہے جس سے اسلام کی نعمت کی بدولت انہیں نجات مل گئی تھی

7- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس عذاب سے نجات، آپس کے اتحاد کی نعمت اور امن و امان وہ نشانیاں ہیں جو تمہیں اسلام کی بدولت نصیب ہوئی ہیں اور ان کی یاد تمہیں اس لئے دلائی جا رہی ہے تا کہ تم اس سے رہنمائی حاصل کرو اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو

8- فلاح وہ حالت ہے جس میں انسان کو ذہنی اور جسمانی خوشی اور امن و سکون حاصل ہوں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس حالت کے حصول کے لئے تمہارے درمیان کچھ ایسے لوگ ہونا چاہیے جو ناپسندیدہ کاموں سے روکیں اور پسندیدہ کاموں کی ترغیب دیں جس جھگڑے کے حوالے سے یہ حکم دیا گیا ہے وہ مدینہ کے عرب قبائل کے درمیان ہوا تھا یہ حکم خاص طور پر مدینہ کے ان مسلمانوں کے لئے اور عام طور پر سب مسلمانوں کے لئے ہے

105- وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ
بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَأُولٰٓئِكَ لَهُمْ
عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۱۰۵﴾

105-اور نہ ہو جاؤ ان لوگوں کی مانند
جو گروہ بن گئے تھے
اور جھگڑے میں پڑ گئے تھے
اس کے بعد بھی کہ آ چکے تھے ان کے پاس
واضح احکام
اور ایسے لوگ ہی ہیں جن کے لئے عذاب عظیم ہے [9]

106- يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ
اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ ۟ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ
فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿۱۰۶﴾

106-اس روز جب
کچھ چہرے روشن ہوں گے
اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے
تو ان سے جن کے چہرے سیاہ ہو گئے
کہا جائے گا ''کیا تم کفر کرنے لگے تھے
ایمان اپنے کے بعد؟
تو پھر چکھو عذاب
اس کفر کے سبب جو تم کیا کرتے تھے''

9- اس آیت میں اس حالت کا بیان ہے جو ''فلاح'' کے مخالف حالت ہے یعنی وہ حالت جو وہاں ہوتی ہے جہاں فلاح نہیں ہوتی اور اس حالت کو اللہ تعالیٰ نے ''عذاب عظیم'' قرار دیا ہے اور اس عذاب سے مراد اسی دنیا میں عذاب مراد نہیں آنے والی دنیا میں اور اس دنیا میں دونوں جگہ کا عذاب عظیم مراد ہے جس طرح ''فلاح'' سے بھی دونوں جگہ کی فلاح مراد ہے اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتایا ہے کہ ان پر ''عذاب عظیم'' کی وہ حالت کیوں آئی تھی؟ ان کے پاس اللہ کی طرف سے واضح احکام آ چکے تھے کہ یہ کام کرنا ہے اور یہ نہیں کرنا ہدایت کی راہ کون سی ہے اور گمراہی کا راستہ کون سا ہے؟ اللہ نے انہیں سب کچھ بتا دیا تھا لیکن اس پر عمل کرنے یا اس رسی کو مضبوطی سے پکڑ لینے کی بجائے وہ آپس کے جھگڑوں میں پڑ گئے تھے اور گروہوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور اپنے لئے انہوں نے وہ عذاب عظیم خود پیدا کر لیا تھا۔ وہ تھے کون؟ یہودی اور عیسائی جو اللہ کی طرف سے آئے احکام پر عمل کرنے کی بجائے آپس کے لڑائی جھگڑوں میں پڑ گئے تھے اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے فرماتے ہیں کہ تم ان کی مانند نہ ہو جانا اللہ کی طرف سے واضح احکام آ جانے کے بعد ان کی مانند آپس کے اختلافات اور گروہ بندی کے عذاب میں مبتلا نہ ہو جانا ورنہ اس دنیا میں اور آنے والی دنیا میں امن وسکون اور خوشی سے محروم ہو جاؤ گے

107- وَ اَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

107- اور وہ لوگ جن کے چہرے روشن ہوں گے
تو وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے
اور وہ ہمیشہ ہی اس میں رہیں گے [10]

108- تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَ مَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

108- یہ ہیں اللہ کے احکام
جو ہم تیرے لیے ٹھیک
بیان کر رہے ہیں
اور اللہ اہل جہاں کے ساتھ
بے انصافی کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا [11]

109- وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾ ع

109- اور اللہ ہی کی ملکیت ہے
جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے
اور جو کچھ بھی زمین میں ہے
اور سب معاملات اللہ ہی کی طرف
لوٹا دیئے جاتے ہیں [12]

12

110- كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ

110- تم انسانوں کے لیے بنائی گئی
بہترین امت ہو [1]

10- قرآن کریم کے لاثانی اور نادر انداز بیان کو دیکھیں، کہا یہ جا رہا ہے کہ روز قیامت اسلام لانے کے بعد کفر کرنے والوں کے چہرے سیاہی زدہ ہوں گے اور اہل ایمان کے چہرے روشنی سے دمک رہے ہوں گے اور اس روز وہاں انہیں ان کے چہروں سے ہی پہچان لیا جائے گا اور سیاہی زدہ چہروں والوں کو دیکھتے ہی کہا جائے گا کہ تم تو وہ ہو جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے تو پھر چلو اس کافر ہو جانے کا غذاب چکھو اور روشن چہروں والوں کو ہمیشہ کے لئے اللہ کی رحمت کے سایہ میں رہنے کی خوشخبری سنا دی جائے گی

11- اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ اللہ کے یہ اٹل اور حق سچ احکام ہم نے تیری طرف اور تیرے ذریعے لوگوں تک پہنچا دیئے ہیں اس کے بعد اگر کوئی ان پر عمل نہیں کرتا تو اس کی سزا کا ذمہ دار وہ خود ہے ہم نے تو سب کچھ بتا دیا ہے کیونکہ ''اللہ اہل جہاں کے ساتھ بے انصافی کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا''

12- آسمانوں اور زمینوں کا اور ان میں جو کچھ بھی ہے سب کا مالک اللہ ہی ہے اور ان میں جو کوئی بھی مخلوق ہے ان کے سارے معاملے اور مسئلے فیصلے کیلئے اللہ ہی کے پاس جاتے ہیں اور وہی ہے جو سب امور کے فیصلے کرتا ہے

1- تم سے مراد رسول عربی ﷺ کی امت ہے یہ امت کس لئے بہترین ہے؟ آگے اللہ تعالیٰ نے اس کی شرائط بیان فرمائی ہیں: (1) اچھے کاموں کی ترغیب دینا (2) برے کاموں سے روکنا (3) اللہ پر ایمان

بِاللّٰهِ ؕ وَ لَوۡ اٰمَنَ اَهۡلُ الۡكِتٰبِ لَكَانَ خَيۡرًا لَّهُمۡ ؕ مِنۡهُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَ اَكۡثَرُهُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۱۱۰﴾	تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو اور تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے [2] تو یقیناً یہ ان کے لیے بہت بہتر ہوتا ان میں سے بعض مومن ہیں اور ان کی اکثریت فاسق ہے [3]
111- لَنۡ يَّضُرُّوۡكُمۡ اِلَّاۤ اَذًى ؕ وَاِنۡ يُّقَاتِلُوۡكُمۡ يُوَلُّوۡكُمُ الۡاَدۡبَارَ ۟ ثُمَّ لَا يُنۡصَرُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾	111- وہ لوگ تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے سوائے تھوڑا سا ستانے کے اور اگر وہ تم سے لڑائی کریں تو تمہاری طرف اپنی پیٹھ پھیر لیں گے پھر وہ نہیں دیئے جائیں گے کہیں سے بھی امداد [4]
112- ضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الذِّلَّةُ اَيۡنَ مَا ثُقِفُوۡۤا اِلَّا	112- ان پر ذلت مسلط کر دی گئی ہے

2- اہل کتاب سے یہاں خاص طور پر یہودی مراد ہیں

3- مومن سے مراد ایسا فرد ہے جس کے دل میں اللہ کا خوف بیدار رہے اور وہ جوابدہی کے احساس سے اللہ کی طرف سے متعین کردہ راہ ہدایت پر قائم ہو فاسق وہ ہے جو ایمان لانے کے بعد راہ ہدایت کو چھوڑ دے ''اہل کتاب میں سے بعض مومن ہیں'' سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی کتاب کی خوشخبری پر عمل کیا تھا اور اللہ کے دین اور آخری رسول ﷺ پر ایمان لے آئے تھے اللہ سے ڈر کر جن میں عبداللہ بن سلام، اسد بن عبید ثعلبہ بن شعبہ اور کعب بن مالک وغیرہ شامل تھے اور فاسق سے مراد وہ یہودی ہیں جو اپنی کتاب پر عمل کے دعوے تو کرتے تھے مگر اس کے احکام کے مطابق اللہ کے دین پر ایمان نہیں لائے تھے اور راہ ہدایت کو چھوڑ گئے تھے

4- اللہ نے دین حق کے ماننے والوں کو خوشخبری دی تھی کہ مدینہ اور عرب کے یہودی اپنے پراپیگنڈہ اور چھوٹی موٹی حرکتوں سے تمہیں تکلیف پہنچانے سے زیادہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور اگر تم سے جنگ کریں گے تو بھاگ جائیں گے اور کوئی ان کی مدد کو نہیں آئے گا بعد کے واقعات نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس خوشخبری کی حرف بحرف تائید کر دی تھی جس کی تفصیل رسول اللہ ﷺ کی سیرت پاک میں موجود ہے

بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ حَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

(ایک خیمے کی مانند)[5]
وہ جہاں کہیں بھی ہوں
مگر اللہ کے ساتھ عہد کی پابندی سے
اور انسانوں کے ساتھ عہد پر عمل سے[6]
اور وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہو گئے ہیں
اور ان پر مسلط کر دیا گیا ہے محتاجی کا خیمہ
ان کے ساتھ یہ اس لئے ہے
کہ وہ اللہ کے احکام کو ماننے سے انکار کرتے رہے ہیں[7]

5- ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ کا مفہوم ہے کہ ان پر ذلت اس طرح ماردی گئی ہے کہ وہ ان سے چمٹ گئی ہے ذلت نے انہیں ہر طرف سے گھیر لیا ہے جس طرح خیمہ اپنے مکین کو اپنے گھیرے میں لے لیتا ہے ذکر بنی اسرائیل کا ہو رہا ہے کسی ایک فرد کا نہیں اس حوالے سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کی حالت ایسے ہے جیسے ذلت کے خیمے میں رہ رہے ہوں اسی میں یہ بھی شامل ہے کہ یہ ذلت ان سے علیحدہ ہونے والی نہیں یہ اس قوم کے وجود سے چمٹی رہے گی وہ جہاں کہیں بھی ہوں گے آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان پر محتاجی بھی اسی انداز میں مسلط کر دی گئی ہے جیسے ذلت یعنی وہ ہمیشہ ذلت اور دوسروں کی محتاجی کے خیمے میں رہیں گے کبھی بھی ایک باوقار قوم کی حیثیت سے اپنی قوت کے سہارے نہیں رہ سکیں گے جب یہ آیات مدینہ میں نازل ہوئیں تھیں اس کے بعد کی یہودی قوم کی صدیوں کی تاریخ اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کی شاہد ہے

6- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ذلت اور محتاجی سے ان کی نجات کی ایک صورت ''اللہ کے ساتھ عہد کی پابندی سے'' ہے یعنی وہ اللہ سے کیا وہ عہد پورا کریں جو نبیوں نے اللہ سے کیا تھا اور جسے پورا کرنا ان پر لازم ہے وہ وعدہ جس کا ان کی کتاب میں بھی حکم دیا گیا ہے کہ یہ رسول عربی ﷺ پر ایمان لائیں گے اور ان کی پیروی کریں گے یہ اس عہد کا حوالہ ہے جس کی تفصیل آیت 81 اور 82 میں دی گئی ہے اس کے ساتھ ہی ''انسانوں کے ساتھ عہد پر عمل سے'' کی بھی شرط ہے اور محمد اسد نے اس کا مطلب لیا ہے کہ ''اگر وہ اللہ کی منتخب قوم ہونے کا دعویٰ ترک کر دیں اور اللہ کو سب انسانوں کا رب مان لیں'' اسے اپنا ہی دیکھ بھال کرنے والا نہ سمجھیں اور اپنے کو باقی لوگوں سے بلند تر نہ جانیں صرف ایسا کرنے سے ہی وہ لوگوں کے درمیان ان میں سے ہو کر ہی رہ سکیں گے گویا اگر ایمان لا کر بھی وہ اپنے کو دوسروں سے بالاتر سمجھیں گے تو بھی انہیں احترام نصیب نہیں ہوگا کیونکہ اسلام وہ دین ہے جو کسی خاص قوم، علاقہ یا زبان والوں کے لئے نہیں یہ سب انسانوں کے لئے ہے اور اس میں بزرگی کا معیار تقویٰ ہے کسی خاص قوم یا نسل سے ہونا نہیں

7- یہ ہے سبب کہ ان پر ذلت اور محتاجی کی زندگی کیوں مسلط کر دی گئی ہے

اور وہ نبیوں کو ناحق قتل کرتے رہے ہیں
کیونکہ وہ باغی ہو چکے تھے
اور وہ حدود سے تجاوز کر جاتے تھے [8]

113- لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

113- وہ سب ایک ہی جیسے نہیں ہیں
اہل کتاب میں ایک جماعت وہ بھی ہے
جو عہد پر قائم ہے
وہ راتوں میں اللہ کے احکام پڑھتے ہیں
اور وہ اس کے حضور سجدہ کرتے ہیں

114- يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

114- وہ ایمان رکھتے ہیں
اللہ پر اور روز قیامت پر
اور وہ بھلائی کا حکم دیتے ہیں
اور برے کاموں سے روکتے ہیں
اور نیکیوں میں جلدی کرتے ہیں
اور وہ صالحین میں سے ہیں [9]

115- وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

115- اور وہ جو بھی کچھ بھلائی کریں
تو اس کی ہرگز ناقدری نہیں کی جائے گی
اور اللہ اچھی طرح جانتا ہے
پرہیزگاروں کو

116- اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِىَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ

116- اس میں کچھ بھی شبہ نہیں کہ

8- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ تو وہ ہیں جو اللہ کے نبیوں کو ناحق قتل کرتے رہے ہیں کیونکہ انہوں نے تو اللہ کے خلاف بغاوت کر دی ہوئی تھی اور اللہ کی متعین کردہ حدود کی خلاف ورزیاں کرتے رہتے تھے

9- یہ ان لوگوں کی طرف اشارہ ہے جن کا حاشیہ (3) میں ذکر آیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ بھی تو انہی اہل کتاب میں سے ہیں

وَلَآ اَوۡلَادُهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ شَيۡـًٔا ؕ وَ اُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۱۱۶﴾	جو لوگ دین حق کا انکار کرتے ہیں ہرگز نہیں دور کرسکیں گے ان پر سے ان کے مال اور نہ ان کی اولاد اللہ کی طرف سے پکڑ میں سے کچھ بھی[10] وہ ہیں دوزخ کے باسی وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے
117- مَثَلُ مَا يُنۡفِقُوۡنَ فِىۡ هٰذِهِ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا كَمَثَلِ رِيۡحٍ فِيۡهَا صِرٌّ اَصَابَتۡ حَرۡثَ قَوۡمٍ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ فَاَهۡلَكَتۡهُ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰـكِنۡ اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ ﴿۱۱۷﴾	117- مثال اس کی جو کچھ وہ اس دنیا کی زندگی میں خرچ کرتے ہیں اس ہوا جیسی ہے جس میں شدت کی سردی ہو وہ اس گروہ کی فصل پر چلے جنہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے اور وہ اس فصل کو برباد کردے اور نہیں ظلم کیا ان پر اللہ نے اور لیکن وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں[11]
118- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا بِطَانَةً مِّنۡ دُوۡنِكُمۡ لَا يَاۡلُوۡنَكُمۡ خَبَالًا ؕ وَدُّوۡا مَا عَنِتُّمۡ ۚ	118- اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو مت بناؤ دوسروں کو اپنے راز داں دوست

10- اللہ تعالیٰ نے خبردار کیا ہے کہ کسی کافر کا مال اور اولاد اللہ کی طرف سے اس کے لئے عذاب میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں کرسکیں گے

11- پہلے فرمایا کہ کافروں کا مال اور اولاد ان کے لئے اللہ کے عذاب میں کچھ بھی کمی نہیں کرسکیں گے پھر فرمایا کہ وہ اس دنیاوی زندگی میں جو مال و دولت، شان وشوکت اور نمود ونمائش کے کاموں پر خرچ کرتے ہیں وہ تو برفیلی ہوا کی مانند ہیں جس سے ان کے اعمال کی فصل بالکل برباد ہوگئی ہے کیونکہ ان کے ان اعمال کی بنیاد ایمان پر نہیں اس لئے یہ خرچ بھی ان کے کسی کام کا نہیں اور اپنے بوئے کی بربادی کے وہ خود ذمہ دار ہیں اس لئے کہ حق کو قبول نہ کرنے کا ظلم اپنی جانوں پر انہوں نے خود کیا ہے

قَدۡ بَدَتِ الۡبَغۡضَآءُ مِنۡ اَفۡوَاهِهِمۡ ۚۖ وَمَا تُخۡفِیۡ صُدُوۡرُهُمۡ اَکۡبَرُ ؕ قَدۡ بَیَّنَّا لَکُمُ الۡاٰیٰتِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۱۸﴾

سوائے اپنوں کے [12]
وہ تو تمہیں فتنہ میں مبتلا کرنے میں کچھ بھی کمی نہیں کرتے
وہ اس چیز کو پسند کرتے ہیں
جس سے تمہیں نقصان پہنچے
ان کا بغض ظاہر ہو گیا ہے
ان کے مونہوں سے
اور جو کچھ ان کے دلوں میں چھپا ہے
وہ اس سے بھی بہت بڑھ کر ہے
ہم نے تمہارے لیے
احکام بیان کر دیئے ہیں
اگر تم عقل رکھتے ہو

119- هٰۤاَنۡتُمۡ اُولَآءِ تُحِبُّوۡنَهُمۡ وَلَا یُحِبُّوۡنَکُمۡ وَ تُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡکِتٰبِ کُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوۡکُمۡ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا ۚۖ وَاِذَا خَلَوۡا عَضُّوۡا عَلَیۡکُمُ الۡاَنَامِلَ مِنَ الۡغَیۡظِ ؕ قُلۡ مُوۡتُوۡا بِغَیۡظِکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۱۱۹﴾

119- خبردار!
تم تو وہ ہو جو ان کو محبوب رکھتے ہو
حالانکہ وہ تمہیں محبوب نہیں رکھتے
جبکہ تم ساری کتابوں کو مانتے ہو
اور جب وہ تم سے ملتے ہیں
کہتے ہیں ''ہم ایمان رکھتے ہیں''
اور جب وہ تنہا ہوتے ہیں

12- مدینہ کے عرب قبائل کے وہاں کے یہودی قبائل سے اتحاد اور دوستی کے پرانے تعلقات تھے یہاں اللہ تعالیٰ اسلام قبول کرنے والوں کو ان کے غیر مسلم دوستوں کی حالت اور اصلیت سے آگاہ فرماتے ہیں اور حکم دیتے ہیں کہ اپنے دینی اور ملی معاملات کے بارے میں انہیں اپنا ہمراز نہ بناؤ دین اسلام مدینہ والوں کے لئے ہی تو نہیں تھا یہ سب انسانوں کے لئے ہے اور قیامت تک کے زمانوں والوں کے لئے ہے اس لئے یہ حکم بھی سب مسلمانوں کے لئے ہے اور سب زمانوں کے لئے ہے

تم پر غصہ میں
اپنی انگلیاں کاٹتے ہیں
کہدو "تم اپنے غصہ میں جل مرو
اللہ تو دلوں میں چھپے راز بھی جانتا ہے"

120-اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكُمْ
سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا
يَضُرُّكُمْ كَيْدُھُمْ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا
يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝۱۲۰ۧ

120-اگر تمہیں کوئی بھلائی ملے
تو وہ ان کو دکھی کرتی ہے
اور اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے
وہ اس پر خوش ہوتے ہیں
پس اگر تم صبر سے کام لو
اور اللہ سے ڈرتے رہو
تو نہیں نقصان پہنچائے گا تمہیں
ان کا مکر
کچھ بھی
اللہ تو
جو کچھ بھی وہ کر رہے ہیں
اس پر حاوی ہے

ع ۱۲/۱۱/۲

13

121-وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَھْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ
مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۱۲۱ۙ

121-اور اس وقت کو یاد کر
جب تو صبح سویرے
اپنے گھر والوں کے پاس سے روانہ ہوا تھا
اور تو اہل ایمان کو مورچوں میں بٹھاتا تھا

	لڑائی کے لیے [1] اور اللہ ہے سب کچھ سننے والا اور جاننے والا [2]
122- اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾	122- وہ وقت یاد کریں جب تم میں سے دو گروہوں نے ارادہ کیا تھا کہ وہ دونوں ہمت سے کام نہ لیں حالانکہ اللہ ان کا حامی تھا [3] اور مومنوں کو صرف اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے [4]

1- اللہ تعالیٰ نے آیت نمبر (121) سے آیت نمبر (129) تک میں اہل ایمان کو غزوہ احد اور غزوہ بدر کے حوالے سے اپنی حاکمیت اور قدرت کامل کے بارے میں بنیادی حقائق ذہن میں رکھنے کا حکم دیا ہے غزوہ بدر اہل توحید اور اہل شرک کے درمیان پہلی لڑائی تھی مشرکین مکہ پوری تیاری کر کے لڑنے آئے تھے جبکہ اہل توحید قریش کے تجارتی قافلہ کا راستہ روکنے گئے تھے مشرکین کے لشکر میں ایک ہزار جنگجو تھے جن میں سے دوصد گھوڑ سوار دستہ والے تھے مشرکوں کے ایک ہزار کے لشکر میں سے سات سو زرہ پوش تھے اس لشکر کے پاس سات سو اونٹ تھے جبکہ اہل توحید کی کل تعداد تین سو چالیس تھی ان کے پاس صرف دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے جنگ احد میں مشرکین مکہ کے لشکر میں تین ہزار جنگجو شامل تھے ان میں سے دوصد گھوڑ سوار تھے سات سو زرہ پوش تھے ان کے پاس تین ہزار اونٹ تھے جبکہ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ سات سو اہل ایمان تھے جن میں سے ایک سو کے پاس زرہیں تھیں اور اللہ تعالیٰ نے دونوں غزوات میں کامیابی اہل توحید کو دی تھی غزہ احد میں بھی مشرک میدان جنگ سے بھاگ گئے تھے کہ پہاڑی کی نگرانی پر متعین اہل توحید نے مورچہ چھوڑ دیا تو مشرکین کو عقب سے حملہ کرنے کا موقعہ مل گیا تھا مسلمان دور دور تک بھاگتے مشرکوں کا تعاقب کر رہے تھے ان کی خیمہ گاہ میں سامان جمع کرتے پھر رہے تھے اس وجہ سے مسلمانوں کو نقصان اٹھانا پڑا تھا لیکن جب وہ سب جمع ہو کر پھر لڑے تھے تو مشرکوں کو فوری طور پر میدان جنگ اور مدینہ سے بھاگنا پڑ گیا تھا اللہ نے اس غزوہ میں بھی برتری اہل توحید کو ہی دی تھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فتح میں ہی دیتا ہوں لیکن اس کے لئے صبر و استقلال اور اللہ کا خوف ضروری ہیں

2- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ میدان جنگ میں اہل توحید کو لڑائی کے لئے مختلف مقامات پر متعین کر رہے تھے اس وقت کے حالات کا آپ ﷺ کو بھی علم ہے اور مجھے بھی سب علم ہے کیونکہ جہاں بھی کہیں جو کچھ بھی ہوتا ہے میں اسے سنتا اور جانتا ہوں

3- رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول اللہ کے رسول ﷺ سے الگ ہو کر اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر واپس چلا گیا تھا اس وجہ سے بعض مسلمانوں نے سوچنا شروع کر دیا تھا کہ انہیں بھی واپس چلے جانا چاہیے ان میں بنو سلمہ اور اور بنو حارثہ دو قبیلوں کے مسلمان شامل تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر ہم ان کو حوصلہ نہ دیتے تو وہ ہمت ہار دیتے

4- ان دونوں قبیلوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انہوں نے دشمن کی تعداد اور جنگی ساز و سامان سے مرعوب ہو کر ایسا سوچا تھا حالانکہ جو لوگ مومن ہیں یعنی جن کے دلوں میں یہ احساس ہو کہ انہیں اپنے اعمال کا اللہ کو جواب دینا ہے انہیں وسائل پر نہیں اللہ کی مدد پر بھروسہ کرنا چاہیے

123-وَ لَقَدۡ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدۡرٍ وَّ اَنۡتُمۡ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۱۲۳﴾

123-اور اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی تھی
حالانکہ تم بے سروسامان تھے[5]
سو اللہ سے ڈرتے رہو
تاکہ شکر کرنے والے بن جاؤ[6]

124-اِذۡ تَقُوۡلُ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَلَنۡ يَّكۡفِيَكُمۡ اَنۡ يُّمِدَّكُمۡ رَبُّكُمۡ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُنۡزَلِيۡنَ ﴿۱۲۴﴾

124-وہ وقت یاد کرو
جب تم اہل ایمان سے کہہ رہے تھے[7]
"کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ
تمہارا رب تمہاری مدد کرے
تین ہزار فرشتے بھیج کر؟

125-بَلٰٓى ۙ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَ تَتَّقُوۡا وَ يَاۡتُوۡكُمۡ مِّنۡ فَوۡرِهِمۡ هٰذَا يُمۡدِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ بِخَمۡسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيۡنَ ﴿۱۲۵﴾

125-ہاں اگر تم لوگ صبر سے کام لو اور اللہ سے ڈرتے رہو
اور وہ کفار تم پر جو یلغار کردیں
جوش و خروش سے
تو تمہارا رب فوراً تمہاری مدد کرے گا
پانچ ہزار نشان زدہ فرشتوں سے"[8]

5- یہ فرمانے کے بعد کہ اہل ایمان کو اللہ کی مدد پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ غزوہ بدر کا حوالہ دیتے ہیں کہ کیا تم وہاں بے سروسامان نہیں تھے؟ اور اللہ نے وہاں تمہاری مدد نہیں کی تھی؟

6- اس مدد کا حوالہ دینے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ سے ڈرو اور ایسا نہ سوچو جیسا احد کے روز ان دو قبیلوں کے لوگوں نے سوچا تھا اور اگر تم اللہ پر بھروسہ کرنے والے اور اس سے ڈرنے والے ہوگے تو تم اللہ کے احسانات کے لئے اس کا شکر ادا کرنے والے ہوجاؤ گے

7- قرآن کے مخصوص انداز کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کے حوالہ سے بدر کے روز اپنے احسان اور مدد کا ذکر فرماتے ہیں کہ اے نبی کیا اس روز آپ اپنے ساتھیوں سے کہہ نہیں رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے تین ہزار فرشتے تمہاری مدد کو بھیجیں گے

8- صبر کا مطلب ہے استقلال، مشکل کے وقت حوصلے اور جرات کا مظاہرہ کرنا ایسے صبر کی تلقین اللہ تعالیٰ روز بدر کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ اے نبی آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے یہ بھی کہا تھا کہ اگر تم صبر سے کام لوگے اور صرف اللہ ہی سے ڈروگے تو دشمن کی یلغار اور بھرپور حملہ کی صورت میں اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے ذریعے اور بھی زیادہ تمہاری مدد فرمائیں گے اور پانچ ہزار تک فرشتے بھیج دیں گے مگر شرط کیا ہے؟ مشکل کے وقت استقلال اور دشمن کے وسائل اور تعداد کی بجائے اللہ پر بھروسہ کیونکہ جو اللہ کی بجائے مادی وسائل سے ڈرتا ہے اس کا اللہ پر ایمان کمزور ہوتا ہے اور جس کسی کا اللہ پر ایمان مضبوط ہو وہ اللہ ہی سے ڈرتا ہے

126- وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَىِٕنَّ
قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۭ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ
الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝۱۲۶

126- اور نہیں بنایا تھا اللہ نے اس مدد کو
مگر تمہارے لیے بشارت ہی
اور اس لیے کہ
اس سے تمہارے دل مطمئن ہو جائیں [9]
اور نہیں ہے فتح
مگر اللہ کی طرف سے ہی
جو زبردست قوت والا صاحب حکمت ہے [10]

127- لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ
فَيَنْقَلِبُوْا خَاۗىِٕـبِيْنَ ۝۱۲۷

127- تا کہ وہ
کافروں کا ایک بازو کاٹ دے
یا انہیں ذلیل ورسوا کر دے
اور وہ نامراد واپس جائیں [11]

128- لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ
اَوْ يُعَذِّبَھُمْ فَاِنَّھُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝۱۲۸

128- تیرا اس فیصلے سے کچھ بھی تعلق نہیں
اللہ خواہ انہیں معاف کر دے
یا ان کو عذاب دے [12]
کیونکہ وہ تو ظلم کرنے والے ہیں

129- وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ
يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۲۹ ع

129- اور اللہ ہی کے لئے ہے
جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے

9- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اپنے نبی کے ذریعے آسمانوں سے مدد بھیجنے کی جو بشارت ہم نے دی تھی وہ تو صرف تمہارا حوصلہ بڑھانے کے لئے تھی تا کہ تمہارے دل مطمئن ہو جائیں ورنہ فتح تو ہم ہی دیتے ہیں

10- اس وضاحت کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یاد رکھو کہ زبردست قوت اور حکمت والے تو ہم ہیں ہمارے علاوہ کوئی بھی اور کسی کی مدد نہیں کر سکتا بدر کے روز تمہیں جو بھی مدد اور فتح دی تھی وہ ہم نے خود دی تھی

11- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ جیسی بھی مدد تھی ہم نے اس لئے دی تھی کہ وہ جو بڑی تیاریاں کر کے آئے تھے اور جنہیں جزیرہ نمائے عرب کی بڑی طاقت سمجھا جاتا تھا انہیں ذلیل ورسوا کر دیں اور وہ نامراد واپس جائیں جیسا کہ سورۃ الانفال کی آیت 7 اور آیت 8 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ تو ہمارا اپنا منصوبہ تھا کہ ہم اپنی تدبیر سے جنگی شان وشوکت والوں کی جڑ کاٹ دیں اور حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کر دیں

12- اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ میں کسی کو معاف کر دوں یا اسے سزا دوں آپ کا اس سے کوئی تعلق نہیں یہ صرف میرا اختیار ہے

اور جو کچھ زمین میں ہے
وہ بخش دیتا ہے جسے چاہے
اور عذاب دیتا ہے جسے چاہے
اور اللہ ہے بخش دینے والا مہربان [13]

14

130- يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَأْكُلُوا۟ ٱلرِّبَوٰٓا۟ أَضْعَٰفًا مُّضَٰعَفَةً ۖ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٣٠﴾

130- اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو
تم سود نہ کھاؤ
دگنا کر کے
اور بڑھا بڑھا کر [1]
اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم فلاح پا سکو [2]

13- اس کی مزید وضاحت کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے میرے ہی لئے ہے یعنی ان کے بارے میں جو بھی فیصلہ کرنا ہے مجھے ہی کرنا ہے میں جسے چاہوں بخش دوں اور جسے چاہوں عذاب دوں یہ فیصلہ کوئی اور نہیں کر سکتا کیونکہ ''اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے''

1- کسی کو جتنی رقم قرض دی گئی ہو اس سے جو کچھ بھی اس رقم سے زیادہ وصول کیا جائے وہ ''ربا'' یا ''الربا'' ہے جس کا ترجمہ ''سود'' کیا جاتا ہے ''ربا'' کے معنی ہیں ''اضافہ'' یا ''زیادتی'' یعنی دی گئی رقم پر جو کچھ بھی زیادہ لیا جائے وہ سود ہے ربا یا سود کے حرام قرار دیئے جانے کا حکم سب سے پہلے (نزول کے حوالے سے) قرآن کریم کی سورۃ الروم میں آیا تھا عرب میں سودی کاروبار کرنے والے جب کسی کو قرض دیتے تھے تو یہ طے کر لیتے تھے کہ اتنی مدت کے بعد تم سے اتنی رقم وصول کی جائے گی اگر مقروض مقررہ وقت پر وہ قرض کی رقم اور سود واپس نہیں کر سکتا تھا تو قرضہ دینے والا مزید وقت دے دیتا تھا اور قرض دی گئی رقم اور اس وقت تک کے سود کی رقم پر مقروض سے وصول کی جانے والی مزید رقم بھی طے کر لیتا تھا اور اگر پھر بھی مقررہ وقت پر مقروض وہ رقم ادا نہ کر سکتا تو اسی طرح اضافہ کرتا جاتا تھا اور مقروض کو وہ سب ادا کرنا پڑتا تھا کیونکہ قرض دینے والے تو طاقتور ہوتے تھے اس طرح سودی کاروبار وہاں پر ظلم و زیادتی کا منظم بزنس بن چکا تھا ''نہ کھاؤ سود دگنا کر کر کے اور بڑھا بڑھا کر'' کا اشارہ اسی ظلم اور زیادتی کے بزنس کے انداز کی طرف ہے اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ اگر مقرر وقت پر مقروض قرض ادا کر دے تو سود جائز ہو جاتا ہے اصل میں جو کچھ حرام کیا جا رہا ہے یا حرام کر دیا گیا ہے وہ قرض کی رقم پر کوئی بھی اضافہ ہے خواہ وہ ایک روپے پر ایک پیسہ ہو، ایک روپے پر ایک روپیہ ہو یا دو روپے ہوں یا قرض کے عوض مقروض سے لی جانے والی کوئی بھی خدمت، رعایت یا مراعات ہوں وہ سب ظلم یعنی بے انصافی کے دائرہ میں آتی ہیں اور حرام ہیں

2- فلاح سے مراد ذہنی اور جسمانی اطمینان اور سکون کی حالت ہے یہاں اس سے مراد دنیا اور آخرت دونوں جہانوں کی فلاح ہے اور اس کے لئے ''ربا'' سے بچنا لازم قرار دے دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ڈرو اور ایمان لانے کے بعد ایسا کاروبار نہ کرو اگر کرو گے تو فلاح نہیں پاؤ گے سود حرام قرار دیا جا چکا تھا اس جگہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو غزوہ احد کے حوالے سے اپنے اکرام اور نظام سے آگاہ فرمانے کے درمیان میں انہیں ایک بار پھر اس کاروبار کو ترک کر دینے کا حکم دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ (1) مجھ سے ڈرو (2) اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے ◀◀

131- وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾

131-اور ڈرو اس آگ سے
جو تیار کی گئی ہے
کافروں کے لیے

132- وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾

132-اور اطاعت کرو
اللہ کی اور رسول کی
تا کہ تم پر رحم کیا جائے

133- وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ
عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ
لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

133-اور دوڑ کر چلو طرف
اپنے رب کی بخشش کی
اور بہشت کی
جس کی وسعت ہے
مانند آسمانوں کے اور زمین کے
وہ متقیوں کے لیے تیار کی گئی ہے

134- اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ
الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾

134-ان لوگوں کے لئے جو خرچ کرتے ہیں
کشادگی میں اور عسرت میں
اور غصہ پی جاتے ہیں
اور لوگوں کی تقصیر معاف کر دیتے ہیں
اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے

135- وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ

135-اور وہ لوگ
جب کوئی فحش کام کر بیٹھیں

◀◀ (۳) میری اور میرے رسول ﷺ کی اطاعت کرو کیوں؟ تا کہ تم (1) فلاح پاؤ اور (2) تم پر رحم کیا جا سکے اس مقام پر سود نہ کھانے کا حکم دہرانے کی ضرورت کے بارے میں اہل علم و دانش نے مختلف وجوہ بیان کی ہیں لیکن جان لینا اتنا ہی لازم ہے کہ سود کھانا فلاح کی راہ میں رکاوٹ ہے سود کھانے والے پر اللہ رحم نہیں فرمائیں گے اور اگلی آیت میں جس جنت کا ذکر کیا گیا ہے وہ اس میں داخل نہیں ہوں گے کیونکہ وہ متقیوں کے لئے ہے اور متقی وہ ہے جس کے قلب و شعور پر اللہ کے خوف کا کنٹرول ہو اور جو کوئی اللہ کے حکم کے باوجود اس ظلم سے دست بردار نہیں ہوتا تو وہ متقی نہیں اللہ تعالیٰ احسان کو پسند فرماتے ہیں اور ظلم اس کی نفی ہے

يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۣ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى
مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝١٣٥

یا اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں
تو وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں
اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں
اور کون ہے جو گناہ بخش سکے
سوائے اللہ کے؟
اور انہوں نے جو کیا ہو
وہ اس سے چمٹے نہیں رہتے
جبکہ وہ جانتے ہوں [3]

136- اُولٰٓئِكَ جَزَاۗؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَنِعْمَ
اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝١٣٦

136- یہ ہیں وہ لوگ
جن کی جزا ہے
ان کے رب کے پاس بخشش
اور باغات جن میں نہریں بہتی ہیں
وہ ہمیشہ ہی ان میں رہیں گے
اور اطاعت کرنے والوں کے لیے یہ کیا ہی اچھا اجر ہے

137- قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ
فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝١٣٧

137- تم سے پہلے
بہت سے واقعات گزر چکے ہیں [4]
سو گھومو پھرو زمین میں
اور دیکھو کہ کیا انجام ہوا تھا
حق کو جھٹلانے والوں کا

3- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر کسی مسلمان سے کوئی ناپسندیدہ حرکت سرزد ہو جائے یا وہ کوئی گناہ کر بیٹھے اور اس کا احساس ہونے پر توبہ اور استغفار کرنے اور اس گناہ کو چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ گناہ بخش دیتے ہیں شرط یہ ہے کہ وہ اس گناہ سے جانتے ہوئے بھی چمٹا نہ رہے اور اسے چھوڑ دے یہ کہ اس کی توبہ شعوری توبہ ہو

4- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے اہل ایمان تم سے پہلے جو قومیں گزری ہیں ان کے اعمال و واقعات بھی کئی انداز کے تھے ان کی دنیاوی زندگی کے احوال اور افعال کی وجہ سے ان میں سے بعض کا جو انجام ہوا تھا اس کے آثار زمین پر گھوم پھر کر دیکھے جا سکتے ہیں اور ان کے اس انجام کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے دین حق پر عمل نہیں کیا تھا

138- هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۸﴾

138- یہ لوگوں کی آگاہی کے لیے ایک بیان ہے
اور ہدایت اور نصیحت ہے
اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے

139- وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾

139- اور نہ ہمت ہارو اور نہ غم کرو
جبکہ تم ہی غالب رہنے والے ہو
اگر تم مومن ہو[5]

140- اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ۙ

140- اگر تمہیں کسی زخم نے چھوا ہے
تو ان لوگوں کو بھی تو
ایسا ہی زخم لگ چکا ہے
اور یہ وہ دن ہیں جنہیں ہم
لوگوں کے درمیان بدل بدل کر لاتے ہیں[6]
اور اس لئے کہ اللہ پہچان لے
ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں
اور تم میں سے حق کے گواہ بنا لے
اور اللہ ظالموں کو ہرگز محبوب نہیں رکھتا

141- وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۱﴾

141- اور اس لئے کہ اللہ الائشوں سے پاک کر دے
ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں

5- غزوہ احد میں اہل توحید کو ان میں سے چند کے اللہ کے رسول ﷺ کے حکم پر پوری طرح عمل نہ کرنے کے سبب جو نقصان اٹھانا پڑا تھا اس کے حوالے سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نہ ہمت چھوڑو اور نہ غم کرو بلکہ اللہ سے ڈرنے والے یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام پر قلب و شعور کی گہرائیوں سے عمل کرنے والے ہو جاؤ اگر ایسا کرو گے تو تم ہی غالب رہو گے مگر شرط وہی ہے کہ اللہ سے ڈرنے والے ہو گے تو ہی غالب ہو گے

6- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچی ہے تو ایسی ہی تکلیف کافروں کو بھی تو پہنچ چکی ہے اور ہمارے طے کردہ قانون کے تحت لوگوں اور قوموں پر اچھے اور برے دن آتے جاتے رہتے ہیں جن کے اسباب اور اصل وجوہ کا ہو سکتا ہے انہیں علم و احساس نہ ہو مگر وہ سب کچھ ہمارے مقرر کردہ اصولوں کے مطابق ہی ہوتا ہے

اور حق کا انکار کرنیوالوں کو نابود کردے [7]

142- اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ يَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾

142- کیا تم نے یہ گمان کرلیا ہے کہ
تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے
حالانکہ ابھی تو اللہ نے جانا ہی نہیں
تم میں سے ان کو جنہوں نے جہاد کیا
اور انہیں جنہوں نے استقامت دکھائی [8]

143- وَ لَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۠ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾ ع

143- اور تم موت کی تمنا کرتے تھے
اس سے پہلے کہ تمہارا اس سے
آمنا سامنا ہوا
سو تم نے اس کو دیکھ لیا ہے
اور تم دیکھ رہے ہو [9]

7- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو اس آزمائش سے اس لئے گزرنا پڑا تاکہ (1) اللہ پہچان لیں کہ ان میں آزمائش کے وقت صبر کرنے والے کون کون ہیں؟ اور اس آزمائش کے ذریعے انہیں عملی طور پر بتادے کہ کامیابی اور اللہ کی طرف سے مدد کے لئے انہیں کس معیار پر پورا اترنا ہوگا (2) دین حق پر ایمان کامل والوں کے ایثار و قربانی کو حق کا گواہ بنادے اور منافقوں کے سامنے اہل ایمان کی مثال قائم کردے (3) تاکہ جو لوگ ایمان لائے ہیں انہیں بدگمانی، کمزوری، لاپرواہی، اللہ کے رسول ﷺ کے احکام پر عمل میں کوتاہی جیسی آلائشوں سے پاک کردے انہیں یقین کامل اور عمل کامل کی ضرورت کا عملی ثبوت فراہم کردے اور (4) جو بھی کوئی دین حق کا منکر ہے اسے نابود کردے، کیسے نابود کردے؟ دین حق کے ماننے والوں کو باقی سب پر غلبہ کے معیار پر لاکر ان میں اپنے آپ کو اس معیار پر لانے کا احساس اور اللہ کا ڈر پیدا کرکے اور انہیں رسول ﷺ کے احکام پر عمل کی اہمیت سے عملاً آگاہ کرکے۔

8- اللہ تعالیٰ اہل ایمان سے فرماتے ہیں کہ کیا تم ابھی سے یہ خیال کررہے ہو کہ تم جنت کے حقدار بن چکے ہو؟ حالانکہ ابھی تو ہم نے جہاد کرنے والوں کو اور استقامت دکھانے والوں کو مزید آزمانا ہے

9- اس حوالے سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم میں سے بعض موت یعنی اللہ کی راہ میں شہادت کی خواہش رکھتے تھے اور ایسے اہل ایمان کے جوش و جذبہ اور اصرار کی وجہ سے اللہ کے رسول ﷺ نے کھلے میدان میں مشرکوں سے لڑائی کا فیصلہ کیا تھا جب شہادت کی تمنا کرنے والوں کی وجہ سے وہ فیصلہ ہو گیا تو احد کے میدان میں ان کی موت سے ملاقات بھی ہوگئی یعنی انہیں میدان میں دشمن سے عملی لڑائی کا موقع بھی مل گیا مگر وہاں موت کے روبرو صبر و استقلال کی آزمائش کے مراحل میں ان کا عمل کیسا رہا ہے؟ وہ بھی تو تم نے دیکھ لیا ہے آزمائش کیسی ہوگی تم جان گئے ہو۔

15

144- وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾

144- اور نہیں ہے محمد کچھ بھی اور
مگر اللہ کا رسول ہی
ان سے پہلے کئی رسول ہو گزرے ہیں
تو کیا اگر وہ فوت ہو جائے
یا قتل کر دیا جائے
تو تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے؟[1]
اور جو کوئی اپنی ایڑیوں پر پھر جائے
تو وہ اللہ کو قطعاً کچھ بھی نقصان نہیں پہنچاتا
اور اللہ شکر ادا کرنے والوں کو جلد جزا دے گا[2]

1- رسول کون ہے؟ وہ انسان جسے اللہ تعالیٰ دیگر انسانوں کی ہدایت کے لئے چن لیتے تھے وہ رسول باقی انسانوں کو راہ ہدایت کیسے دکھاتا تھا؟ اللہ تعالیٰ جس بھی کسی انسان کو رسالت عطا فرماتے تھے تو اسے اپنی طرف سے احکام یا کتاب یا کوئی ضابطہ رہنمائی بھی دیتے تھے اس انسان کی ذمہ داری اس ضابطہ ہدایت کو دوسروں تک پہنچانا ہوتی تھی اور یہی مشن اللہ تعالیٰ نے محمد بن عبداللہ ﷺ کو سونپا تھا غزوہ احد میں جب حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر ابن قمیہ کا راستہ روکنے کی کوشش میں شدید زخمی ہو گئے تو ابن قمیہ نے شور مچا دیا تھا کہ ”میں نے محمد کو قتل کر دیا ہے“ یہ افواہ قریش کے لشکر میں پھیل گئی اور میدان جنگ میں دور دور تک پھیلے مسلمانوں میں بھی کچھ مسلمان یہ سن کر بددل ہو گئے تو کچھ نے کہا ”رسول اللہ ﷺ نہیں رہے تو ہم زندہ رہے تو اللہ کے ہاں کیا جواب دیں گے“ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ربیع سے جب کہا گیا کہ اللہ کے رسول ﷺ شہید ہو گئے ہیں تو انہوں نے کہنے والے سے کہا ”میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ نے اللہ کا دین اس کے بندوں تک پہنچا دیا ہے اب تو اس دین کے لئے لڑ کہ اللہ تو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے“ اور وہ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے تھے اکثر اہل علم نے اس آیت کو غزوہ احد کی اس صورت احوال اور بعض اہل ایمان کی پریشانی اور ذہنی حالت سے متعلق بتایا ہے لیکن سیرت کی کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر اپنے کٹے ہوئے بازو کے ساتھ دین حق کا جھنڈا بلند رکھنے کی کوشش میں اپنی شہادت سے پہلے یہی آیات بلند آواز میں تلاوت کرتے رہے تھے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے موقعہ پر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ صدمہ کی حالت میں کہہ رہے تھے کہ ”جو کہتا ہے کہ رسول اللہ فوت ہو گئے ہیں اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں گے وہ تو موسیٰ علیہ السلام بن عمران کی مانند اللہ سے ملنے گئے ہیں اور واپس آ کر اللہ کے دین کے دشمنوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے اس سے پہلے اللہ کے رسول ﷺ کو وفات نہیں آ سکتی“ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صدمہ سے نڈھال مسلمانوں سے کہا تھا ”تم میں سے جو کوئی اللہ کی عبادت کرتا ہے تو وہ جان لے کہ اللہ زندہ ہے اور اس کے لئے موت نہیں اور اگر تم میں سے کوئی محمد کی عبادت کرتا تھا تو وہ جان لے کہ محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں“ اس کے بعد انہوں نے ان کے سامنے یہی آیت تلاوت کی تھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ محمد ﷺ میرے رسول ہیں مگر اصل اہمیت اس پیغام کی ہے جو وہ تم تک پہنچاتے ہیں ان سے پہلے بھی میں رسول مقرر کرتا رہا ہوں اور وہ سب اسی طرح فوت ہو چکے ہیں جیسے باقی انسان فوت ہو جاتے ہیں زندگی اور موت کے سلسلے میں محمد رسول اللہ ﷺ پر بھی یہی اصول لاگو ہوتا ہے اس وضاحت کے بعد اللہ تعالیٰ اہل ایمان سے فرماتے ہیں کہ ایسا تو ایک دن ہونا ہی ہے تو کیا محمد کی وفات یا شہادت کے بعد تم ”اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے؟“ یعنی دین حق چھوڑ کر اپنے پہلے والے دین پر واپس چلے جاؤ گے؟ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو اپنے قلب و شعور کی گہرائیوں میں یہ بٹھا لینے کو کہہ رہے ہیں کہ ہمیشہ زندہ رہنے والا میرے سوا کوئی اور نہیں اور محمد ﷺ جس راہ ہدایت کی طرف تمہیں دعوت دیتے ہیں وہ میرا بتایا ہوا ہدایت کا راستہ ہے اور ہمیشہ کے لئے ہے

145-وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ
كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ۭ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ
مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۭ
وَسَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٤٥﴾

145-اور نہیں ہے کسی بھی جان کے لئے
کہ اسے موت آ جائے
مگر اللہ کی اجازت سے ہی
لکھے ہوئے وقت مقررہ پر
اور جو کوئی دنیا میں ہی اجر چاہے
ہم اس کو اس میں سے دے دیں گے [3]
اور جو کوئی آخرت میں جزا چاہے
ہم اس کو اس میں سے دیں گے
اور ہم شکر کرنے والوں کو
جلد جزا دیں گے [2]

146-وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ
فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا
ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٤٦﴾

146-اور کتنے ہی نبیوں نے
لڑائی کی تھی
جن کے ساتھ مل کر
بہت سے خدا پرست لڑتے تھے
اور نہیں ہمت ہاری تھی ان لوگوں نے
اس کی وجہ سے جو انہیں
اللہ کی راہ میں دکھ پہنچا تھا
اور نہ ہی انہوں نے کمزوری دکھائی تھی
اور نہ ہی لاچاری
اور اللہ انہیں دوست رکھتا ہے
جو آزمائش میں استقلال سے کام لیتے ہیں

2- جو لوگ آسانی اور آزمائش کی ہر حالت میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اللہ انہیں اس کا جلد بدلا دے گا
3- جو کوئی مال غنیمت میں حصہ کے لئے لڑے اسے ہم مال غنیمت میں سے دے دیں گے

147- وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ
لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا
وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾

147-اور وہ ہمیشہ یہی کہتے ہوتے تھے
''اے ہمارے رب ہمیں معاف کردے
ہمارے گناہ
اور ہماری کوتاہیاں
ہمارے اس فرض میں
اور ثابت رکھ ہمارے قدموں کو
اور ہمیں نصرت دے
اوپر کافروں کے''[4]

148- فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ
الْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ ع

148-سو اللہ نے ان کو عطاء کردیا تھا
ثوابِ دنیا
اور آخرت کا حسن وثواب [5]
اور اللہ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے
جو احسان کرتے ہیں

16

149- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾

149-اے ایمان والو
اگر تم نے کافروں کی بات مان لی
تو وہ تمہیں پھیر دیں گے
اوپر تمہاری ایڑیوں کے

4- اللہ کی راہ میں صبر سے لڑنے والوں اور کسی بھی قسم کی کمزوری نہ دکھانے والوں کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اللہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت اور اللہ کی حدود کی کسی خلاف ورزی کی معافی اور کفار کے خلاف جنگ میں ثابت قدمی اور فتح کے سوا کبھی کوئی چیز نہیں مانگی تھی نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

5- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے اس عمل کی وجہ سے انہیں ہم نے دنیا اور آخرت میں دونوں جگہ اجر دیا تھا دنیا میں اچھا بدلہ اور آخرت میں حسن وثواب بھلائی اور جزا دونوں

150- بَلِ اللّٰهُ مَوۡلٰىكُمۡ ۚ وَهُوَ خَيۡرُ النّٰصِرِيۡنَ ﴿۱۵۰﴾

151- سَنُلۡقِىۡ فِىۡ قُلُوۡبِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوا الرُّعۡبَ بِمَاۤ اَشۡرَكُوۡا بِاللّٰهِ مَا لَمۡ يُنَزِّلۡ بِهٖ سُلۡطٰنًا ۚ وَمَاۡوٰٮهُمُ النَّارُ ؕ وَبِئۡسَ مَثۡوَى الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۱۵۱﴾

تو تم لوٹو گے
نقصان اٹھاتے ہوئے [1]

150- نہیں! بلکہ تمہارا کارساز ہے اللہ
اور وہی ہے سب سے بہتر مدد کرنے والا [2]

151- ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں
رعب ڈال دیں گے [3]
اس لئے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ
ان کو شریک بنا رکھا ہے
جن کے بارے میں اس نے کوئی بھی سند نہیں بھیجی [4]

1- منافقوں کی خواہش اور کوشش ہوتی تھی کہ مسلمانوں میں فکری اور عملی انتشار پیدا ہو جائے اس کے لئے وہ کوئی بھی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے غزوہ احد میں تیر اندازوں کی مورچہ کے دفاع میں غلطی کی وجہ سے اہل ایمان کو تکلیف برداشت کرنا پڑی تو انہوں نے کہنا شروع کر دیا ''ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ باہر نکل کر نہیں لڑنا چاہیے'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو! اگر تم نے ان کی لائن پر سوچنا شروع کر دیا تو وہ تو تمہیں ایمان سے پھیر دیں گے اور حق کو چھوڑ دینا تمہارے لئے دنیا اور آخرت میں گھاٹے کا سبب بن جائے گا لیکن ''اے ایمان والو'' کہہ کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کو خطاب کرنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سارے ہی اہل ایمان ان کے انداز میں سوچنے لگے تھے یا ایسا کچھ سوچ رہے تھے اللہ تعالیٰ تو صرف خبردار کرتے ہیں کہ اگر تم میں سے کوئی ان کے پیچھے لگ کر ایمان سے ڈول گیا تو اس کا نتیجہ اس کا اپنا نقصان ہوگا اس لئے ان سے ہوشیار رہو

2- کافروں کی کوششوں سے خبردار کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہارے کام سنوارنے والے تو ہم ہی ہیں اور جس کسی کے ہم خود رکھوالے اور کام سنوارنے والے ہوں کوئی اور ہے جو اس کا ہم جیسا مددگار ہو سکے؟

3- اللہ تعالیٰ خوشخبری دیتے ہیں کہ اے ایمان والو عنقریب ہم کافروں کے دلوں میں خوف ڈال دیں گے۔ ہوا کیا تھا؟ کافر احد کے میدان سے بوریا بستر باندھ کر بھاگ گئے تھے راستہ میں ان کے درمیان اختلاف ہوا کہ بھاگنا نہیں چاہیے تھا رسول اللہ ﷺ نے اپنے تھوڑے سے زخمی ساتھیوں کے ساتھ حمراء الاسد تک ان کا تعاقب کیا تھا اور انہیں پھر بھی لوٹ کر مقابلہ کی جرأت نہیں ہوئی تھی مدینہ کے جن لوگوں نے عبداللہ بن ابی بن سلول کی قیادت میں میدان جنگ میں مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کر لی تھی وہ بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تھے مگر آپ ﷺ نے ان کا تعاون بھی قبول نہیں فرمایا تھا یہ بھی رعب تھا

4- مشرک ایمان کا ہی نہیں دل کا بھی کمزور ہوتا ہے اور اپنا خوف دور کرنے کو اللہ کے علاوہ دوسروں سے مدد کی امید رکھتا ہے ان سے مدد اور مرادیں مانگتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے دلوں میں ہم جو خوف ڈال رہے ہیں تو اس کا سبب بھی یہ ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں ہمیں چھوڑ کر اوروں سے مدد مانگتے ہیں اس جرم کی سزا ان کے لئے وہ حقیقی خوف ہے جو ان کے دلوں میں جم جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے تو کبھی نہیں کہا اپنی طرف سے کبھی کوئی دلیل یا ثبوت نہیں بھیجا کہ نظم کائنات میں ہمارے ساتھ وہ بھی کوئی شریک ہیں جن کو ان کافروں نے خدائی میں ہمارے شریک بنایا ہوا ہے ان کافروں کا شرک ان کے اپنے خوف اور خام سوچ کا پیدا کردہ ہے

152- وَ لَقَدۡ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعۡدَهٗۤ اِذۡ تَحُسُّوۡنَهُمۡ
بِاِذۡنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلۡتُمۡ وَ تَنَازَعۡتُمۡ فِى الۡاَمۡرِ
وَعَصَيۡتُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَرٰٮكُمۡ مَّا تُحِبُّوۡنَ‌ ؕ مِنۡكُمۡ
مَّنۡ يُّرِيۡدُ الدُّنۡيَا وَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرِيۡدُ الۡاٰخِرَةَ ‌ ۚ
ثُمَّ صَرَفَكُمۡ عَنۡهُمۡ لِيَبۡتَلِيَكُمۡ‌ ۚ وَلَقَدۡ عَفَا عَنۡكُمۡ‌ؕ
وَاللّٰهُ ذُوۡ فَضۡلٍ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۵۲﴾

اور ٹھکانہ ان کا ہے جہنم
اور وہ رہنے کی بدترین جگہ ہے
جو ان ظالموں کے لیے ہے
152- اور اللہ نے تم سے کیا ہوا
اپنا وعدہ پورا کر دیا تھا
جب تم انہیں کاٹ رہے تھے
اس کے حکم سے [5]
تب تک جب تم نے بزدلی دکھائی تھی
اور تم حکم کے بارے میں
جھگڑنے لگے تھے
اور تم نے نافرمانی کی تھی [6]
اس کے بعد
جو اس نے تمہیں دکھا دیا تھا
وہ کچھ جو تم پسند کرتے تھے [7]
تم میں سے کوئی دنیا چاہتا تھا
اور کوئی تم میں سے آخرت چاہتا تھا

5- اشارہ غزوہ احد میں مسلمانوں کی شروع میں کامیابی کی طرف ہے جب مکہ والوں کے علمبردار خاندان بنی عبدالدار کے یکے بعد دیگرے نو علمبردار جہنم رسید ہو گئے تھے اور پھر ان کا غلام صواب بھی حضرت قزمان کے ہاتھوں جہنم رسید ہو گیا تھا اس کے بعد کی لڑائی میں کفار میدان چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اور ابو سفیان کی بیوی چیختی ہوئی بھاگی جا رہی تھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ ہمارے وعدہ کے مطابق تھا کہ ہم صبر کرنے والوں کی مدد کریں گے

6- رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کی گئی اور جبل عینین پر متعین پچاس تیر اندازوں میں سے سینتیس نے کافروں کو بھاگتے دیکھ کر مورچہ چھوڑ دیا تھا رسول اللہ ﷺ کا حکم تھا کہ کسی صورت میں بھی مورچہ نہیں چھوڑنا جھگڑا سے مراد وہ اختلاف ہے جو تیر اندازوں اور ان کے کمانڈر کے درمیان رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعبیر کے بارے میں پیدا ہوا

7- کیا دکھا دیا تھا؟ کفار کی شکست جو تم پسند کرتے تھے پھر کیا ہوا؟ تم جھگڑنے لگے۔ کیوں؟ کیونکہ جھگڑنے والوں میں سے کوئی مال غنیمت چاہتا تھا اور کوئی آخرت چاہتا تھا اور جو کوئی جو چاہتا تھا اسے مل گیا تھا

153- اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ
يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ
لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ؕ
وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾

پھر اللہ نے تمہیں کافروں کے تعاقب سے پھیر دیا تھا
تاکہ وہ تمہاری آزمائش کرے [8]
اور اس نے تم سے درگزر کیا تھا
اور اللہ مومنوں پر فضل و کرم کرنے والا ہے
153- یاد کرو جب تم پہاڑی پر چڑھتے ہی جا رہے تھے
اور کسی کی طرف بھی توجہ نہیں دیتے تھے [9]
اور اللہ کے رسول تمہارے پیچھے سے
تمہیں بلا رہے تھے
سو اس کے بدلے میں اللہ نے
تمہیں غم پر غم پہنچایا [10]
تاکہ تم غمگین نہ ہو
اس پر جو تمہارے ہاتھ سے نکل جائے
اور نہ اس پر جو تم پر گزرے
اور اللہ خوب واقف ہے
اس سے جو کچھ بھی تم کرتے ہو

8- تم مشرکوں کا قتل عام کر رہے تھے اللہ نے تمہیں وہی کچھ دکھا دیا تھا جو تمہیں پسند تھا تم نے حکم عدولی کی اللہ نے تمہیں ان سے پھیر دیا تم ان سے ہٹ کر مال غنیمت کے پیچھے دوڑے اور دشمن نے اچانک جمع ہو کر حملہ کر دیا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسی صورتحال ہم نے تمہارے عزم و حوصلہ اور صبر و استقلال کو Test کرنے کے لئے پیدا کی تھی کوئی فرد ہو یا قوم اس کی جسمانی روحانی ایمانی، انفرادی اور اجتماعی آزمائش مشکل کی گھڑی میں اس کے عمل سے ہی تو ہوتی ہے

9- جب تم پسپا ہوتے دشمن کے تعاقب میں اور اس کی لشکر گاہ سے سامان جمع کرنے کے لئے دوڑے پھر رہے اور کسی کی آواز پر توجہ نہیں دے رہے تھے

10- اللہ نے تمہیں جو کچھ تم نے کیا تھا اس کے بدلے میں دکھ کے بعد دکھ پہنچایا، فتح اور مال غنیمت ہاتھ سے نکل گئے اور تکلیف برداشت کرنا پڑی کیوں پہنچایا دکھ پر دکھ؟ تاکہ تم سبق سیکھو جو جاتا رہے اور وا پڑے اس پر صبر کیا کرو

154- ثُمَّ اَنۡزَلَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ الۡغَمِّ اَمَنَةً
نُّعَاسًا يَّغۡشٰى طَآئِفَةً مِّنۡكُمۡ ۙ وَطَآئِفَةٌ قَدۡ
اَهَمَّتۡهُمۡ اَنۡفُسُهُمۡ يَظُنُّوۡنَ بِاللّٰهِ غَيۡرَ الۡحَـقِّ
ظَنَّ الۡجَاهِلِيَّةِ ؕ يَقُوۡلُوۡنَ هَلۡ لَّنَا مِنَ الۡاَمۡرِ
مِنۡ شَىۡءٍ ؕ قُلۡ اِنَّ الۡاَمۡرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ يُخۡفُوۡنَ
فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ مَّا لَا يُبۡدُوۡنَ لَكَ ؕ يَقُوۡلُوۡنَ لَوۡ
كَانَ لَنَا مِنَ الۡاَمۡرِ شَىۡءٌ مَّا قُتِلۡنَا هٰهُنَا ؕ
قُلۡ لَّوۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ بُيُوۡتِكُمۡ لَبَرَزَ الَّذِيۡنَ كُتِبَ
عَلَيۡهِمُ الۡقَتۡلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمۡ ۚ وَلِيَبۡتَلِىَ
اللّٰهُ مَا فِىۡ صُدُوۡرِكُمۡ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِىۡ قُلُوۡبِكُمۡ ؕ
وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۱۵۴﴾

154- پھراس نے تم پر سکون نازل کردیا تھا
اس دکھ کے بعد
وہ اونگھ جو
تم میں سے ایک گروہ کو ڈھانپتی تھی [11]
اور ایک وہ گروہ تھا جسے
فکر میں ڈال دیا تھا
ان کی جانوں نے [12]
وہ اللہ کے بارے میں
جھوٹے جاہلانہ گمان کرتے تھے [13]
وہ کہتے تھے ''کیا ہے ہمارے اختیار میں بھی کچھ؟'' [14]
کہہ دیجئے ''اختیار تو جو بھی ہے اللہ ہی کے لیے ہے'' [15]
وہ لوگ جو کچھ اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں
وہ تم پر ہرگز ظاہر نہیں کرتے
وہ کہتے ہیں ''اگر ہمارے پاس کچھ بھی اختیار ہوتا
تو ہم یہاں مارے نہ جاتے''

11- اللہ دیکھ رہا تھا جو تم پر گزری تھی اس نے تمہارے ذہنی اور جسمانی سکون کیلئے تمہارے لئے اونگھ نازل کردی تا کہ تم غم بھول جاؤ سیرت کی کتب میں اس اونگھ کا بڑا خوشگوار حال اور اثر بیان کیا گیا ہے اور اللہ کی طرف سے یہ سکون انہی کے لئے تھا جو جنگ اور آزمائش کے مراحل طے کر چکے تھے اس اونگھ کے بعد وہ تازہ دم ہو گئے تھے

12- یہ ان لوگوں کے بارے میں ہے جن کے قلب وشعور میں ایمان کی حاکمیت نہیں تھی جو کسی مجبوری کی وجہ سے جنگ میں شریک ہوئے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انہیں یہی فکر تھی کہ ہم کہیں مارے نہ جائیں اور اس فکر والوں اور بدگمانی میں مبتلا لوگوں کے لئے اونگھ بھی نہیں تھی وہ اللہ کے اس کرم سے بھی محروم ہی تھے

13- جن کا ایمان کامل نہیں تھا ان کا اللہ کے بارے میں تصور بھی جاہلانہ تھا جس کا وہ اظہار کر رہے تھے

14- وہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو جس آزمائش سے گزرنا پڑا ہے اس میں ہماری کوئی ذمہ داری نہیں کیونکہ اس لڑائی کا فیصلہ کرتے وقت ہماری رائے کو تو اہمیت ہی نہیں دی گئی تھی اسی طرح آگے چل کر وہ صاف الفاظ میں کہتے ہیں کہ ''اگر ہمارے پاس فیصلے کا اختیار ہوتا تو نہ یہ آزمائش پیش آتی اور نہ اس طرح جانی نقصان اٹھانا پڑتا''

15- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بلاشبہ اختیار میرا ہی ہے اس میں کسی اور کا دخل نہیں جیسا کہ پہلے گزری آیت (152) میں اللہ تعالیٰ فرما چکے ہیں کہ یہ تو انہوں نے خود ایسا کیا تھا تا کہ مسلمانوں کو Test کرلیں

کہہ دیجئے" اگر تم اپنے گھروں کے اندر بھی ہوتے
تو جن کا قتل ہو جانا لکھ دیا گیا تھا
وہ ضرور نکل پڑتے
اپنے مقتل کی طرف"[16]
اور یہ اس لئے تھا کہ اللہ آزما لے اس کو
جو کچھ تمہارے سینوں کے اندر ہے
اور اس لئے کہ وہ صاف کر دے
جو کچھ بھی تمہارے دلوں میں ہے[17]
اور اللہ سینوں کے راز اچھی طرح جانتا ہے

155- اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾

155- بلاشبہ وہ لوگ جو تم میں سے پیٹھ پھیر گئے تھے
اس روز جب دو گروہ آمنے سامنے آئے تھے
انہیں تو واقعی شیاطین نے پھسلا دیا تھا
ان کے بعض اعمال کی وجہ سے[18]

16- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسا نہیں کہ تمہاری بات مان لی جاتی تو جن کی موت لکھی جا چکی تھی وہ بچ جاتے بلکہ جن کے لئے ہم نے اس لڑائی میں کام آجانا یا شہادت لکھدی تھی انہوں نے یہاں آ ہی جانا تھا خواہ کچھ بھی ہوتا کہ یہ ہمارا فیصلہ تھا کیونکہ "اختیار جو بھی ہے اللہ ہی کے لئے ہے"

17- یہ آزمائش یا ٹیسٹ اس لئے نہیں تھا کہ اللہ کو علم نہیں تھا کہ تم کیسے ہو؟ اللہ کو تو ہر چیز کا علم ہے یہ تو اس لئے تھا کہ تمہارے دلوں میں سے شکوک و شبہات اور بے یقینی کا میل کچیل صاف کر دیا جائے کیونکہ ایسی آزمائش اور اس میں سرخرو ہو جانے اور اس کے مراحل سے گزرنے سے ایسے شبہات کا میل کچیل خود ہی ختم ہو جاتا ہے اور اس کی جگہ ایمان لے لیتا ہے

18- یوم احد جنہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کی تھی اور جو واپس چلے گئے تھے انہوں نے ایسا کیوں کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کی بنیادی وجہ ان کے کچھ اپنے اعمال تھے اور ان اعمال کے حوالے سے شیاطین نے انہیں ایسا کرنے پر آمادہ کر لیا تھا انسان جو بھی گناہ کرتا ہے اس کا ذمہ دار وہ خود ہوتا ہے کہ آخری فیصلہ وہ خود ہی کرتا ہے شیطان تو صرف اسے گناہ کی ترغیب دیتا ہے آگے بندے کے اپنے فطری میلان پر منحصر ہے کہ وہ اس کی ترغیب یا سبز باغ دکھانے سے کمزوری دکھاتا ہے یا مضبوطی سے اس کی ترغیب مسترد کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو فیصلہ کرنے کی آزادی دے کر اپنے اعمال کا ذمہ دار بنا دیا ہے یوم احد کچھ لوگ شیاطین کی ترغیب میں اس لئے آگئے تھے کہ ان کے اپنے اندر کچھ کمزوریاں تھیں

اور اللہ نے انہیں وہ معاف کر دیا تھا
اللہ تو بہت بخش دینے والا تحمل کرنے والا ہے

17

156- يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا
غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ
لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ
يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾

156- اے ایمان والو
ان لوگوں کی مانند نہ ہو جانا
جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے
اور جو اپنے بھائیوں کے بارے میں کہتے ہیں
جب وہ زمین پر سفر کریں
یا وہ اپنے دشمن سے لڑیں
"اگر وہ ہمارے پاس رہتے
تو نہ مرتے اور نہ قتل کئے جاتے"[1]
اللہ تو ایسی سوچ کو
ان کے دلوں میں حسرت و یاس بنا دیتا ہے[2]
جبکہ زندہ رکھنے والا اور موت دینے والا تو اللہ ہی ہے
اور اللہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو دیکھتا ہوتا ہے

157- وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ
مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

157- اور اگر تم اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے جاؤ
یا تم مر جاؤ
تو یقیناً اللہ کی طرف سے مغفرت

1- زندگی کس کے ہاتھ میں ہے اور موت کون دیتا ہے؟ اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ کفر پر اڑے ہوئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میرا فلاں عزیز سفر کی تکالیف کی وجہ سے مر گیا یا فلاں جنگ میں شامل ہونے سے مر گیا اگر وہ سفر پر نہ جاتا اور لڑائی میں شامل نہ ہوتا تو بچ جاتا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے اہل ایمان تم ان کی مانند نہ سوچنا آیت نمبر 154 میں جیسا کہ فرمایا کہ ہم نے جن کے حق میں موت لکھ دی تھی انہیں اس روز مرنا ہی تھا اور وہیں مرنا تھا یعنی زندگی اور موت کا فیصلہ ہمارے ہی اختیار میں ہے اللہ ہی زندہ رکھتا ہے اور وہی مارتا ہے

2- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کافروں کے اس طرز فکر کو اللہ نے ان کے لئے دکھ کا سبب بنا دیا ہے ان کے دلوں میں ایسے خیالات حسرت و یاس کا سبب بن گئے ہیں کہ کاش وہ نہ گیا ہوتا یا یہ کہ کاش اس نے لڑائی میں شرکت نہ کی ہوتی اللہ کے بارے میں ان کی غلط سوچ ان کے لئے دکھ اور حسرت بنا دی گئی ہے

اور اس کی رحمت
اس سے بہتر ہیں
جو کچھ بھی وہ لوگ جمع کرتے ہیں [3]

158- وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

158- اور اگر تم مر جاؤ
یا تم مار دیئے جاؤ
تو اکٹھے تو تم اللہ ہی کے پاس کئے جاؤ گے

159- فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ
فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠ فَاعْفُ
عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ
فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾

159- سو یہ اللہ کی رحمت کی وجہ سے ہے کہ
تم ان لوگوں کے ساتھ نرمی کرتے ہو
اور اگر تم درشت خو سخت دل ہوتے
تو وہ تمہارے پاس سے بکھر جاتے [4]
سو انہیں معاف کردیں
اور ان کے لئے اللہ سے بخشش طلب کریں
اور اس کام میں ان سے مشورہ کیا کریں
پھر جب تو کسی کام کا عزم کرلے
تو اللہ پر بھروسہ رکھیں
بے شک اللہ بھروسہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے

160- اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ
يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ
وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۶۰﴾

160- اگر اللہ تمہاری مدد کرے
تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا
اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے

3- اگر کوئی اللہ کی راہ میں اپنی جان دیدے تو اسے اللہ کی طرف سے جو کچھ ملے گا وہ اس مال سے بہت بہتر ہے جو کافر اس دنیا میں جمع کرتے رہتے ہیں اس دنیا کے مال کے خرچ اور خیرات سے بھی کافر اللہ کی اس رحمت اور بخشش کے حقدار نہیں بن سکتے

4- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ آپ جو درشت خو اور سخت دل نہیں ہیں تو یہ ہماری مہربانی سے ہے اگر آپ نرم دل نہ ہوتے اور لوگوں کے ساتھ ان کی کوتاہیوں پر سخت رویہ اختیار کرتے تو وہ آپ کو چھوڑ کر چلے جاتے

تو کون ہے جو
اس کے بعد تمہاری مدد کرسکتا ہے؟
پس مومنوں کو اللہ پر ہی
بھروسہ کرنا چاہیے

161- وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ
بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ
مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾

161- اور کوئی نبی کبھی بھی خیانت نہیں کیا کرتا
اور جو کوئی خیانت کرے
تو وہ لائے گا اپنے ساتھ خیانت کی ہوئی وہ چیز
قیامت کے دن [5]
پھر ہر شخص کو پورا دیا جائے گا
اس کا کمایا ہوا
اور لوگوں کے ساتھ ہرگز بے انصافی نہیں کی جائے گی

162- اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ
مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾

162- کیا وہ شخص جو
اللہ کی رضا کی پیروی کرتا ہے
ہوسکتا اس شخص کی مانند
جس نے اللہ کی سخت ناراضگی کمائی [6]
اور جس کا ٹھکانہ ہے دوزخ
اور کیا ہی بری ہے وہ جگہ لوٹنے کے لئے؟

5- محمد بن عبداللہ ﷺ تو اللہ کی طرف سے نبوت عطا کئے جانے سے پہلے بھی عرب کے الامین ہوتے تھے دیانتدار اور امانتدار ہر کسی کا حق دینے والے جس کا حق ہو اسی کو دینے والے یہاں اللہ تعالیٰ اپنا ایک اصول بیان فرماتے ہیں کہ میرے کسی بھی نبی کے لئے یہ ممکن ہی نہیں ہوتا کہ وہ کسی معاملے میں خیانت کرے اور اللہ کا یہ اصول ہے کہ جو بھی کوئی کسی قسم کی خیانت کر کے کوئی چیز حاصل کرے گا روز قیامت وہ خود اسے اپنے خلاف عدالت میں پیش کرے گا اللہ کے نبی لوگوں کو جس راہ ہدایت کی طرف بلاتے ہیں جن کاموں کے کرنے اور جن چیزوں سے دور رہنے کو کہتے ہیں وہ اللہ کے ہی احکام ہوتے ہیں یوم احد اللہ کے رسول ﷺ نے جو کچھ کیا تھا وہ اللہ کا فیصلہ تھا

6- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ شخص جس کا ہر عمل اللہ کی رضا کے مطابق ہو کبھی بھی اس شخص جیسا نہیں ہوسکتا جس نے اللہ کو ناراض کیا ہو اللہ کو ناراض کرنے کا اشارہ اہل کتاب کے ان لوگوں کی طرف ہے جنھوں نے اپنی مرضی سے اللہ کی طرف سے آئی کتاب میں تبدیلیاں کرنے کی خیانت کی تھی ◀◀

163- هُمۡ دَرَجٰتٌ عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيۡرٌۢ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۶۳﴾

163- اللہ کی نگاہ میں ایسے لوگ الگ الگ مقام پر ہیں
اور لوگ جو کچھ بھی کرتے ہیں اللہ اس کو دیکھ رہا ہے

164- لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ ۚ وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۱۶۴﴾

164- اللہ نے اہل ایمان پر احسان کیا
جب اس نے ان کی طرف
انہی میں سے ایک رسول بھیج دیا
جو ان پر اللہ کی آیات پڑھتا ہے
اور ان کو پاک کرتا ہے
اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے [7]
اور وہ لوگ اس سے پہلے تو
واقعی کھلی کھلی گمراہی میں تھے

165- اَوَلَمَّاۤ اَصَابَتۡكُمۡ مُّصِيۡبَةٌ قَدۡ اَصَبۡتُمۡ مِّثۡلَيۡهَا ۙ قُلۡتُمۡ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلۡ هُوَ مِنۡ عِنۡدِ اَنۡفُسِكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۱۶۵﴾

165- اور یہ کیا! جب آئی تم پر مصیبت
اگرچہ تم پہنچا چکے ہو
دوگنا اس جیسی
تم پوچھتے ہو ''یہ کیسے آ گئی؟'' [8]
کہدیں ''یہ تمہاری اپنی لائی ہوئی ہے'' [9]
اور اللہ کچھ بھی کرنے پر قادر ہے

◄◄ جس کا قرآن میں کئی مقامات پر ذکر ہے اور اللہ کی خوشنودی کے لئے ہر کام کرنے والے اللہ کے نبی ہیں اللہ کو ناراض کرنے والوں کا ٹھکانہ تو دوزخ ہوگا اور اللہ کی نظر میں ان کی حیثیت یعنی ''دَرَجٰتٌ'' ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں

7- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے لوگوں یہ تم پر ہمارا احسان ہے کہ ہم نے تمہاری طرف جو رسول بھیجا ہے وہ تم میں سے ہی ہے جس کے حال سے تم سب واقف ہو وہ کسی اور مخلوق سے تعلق نہیں رکھتا کہ اس کی بات سمجھنے میں تمہیں کوئی مشکل درپیش ہو وہ تمہیں ہماری آیات یعنی احکام سناتا ہے ہماری کتاب قرآن اور حکمت یعنی دین و دنیا کے امور کی تعلیم دے کر تمہارے دل اور دماغ غلط عقائد سے پاک کرتا ہے اور اس نے تمہیں ایک کھلی گمراہی سے نکال کر راہ راست پر ڈال دیا ہے

8- یوم احد اہل ایمان کو تکلیف برداشت کرنا پڑی تھی تو مشرکوں کو بھی تو نقصان اٹھانا پڑا تھا اس سے پہلے بدر کے میدان میں بھی مشرکین کو اسی طرح کے دکھ اور نقصان اٹھانا پڑے تھے اللہ تعالیٰ اہل ایمان سے فرماتے ہیں کہ تم پوچھتے ہو کہ احد میں ویسا ہی کیوں نہیں ہوا جیسا بدر میں ہوا تھا؟ یہاں مشرکوں پر اللہ نے اہل ایمان کو ویسی ہی بھرپور فتح کیوں نہیں دی؟ یہی سوچتے ہو نا؟ کہ تمہیں تو ہر صورت کامیاب ہی ہونا چاہیے تھا اور مشرکوں کو یہاں بھی ویسی ہی ناکامی ہونا چاہیے تھی

166- وَمَآ اَصَابَكُمۡ يَوۡمَ الۡتَقَى الۡجَمۡعٰنِ فَبِاِذۡنِ
اللّٰهِ وَلِيَعۡلَمَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۶۶﴾

166- اور وہ جو تم پر گزری تھی
اس روز جب لشکر ٹکرائے تھے
وہ اللہ کے اذن سے تھی
اور اس لئے تھی کہ وہ مومنوں کو پہچان لے [10]

167- وَلِيَعۡلَمَ الَّذِيۡنَ نَافَقُوۡا ۚۖ وَقِيۡلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡا
قَاتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَوِ ادۡفَعُوۡا ؕ قَالُوۡا لَوۡ نَعۡلَمُ
قِتَالًا لَّا اتَّبَعۡنٰكُمۡ ؕ هُمۡ لِلۡكُفۡرِ يَوۡمَئِذٍ اَقۡرَبُ
مِنۡهُمۡ لِلۡاِيۡمَانِ ۚ يَقُوۡلُوۡنَ بِاَفۡوَاهِهِمۡ مَّا لَيۡسَ
فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ ؕ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا يَكۡتُمُوۡنَ ۚ ﴿۱۶۷﴾

167- اور اس لئے کہ وہ نشان زدہ کرلے
منافقت کرنے والوں کو [11]
اور ان سے کہا گیا تھا ''آؤ لڑو اللہ کی راہ میں
یا اپنا دفاع کرو''
تو انہوں نے کہا تھا ''اگر ہم سمجھتے کہ واقعی لڑائی ہوگی
تو ہم ضرور تمہارا ساتھ دیتے'' [12]

9- یوم احد اہل ایمان کی ایسی سوچ کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ جو تمہیں تکلیف اور نقصان پہنچے ہیں اس کے ذمہ دار تم خود ہو''یہ تمہاری اپنی لائی ہوئی ہے'' کیسے؟ اللہ کے رسول نے حکم دیا تھا عینین کا مورچہ نہ چھوڑنا تم نے کامیابی دیکھ کر اس حکم کی غلط تعبیر کی، اختلاف کیا اور اکثریت نے مورچہ چھوڑ دیا اور تم نے مشرکوں کو میدان جنگ میں پسپا ہوتے دیکھ کر نظم اور ڈسپلن کی پابندی نہ کی رسول اللہ ﷺ پیچھے سے تمہیں آوازیں دیتے رہے اور تم بھاگتے چلے گئے مال غنیمت کے پیچھے چلے گئے اس وجہ سے کامیابی تم سے پلٹ گئی اگر بدر میں احکام پر عمل اور نظم کے سبب اللہ تمہیں کامیابی دے سکتا ہے تو اس خلاف ورزی پر یہاں تمہیں تکلیف بھی دے سکتا ہے یہ مت سمجھنا کہ تم جو چاہو کرو کامیابی تمہاری ہی ہوگی

10- اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس روز مسلمانوں کو جو تکلیف برداشت کرنا پڑی تھی وہ ہمارے اذن سے تھی ہم چاہتے تو ایسا نہ ہوتا مگر ہم نے ہونے دیا۔ کیوں ہونے دیا؟ تاکہ مومنوں کو پہچان لیا جائے ان کے ایمان، عزم، حوصلہ اور خلوص کو آزمائش کی بھٹی میں ڈال کر Test کر لیا جائے اللہ تو سب جاننے والا ہے اسے تو معلوم ہے کہ کون کیا ہے پھر اس Test کی ضرورت کیوں؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس Test کے ذریعے اہل ایمان کو عملاً بتانا چاہتے ہیں کہ ان کی کامیابی کے لئے ان کا عمل کیسا ہونا چاہیے

11- ایک تو اہل ایمان کا اپنا Test مقصود تھا دوسرے ان کے درمیان جو منافق تھے ان کو نشان زدہ کرنا بھی مقصود تھا تاکہ ان کے بارے میں اہل ایمان آئندہ کسی غلط فہمی میں نہ رہیں اور یہ پہچان بھی اللہ نے ان کے عمل کے حوالے سے متعین کردی تھی

12- ان کی پہچان کیا نکلی تھی اس روز؟ اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں اللہ کی راہ میں لڑنے یا کم از کم دفاع کے لئے کہا تو انہوں نے بہانہ بازی کی ''ہمارا نہیں خیال کہ واقعی لڑائی ہونے جارہی ہے اگر لڑائی اور ضرورت ہوتی تو ہم ضرور تمہارا ساتھ دیتے'' کہا اور واپس چلے گئے اللہ کے رسول ﷺ کے حکم پر عمل کرنے کی بجائے اس سے فرار کے بے بنیاد جواز پیش کئے یہ تھی منافقوں کی پہچان

وہ لوگ اس روز کفر کے زیادہ قریب تھے
بہ نسبت ایمان سے قربت کے [13]
وہ اپنی زبانوں سے وہ کچھ کہتے ہیں
جو ان کے دلوں میں نہیں
اور اللہ خوب جانتا ہے
وہ سب کچھ جو وہ چھپاتے ہیں

168- اَلَّذِيۡنَ قَالُوۡا لِاِخۡوَانِهِمۡ وَقَعَدُوۡا لَوۡ اَطَاعُوۡنَا مَا قُتِلُوۡا‌ ؕ قُلۡ فَادۡرَءُوۡا عَنۡ اَنۡفُسِكُمُ الۡمَوۡتَ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۱۶۸﴾

168- وہ لوگ جو اپنے بھائیوں کے بارے میں کہتے ہیں
جبکہ وہ خود پیچھے بیٹھے رہے تھے
"اگر ہماری بات مان لی ہوتی تو وہ قتل نہ ہوتے" [14]
کہہ دیں "تو پھر موت کو اپنی جانوں سے دور ہٹا دو
اگر تم سچ کہتے ہو" [15]

169- وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ قُتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا ‌ؕ بَلۡ اَحۡيَآءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُوۡنَۙ ﴿۱۶۹﴾

169- اور انہیں جو اللہ کی راہ میں
قتل کر دیئے گئے ہیں
مردہ نہ خیال کرو
بلکہ وہ زندہ ہیں
اپنے رب کے پاس رزق دیئے جا رہے ہیں [16]

13- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ اس روز ایمان اور اسلام کی بجائے کفر کے زیادہ نزدیک تھے کیونکہ ایمان تو یہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ جو حکم دیں اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں

14- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو خود تو اللہ کی راہ میں جنگ سے الگ ہو کر بیٹھے رہے تھے اور ان کے جو بھائی یعنی عزیز و اقارب اور قبیلہ والے اس لڑائی میں شہید ہو گئے ہیں ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ اگر ان کی بات مان لی جاتی تو وہ مارے نہ جاتے

15- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر واقعی ایسا ہے کہ تمہاری بات پر عمل سے آدمی موت سے بچ جاتا ہے تو پھر ایسا کرو کہ تم خود کبھی نہ مرنا موت کو اپنے سے دفع کر دو اگر ایسا نہ کر سکو اور یقیناً نہیں کر سکتے تو پھر تو تم سچ نہیں کہتے اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ جھوٹے ہیں بلکہ انہیں ایسے Test میں ڈال دیا ہے جس سے وہ جھوٹے ثابت ہو جاتے ہیں۔

16- منافق کہتے ہیں کہ ہماری بات نہ ماننے کی وجہ سے وہ مارے گئے ہیں اللہ تعالیٰ نے پہلے تو ثابت کر دیا کہ ایسا کہنے والے جھوٹے ہیں اس کے بعد ان شہید ہو جانے والوں کا مرتبہ بیان فرمایا کہ وہ تو ہمارے پاس ہیں اور ہم انہیں رزق دیتے ہیں اور حکم دیا کہ جو بھی کوئی اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے اسے کبھی مردہ نہ کہنا جو ایسا کہتا ہے وہ ان ہی جھوٹوں جیسا ہے

170- فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ
وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ
خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿١٧٠﴾

وقف لازم

170- وہ خوش ہیں اس پر
جو اللہ نے انہیں عطاء کیا ہے اپنے فضل سے [17]
اور وہ خوش ہوتے ہیں ان کے بارے میں
جو پیچھے سے ابھی تک ان کے پاس نہیں پہنچے
کہ وہاں ان کے لئے کوئی بھی خوف نہیں
اور نہ وہ غمگین ہوں گے [18]

171- يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ
وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٧١﴾

ع ١٦/٨

171- وہ خوش ہیں اللہ کی دی نعمت پر
اور اس کے فضل پر
اور اس پر کہ
اللہ مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا [19]

18

172- اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ
مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ
وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿١٧٢﴾ ج

معٓ

172- جن لوگوں نے لبیک کہا
اللہ کی اور رسول کی دعوت پر
اس کے بعد بھی کہ انہیں زخم لگ چکا تھا [1]

17- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ تو اس شہادت پر بہت خوش ہیں جو ہم نے انہیں عطا کی ہے

18- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ شہداء اس پر بھی خوش ہیں کہ جو اہل ایمان ابھی ان کے پاس نہیں پہنچے یعنی جنہیں ان کی مانند اللہ نے ابھی شہادت عطا نہیں کی جب وہ ان کے پاس آئیں گے تو انہیں بھی وہاں کوئی غم اور خوف نہیں ہوگا یہ بشارت اللہ تعالیٰ نے ان کے اپنے تجربہ کے حوالے سے دی ہے یہ فرمانے کی بجائے کہ شہداء کو وہاں کوئی خوف اور غم نہیں ہوتا اسے ان پہلے والوں کی خوشی کا سبب بتا کر پیچھے والوں کے لئے بشارت بنا دیا ہے

19- یہاں پھر وہی بے مثل انداز بیاں ہے یہ کہنے کی بجائے کہ ہم کسی مومن کا اجر ضائع نہیں کرتے یہ کہا کہ وہ جو پہلے وہاں پہنچ چکے ہیں وہ اپنے اس تجربے اور مشاہدے کی وجہ سے خوش ہیں کہ اللہ کسی مومن کا اجر ضائع نہیں کرتا یعنی انہیں ان کا پورا اجر دیا گیا ہے اور یہ پیچھے والوں کے لئے خوشخبری ہے

1- غزوہ احد میں ستر اہل ایمان شہید ہوئے تھے بہت سے زخمی تھے کسی کا جسم چھلنی تھا، کسی کا بازو لٹک گیا تھا بنی عبد الاشہل کے قبیلہ میں تو تقریباً ◄◄

173- اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾

ایسوں کے لئے جنہوں نے
ان میں سے بھلائی کی
اور جن کے دلوں میں خدا کا خوف بیدار رہا
اجر عظیم ہے [2]

173- وہ کہ جب لوگوں نے ان سے کہا تھا
''انہوں نے تو
تمہارے لئے بڑا لشکر جمع کیا ہوا ہے
ان سے ڈرو''
تو اس نے ان کا ایمان بڑھا دیا تھا
اور انہوں نے جواب دیا تھا ''ہمارے لئے اللہ کافی ہے
اور وہ بہت ہی اعلیٰ محافظ ہے'' [3]

◀◀ سب ہی زخمی تھے اللہ کے رسول ﷺ خود بھی زخمی تھے اس کے باوجود جب اگلے ہی روز آپ ﷺ نے منادی کرائی کہ احد سے پسپا ہوئے مشرکین کے تعاقب کے لئے جانا ہے اہل ایمان مسجد نبوی پہنچ جائیں تو سب ہی اہل ایمان ہتھیار لگا کر آ گئے تھے ان میں وہ بھی تھے جو بمشکل چل سکتے تھے یہ اہل ایمان کے اس عمل کا ذکر ہے

2- اللہ تعالیٰ ان کے اس عمل کو حسن عمل قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم پر ایسا کرنے والوں کے دلوں میں اللہ کا خوف بیدار تھا اور فرماتے ہیں کہ 'ایسوں' کے لئے اجر عظیم ہے

3- احد کے میدان سے فرار سے قبل مشرکین مکہ کے کمانڈر ابوسفیان نے پہاڑی کی بلندی سے اعلان کیا تھا ''ہمارا اور تمہارا آئندہ مقابلہ اگلے سال کے شروع میں بدر الصفراء کے میدان میں ہوگا'' رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''اسے جواب دو کہ ہمیں قبول ہے'' اس طرح عرب روایت کے مطابق اہل ایمان اور مشرکین کے درمیان آئندہ کی لڑائی کا وقت اور جگہ مقرر ہو گئے تھے اور جزیرہ نمائے عرب اور اس کے اردگرد کے سب قبائل اور لوگوں تک یہ بات پہنچ چکی تھی مگر جب مقررہ تاریخ قریب آئی تو مشرکین مکہ ڈر گئے کہ پھر بدر اور احد والی درگت نہ بن جائے وہ لڑائی سے بچنا چاہتے تھے مگر کیسے بچیں؟ نہیں جاتے تو سارے عرب میں رسوائی ہوگی باہمی مشورہ سے انہوں نے قبیلہ غطفان کی شاخ اشجع کے نوجوان نعیم بن مسعود کی خدمات حاصل کیں وہ بڑا ہوشیار نوجوان تھا (غزوہ خندق کے وقت اسی نعیم کی ہوشیاری سے پہلے بنو قریظہ کے یہودیوں اور حملہ آور احزاب کے لشکروں کے کمانڈروں کے درمیان معاہدہ ٹوٹا تھا اور پھر احزاب میں بھی پھوٹ پڑ گئی تھی اس وقت وہ مسلمان ہو چکا تھا) ◀◀

174- فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿١٧٤﴾

174- پھر وہ واپس آئے تھے
اللہ کی طرف سے نعمت
اور اس کے فضل کے ساتھ [4]
نہیں پیش آئی انہیں کوئی تکلیف
اور انہوں نے اللہ کی رضا کی پیروی کی تھی
اور اللہ بہت ہی زیادہ فضل کرنے والا ہے

175- اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَاۗءَهٗ ۠ فَلَا تَخَافُوْھُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧٥﴾

175- سوائے اس کے نہیں کہ
یہ تو شیطان ہے جو تمہیں
اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے
پس نہ ڈرو ان سے
اور مجھ سے ڈرتے رہو
اگر تم ایمان والے ہو [5]

◀◀ ابوسفیان نے اسے بیس اونٹ انعام میں دینے کے وعدے پر مدینہ بھیجا کہ وہ مسلمانوں کو کہے کہ قریش نے تو بڑی تیاریاں کر رکھی ہیں تم تو ان کا مقابلہ ہی نہ کر سکو گے نعیم مدینہ آیا بنو قریظہ کے ہاں قیام کیا اور پراپیگنڈہ کرتا رہا مگر نا کام رہا تھا اہل علم کا خیال ہے کہ یہ اسی طرف اشارہ ہے کہ اس سے اہل ایمان کا اللہ کی مدد پر ایمان مزید پختہ ہو گیا تھا

4- رسول اللہ ﷺ پندرہ سو صحابہ کے ساتھ یکم ذیعقد کو بدر الصفر ا پہنچ گئے ابوسفیان ایک لشکر کے ساتھ مکہ سے نکلا مگر مرالظہران سے یہ کہہ کر واپس لوٹ گیا کہ ''جنگ خوش حالی اور شادابی میں ہی جیتی جا سکتی ہے جب جانوروں کو سبز چارہ اور لڑنے والوں کو تازہ دودھ مل سکے خشک سالی کی وجہ سے آج دونوں چیزیں ملنا دشوار ہیں'' بدر الصفر ا میں یکم ذیعقد کو ہر سال تجارتی منڈی لگتی تھی رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو اس منڈی میں فروخت کرنے کو مال بھی ساتھ لے لینے کی اجازت دے دی تھی انہوں نے اپنا اپنا مال فروخت کیا اور منافع کمایا ''اللہ کے فضل'' سے مراد اللہ کا یہ کرم بھی ہے رسول اللہ ﷺ آٹھ روز تک انتظار کر کے سلامتی کے ساتھ واپس مدینہ آ گئے تھے

5- شیطان کس کو کہا جاتا ہے؟ اسی کو جس نے اللہ کا حکم ماننے سے انکار کیا تھا اللہ نے حکم دیا میری کتاب اور میرے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اور ان کی پیروی کرو تو جنہوں نے انکار کیا ان کا عمل بھی تو ویسا ہی تھا جو شیطان کا تھا اس لئے وہ سب آپس میں دوست ہی تو ہوئے اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو ایک بنیادی اصول پر عمل کرنے کی ہدایت فرماتے ہیں وہ یہ کہ جو بھی کوئی میرا حکم ماننے سے انکاری ہے وہ تمہارا دوست اور ہمدرد نہیں ہو سکتا اور اس کی ہمدردیاں اپنے دوستوں کے ساتھ ہیں اس لئے اگر ان میں سے کوئی تمہیں کسی دوسرے سے ڈرائے تو اس کا مشورہ قبول نہ کرنا بلکہ مجھ پر بھروسہ کرنا کیونکہ جو مجھ سے ڈرتا ہے وہ شیطان اور اس کے دوستوں سے نہیں ڈرتا

176- وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ
اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۗ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا
يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ
عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٧٦﴾

176- اور اے نبی نہ غمگین کریں تمہیں وہ لوگ
جو کفر کے لیے جان مار رہے ہیں
وہ تو اللہ کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے [6]
اللہ چاہتا ہے کہ
ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہ رکھے
اور ان کے لئے ہے عذاب عظیم [7]

177- اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ
يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٧٧﴾

177- بے شک وہ لوگ
جنہوں نے کفر خریدا ہے
ایمان کے بدلے میں
وہ اللہ کو قطعاً کوئی نقصان نہیں پہنچا رہے
اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے

178- وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ
خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۗ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا
اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿١٧٨﴾

178- اور نہ گمان کریں وہ کافر لوگ
کہ ہمارا ان کو مہلت دینا
ان کی جانوں کے لئے بہتر ہے
سوائے اس کے نہیں کہ
ہم تو انہیں مہلت دیتے ہیں
تا کہ وہ گناہوں میں اور آگے بڑھ جائیں
اور ان کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے [8]

6- وہ اللہ کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے یعنی اللہ کے دین کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ کون؟ وہ جو اللہ کے رسول ﷺ کے دشمن ہیں اور آپ ﷺ کے مقابلہ میں کفر کی کامیابی کے لئے جان مار رہے ہیں

7- روز قیامت ایسے لوگوں کا عذاب عظیم منتظر ہے

8- جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے یعنی جو اللہ کے دین اور رسول ﷺ پر ایمان لانے کی بجائے کفر کی کامیابی کے لئے جان مار رہے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''وہ یہ خیال ہرگز نہ کریں کہ ہم جو انہیں ڈھیل دے رہے ہیں اور فوری طور پر ان کی گرفت نہیں کر رہے تو یہ ان کے کسی فائدے کا سبب بن جائے گی نہیں ایسا نہیں ہے ہم تو انہیں ڈھیل اس لئے دے رہے ہیں تا کہ وہ گمراہی کے دلدل میں مزید پھنستے جائیں'' اور جو ہماری ڈھیل کی وجہ سے اس دلدل میں مزید پھنستے جا رہے ہیں ان کے لئے آنے والی زندگی میں رسوا کرنے والا عذاب ہے

179- مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ عَلٰى مَاۤ اَنۡتُمۡ
عَلَيۡهِ حَتّٰى يَمِيۡزَ الۡخَبِيۡثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَمَا
كَانَ اللّٰهُ لِيُطۡلِعَكُمۡ عَلَى الۡغَيۡبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
يَجۡتَبِىۡ مِنۡ رُّسُلِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ۖ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ
وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنۡ تُؤۡمِنُوۡا وَتَتَّقُوۡا فَلَكُمۡ
اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ ﴿۱۷۹﴾

179- اللہ ہر گز نہیں رہنے دے گا مومنوں کو
ایسی حالت میں
جس حال میں تم ہو [9]
یہاں تک کہ وہ فرق قائم کر دے
خبیث اور طیب کے درمیان
اور اللہ ہر گز نہیں آگاہ کرے گا تمہیں
غیب کی باتوں سے [10]
اور لیکن اللہ چن لیتا ہے
اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے
سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر
اور اگر تم ایمان لاؤ
اور اپنے دلوں میں اللہ کا خوف بیدار رکھو
تو تمہارے لئے اجر عظیم ہے

9- ''جس حال میں تم ہو'' میں ''تم'' سے کون لوگ مراد ہیں؟ وہ کون لوگ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ مخاطب ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہم اہل ایمان کو تمہارے والی حالت میں نہیں رہنے دیں گے؟ غزوہ احد کے حوالے سے جن لوگوں کے ناپسندیدہ طرز عمل کا مختلف انداز میں ذکر آیا ہے وہ کیا کرتے تھے؟ وہ یہ کہہ کر لڑائی سے الگ ہو گئے تھے کہ ہمارے خیال میں تو لڑائی ہو گی ہی نہیں (167) حالانکہ وہ میدان میں اترتی فوجیں دیکھ رہے تھے مسلمانوں کے جنگ میں نقصان پر جنہوں نے کہا تھا ''ہماری بات مانی ہوتی تو نہ مارے جاتے'' (168) جو چھپاتے تھے اندر دلوں کے اپنے جو زبان پر نہیں لاتے تھے (154) زندگی اور موت کے بارے میں جن کے خیالات جاہلانہ تھے اور وہ کہتے تھے کہ فلاں سفر پر جانے کی وجہ سے مارا گیا اور فلاں جنگ میں شامل ہونے کے سبب مارا گیا اگر گھر پر رہتا تو نہ مارا جاتا (156) یعنی وہ لوگ جو ''ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے'' والے نہیں تھے اللہ تعالیٰ ان سے فرماتے ہیں کہ ہم ایمان والوں کو تمہارے والی اس دینی، فکری اور عمل و کردار کی مشکوک حالت پر نہیں رہنے دینا چاہتے بلکہ ہم ناپاک (خبیث) کی پاک (طیب) سے شناخت الگ کر دیں گے تاکہ عمل، کردار اور عقائد کے حوالے سے بھی اور اللہ کے دین اور رسول ﷺ کی پیروی کے حوالے سے بھی ان دونوں فریقوں کی خود بخود پہچان ہو جائے

10- اللہ تعالیٰ اپنے غائب کے امور کے بارے میں بندوں کو جو کچھ بتانا چاہیں اپنے منتخب رسول کے ذریعے ہی بتاتے ہیں کس نے دل میں کیا چھپایا ہوا ہے؟ کس کی نیت کیا ہے؟ اس کے کسی عمل کا مقصد کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کو اس کا سب علم ہے لیکن یہ اس کی شان نہیں کہ وہ سب مسلمانوں کو سب کے بارے میں سب کچھ کی اطلاع بھیجتا رہے اس میں سے جو کچھ بتانا اس کی حکمت کا حصہ ہو وہی کچھ وہ اپنے رسول کو بتاتے ہیں

180- وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ
مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ
سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلِلّٰهِ
مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾ ع

180- اور ہرگز نہ گمان کریں وہ لوگ،
جو بخل کرتے ہیں
اس میں جو انہیں اللہ نے دیا ہے
اپنے کرم سے
کہ وہ بخل ان کے لئے اچھا ہے
نہیں! بلکہ وہ بخل ان کے حق میں شر ہے
وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں
وہ تو طوق کی صورت ان کی گردنوں میں پہنایا جائے گا
قیامت کے دن [11]
اور اللہ ہی کے لئے ہے میراث [12]
آسمانوں کی اور زمین کی
اور اللہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو
اس سے خوب واقف ہے

11- اللہ تعالیٰ نے اپنے جس بھی بندے کو مال و دولت، مقام و مرتبہ، صلاحیت و مہارت اور علم و دانش میں سے جو کچھ بھی دیا ہے وہ اس پر اللہ کی عطا ہے اس کا فضل و کرم ہے اگر کوئی شخص اللہ کی اس عطا میں سے دوسروں کی بھلائی اور فلاح کے لئے خرچ نہیں کرتا اور سب کچھ اپنے ذاتی فائدے کے لئے ہی جمع رکھتا ہے تو وہ بخل سے کام لیتا ہے اس کی اپنی جائز ضرورت سے زائد جو بھی اللہ کی عطا اس کے پاس ہے وہ دوسرے ضرورت مندوں کے فائدے کے لئے خرچ کرنا اس پر واجب ہے جو بھی کوئی ایسا نہیں کرتا اور سمجھتا ہے کہ یہ بخل اس کے حقیقی فائدے میں ہے وہ غلطی پر ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے بخل سے کام لینے والے کو اس کی سزا بھگتنا ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسی چیز کا جو ہم نے اسے دی تھی اور اس نے دوسروں کی بھلائی کے لئے خرچ نہیں کی تھی پھندا بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیں گے

12- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے اس کے مالک تو ہم ہیں مال و دولت میں سے ہم نے جو بھی کچھ اس دنیاوی زندگی میں تمہیں دیا ہے وہ تو تمہارے پاس ہماری امانت ہے اور ہماری اس امانت کو تم جس طرح بھی خرچ کرتے ہو اس کا بھی ہمیں علم ہے اس لئے یہ مت خیال کرنا کہ بخل کر کے تم اس کی سزا سے بچ جاؤ گے

19

181- لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَ قَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّ نَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾	181- اللہ نے ان لوگوں کی بات سن لی ہے جو کہتے ہیں ''اللہ تو فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں''[1] ہم لکھ لیں گے ان کا یہ کہا اور ان کا نبیوں کو ناحق قتل کرنا[2] اور ہم کہیں گے ''چکھو جلانے والا عذاب
182- ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾ ۚ	182- یہ عذاب اس کی وجہ سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا تھا[3] اور اللہ تو کبھی بے انصافی نہیں کرتا بندوں کے ساتھ''[4]

1- اللہ نے اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کریں اللہ تعالیٰ نے اسے ''اللہ کو قرض حسنہ دینا فرمایا ہے اور کہا ہے کہ جو کچھ وہ اللہ کی راہ میں دیں گے اللہ اسے دگنا کر دے گا اور کئی گنا بڑھا دے گا (245:3)'' یہودیوں نے اس پر طنز کیا کہ دیکھو مسلمانوں کا تو اللہ بھی غریب ہے اور بندوں سے قرض مانگ رہا ہے اللہ تو ایسا نہیں ہو سکتا دیکھیں ہم تو مالدار ہیں ہم ایسے اللہ کو کیسے مان لیں جو خود غریب ہو یہ یہودیوں کے اس طنز کی طرف اشارہ ہے

2- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو ہمارے احکام پر عمل کرنے کا مذاق اڑاتے ہیں ہم ان کے نامہ اعمال میں یہ بھی لکھیں گے ''لکھیں گے'' میں مستقبل کا صیغہ استعمال کرنے کا مطلب یہ ہے کہ روز قیامت ان کا جو نامہ اعمال انہیں دکھایا جائے گا اس میں یہ بھی لکھا ہوا ہو گا یعنی ہم نے سن بھی لیا ہے اور لکھ بھی لیا ہے اور اس روز ان کے نامہ اعمال میں جہاں یہ لکھا ہو گا کہ تم ہمارے نبیوں کو ناحق قتل کرتے رہے ہو اس کے ساتھ ہی ان کا یہ جرم بھی لکھا ہو گا اس وقت بھی انہوں نے ہمارے احکام پر عمل نہیں کیا تھا اور ہمارے جو نبی انہیں ہمارے احکام پر عمل کرنے کو کہتے تھے انہیں یہ قتل کر دیا کرتے تھے ہمارے احکام پر عمل کرنے کی بجائے ان کا مذاق اڑانا ان یہودیوں کا شروع سے ہی وطیرہ رہا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں

3- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس روز ان کا نامہ اعمال دکھایا جائے گا تو اس میں کوئی نیکی تو ہو گی نہیں کہ انہوں نے اللہ کے احکام پر عمل تو کیا نہیں نیکی نہ ہونے اور احکام کی خلاف ورزی پر ہم انہیں دوزخ میں پھینک دیں گے اور انہیں بتائیں گے کہ ہم انہیں عذاب اس کی وجہ سے دے رہے ہیں جو انہوں نے دنیاوی زندگی میں کیا تھا یعنی جو ان کے ہاتھوں نے ان کے لئے کما کر اس روز کے لئے آگے بھیجا تھا

4- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس روز ہم انہیں جو آگ کی سزا دیں گے وہ ان کے ساتھ ہمارے انصاف کے اصولوں کے مطابق ہو گی کہ ہم نے کبھی کسی بندے کے ساتھ بے انصافی نہیں کی

183- اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ
لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ
قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ
وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۳﴾

183-وہ لوگ جو کہتے ہیں ''اللہ نے تو ہمیں حکم دیا ہوا ہے
کہ ہم نہ ایمان لائیں کسی رسول پر
تب تک کہ وہ لائے ہمارے پاس
وہ قربانی
جسے آگ کھا جائے''[5]
پوچھیں ''تمہارے پاس رسول آئے تھے
مجھ سے پہلے
واضح دلائل کے ساتھ
اور اس کے ساتھ جو تم کہتے ہو
تو پھر تم نے انہیں قتل کیوں کیا تھا
اگر تم سچے ہو تو؟''[6]

184- فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ
جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۱۸۴﴾

184-پھر اگر وہ تیری تکذیب کریں
تو ان رسولوں کی بھی تو تکذیب کی گئی تھی
جو تجھ سے پہلے آئے تھے
واضح نشانیاں لے کر

5- شروع میں یہودیوں کی مذہبی رسوم میں بعض نبی ''سوختنی قربانی'' کی رسم ادا کرتے تھے یہ ایسی قربانی ہوتی تھی کہ غیبی آگ قربان کی گئی چیز کو جلا دیتی تھی بائیبل میں بعض نبیوں کی طرف سے اپنے نبی ہونے کے ثبوت کے حوالے سے ایسی قربانیوں کا تو ذکر آتا ہے مگر یہ شرط کہیں نہیں کہ اللہ کا نبی وہی ہوتا ہے جو اپنے نبی ہونے کے ثبوت کے طور پر ایسی قربانی کر کے سب کو دکھا دے اس کے باوجود یہودیوں نے اپنی شریعت موسوی کے حوالے سے ایسی قربانی کو اپنا عقیدہ بنا رکھا تھا اور کہتے تھے کہ جب مسیح موعود آئے گا تو وہ اس مذہبی رسم کو بحال کر دے گا اللہ کے آخری نبی کی دعوت کے جواب میں وہ دین حق پر ایمان نہ لانے کا ایک جواز یہ بھی پیش کرتے تھے کہ ہمیں تو حکم ہے کہ ایسی قربانی نہ کرنے والے کو نبی نہ ماننا ہم اس حکم کی خلاف ورزی کیسے کریں اور آپ ﷺ کو کیسے نبی مان لیں؟

6- اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ ان سے پوچھو کہ اگر تم واقعی اس شرط کے پورا کرنے پر ایمان رکھتے ہو اور جو کوئی اس شرط کو پورا کر دے اسے نبی مان لیتے ہو تو پھر تم نے اللہ کے ان نبیوں کو کیوں نہیں مانا تھا اور انہیں کیوں قتل کر دیا تھا جو مجھ سے پہلے تمہاری طرف آئے تھے اور دیگر نشانیوں کے علاوہ انہوں نے تمہاری سوختنی قربانی والی شرط بھی پوری کر دی تھی اس کا مطلب تو یہ ہے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو

185- كُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ ؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوۡنَ
اُجُوۡرَكُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ فَمَنۡ زُحۡزِحَ عَنِ النَّارِ
وَ اُدۡخِلَ الۡجَنَّةَ فَقَدۡ فَازَ ؕ وَ مَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَاۤ
اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ ﴿۱۸۵﴾

اور صحیفوں کے ساتھ اور روشن کتاب کے ساتھ [7]

185- ہر جان کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے
اور روز قیامت تمہیں
تمہارا پورا اجر دیا جائے گا
پھر جو کوئی دور کر دیا گیا آگ سے
اور داخل کر دیا گیا جنت میں
تو وہ کامیاب ہو گیا [8]
اور نہیں ہے اس دنیا کی زندگی
مگر فریب کا ساز و ساماں ہی [9]

186- لَتُبۡلَوُنَّ فِیۡۤ اَمۡوَالِكُمۡ وَ اَنۡفُسِكُمۡ ۟ وَ لَتَسۡمَعُنَّ
مِنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ وَ مِنَ الَّذِيۡنَ
اَشۡرَكُوۡۤا اَذًى كَثِيۡرًا ؕ وَ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَ تَتَّقُوۡا
فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ ﴿۱۸۶﴾

186- تم ضرور آزمائے جاؤ گے
اپنے اموال کے ساتھ
اور اپنی جانوں کے ساتھ [10]
اور تم ضرور سنو گے
ان لوگوں کی طرف سے

7- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ یہ یہودی جو تمہاری تکذیب کرتے ہیں یعنی تمہارے بارے میں کہتے ہیں کہ آپ اللہ کے سچے رسول نہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں یہ تو تم سے پہلے آئے نبیوں کو بھی اسی طرح جھٹلاتے رہے ہیں جبکہ ان میں سے بعض کو نشانیوں کے علاوہ ہم نے ان کی رہنمائی کیلئے صحیفے (کتابچے) دیئے تھے اور رہنما کتاب بھی عطا فرمائی تھی

8- مرنا تو ہر کسی کو ہے اور کسی بھی انسان کی اصل کامیابی یہ ہے کہ روز حساب وہ دوزخ کی آگ سے بچ جائے اور اللہ تعالیٰ اسے جنت عطا کر دیں مگر چونکہ ہر مرنے والے کو اس روز اس کے اعمال کا پورا پورا حساب دیا جانا ہے اس لئے اصل مراد کو وہی پہنچے گا جو اس دنیا میں ایسی کمائی کر کے آگے بھیجے گا

9- اس دنیا کی عارضی زندگی اور اس کی شان و شوکت کی چاہت اور لذتوں کے فریب میں پھنس کر جو کوئی اس مستقبل کی زندگی کا سامان جمع نہیں کرتا وہ اس دنیا کے مال و متاع کے دھوکے میں مبتلا ہے

10- اللہ تعالیٰ اہل ایمان سے فرماتے ہیں کہ اپنے ایمان کی وجہ سے تمہیں اللہ کے دین اور رسول ﷺ کے دشمنوں کے ہاتھوں مال کے نقصان اور جانوں کی تکالیف برداشت کرنا پڑیں گی (جیسے مکہ کے مسلمانوں کو اپنے گھر اور املاک اللہ کے دین اور رسول کی وجہ سے چھوڑنا پڑے تھے اور جسمانی تکالیف برداشت کرنا پڑی تھیں) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسا نقصان اور تکالیف تمہارے ایمان کی پختگی کی آزمائش ہے

جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی
اور ان کی طرف سے
جو شرک کرتے ہیں
بہت سی تکلیف دہ باتیں [11]
اور اگر تم استقلال سے کام لو
اور اللہ سے ڈرتے رہو
تو یہ واقعی بڑے عزم و ہمت کا کام ہے [12]

187-وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ
وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا
فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿١٨٧﴾

187-اور یاد کرو
اللہ نے عہد لیا تھا
ان لوگوں سے
جنہیں کتاب دی گئی تھی کہ
"تم اس کتاب کو کھول کر لوگوں سے بیان کرنا
اور اس کو چھپانا نہیں" [13]
مگر انہوں نے پھینک دیا اس عہد کو

11- تمہیں اللہ کے دین اور رسول کے دشمنوں کی طرف سے طعن و تشنیع اور طنز و مذاق کی تکالیف کا بھی سامنا کرنا ہوگا

12- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم نے ان تکالیف کا استقلال سے مقابلہ کیا اور اللہ سے ڈرتے رہے یعنی ان تکالیف کی وجہ سے کسی قسم کی کمزوری نہ دکھائی تو یہی وہ خصلت ہے جس پر دنیاوی امور میں اللہ تعالیٰ تمہیں مضبوطی سے قائم دیکھنا چاہتے ہیں مطلب یہ کہ ہر قسم کی آزمائش میں اللہ کے دین پر مضبوطی سے قائم رہو اور اعلیٰ کردار کا ثبوت دو کہ اللہ تم سے ایسے ہی عمل کو پسند کرتے ہیں

13- اللہ تعالیٰ کے نبیوں نے اللہ سے کہا کہ آپ کی طرف سے ہمیں جو بھی مشن سونپا جائے گا ہم عہد کرتے ہیں کہ ہم وہ پورا کریں گے اللہ تعالیٰ نے ان کا وہ عہد قبول فرمالیا جو بھی کوئی انسان کسی نبی پر ایمان لاتا ہے وہ بھی اس عہد میں شامل ہو جاتا ہے کیونکہ یہ تو اس نبی پر ایمان کی بنیاد ہے اللہ تعالیٰ نبیوں کے اس عہد کی یاد دلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جن نبیوں کو ہم نے کتاب عطا کی تھی انہوں نے ہم سے عہد کیا تھا کہ اس کتاب میں جو کچھ بھی لکھا ہے وہ لوگوں کو اس سے آگاہ کریں گے اور انہیں اس پر عمل کرنے کو کہیں گے اور اس میں سے کچھ چھپائیں گے نہیں اس حوالے سے ان نبیوں میں سے کسی پر بھی ایمان رکھنے والوں کا دینی فرض ہے کہ وہ اس نبی کو دی گئی کتاب میں جو بھی اللہ کے احکام ہیں ان پر عمل کریں اور دوسروں کو اس پر عمل کرنے کو کہیں اور اس کے احکام میں سے کوئی چھپائیں نہیں اگر کوئی ایسا نہیں کرتا تو وہ اس عہد کی خلاف ورزی کرتا ہے

اپنی پیٹھوں کے پیچھے
اور اس کے عوض تھوڑی سی قیمت وصول کر لی
سو کیا ہی بُرا ہے وہ کاروبار
جو یہ لوگ کر رہے ہیں[14]

188- لَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ يَفۡرَحُوۡنَ بِمَاۤ اَتَوْا وَّيُحِبُّوۡنَ اَنۡ يُّحۡمَدُوۡا بِمَا لَمۡ يَفۡعَلُوۡا فَلَا تَحۡسَبَنَّهُمۡ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الۡعَذَابِۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۝١٨٨

188- ہر گز نہ گمان کر کہ
جو لوگ خوش ہو رہے ہیں
اپنی کارستانیوں پر
اور وہ چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے
ان کاموں کے لئے جو انہوں نے کئے ہی نہیں
سو ہر گز نہ خیال کر
کہ وہ عذاب سے خلاصی پا لیں گے
اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے[15]

189- وَلِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ۝١٨٩

189- اور اللہ ہی کی مِلک ہیں[16]
آسمان اور زمین
اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

14- اس عہد کے حوالے سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ جو اہل کتاب قرآن اور محمد بن عبد اللہ ﷺ کی رسالت پر ایمان نہیں لا رہے ان کی کتابوں میں تو لکھا ہے کہ محمد اللہ کے سچے رسول ہیں یہ نہ صرف دوسروں کو اس بارے میں بتاتے نہیں بلکہ اسے چھپاتے ہیں اور اس عہد کی خلاف ورزی کر رہے ہیں اور انہوں نے تھوڑی سی قیمت کے بدلے اس عہد کو پس پشت ڈال دیا ہے وہ تھوڑی قیمت کیا ہے؟ یہودیوں کا دعویٰ کہ وہ اللہ کی منتخب قوم ہیں اور بخشے جائیں گے اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ کہ عیسیٰ علیہ السلام انہیں ہر گناہ سے نجات دلا دیں گے ان کے عقائد کے حوالے سے ان کے مطابق یہ ہے وہ قیمت جو قیامت کے دن انہیں ملے گی جبکہ ایسا تو ہوگا نہیں فائدہ تو اس میں تھا کہ وہ اللہ سے کیا عہد پورا کرتے مگر انہوں نے اسے تو پیٹھ پیچھے ڈال دیا اور گھاٹا قبول کر لیا ہے

15- اہل کتاب اس گھاٹے کے سودے کو اور حقائق چھپانے کو اپنا کارنامہ بنا کر خوش ہو رہے ہیں جبکہ انہوں نے بائیبل کی تعلیمات اور دینِ ابراہیمی پر عمل تو کیا نہیں اور جو کام کیا ہی نہیں چاہتے ہیں کہ اس کے لئے ان کی تعریف کی جائے ان کے لئے تو اللہ کے ہاں دردناک عذاب ہے

16- مِلکٌ: ملکیت.........اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آسمانوں اور زمینوں کی ہر چیز کے مالک تو ہم ہیں اس لئے آسمانوں اور زمینوں میں حکم ◀◀

20

190-اِنَّ فِىۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ
الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى الۡاَلۡبَابِ ۚ ﴿۱۹۰﴾

190-واقعی آسمانوں کی اور زمین کی تخلیق میں
اور ایک دوسرے کے بعد
رات اور دن کے آنے جانے میں
ضرور پیغام ہیں
عقل والوں کے لئے [1]

191-الَّذِيۡنَ يَذۡكُرُوۡنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰى
جُنُوۡبِهِمۡ وَيَتَفَكَّرُوۡنَ فِىۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ
وَالۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ
سُبۡحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾

191-جو اللہ کو یاد کرتے ہیں
قیام کی حالت میں اور بیٹھے ہوئے اور لیٹے ہوئے [2]
اور وہ غور و فکر کرتے ہیں
آسمانوں اور زمین کے بنائے جانے کے بارے میں
اور کہتے ہیں "اے ہمارے رب
نہیں بنایا تو نے یہ سب کچھ
بلا مقصد اور بے معنی [3]
ذات تیری بہت ہی پاک ہے
سو تو بچا لے ہمیں آگ کے عذاب سے

◀◀ تو ہمارا چلتا ہے ہم جو چاہیں کرتے ہیں کون ہے جو کوئی ہماری اس مِلک میں دخل دے اور کسی کو ہمارے عذاب سے بچا لے؟ ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا اس لئے جو بھی کوئی عہد توڑتا ہے اسے سزا ضرور ہوگی

1- اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت وشکوہ اور اکرام واحدیت کی جو نشانیاں سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 164 میں بیان کی ہیں ان میں سے آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور دن رات کے ایک نظم کے تحت آنے جانے کا ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ جو بھی کوئی ان کے پیدا کرنے قائم رکھنے اور ان سے وابستہ انعامات واکرام پر غور وفکر کرتا ہے اس کے لئے ان میں بھی ایک پیغام ہے اور وہ پیغام یہ ہے کہ واقعی کوئی ایسی ہستی موجود ہے جو اس سارے نظام کی خالق ومالک ہے اور اس سارے نظام کا خالق ومالک ایک ہی ہے کیونکہ اگر ایک سے زیادہ اس کے خالق ومالک اور چلانے والے ہوں تو اس کائنات کا نظام درہم برہم ہو جائے (دیکھیں مذکورہ آیت اور حواشی (1) اور (2))

2- ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں

192- رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾

192- اے ہمارے رب
جسے تو نے آگ میں ڈال دیا
تو اسے تو نے ذلت اور رسوائی میں ڈال دیا
اور نہیں ہوگا
ظالموں کا کوئی بھی مددگار

193- رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾

193- اے ہمارے رب
ہم نے سنا ہے ایک پکارنے والے کو
وہ ایمان کی طرف بلاتا ہے کہ
اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ
پس ہم ایمان لے آئے ہیں[4]
اے ہمارے پروردگار
بخش دے ہمیں ہمارے گناہ
اور دور کر دے ہم سے ہماری برائیاں
اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دینا

194- رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾

194- اے ہمارے رب
اور ہمیں عطا کر وہ کچھ
جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے

3- جو لوگ اللہ کی ان نشانیوں آسمانوں اور زمین کے بنانے اور دن اور رات کے نظم کے بارے میں غور وفکر کرتے ہیں وہ اس کے خالق و مالک ہونے پر ایمان لانے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور پکار اٹھتے ہیں کہ بنانے والے کا ان کے بنانے سے ضرور کوئی مقصد وابستہ ہے ورنہ بغیر کسی مقصد کے یہ سب کچھ بنانے کی کیا ضرورت تھی؟ اس سے ان کے دل و دماغ پر اس خالق و مالک کی عظمت اور شکوہ گرفت کر لیتے ہیں

4- اس گرفت کا نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ وہ اس خالق و مالک پر ایمان لانے کی دعوت دینے والے کی دعوت پر ''پس ہم ایمان لے آئے'' کی منزل تک پہنچ جاتے ہیں اس مثال سے اللہ تعالیٰ واضح کرتے ہیں کہ جو بھی کوئی نظم کائنات پر غور کرے گا وہ یہ ماننے پر مجبور ہو جائے گا کہ محمد ﷺ جس راہ ہدایت کی طرف دعوت دیتے ہیں وہی اس خالق و مالک تک پہنچنے کا راستہ ہے اور وہ ایمان لے آئے گا

195- فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ
عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ
بَعْضٍ ۚ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ
وَ اُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَ قٰتَلُوْا وَ قُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ
عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَ لَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ
وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾

اپنے رسولوں کے ذریعے
اور نہ رسوا کر ہمیں
قیامت کے دن
تُو تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کیا کرتا''

195- سو قبول کر لی ان کے رب نے ان کی درخواست [5]
''میں ہرگز نہیں ضائع کرتا
تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا کوئی عمل
وہ مرد ہو یا عورت
بعض تم میں سے ہیں بعض میں سے [6]
سو وہ جنہوں نے ہجرت کی ہے
اور جو نکالے گئے ہیں اپنے گھروں سے
اور وہ میری راہ میں تکالیف دیئے گئے ہیں
اور وہ لڑتے ہیں کفار سے اور مارے جاتے ہیں
میں لازماً دور کر دوں گا ان کی برائیاں
اور داخل کر دوں گا انہیں باغوں میں
جن میں نہریں بہتی ہیں
یہ ان کا ثواب ہے

5- جو ایمان لے آتے ہیں اور اللہ کے رسول پر نازل ہوئی کتاب کے حوالے سے اس دعوت کو حق سمجھ لیتے ہیں ان کی حالت کے بیان کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کی درخواست (جن کی ایمانی حالت بیان کی گئی ہے) ہم قبول کر لیتے ہیں

6- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایمان اور اعمال کے حوالے سے مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں ان کی جنس اور جسمانی ساخت کا اس سے کوئی تعلق نہیں عورت اور مرد کی یکساں حیثیت کے حوالے سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''بعض تم میں ہیں بعض سے'' انسان کی پیدائش مرد اور عورت دونوں کے حوالے سے ہی ممکن ہے اس حوالے سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو مرد ہیں وہ عورت سے ہیں اور جو عورتیں ہیں وہ مرد سے ہیں بعض یہاں ''ہر کوئی'' کا مفہوم دیتا ہے یعنی تم میں سے ہر کوئی جنس مخالف کے حوالے سے ہی پیدا ہوا ہے اس لئے ایمان اور ان اعمال کے حوالے سے جو اللہ ضائع نہیں کرتا مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں

اللہ کی طرف سے
اور بہترین بدلہ اللہ ہی کے پاس ہے"

196- لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ﴿۱۹۶﴾

196- نہ مغالطہ میں ڈالے تمہیں
کافروں کا زمین میں سیر سپاٹا

197- مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾

197- یہ دنیا کی چندروزہ بہار ہے [7]
پھر ان کا ٹھکانہ ہے دوزخ
اور وہ بہت ہی برا بچھاونا ہے

198- لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾

198- لیکن وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں
ان کے لئے ہیں باغات
جن میں نہریں بہتی ہیں
وہ ہمیشہ ہی ان میں رہیں گے
اللہ کی طرف سے مہمان نوازی
اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے
وہ بہت ہی اچھا ہے
نیکی کرنے والوں کے لئے [8]

199- وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ

199- اور یقیناً اہل کتاب میں سے وہ بھی ہیں
جو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر
اور اس پر جو تم پر نازل کیا گیا ہے

7- اللہ کے دین اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے والوں کو ان کے گھروں اور علاقوں سے نکال دیا گیا انہیں تجارت اور کاروبار سے الگ کر دیا گیا تھا وہ پہلے کی طرح نہ تجارتی قافلوں کے ساتھ دوسرے ملکوں اور شہروں تک جا سکتے تھے اور نہ ہی اس سے منافع کما سکتے تھے جبکہ کافر سارے کاروبار کے لئے آزاد تھے اللہ تعالیٰ اہل ایمان سے فرماتے ہیں کہ ان کافروں کی اس آزادی اور اس سے حاصل ہونے والی سہولتوں کو دیکھ کر تم اپنے دین کے بارے میں کسی مغالطہ میں نہ پڑ جانا انہیں جو کچھ حاصل ہے وہ اس دنیاوی زندگی کی چندروزہ بہار ہے اس کے بعد ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے جو بہت ہی برا بچھونا ہے

8- ہمیشہ کی زندگی کے کافروں کے ٹھکانے کے ذکر کے بعد اللہ اپنے اس تحفہ کا ذکر فرماتے ہیں جو اہل ایمان کو وہ عطا کریں گے

لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾

اور اس پر جو ان کے لئے نازل کیا گیا تھا
وہ اللہ کے حضور عاجزی اور خشوع کرنے والے ہیں
وہ نہیں سودا کر لیتے
اللہ کے احکام کا
تھوڑے سے فائدے کی خاطر
ان لوگوں کے لئے ان کا اجر ہے
ان کے رب کے پاس
یقیناً اللہ حساب چکانے میں جلدی کرنے والا ہے

200- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۣ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾ ع

200- اے ایمان لانے والو
صبر کرو اور ڈٹے رہو
اور کمر باندھے رکھو
اور اللہ سے ڈرتے رہو
تا کہ تم فلاح پاؤ[9]

9- اہل ایمان کی مشکلات اللہ کی راہ پر قائم رہنے والوں کے لئے اپنے انعامات اور اعمال کے اجر کے بیان کے بعد اللہ تعالیٰ دین و دنیا کی فلاح کے نسخہ کے اجزاء بیان فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر فلاح چاہتے ہو تو (1) صبر کرنا صبر کے مفہوم میں مشکلات کا جرأت اور استقلال سے مقابلہ کرنا، ہمت اور حوصلہ قائم رکھنا اور جلد بازی نہ کرنا سب شامل ہے (2) صَابِرُوْا: صبر کرنے میں دوسروں سے آگے نکلنے کی کوشش کرنا اور اس طرح اپنے اہل ایمان بھائیوں کی ہمت وحوصلہ میں اضافہ کرنا اور اس عزم و استقلال ہمت اور حوصلہ اور ایثار کے ذریعے وجود میں آنے والی اجتماعی قوت مدافعت سے اللہ اور اس کے دین کے دشمنوں کو متزلزل کر دینا (3) اللہ کے دین اور اسلامی ریاست کی سرحدوں کے دفاع کے لئے ہمہ وقت تیار رہنا (4) اللہ سے ڈرتے رہنا اللہ سے ڈرنے کا مفہوم یہ ہے کہ تمہارے افکار و اعمال اللہ کے احکام کے مطابق ہوں تمہارے دل و دماغ میں ہمہ وقت یہ احساس بیدار رہے کہ اللہ کے احکام کی خلاف ورزی پر روز قیامت پکڑے جائیں گے

سُوۡرَۃُ النِّسَآءِ

یہ سورت مدینہ میں نازل ہوئی تھی اس کی 176 آیات اور 24 رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام کے ساتھ جو شفقت کرنے والا رحم کرنے والا ہے

1- یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّکُمُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنۡھَا زَوۡجَھَا وَبَثَّ مِنۡھُمَا رِجَالًا کَثِیۡرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِہٖ وَالۡاَرۡحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیۡکُمۡ رَقِیۡبًا ①	1- اے لوگو ڈرو اپنے رب سے دل سے جس نے تم کو پیدا کیا ایک ہی جان سے 1 اور پیدا کی اسی جان سے اس کی ساتھی 2

1- نَّفۡسٍ وَّاحِدَۃٍ: ایک ہی جان، نفس کا ترجمہ اکثر اہل علم نے ''شخص'' کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں جو سارے انسانوں کے جد امجد ہیں نفس کے معنی وسیع ہیں اس سے مراد وہ چیز ہے جس کے جسم سے نکل جانے سے موت واقع ہو جاتی ہے یہی وہ چیز ہے جو جسم کو متحرک کرتی ہے اس میں سوچنے سمجھنے فیصلہ کرنے کی صلاحیت پیدا کرتی ہے دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ نفس زندگی یا جسم کی ''جان'' ہے

اس سورت میں یتیموں، عورتوں، رشتہ داروں، خاندان والوں، مسکینوں اور دیگر انسانوں کے حقوق بیان کئے گئے ہیں اور اس بیان اور تفصیل سے پہلے اللہ تعالیٰ سارے انسانوں سے فرماتے ہیں کہ تم سب ایک ہی جان سے ہو جس طرح تم سب کا پیدا کرنے والا ایک ہی ہے اسی طرح تم سب انسانوں کا جد امجد بھی ایک ہی ہے تم میں رنگ، نسل اور زبان کی بنیاد پر کوئی فرق نہیں تمہارے پیدا کرنے والے نے تمہارے سب کے جو حقوق اور فرائض متعین کر دیئے ہیں ان کی ادائیگی تم سب پر یکساں لازم ہے لہٰذا ان حقوق کی ادائیگی کے سلسلے میں سب اپنے پیدا کرنے والے سے ڈرتے رہو کہ اگر اس بارے میں کوئی بے انصافی کی تو روز قیامت اس کو جواب دینا پڑے گا

2- زَوۡجَ: کے معنی ساتھی کے ہیں یعنی میاں بھی اور بیوی بھی جو دونوں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں اور دونوں میں سے کوئی ایک بھی اللہ تعالیٰ نے نفس واحدۃ سے سب کو پیدا کیا اور اسی سے اس کا ساتھی پیدا کیا وہ ساتھی حضرت حوا ہیں یہ بات شروع میں اس لئے بیان کی جا رہی ہے کہ آگے آتا ہے کہ ان دونوں سے اس نے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کر کے زمین پر پھیلا دیئے اس حوالے سے زور اس بات پر ہے کہ انسان کی پیدائش کے لئے دونوں کا ہونا لازم ہے مرد کا بھی اور اس کی بیوی کا بھی یعنی بنی نوع انسان کی بھی اور قبیلہ اور خاندانوں کی بھی بنیاد میاں بیوی کے تعلق اور رشتہ پر ہے اس لئے ساتھی یا بیوی یا عورت کے حوالے سے ہی انسانیت وجود میں آئی تھی اسی حوالے سے قبیلے اور خاندان وجود ◀◀

2- وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ②

اور پھیلا دیا ان دونوں سے
بہت سے مردوں اور عورتوں کو
اور ڈرو اس اللہ سے
جس کے نام کے ذریعے
تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو
عزیز و اقارب سے تعلق توڑنے سے پرہیز کرو [3]
اللہ تو تم پر نگران ہے

2- اور دیدو یتیموں کو ان کے اموال
اور نہ تبدیل کرلو
بُری چیز کو اچھی چیز سے
اور نہ کھاؤ ان کے اموال
اپنے اموال کے ساتھ ملا کر [4]
ایسا کرنا تو بہت بڑا گناہ ہے

◀◀ میں آتے ہیں اس لئے عورت کے حقوق اور مقام کا احترام سب پر فرض ہے اپنی پیدائش کے حوالے سے بھی اور خاندانوں، قبیلوں اور انسانیت کی زندگی اور فلاح کے لئے بھی

اس ''نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ'' سے اللہ تعالیٰ نے اس کا ساتھی کیسے پیدا کیا تھا؟ اس بارے میں اہل علم نے بہت کچھ لکھا ہے اور بنیاد بائبل کو بنایا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس بارے میں کچھ نہیں بتایا لہٰذا یہ معاملہ بھی ''متشابہات'' سے متعلق ہے اور اللہ تعالیٰ نے متشابہات کے بارے میں کسی قسم کی تشریح اور بحث سے منع فرمایا ہے اس بیان کا اصل مقصد یہی بتانا ہے کہ سب انسان ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں حقوق و فرائض کی ادائیگی سب پر یکساں لازم ہے اور اس میں خواتین کے حقوق کی ادائیگی بھی اتنی ہی لازم ہے جتنی مردوں کے حقوق کی ادائیگی اللہ کی طرف سے لازم قرار دی گئی ہے اس سے اس کا ساتھی کیسے پیدا کیا گیا تھا اس کا جاننا ضروری نہیں

3- جیسے تم اپنے حقوق کے بارے میں اللہ کا نام لیتے ہو ویسے ہی رشتہ داروں اور عزیز و اقارب کے حقوق ادا کرنے کے معاملے میں بھی اللہ کو یاد رکھو اور اس سے ڈرتے رہو کہ ایسا نہ کیا تو پکڑ ہوگی

4- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم کسی یتیم کے سرپرست ہو تو اس کا مال کھانہ جانا بلکہ واپس کر دینا اور واپس کرتے وقت ایسا نہ کرنا کہ اس کی اچھی چیز خود رکھ لو اور اس کے بدلے میں اپنی بری چیز اسے دے دو اگر یتیموں کے مال سے کوئی آمدنی آتی ہے باغ اور کھیت سے کوئی پیداوار آتی ہے کسی مشترکہ کاروبار سے انہیں کوئی نفع آتا ہے تو اسے اپنے باغ اور کھیت کی پیداوار بتا کر نہ کھا جاؤ مشترکہ املاک اور کاروبار میں ان کے حصہ سے کچھ اپنا کہہ کر نہ کھا جاؤ یعنی ان کے مال اور معاملات کی انصاف سے حفاظت کرو

3- وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا
طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ
فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ
اَيْمَانُكُمْ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝۳

3- اور اگر تم خدشہ محسوس کرو کہ
تم نہیں انصاف کر سکو گے
یتیموں کے ساتھ
تو ان سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں
دوسری عورتوں میں سے
دو سے اور تین سے یا چار سے
پھر اگر تم خدشہ محسوس کرو کہ
تم اس صورت میں بھی انصاف نہیں کر سکو گے
تو پھر ایک عورت سے ہی
یا اس کنیز سے جو تمہاری ملکیت میں ہو
یہ قریب تر ہے اس کے کہ
تم بے انصافی نہ کرو[5]

4- وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ
عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْۗـــًٔا مَّرِيْۗـــــًٔا ۝۴

4- اور دے دیا کرو
عورتوں کو ان کے مہر
خوشدلی کے ساتھ
اور اگر وہ تمہیں
اپنی خوشی سے اپنے مہر میں سے

5- اگر تم محسوس کرتے ہو کہ کسی بھی وجہ سے تم کسی یتیم لڑکی کے ساتھ شادی کر کے اس کے ہر قسم کے حقوق ادا کرنے میں اس کے ساتھ انصاف نہیں کر سکو گے تو اس کے مال کے لالچ میں اس سے شادی کر کے اس کی مجبوری سے فائدہ نہ اٹھاؤ بلکہ اس کی بجائے نکاح ان عورتوں سے کرو جو تمہیں پسند ہوں اس سلسلے میں تم چار تک نکاح کر سکتے ہو مگر ان سب کے حقوق کی ادائیگی میں بھی بنیادی شرط انصاف ہے سب بیویوں سے انصاف اگر خدشہ محسوس کرو کہ اس صورت میں بھی تم سب کے ساتھ انصاف نہیں کر سکو گے تو پھر ایک ہی عورت سے نکاح کرو یا کسی کنیز سے نکاح کر لو جو تمہاری ملکیت ہو اس طرح تمہارے کسی کے ساتھ بے انصافی کرنے کا امکان کم سے کم ہو جائے گا

	کوئی چیز دے دیں
	تو اس سے
	خوشگواری سے لطف اندوز ہو
5- وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ	5- اور نہ حوالے کر دو
لَكُمْ قِیٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا	ناسمجھوں کے
لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۵	اپنے (زیر حفاظت) وہ مال
	جنہیں اللہ نے
	تمہاری ذمہ داری میں دیا ہوا ہے [6]
	اور انہیں کھلاؤ
	اس میں سے
	اور انہیں پہناؤ
	اور انہیں سمجھاؤ
	اچھے طریقہ سے [7]
6- وَابْتَلُوا الْیَتٰمٰی حَتّٰۤی اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ	6- اور یتیموں کو آزماتے رہو
اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ	حتیٰ کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں
وَلَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ یَّكْبَرُوْا ؕ وَمَنْ	پھر اگر تم پاؤ ان میں حسن تدبیر
كَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ كَانَ فَقِیْرًا	تو ان کے مال
فَلْیَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ	ان کے حوالے کر دو [8]
فَاَشْهِدُوْا عَلَیْهِمْ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ حَسِیْبًا ۝۶	اور نہ کھا جاؤ وہ مال

6- جو یتیم تمہاری سرپرستی میں ہیں اگر وہ اپنے معاملات احسن طریقہ سے چلانے کی ذہنی صلاحیت نہ رکھتے ہوں تو ان کے وہ اموال جو تمہاری نگرانی میں ہیں ان کے حوالے نہ کرو

7- ایسے یتیموں کی پرورش کا خیال رکھو ان کی خوراک اور لباس وغیرہ کی ضروریات ان کے مال سے پوری کرتے رہو اور اچھے طریقہ سے انہیں سمجھاؤ تا کہ کوئی بدمزگی پیدا نہ ہو

فضول خرچی سے
اور جلدی جلدی سے
اس خوف سے کہ وہ بڑے ہوجائیں گے 9
اور جو سرپرست خوش حال ہو
تو وہ پرہیز گاری سے کام لے
اور جو کوئی ضرورت مند ہو
تو وہ اس مال سے
ضرورت پوری کرلے
رواج کے مطابق 10
پھر جب تم
ان کے مال ان کے حوالے کرو
تو اس پر ان کی طرف سے گواہ بنالو
اور حساب لینے کے لیے اللہ کافی ہے

8- اس حکم کے بعد کہ کم عقل یتیموں کے اموال ان کے حوالے نہ کرو تاکہ وہ ضائع نہ کردیں فرمایا کہ اس کا جائزہ لیتے رہو کہ دماغی طور پر وہ اپنے معاملات چلانے کے قابل ہیں اور جب وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں اور اپنے معاملات چلانے کے قابل ہوں تو ان کے مال ان کے حوالے کردو

9- یتیموں کا سرپرست ان کے مال کو احتیاط سے خرچ کرے فضول خرچی میں ضائع نہ کردے اور نہ ہی اس خیال سے کہ بالغ ہونے پر تو اسے ان کے اموال واپس کرنا پڑیں گے ان کے بالغ ہونے سے پہلے ہی جلدی جلدی یتیموں کے مال خرچ کرڈالے ان کے مال کی حفاظت ہر صورت اس پر لازم ہے

10- یتیموں کا سرپرست خوشحال ہو تو وہ ان کے مال سے کچھ نہ لے اور اگر وہ غریب ہو اور ان کی پرورش کے اخراجات اٹھانے کے قابل نہ ہو اور اس کی اپنی ضروریات زندگی بھی پوری نہ ہورہی ہوں تو وہ یتیموں کے مال سے کچھ لے سکتا ہے مگر معقول حد تک رواج کے مطابق کا مطلب ہے کہ جیسے عام لوگ زندگی گزارتے ہیں ایسی زندگی کے اخراجات پورے کرنے کی حد تک ہی

7- لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۠
وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ
مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝۷

7- مردوں کے لیے حصہ ہے
اس چیز میں
جو ماں باپ اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں
اور عورتوں کے لئے بھی حصہ ہے
اس چیز میں
جو ماں باپ اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں
اس ترکہ میں سے خواہ
وہ تھوڑا ہو
یا زیادہ ہو
یہ حصہ مقرر کیا ہوا ہے[11]

8- وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى
وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ
قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۸

8- اور جب حاضر ہو جائیں
میراث کی تقسیم کے وقت
دیگر رشتہ دار اور یتیم اور مسکین
تو انہیں اس میں سے کچھ دے دو
اور ان سے بات اچھے طریقہ سے کرو[12]

9- وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً
ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۠ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا
قَوْلًا سَدِيْدًا ۝۹

9- اور وہ لوگ ڈریں کہ
اگر وہ خود اپنے پیچھے
چھوٹے چھوٹے کمزور بچے چھوڑ رہے ہوتے

11- والدین اور قریبی رشتہ داروں کے ترکہ میں مردوں اور عورتوں سب کا حصہ ہے اور سب چیزوں میں حصہ ہے۔ کتنا حصہ ہے؟ "یہ مقرر کیا ہوا ہے" جو اللہ نے مقرر کر دیا ہے

12- ترکہ وارثوں میں تقسیم ہو رہا ہے ان میں جن کا حصہ اللہ نے مقرر کر دیا ہوا ہے دور کا کوئی غریب رشتہ دار کوئی یتیم یا مسکین آ جاتا ہے اس کا ◀◀

تو وہ ان کے بارے میں کتنے فکر مند ہوتے [13]
سو وہ اللہ سے ڈریں
اور وہ ان سے معقول بات کہیں [14]

10- اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۰﴾ ع	10- وہ لوگ تو جو یتیموں کا مال کھاتے ہیں بے انصافی سے وہ تو اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور وہ ضرور بھونے جائیں گے دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ میں

2

11- يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ	11- اللہ تمہیں ہدایت کرتا ہے [1] تمہاری اولاد کے بارے میں ایک مرد کا حصہ ہے برابر دو عورتوں کے حصہ کے [2] پھر اگر عورتیں ہی ہوں

◀◀ اس ترکہ میں کوئی حصہ تو ہے نہیں اس کے باوجود اس ترکہ میں سے اسے بھی کچھ دیدو کم ظرفی اور تنگدلی سے کام نہ لو

13- اس حکم کے بعد کہ جن دور کے رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں کا ترکہ میں کچھ حصہ نہیں انہیں بھی اس میں سے کچھ دیدو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس ترکہ کے وارثوں کو خیال کرنا چاہیے اور ان یتیموں اور مسکینوں کو دیکھ کر سوچنا چاہیے کہ اگر خود ان میں سے کسی کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوں اور وہ موت کا ذائقہ چکھنے والا ہو تو اسے اپنے ان بچوں کی کتنی فکر ہوگی؟ ان کے بارے میں وہ کتنا پریشان ہوگا کہ میرے بعد ان کا کیا بنے گا؟ انہیں کون کما کر دے گا؟ وسائل نہ ہونے کے سبب وہ ضائع تو نہیں ہو جائیں گے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس خیال کو ذہن میں لاؤ اور جو یتیم اور مسکین آ گئے ہیں ان کی حالت کا خیال کرو

14- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو مجھ سے ڈرنا چاہیے اور میری رضا کی خاطر انہیں کچھ دے دینا چاہیے اور ان غریبوں سے اچھے اور معقول طریقہ سے بات اور معاملہ کرنا چاہیے انہیں ڈانٹ ڈپٹ نہیں کرنا چاہیے کہ تمہارا کیا حق ہے؟ تم کیوں آ گئے ہو؟ حسن سلوک اور حسن معاملہ کی تلقین کی گئی ہے

وَلَدٌ وَّ وَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱﴾

دو سے زیادہ
تو ان کے لئے دو تہائی ہے
اس میں سے جو چھوڑا گیا ہو[3]
اور اگر ایک ہی عورت ہو
تو اس کے لئے ہے نصف
اور والدین کے لئے مرنے والے کے
ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے
اس کا جو چھوڑا گیا ہو
اگر اس نے اولاد چھوڑی ہو
لیکن اگر نہ چھوڑی ہو اس نے کوئی اولاد
اور اس کے وارث ہوں ماں باپ ہی
تو اس کی ماں کے لئے ہے

1- انسان کی زندگی تو کبھی ختم نہیں ہوتی جو بھی انسان پیدا ہوتا ہے وہ اپنی زندگی کا تھوڑا سا حصہ اس زمین پر گزارتا ہے اور دنیاوی زندگی کے بعد ہمیشہ کی زندگی شروع ہو جاتی ہے اسلام راستہ ہے انسانی فلاح کا دنیاوی زندگی اور ہمیشہ کی زندگی کی انسانی فلاح کا ضابطہ اس فلاح کے لئے حقوق کا تحفظ اور ادائیگی بنیادی اہمیت رکھتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے حقوق کے تحفظ کا حکم دیا ہے تو ساتھ ہی ان کی ادائیگی کے نظم میں بھی بندوں کے لئے ضابطہ عطا فرمایا ہے انسان اس دنیا میں اپنے پیچھے جو بھی ترکہ چھوڑتا ہے وہ کن لوگوں کو ملنا چاہیے؟ کس کو کتنا ملنا چاہیے؟ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس کے راہنما اصول متعین کر دیئے ہیں تا کہ اس کے بارے میں کوئی جھگڑا فساد نہ ہو کسی کا حق نہ مارا جائے اور وہ ترکہ انسانی فلاح کی راہ میں رکاوٹ نہ بن جائے بلکہ اس فلاح میں مدد دینے کا ذریعہ بن جائے کسی بھی اور دین کے ماننے والوں کے پاس انسان کے حقوق کے تحفظ اور ان کی ادائیگی کا کوئی ایسا تفصیلی ضابطہ رہنمائی نہیں جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عطا فرمایا ہے یہ ان پر اللہ کا بہت بڑا اکرم ہے ترکہ کی تقسیم کے اس خدائی ضابطہ کی تفہیم اور تشریح میں فقہاء نے اللہ کے رسول ﷺ کی سنت اور صحابہ کبار کے فیصلوں کی روشنی میں جو کچھ لکھا ہے اس سب کا بیان اس جگہ ممکن نہیں نہ ہی ہم اپنے کو اس کا اہل مانتے ہیں قرآن کریم کی تفہیم میں قرآن کریم تک ہی محدود رہنا لازم ہے

2- مرنے والا جو بھی کچھ ترکہ میں چھوڑ جائے اس میں سے بیٹے کا حصہ بیٹی سے دگنا ہے

3- اگر بیٹا کوئی نہ ہو صرف بیٹیاں ہی ہوں اور دو یا دو سے زیادہ جتنی بھی ہوں ان سب کو قابل تقسیم وراثت سے دو تہائی حصہ ملے گا دو سے زیادہ میں دو کو اس لئے شامل سمجھا جاتا ہے کہ اگر ایک بیٹی ہی ہو تو اس کا حصہ آدھا ہے جو ساتھ ہی بیان کر دیا گیا ہے

تیسرا حصہ

اگر ہوں مرنے والے کے بہن بھائی بھی

تو اس کی ماں کے لئے ہے

چھٹا حصہ

اس وصیت کے بعد

جس کی وہ وصیت کر گیا ہو

یا اس کے ذمہ کوئی قرض ہو[4]

تمہارے والدین

اور تمہاری اولاد

تم نہیں جانتے کہ

ان میں سے کون

زیادہ مستحق ہے

تم سے فائدے کا[5]

یہ ہے اللہ کی طرف سے مقرر کیا ہوا

اللہ تو ہے

سب کچھ جاننے والا

حکمت والا[6]

4- مرنے والے نے جو بھی کوئی ترکہ چھوڑا ہو اس میں سے سب سے پہلے اگر اس کے ذمہ کوئی قرض ہے تو وہ ادا کیا جائے گا اگر مرنے والا مرد ہے اور اس نے اپنی بیوی یا بیویوں کا حق مہر ادا نہیں کیا ہوا تو وہ بھی پہلے کی جانے والی ادائیگیوں میں شامل ہوگا کفنانے دفنانے کے اخراجات بھی پہلے الگ کر لئے جائیں گے اس کے بعد جو ترکہ بچے وہ قابل تقسیم ہوگا اگر مرنے والا اپنے ترکہ میں سے کسی کے حق میں یا کسی کے لئے وصیت کر گیا ہے تو وہ نکال کر باقی ترکہ وارثوں میں اللہ کے احکام کی روشنی میں تقسیم کیا جائے گا وصیت قرض اور اخراجات نکال کر جو کچھ بچے اس کے ایک تہائی سے زیادہ کی نہیں ہو سکتی اور جو ترکہ کے وارث ہیں ان میں سے بھی کسی کے حق میں وصیت کی اجازت نہیں مرنے والے کی بیوی یا بیویوں کو اگر حق مہر ادا کیا جائے تو اس سے ان کے باقی قابل تقسیم ترکہ میں سے حصہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا ان کا وہ حصہ بدستور قائم رہے گا

12- وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ
لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ
مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ
وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ
وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا
تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ
وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ
اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ
كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاۗءُ فِي الثُّلُثِ
مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَاۗرٍّ ۚ
وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ ١٢

12- اورتمہارے لئے نصف ہے
اس ترکہ سے جو
تمہاری بیویاں چھوڑ جائیں
اگران کی کوئی اولاد نہ ہو
اوراگران کی اولاد بھی ہو
توتمہارے لئے ہے
چوتھا حصہ
اس میں سے جووہ چھوڑ جائیں
اس وصیت کےادا کردینے کے بعد
جووصیت وہ کرگئی ہوں
یا جوان پر قرض ہو
اورتمہاری بیویوں کے لیے ہے
چوتھا حصہ
اس میں سے جوتم چھوڑ جاؤ
اگرتمہاری کوئی اولاد نہ ہو
اوراگرتمہاری اولاد ہو
توان کے لئے ہے
آٹھواں حصہ
اس میں سے جوتم چھوڑ جاؤ
اس کے ادا کردینے کے بعد

5- تمہارے والدین اور تمہاری اولادمیں سے تمہارے ترکہ میں سے کسے کتنا ملنا چاہیے؟ ان میں سے کون اس ترکہ سے زیادہ کا مستحق ہے اس کا تمہیں علم نہیں یہ اللہ ہی جانتا ہے کہ ان میں سے کسے کتنا ملنا چاہیے

6- ترکہ سے وارثوں میں سے کس کو کتنا ملنا چاہیے یہ اللہ نے خود مقرر کردیا ہے جوسب کچھ جاننے والا ہے اور اس میں اس حکمت والے کی حکمت شامل ہے

جوتم نے اس میں سے وصیت کی ہو
یا جوتم پر قرض ہو
اور اگر کسی مرد کے
جس کی میراث تقسیم کی جاتی ہے
نہ ہوں ماں باپ
اور نہ ہی اولاد
یا ایسی کوئی عورت ہو
اور اس کا ایک بھائی یا بہن ہو
تو ان میں سے ہر ایک کے لئے ہے
چھٹا حصہ [7]
اور اگر وہ اس سے زیادہ ہوں
تو ان کے لئے ہے
برابر برابر
تیسرے حصہ میں سے [8]
اس کے ادا کر دینے کے بعد
جو وصیت کی گئی ہو اس میں سے
یا جو قرض ہو اس پر
یہ کسی کو نقصان نہ پہنچائے [9]
یہ حکم ہے اللہ کی طرف سے
اور اللہ ہے
سب کچھ جاننے والا بردبار

7- ایک مرد فوت ہو گیا اس کے ماں باپ میں سے کوئی زندہ نہیں اس کی کوئی اولاد بھی نہیں نہ بیٹا بیٹی نہ پوتا پوتی مگر اس کا ایک بھائی یا بہن ایسے ہیں جو اس کی ماں کی طرف سے ہیں باپ کی طرف سے نہیں مرنے والے کی اور ان کی ماں ایک ہے باپ الگ الگ ہیں تو ان میں سے جو بھی ہو بھائی یا بہن اسے مرنے والے کے ترکہ سے چھٹا حصہ ملے گا یہی صورت ایسی عورت کے ترکہ کی تقسیم میں ہو گی جس کے نہ تو ماں باپ زندہ ہیں اور نہ ہی اس کا کوئی بیٹا بیٹی پوتا پوتی ہے حقیقی بہن بھائیوں یا باپ کی طرف سے بہن بھائیوں کو ترکہ سے کیا ملے گا اس کا ذکر چونکہ آگے آ رہا ہے اس لئے یہاں بہن بھائی سے مراد ماں کی طرف سے بہن بھائی ہی لی جاتی ہے

13- تِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ
يُدۡخِلۡهُ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ
فِيۡهَا ؕ وَذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴿۱۳﴾

13- یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود ہیں
اور جو کوئی اطاعت کرے
اللہ کی اور اس کے رسول کی
وہ داخل کیا جائے گا
باغوں میں
جن میں نہریں بہتی ہیں
وہ ہمیشہ ان میں رہے گا
اور یہ ہے جو عظیم کامیابی ہے

14- وَمَنۡ يَّعۡصِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوۡدَهٗ
يُدۡخِلۡهُ نَارًا خَالِدًا فِيۡهَا ۖ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيۡنٌ ﴿۱۴﴾ ع

14- اور جو کوئی نافرمانی کرے
اللہ کی اور اس کے رسول کی
اور تجاوز کرے
اللہ کی حدود سے
وہ داخل کیا جائے گا آگ میں
وہ ہمیشہ ہی اس میں رہے گا
اور اس کے لیے ہے
ذلیل کرنے والا عذاب

8- اگر ایسے بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو ترکہ کا تیسرا حصہ ان سب میں برابر تقسیم ہوگا اس میں بھائی کا حصہ بہن سے دگنا والا اصول لاگو نہیں ہوگا

9- کیا نقصان نہ پہنچائے؟ اور کس کو نہ نقصان پہنچائیں؟ مرنیوالے نے اپنے پیچھے جو قرض چھوڑا ہے اور اپنے ترکہ میں سے جو وصیت کی ہے ان سے کسی وارث کو نقصان نہیں پہنچنا چاہیے۔ وہ کیسے؟ قرض ایسا نہ ہو کہ تقسیم کرنے کو کچھ بچے ہی نہ یا کسی کو فائدہ یا کسی کو نقصان پہنچانے کے لئے کوئی ایسا قرض نہ ظاہر کیا جائے جو حقیقت میں ہو ہی نہ جو قرض ہے ہی نہیں وہ ظاہر کر کے ادا کرنے سے وارثوں کو ہی تو نقصان پہنچے گا اسی طرح وصیت کا معاملہ ہے ایک تو ایک تہائی سے زیادہ نہ کی جائے دوسرے کسی وارث کے حق میں نہیں ہونی چاہیے کہ اسے وصیت سے بھی مل جائے اور باقی سے اس کا حصہ بھی مل جائے اس سے بھی دوسرے حقداروں کو نقصان پہنچے گا بنیادی اصول ہر حقدار کی حق کی حفاظت ہے

3

15- وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰى یَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا ﴿۱۵﴾	15- اور وہ جو کوئی فحاشی کا کوئی کام کریں [1] تمہاری عورتوں میں سے [2] تو ان پر گواہ لاؤ چار مرد

1- لفظ ''فحاشی'' استعمال کیا گیا ہے ''اَلْفَاحِشَةَ'' کا مفہوم بیان کرنے کے لئے ''اَلْفَاحِشَةَ'' کے لغوی معنی ہیں حد سے بڑھی ہوئی بدکرداری، بے حیائی یا برائی کا کوئی فعل خواہ وہ فعل عملی ہو یا زبان سے سرزد ہوا ہوا کثر مفسرین کرام نے اس مقام پر ''اَلْفَاحِشَةَ'' سے مراد زنا لیا ہے زنا کے لئے دو افراد کا ہونا لازم ہے کوئی ایک عورت اکیلی اس فعل بد کا ارتکاب نہیں کر سکتی اگر یہ سزا واقعی زنا کی ہے تو مرد کا ذکر کیوں نہیں؟ اس سے اگلی آیت نمبر (16) میں ہے کہ ''اگر کوئی دو فرد ایسی حرکت کریں تو انہیں ایذا دو'' گویا یہ واقع ایسا فعل ہے جو ایک فرد بھی کر سکتا ہے سورہ الاسراء میں اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں ''وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِیْلًا'' کہ زنا کے قریب بھی نہ جانا یہ بہت بڑی بدکرداری ہے جس سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ ''زنا'' اور بدکرداری یا فحاشی دو الگ الگ فعل ہیں آگے آ رہی آیت نمبر (19) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''تم نے عورتوں کو جو کچھ دیا ہوا ہے وہ واپس لینے کے لئے انہیں گھروں میں بند نہ کرو ہاں اگر وہ کھلی کھلی فحاشی ''فَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ'' کا ارتکاب کریں تو پھر تم ایسا کر سکتے ہو'' اگر ''اَلْفَاحِشَةَ'' کا مطلب زنا ہی ہے تو پھر ''کھلے عام زنا کریں'' ترجمہ ہوگا کیا زنا ایسا ہو سکتا ہے یا ہوتا تھا؟ آیت نمبر (22) میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم نے ان عورتوں سے نکاح کیا جن سے تمہارے باپ نے نکاح کیا تھا تو تمہارا ایسا کرنا ''اَلْفَاحِشَةَ'' ہوگا اس جگہ سب نے ''اَلْفَاحِشَةَ'' کا ترجمہ بدکرداری اور بے حیائی ہی کیا ہے اگر اس سے مراد زنا ہی ہے تو چار ہی آیات آگے چل کر یہ فعل زنا سے بدکرداری اور بے حیائی میں کیسے بدل گیا؟ اور یہ بدکرداری اور بے حیائی نکاح کو کہا جا رہا ہے سورۃ النجم میں ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نیک کام کرنے والوں کو اچھا بدلہ دیں گے'' آگے نیک کام کرنے والوں کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو بچتے ہیں ''كَبٰٓىِٕرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ'' جس کا ترجمہ کیا گیا ہے ''بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے'' ''اَلْفَوَاحِشَ'' جمع ہے ''اَلْفَاحِشَةَ'' کی اور یہاں بھی اس کا ترجمہ زنا نہیں کیا گیا بلکہ بے حیائی کے کام کیا گیا ہے اور ایسے کاموں کا ذکر بڑے گناہوں سے الگ کیا گیا ہے گویا فحاشی کا وہ کام ہے تو بڑے گناہوں جیسا ہی مگر بڑے گناہوں میں شامل نہیں تو کیا زنا جس کی سزا سو کوڑے اور سنگسار تک کر دینا ہے بڑا گناہ نہیں؟ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ''اَلْفَاحِشَةَ'' (فحاشی) سے مراد ہر جگہ لازماً زنا ہی نہیں بلکہ کوئی بری حرکت ہے جو اہل علم اس جگہ ''اَلْفَاحِشَةَ'' سے مراد زنا لیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ حکم سورۃ النور میں زانی اور زانیہ کی سزا کا حکم آ جانے سے پہلے ہوتا تھا اور اس حکم کے آ جانے سے یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تو قرآن کا کوئی حکم یا آیت کبھی منسوخ نہیں کئے تھے حکم دیا جا رہا ہے کہ جو عورتیں فحاشی کا کام کریں ان پر چار متقی گواہ لاؤ اگر وہ گواہی دیں کہ واقعی اس نے ایسی حرکت کی ہے تو پھر انہیں گھروں کی چار دیواری میں محبوس کر دو گویا یہ ایسا عمل ہے جنہیں عام لوگ دیکھتے بھی ہیں یا دیکھ بھی سکتے ہیں اگر لغوی معانی اور پورے سیاق وسباق میں اس حکم کو دیکھیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ مقصد عورتوں پر الزام اور بہتان لگانے کی حوصلہ شکنی کرنا ہے اور ایسے الزام اور بہتان لگا کر ان کے حقوق چھیننے اور انہیں تنگ کرنے کی روک تھام کرنا ہے جیسا کہ آگے آنے والے احکام سے ظاہر ہے

اپنے میں سے[3]
پس اگر وہ گواہی دیں اس کی
تو بند کر دو انہیں گھروں میں[4]
حتیٰ کہ موت ان کا خاتمہ کر دے
یا اللہ ان کے لئے کوئی راہ پیدا کر دے[5]

16-وَالَّذٰنِ يَأْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا
وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
تَوَّابًا رَّحِيْمًا ⑯

16- اور جو کوئی دو فرد
ایسی حرکت کریں
تم میں سے
تو ان کو ایذا دو[6]
پھر اگر وہ باز آ جائیں
اور اپنی اصلاح کر لیں
تو ان سے درگزر کرو
بے شک اللہ ہے
بڑا معاف کرنے والا
رحم کرنے والا

17-اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْۗءَ

17- ہاں! اللہ کی طرف سے

2- تمہاری بیویوں میں سے اگر کوئی ایسا کوئی کام کرے

3- اپنے متقی مسلمانوں میں سے چار کی گواہی لاؤ متقی وہ ہے جس کے دل میں خدا کا خوف زندہ و بیدار ہے اور اس کے ہر قول و فعل پر وہ خوف حاوی ہو

4- اگر ایسے چار متقی گواہی دیں تو اس عورت کی نقل و حرکت گھر کی چار دیواری تک محدود کر دو۔ کیوں؟ تا کہ اس کے اس فعل سے معاشرے پر برے اثرات مرتب نہ ہوں اور اسے اپنے اس جرم میں ملوث رہنے کا موقعہ نہ ملے گھر میں محبوس کر دینے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اسے عملاً کمرے میں قید کر دو

5- اس پابندی سے اس کے دل میں اپنے جرم کے احساس اور اس کے اپنے اوپر اثرات کے نتیجہ میں وہ اس سے تائب ہو جائے اور توبہ کر لے تو اللہ اسے معاف کر کے اس کی آزادی اور اور معاشرے میں باعزت زندگی گزارنے کا سبب پیدا کر دے جیسا کہ آیت (16) میں آ رہا ہے جہاں عام مسلمانوں کو بھی حکم ہے کہ اگر وہ سچے دل سے تائب ہو جائے تو اس کے جرم فحاشی کو بھول جاؤ تا کہ وہ پھر سے باعزت زندگی گزار سکے

6- جو بھی کوئی دو افراد فحاشی کے جرم کا مل کر ارتکاب کریں انہیں ایذا یعنی دکھ پہنچاؤ تا کہ ان میں اس کا احساس بیدار ہو جائے

بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ
اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١٧﴾

توبہ قبول کرنے کا یہ وعدہ
صرف ان کے لئے ہے
جو نادانی میں کوئی برائی کر بیٹھیں
پھر وہ جلدی سے توبہ کر لیتے ہیں[7]
سو ایسے ہی لوگ ہیں
جن کو اللہ معاف کر دیتا ہے
اور اللہ ہے
سب کچھ جاننے والا
حکمت والا

18-وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ ۚ
حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ
الْآنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۚ أُولَٰئِكَ
أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٨﴾

18- اور توبہ قبول کر لینے کا وعدہ
ان لوگوں سے نہیں
جو قائم رہتے ہیں
برائیوں پر
یہاں تک کہ
جب سامنے آن کھڑی ہوتی ہے
ان میں سے کسی کے موت
وہ کہتا ہے ’’میں توبہ کرتا ہوں‘‘
اور نہ ہی ان لوگوں سے
جو کافر ہی مر گئے
ایسوں کے لئے
ہم نے تیار کر رکھا ہے
دردناک عذاب

7- بے علمی اور نادانی میں کوئی ایسا گناہ ہو گیا اور جب اس کی نوعیت سنگینی اور اس کے گناہ ہونے کا پتہ چل گیا تو فوراً سچی توبہ کر لی

19- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا يَحِلُّ لَـكُمۡ اَنۡ تَرِثُوا
النِّسَآءَ كَرۡهًا ‌ؕ وَلَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ لِتَذۡهَبُوۡا بِبَعۡضِ
مَاۤ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ اِلَّاۤ اَنۡ يَّاۡتِيۡنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ‌ۚ
وَعَاشِرُوۡهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ‌ ۚ فَاِنۡ كَرِهۡتُمُوۡهُنَّ فَعَسٰۤى
اَنۡ تَكۡرَهُوۡا شَيۡـئًـا وَّيَجۡعَلَ اللّٰهُ فِيۡهِ خَيۡرًا كَثِيۡرًا ﴿۱۹﴾

19- اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو
نہیں ہے تمہارے لئے جائز کہ
تم زبردستی عورتوں کو میراث میں لے لو[8]
اور نہ محبوس رکھو عورتوں کو
تا کہ تم حاصل کر لو
اس میں سے کچھ
جو تم نے انہیں دیا ہوا ہے
مگر یہ کہ
وہ کھلی کھلی فحاشی کریں[9]
اور اپنی بیویوں کے ساتھ
عمدہ طریقے سے زندگی گزارو[10]
اور اگر تم ان کو نہ پسند کرو
تو ہو سکتا ہے کہ
تمہیں کوئی چیز پسند نہ ہو

8- اس سورت کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو یاد دلایا ہے کہ تم سب ایک ہی جوڑے سے ہو خواہ مرد ہوں یا خواتین پھر یتیموں کے حقوق کی حفاظت کا حکم دیا خواتین کا ترکہ میں حصہ مقرر کر کے اسے ادا کرنے کو دین قرار دیا اب حکم دیا جا رہا ہے کہ "عورتوں کو میراث میں نہ لے لو" وہ کیسے؟ قبل از اسلام اگر کوئی بندہ مر جاتا اور اس کی بیوگان میں سے کوئی مالدار ہوتی تھی یا کسی بااثر خاندان سے تعلق رکھتی ہوتی تھی تو مرنے والے کے وارث اسے آزاد نہیں کرتے تھے بلکہ اسے بھی مرنے والے کے ترکہ میں ہی شمار کیا جاتا تھا اور مرنے والے کا کسی دوسری بیوی سے بیٹا اس بیوہ کی مرضی کے خلاف زبردستی اس کو اپنی بیوی بنا لیتا تھا تا کہ اس کے مال اور اس کے خاندانی اثر سے فائدہ اٹھا سکے مرنے والے کے خاندان کے کسی بھی مرد کو اس کی کسی بھی بیوہ کو اپنی پسند کے مطابق اپنی بیوی بنا لینے کا وراثتی حق ہوا کرتا تھا اس طرح خواتین کو بھی مال مویشی اور زر زمین کی جنس سے ہی سمجھا جاتا تھا اسلام میں خواتین کو مردوں کے سارے حقوق حاصل ہیں انہیں اس جاہلانہ رسم اور جبر سے نجات دلا کر معاشرے میں باعزت مقام دلایا گیا ہے اور اس پرانے رواج کو حرام قرار دے دیا گیا ہے

9- آیت (15) میں حکم دیا کہ فحاشی کا الزام ثابت ہو جائے تو اپنی بیوی کی نقل و حرکت گھر کی چار دیواری تک محدود کر دو اب یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ اس کو دیا مہر چھیننے کیلئے تم اس پر ایسا الزام لگا کر اسے گھر میں محبوس نہیں کر سکتے نہ ہی اس کا مال چھیننے کے لئے اس طرح اسے تنگ کر سکتے ہو تم اگر فحاشی کا الزام لگاؤ تو اسے اوپر دیئے طریقہ سے ثابت کرو اگر ایسا ثابت ہو جائے اور وہ ایسی حرکتوں سے باز نہ آئے تو پھر تم ایسا کر سکتے ہو

10- اپنی بیویوں کے حقوق ادا کرو ان کے ساتھ حسن سلوک اور حسن معاشرت کا مظاہرہ کرو انہیں بلا وجہ تنگ نہ کرو

20- وَ اِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ
وَّ اٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ
شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝۲۰

21- وَ كَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَ قَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى
بَعْضٍ وَّ اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝۲۱

22- وَ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا
مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ مَقْتًا ؕ
وَ سَآءَ سَبِيْلًا ۝۲۲ ع

اور اللہ اس میں سے
تمہیں بہت بھلائی دیدے [11]
20- اور اگر تم ارادہ کرو
بدل لینے کا ایک بیوی کی جگہ
کوئی دوسری بیوی
اور تم نے اس کو سونے کا ڈھیر دیا ہو
تو نہ چھین لو اس میں سے کچھ بھی
کیا تم وہ بہتان لگا کر لینا چاہتے ہو
اور کھلے گناہ کے ذریعہ سے؟ [12]
21- اور تم وہ کیسے لے سکتے ہو؟
جبکہ تم باہمی صحبت کر چکے ہو
اور انہوں نے تم سے پختہ عہد لیا ہوا ہے
22- اور نہ نکاح کرو ان عورتوں سے
جن سے تمہارے آباء
نکاح کر چکے ہوں
مگر جو پہلے ہو چکا سو ہو چکا
ایسا کرنا تو فحاشی ہے
اور قابل نفرت حرکت ہے
اور یہ راہ بہت بری ہے [13]

11- تم نے کسی خاتون سے نکاح کیا ہے اس کی کوئی حرکت تمہیں پسند نہیں تو بھی اسے تنگ نہ کرو کیا معلوم اسی سے اللہ تمہیں نیکی اور بھلائی عطا کر دے اولاد عطا کر دے اس کے ذریعے گھریلو امن وسکون اور فلاح کے اسباب پیدا کر دے

12- کسی عورت سے نکاح کے وقت تم نے اسے ڈھیروں مال دیا ہو تب بھی اس میں سے کچھ واپس لینے کیلئے اسے تنگ نہ کرنا اس مالی کے حصول ◀◀

4

23- حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَ رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ۫ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ۫ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۳﴾	23- حرام کردی گئی ہیں تم پر تمہاری مائیں [1] اور تمہاری بیٹیاں [2] اور تمہاری بہنیں [3] اور تمہاری پھوپھیاں [4] اور تمہاری خالائیں [5] اور تمہارے بھائیوں کی بیٹیاں اور تمہاری بہنوں کی بیٹیاں [6] اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا تھا [7]

◀◀ کے لئے اس پر الزام لگا کر یا بہتان کے ذریعے اسے تنگ کرو گے تو یہ بہت بڑا گناہ ہے

13- دور جاہلیت کے باپ کی بیوہ کو بیوی بنا لینے کے عمل کو اللہ تعالیٰ نے بدکاری اور ناپسندیدہ فعل قرار دے کر اہل ایمان کو اس سے منع فرما دیا ہے اور اسے دین کے بنیادی احکام میں شامل کر دیا ہے

1- ایک تو اپنی حقیقی ماں ہے اس سے نکاح کا تو تصور ہی ناممکن ہے ان ''تمہاری مائیں'' میں وہ سب خواتین شامل ہیں جو باپ کے نکاح میں رہ چکی ہوں خواہ باپ نے انہیں طلاق ہی دیدی ہو یہ احکام اس حوالے سے ہیں کہ مرد نکاح کرنا چاہے تو وہ کن خواتین سے نکاح نہیں کر سکتا لیکن خواتین کیلئے کن مردوں سے نکاح حرام ہے؟ ان احکام کو خواتین کے حوالے سے دیکھیں تو کیا مطلب ہوگا یہ کہ ''حرام ہیں تم پر باپ تمہارے'' اور اس میں حقیقی باپ کے علاوہ وہ سب مرد شامل ہوں گے جن سے اس عورت کی ماں نے کبھی نکاح کیا تھا لہٰذا ان سب احکام کو دوسرے پہلو سے بھی دیکھیں تو مردوں اور عورتوں کے لئے حرام کئے رشتے ایک ہی جیسے ہیں مرد کے لیے ماں، دادی، پردادی، نانی، پرنانی، خالہ شامل ہیں تو عورتوں کے لئے دادا، پرداد، نانا، پرنانا حرام ہیں

2- اپنی بیٹیاں، بیٹیوں اور بیٹوں کی بیٹیاں اور ان کی پوتیاں، نواسیاں سب اس حکم میں شامل ہیں

3- حقیقی بہنیں اور وہ بہنیں جو باپ کی طرف سے ہوں یا ماں کی طرف سے ہوں باپ ایک ہے بہن دوسری ماں سے ہے یا ماں ایک ہی اور بہن اس کے دوسرے خاوند سے ہے جس سے اس نے کبھی نکاح کیا تھا

4- پھوپھیوں میں باپ کی حقیقی اور سوتیلی بہنیں سب شامل ہیں 5- ماں کی حقیقی اور سوتیلی بہنیں

6- حقیقی اور سوتیلے بھائی بہنوں کی بیٹیاں

7- ہر وہ خاتون جس کا کسی مرد نے اپنی ماں کے علاوہ دودھ پیا ہے

اور تمہاری دودھ کی بہنیں [8]

اور تمہاری بیویوں کی مائیں

اور تمہاری بیویوں کی بیٹیاں

جو تمہاری گود میں پرورش پائیں [9]

تمہاری ان بیویوں کی بیٹیاں

جن سے تم صحبت کر چکے ہو [10]

لیکن اگر تم نے ان سے صحبت نہیں کی

تو نہیں ہے تم پر گناہ [11]

اور بیویاں تمہارے ان بیٹوں کی

جو تمہاری پشتوں سے ہیں [12]

اور یہ بھی کہ

تم دو بہنوں کو اکٹھا کرو [13]

مگر جو گزر گیا وہ گزر گیا [14]

بے شک اللہ ہے

بخش دینے والا مہربان

8- جس خاتون کا تم نے اپنی ماں کے علاوہ دودھ پیا ہے اس کا دودھ پینے والی کوئی بھی عورت خواہ وہ اس کی اپنی بیٹی ہو یا کوئی اور عورت ہو جس کو اُس نے دودھ پلایا ہو

9- بیوی کی وہ بیٹیاں جو اس کے کسی اور خاوند سے ہیں اب تم نے اس سے نکاح کر لیا ہے اور وہ بیٹیاں تمہارے گھر میں اس کے ساتھ ہیں

10- تم نے کسی خاتون سے نکاح کیا وہ تمہارے ساتھ بیوی کی حیثیت میں رہی پھر تم سے الگ ہو کر اس نے کسی اور مرد سے نکاح کر لیا اس سے جو بیٹیاں ہوں وہ مراد ہیں

11- کسی مرد نے کسی عورت سے نکاح کیا مگر کسی وجہ سے رخصتی سے پہلے ہی علیحدگی ہو گئی وہ اس مرد کے ساتھ بیوی کی حیثیت میں رہی نہیں اس نے بعد میں کسی اور مرد سے نکاح کر لیا اس سے اس کی بیٹیاں مراد ہیں

12- حقیقی بیٹوں کی بیویاں

13- یہ کہ ایک بہن کی موجودگی میں اس کی دوسری بہن سے بھی نکاح کر لو اور ان دونوں کو بیویاں بنا لو یہ بھی حرام ہے

14- اسلام سے پہلے عرب معاشرے میں چونکہ رشتوں کا وہ احترام نہیں ہوتا تھا جو اسلام نے نافذ کیا ہے اور اس کے بارے میں واضح احکام نافذ کر دیئے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان احکام سے پہلے جو کچھ ہو چکا ہے وہ اس سے پہلے کا معاملہ ہے اس کو مثال نہیں بنایا جا سکتا

وَالْمُحْصَنٰتُ ۵

24- وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ
كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ
اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ؕ
فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ
فَرِيْضَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ
مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾

وَالْمُحْصَنٰتُ ۵

24- اور تم پر حرام ہیں شوہر رکھنے والی عورتیں
مگر وہ جو تمہاری ملکیت میں آ گئی ہوں
اللہ نے یہ احکام تم پر لازم کر دیئے ہیں
اور حلال کر دی ہیں تمہارے لئے
وہ عورتیں جو ان کے علاوہ ہیں
اس طرح کہ
تم ان سے نکاح کرو
اپنے مالوں کے بدلے [15]
پاکبازی کے طریقہ سے
نہ کہ شہوت رانی کیلئے [16]
پس تم نے جو فائدہ اٹھایا ہے
اپنی بیویوں سے مہر کے عوض
تو ادا کرو انہیں ان کے مہر
جو مقرر ہوں
اور تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں
جو تم اس میں کمی بیشی پر رضامند ہو جاؤ
اس کو مقرر کرنے کے بعد [17]
اللہ تو سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے

15- مالوں کے بدلہ میں سے مراد باقاعدہ مہر ادا کر کے شادی کرنا ہے

16- کسی بھی خاتون کے ساتھ باقاعدہ مہر طے کر کے شادی کرنے کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ تم اس کے ساتھ میاں بیوی کی حیثیت سے باقاعدہ پاکیزہ اسلامی طریقہ سے زندگی گزارنا چاہتے ہو اس نکاح کا مقصد صرف شہوت رانی نہ ہو کہ کچھ وقت گزارنا ہے اور پھر الگ ہو جانا ہے

25- وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ
الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ
الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْ
بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ
اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ
وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ
بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ
الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَاَنْ
تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٥﴾ ع

25- اور تم میں سے جو کوئی
نہ استطاعت رکھتا ہو
آزاد مومن عورتوں سے نکاح کرنے کی
تو وہ ان سے نکاح کر لے
جن کے تم مالک بن چکے ہو
تمہاری کنیزیں جو مسلمان ہوں
اور اللہ تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے [18]
بعض تم میں سے ہیں
بعض دوسروں میں سے [19]
تو ان سے نکاح کرو
ان کے مالکوں کی اجازت سے
اور انہیں رواج کے مطابق ان کا مہر دو
وہ پاکباز ہوں
نہ کہ بدکردار
اور نہ ہی چوری چھپے [20]

17- مہر میں دونوں فریقوں کی رضامندی سے کمی بیشی کی اجازت ہے شرط رضامندی ہے

18- ایمان کیا ہے؟ یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کے ذریعے جو حکم دیں اس پر بغیر کسی حیل و حجت کے عمل کیا جائے اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو خوب جانتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ تم اس کے احکام پر کتنا عمل کرتے ہو اور کیسے عمل کرتے ہو

19- حکم دیا گیا ہے کہ اگر تمہاری مالی حالت کمزور ہے اور تم کسی آزاد عورت سے شادی کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے تو کسی مسلمان لونڈی سے شادی کر لو اس حکم کے حوالے سے فرمایا جا رہا ہے کہ تم سب انسان برابر ہو فرق اگر ہے تو ایمان اور عمل کی بنیاد پر ہے اس لئے کسی عورت سے شادی کو صرف اس وجہ سے برا نہ جاننا کہ وہ آزاد نہیں لونڈی ہے

20- شادی یا نکاح کس سے جائز ہے اور کیسے کیا جانا چاہیے؟ اس بارے میں احکام کی روشنی میں جو اصول سامنے آتے ہیں وہ کچھ اس ◀◀

آشنا رکھنے والیاں

تو جب وہ نکاح کے حصار میں آ جائیں

پھر اگر وہ فحاشی کا کوئی عمل کریں

تو ان کے لئے

اس سزا کا نصف ہے

جو آزاد عورتوں کے لئے ہے [21]

کنیز سے یہ نکاح اس کے لئے ہے

جو کوئی ڈرتا ہے کہ

گناہ نہ کر بیٹھے

◀◀ طرح ہیں (2) شادی یا نکاح ایجاب وقبول سے ہو دونوں فریق اس پر رضا مند ہوں (2) مہر لازم ہے اس کا مقرر کیا جانا ضروری ہے اس کے بغیر نکاح نہیں (3) رضامندی اور مہر کے ذریعے جو نکاح یا شادی کی جائے اس کا مقصد حصن یعنی قلعہ میں داخلہ ہے پاکیزگی کے قلعہ میں میاں بیوی کی حیثیت سے زندگی گزارنا نہ کہ نکاح کے ذریعے جنسی عیاشی پوری کرنے کا طریقہ نکالنا (4) نکاح کے گواہ موجود ہوں یعنی خفیہ طریقے سے چوری چوری نکاح کی اجازت نہیں نہ ہی چوری چھپے کی آشنائی کو تحفظ دینے کیلئے نکاح کر لینے کی اجازت ہے (5) ولی کی اجازت بھی ضروری ہے جیسا کہ اس جگہ کنیزوں یا لونڈیوں کے مالکوں کی اجازت ضروری قرار دی جا رہی ہے اسلام ایک پاکیزہ، فلاحی اور با اعتماد گھر خاندان اور معاشرے کی ترغیب دیتا ہے والدین یا ولی کی اجازت اور رضامندی سے نکاح ہو تو خاوند کے گھر خاندان اور ماحول میں بیوی کی عزت اور وقار ہوتے ہیں گواہ اسلئے بھی لازم ہیں کہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ ان دونوں کا نکاح ہو چکا ہے (6) ولیمہ کی دعوت کا بھی ایک مقصد یہی ہے والدین بیٹی کے دشمن ہو ہی نہیں سکتے جو ان کے خون اور جسم سے ہے اسلامی معاشرے میں اس قسم کی جنسی ضروریات کے حوالے سے اس آزادی کا تصور مشکل ہے جو مغرب والوں کے ہاں ہے

21- کنیزوں کے لئے آزاد عورتوں کے مقابلے میں نصف سزا ہے کیوں؟ آزاد عورت کو دوہرا تحفظ حاصل ہوتا ہے والدین کا بہن بھائیوں، رشتہ داروں اور خاندان کا اور اس مرد کا جس سے اس کا نکاح ہو جبکہ کنیز یا لونڈی کو صرف اس کے خاوند کا تحفظ میسر آتا ہے اس حوالے سے وہ کمزور حصن یعنی کمزور قلعہ میں ہوتی ہے اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ آزاد عورت گناہ کے ذریعے اپنے خاندان اور خاوند کے خاندان دونوں کے نام کو برباد کرتی ہے جبکہ کنیز کے معاملے میں معاشرے میں بدنامی اس کے خاوند کی ہوتی ہے یعنی آدھی بدنامی ایک پہلو یہ بھی ہے کہ کنیز اپنے والدین، خاندان اور قبیلہ کے تحفظ سے محروم ہونے کے سبب مجبور بھی ہو سکتی ہے

تم میں سے [22]
اور اگر تم صبر سے کام لو
تو وہ تمہارے لئے بہتر ہے
اور اللہ ہے
بخش دینے والا مہرباں

5

26- يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

26- اللہ چاہتا ہے کہ
تمہیں بتا دے
اور تمہاری رہنمائی کرے
ان لوگوں کی
زندگی کے طریقوں کی طرف
جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں [1]
اور تم پر اپنا کرم کر دے [2]
اور اللہ ہے
سب کچھ جاننے والا حکمت والا

27- وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۣ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ۝

27- اور اللہ چاہتا ہے کہ
تم پر اپنا کرم کر دے
اور جو لوگ خواہشات نفس کے پیرو ہیں

22- جو کوئی اپنے جذبات کو قابو میں رکھنے کے معاملے میں ڈرتا ہے کہ کوئی گناہ نہ ہو جائے اسے ایسی شادی کی اجازت اس کی سہولت کے لئے ہے مقصد ہے گناہ سے بچنے اور پاکیزہ زندگی گزارنے کی سہولت فراہم کرنا

1- حقوق کی ادائیگی اور نکاح کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے جو تمہیں حکم دیا ہے تم سے پہلے جو نیک لوگ گزرے ہیں وہ انہی احکام پر عمل کیا کرتے تھے

2- اللہ تعالیٰ نے تمہیں بھٹکنے سے بچانے اور تم پر اپنا کرم کرنے کیلئے یہ سب کچھ تمہیں بتایا ہے

28- يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿۲۸﴾

29- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾

وہ چاہتے ہیں کہ
تم راہ راست سے بھٹک کر
بہت دور نکل جاؤ[3]

28- اللہ چاہتا ہے کہ
تم پر سے بوجھ ہلکے کر دے[4]
اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے[5]

29- اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو
ہرگز نہ کھاؤ آپس میں ایک دوسرے کے مال
باطل طریقوں سے[6]
نہیں! بلکہ باہمی لین دین
آپس کی رضامندی سے ہو[7]

3- اللہ تعالیٰ تو تم پر اپنا کرم چاہتے ہیں اسی لئے ان احکام کی پابندی کا حکم دے رہے ہیں اور وہ لوگ جو عورتوں کے ساتھ نکاح کے ذریعے پاکیزہ زندگی اختیار کرنے کی بجائے جنسی بے راہ روی اور شہوت پرستی میں مبتلا ہیں وہ تمہیں اس برائی میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں اور راستی کی راہ سے ہٹانا چاہتے ہیں

4- اللہ تو تم پر سے بوجھ ہلکے کرنا چاہتا ہے کون سے بوجھ؟ انسانوں کی مالی مجبوریوں کے بوجھ جن کی وجہ سے وہ آزاد عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتے ان کی جنسی ضرورتوں کے بوجھ جن کو ہلکا کرنے کے لئے کنیزوں سے نکاح کی اجازت دے دی گئی ہے گھریلو زندگی کو متوازن اور خوشگوار بنانے کے لئے حقوق متعین کر دیئے گئے ہیں

5- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم انسان کو پیدا کرنے والے ہیں اور ہم اس کی فطری کمزوریوں کو جانتے ہیں اس لئے ہم نے اس کی کمزوریوں اور فطری مجبوریوں کی وجہ سے اس پر سے بوجھ ہلکے کرنے کے لئے اصول وضع کر دیئے ہیں

6- جس بھی مال پر تمہارا حق نہیں وہ نہ کھاؤ موضوع چل رہا ہے مالی حقوق، خواتین کے حقوق، بیویوں کے حقوق، ترکہ کے وارثوں کے حقوق، یتیموں اور بیوگان کے حقوق ان حقوق کے تعین کے بعد اللہ تعالیٰ ایک بار پھر فرماتے ہیں کہ "اے لوگوں جو ایمان لے آئے ہو" اب کسی بھی حقدار کا حق نہ کھانا یہ تم پر لازم ہو گیا ہے

7- یعنی باہمی رضامندی سے کوئی اپنے حق میں سے کسی دوسرے کو کچھ دیدے تو یہ جائز ہے جیسے کوئی عورت اپنی رضامندی سے ◀◀

اور نہ قتل کرو اپنے آپ کو [8]
بے شک اللہ تو
تم پر مہربان ہے

30- وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿٣٠﴾

30- اور جو کوئی ایسا کرے
سرکشی کے ذریعے
اور بے انصافی کے ذریعے
تو ہم ضرور اس کو داخل کریں گے
آگ میں
اور ایسا کرنا
اللہ کے لئے بہت آسان ہے

31- اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿٣١﴾

31- اگر تم کبیرہ گناہوں سے بچو
جن سے تمہیں منع کیا جاتا ہے [9]

◀◀ اپنے حق مہر میں سے کچھ چھوڑ دے کسی مرنے والے کے وارثوں میں سے کوئی اپنے حق سے کسی دوسرے کو کچھ دیدے یا وراثت کی تقسیم کے وقت حاجت مندوں کو کچھ دے دیا جائے کسی کو کوئی تحفہ دے دیا جائے جو بھی لین دین ہو باہمی رضامندی سے باہمی فائدے کے لئے ہو

8- اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ کیسے؟ ایک دوسرے کا مال کھا کر۔ قتل کیسے ہو گیا؟ بغیر حق کے مال کھانے سے اللہ کے ہاں سزا ہوگی ایسا کرنا گناہ کبیرہ ہے جو معاف نہیں ہوگا آپس میں فساد اور لڑائی جھگڑے پیدا ہوں گے جن کا انجام کچھ بھی ہوسکتا ہے اس سے مال کی بربادی ہونے کا بھی خطرہ ہوگا مال کی بربادی بھی معاشی موت کے مترادف ہے اور اگر ایسی معاشی موت کسی کا مال بغیر حق کے کھانے کے سبب آتی ہے تو اس قتل کا ذمہ دار وہی کوئی تو ہوگا جس کے ناحق مال کھانے سے ایسے حالات پیدا ہوئے گویا اس طرح اس نے خود اپنے آپ کو قتل کیا اور جس کا حق کھایا اس کو بھی اس سے کسی کا مال بغیر حق کے کھانے کے جرم کی سنگینی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو بھی کوئی سرکشی یعنی احکام کی خلاف ورزی اور ”ظلم“ یعنی کسی حقدار کو اس کے حق سے محروم کرے گا تو ہم اس کو آگ میں ڈال دیں گے کیا یہ اپنے ہاتھوں اپنا قتل نہیں؟

9- گناہ کبیرہ سے بچنے کا یہ حکم حقوق کی ادائیگی کے سیاق و سباق کے حوالے سے آیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کسی کا حق کھانے کو گناہ کبیرہ قرار دیتے ہوئے اس سے بچنے کا حکم دیتے ہیں گناہ کبیرہ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کسی صورت معاف نہیں کریں گے اللہ تعالیٰ کا حق کسی اور کو دینا یعنی شرک بھی انہی کبیرہ گناہوں میں سے ہے

تو ہم دور کردیں گے
تم سے تمہاری برائیاں [10]
اور تمہیں داخل کریں گے
عزت کے محل میں [11]

32- وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ﴿۳۲﴾

32- اور تم نہ تمنا پالو
اس چیز کی
جس میں اللہ نے فضیلت دی ہے
تم میں سے بعض کو بعض پر [12]
مردوں کے لئے حصہ ہے
اس میں سے

10- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو کوئی کبیرہ گناہوں سے بچے گا ہم اس سے اس کی برائیاں دور کردیں گے اکثر اہل علم نے اس ''برائیاں دور کر دیں گے'' کا ترجمہ ''ہم اس کے چھوٹے گناہ معاف کردیں گے'' کیا ہے لیکن جو کوئی اللہ کے ڈر کی وجہ سے اس کے احکام کی پابندی کرتا ہے اور کبیرہ یعنی بڑے بڑے گناہوں سے بچتا ہے اس کے عمل و کردار میں کسی اور برائی کے کرنے کی گنجائش رہ جاتی ہے؟ اس پرہیز یا کبیرہ گناہوں سے بچنے سے باقی چھوٹی برائیاں تو خود ہی اس سے الگ ہوجاتی ہیں اس سے اس کے قول وفعل اللہ کے احکام کی پابندی کے دائرے میں آجاتے ہیں

11- ہم اس کو عزت کے محل میں داخل کردیں گے یعنی جو بھی حقوق کی پابندی کرے گا سب کے حقوق ادا کرے گا اپنے ماحول اور معاشرے میں بھی اور اللہ کے ہاں بھی اسے باعزت مرتبہ حاصل ہوجائے گا

12- مرد اور عورت کا دائرہ کار الگ الگ ہے اپنی ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں، معاشرے، قبیلے اور خاندان میں اپنے فرائض اور کردار کی وجہ سے مرد کو عورت پر برتری حاصل ہے عورتوں اور مردوں کے حقوق و فرائض وراثت میں ان کے حصہ کے بیان کے سیاق و سباق میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ فضیلت دینا ہماری اپنی حکمت کا حصہ ہے اسے حاصل کرنے کی تمنا نہ کیا کرو اس سے آگے فرمایا ہے کہ مردوں کا حصہ ان کی اپنی کمائی میں سے ہے اور عورتوں کا حصہ ان کی اپنی کمائی میں سے ہے یعنی ہم نے عورت اور مرد کے لئے گھر خاندان قبیلے معاشرے اور دنیا میں جو دائرہ کار متعین کردیا ہے اور جس کی ضروریات کے مطابق اسے جسمانی اور ذہنی صلاحیتیں عطا کردی ہوئی ہیں اس دائرہ کار میں ان کی صلاحیتوں کے مطابق ان کے اعمال یعنی کمائی سے ان کو ان کا حصہ ملے گا اس حوالے سے دیکھا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی مخاطب خواتین ہیں اللہ کی طرف سے عطا کردہ بعض کو بعض پر فضیلت کو انسانی زندگی کے مجموعی حوالے سے بھی دیکھا جاسکتا ہے

جو کچھ وہ کماتے ہیں
اور عورتوں کے لئے حصہ ہے
اس میں سے
جو کچھ وہ کماتی ہیں
اور اللہ سے سوال کرتے رہو
اس کے فضل کا [13]
بے شک اللہ
ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے

33- وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ
الْاَقْرَبُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ
نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۳۳﴾

33- اور ہم نے ہر اس ترکہ کے
وارث مقرر کر دیئے ہیں
جو کچھ چھوڑیں
والدین اور رشتہ دار [14]
اور جن لوگوں سے تم نے عہد باندھا ہو
تو ان کو ان کا حصہ دو [15]
بے شک اللہ
ہر چیز پر نگران ہے

13- اللہ نے اپنے فضل سے بعض کو بعض پر مرتبہ عطا کر دیا ہے تم اللہ سے اسی فضل میں سے اپنے لئے عطا کی التجا کرو اللہ کو ہر چیز کا علم ہے اور اس علم کے مطابق وہ تمہیں بھی اپنے فضل میں سے تمہاری ضرورت کے حوالے سے عطا کر دے گا

14- جو بھی کوئی ترکہ میں کچھ چھوڑے اس کا وارث کون کون ہے اور کس وارث کا کتنا حصہ ہے یہ ہم نے مقرر کر دیا ہے یعنی ہم نے اس بارے میں اپنے احکام کھول کر بیان کر دیئے ہیں والدین جو ترکہ چھوڑیں رشتہ والوں کا جو کوئی ترکہ ہو اس کو ہمارے احکام کے مطابق ان میں تقسیم کرنا لازم ہے

15- جو وارث نہیں اگر ان میں سے کسی کو کچھ دینے کا وعدہ ہے تو وہ بھی دو

6

34- اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ
بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ
فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ
اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ
اهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ
اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ
كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۳۴

34- مرد عورتوں پر قوام ہیں [1]
اس برتری کی وجہ سے
جو اللہ نے انہیں
ایک دوسرے پر دی ہوئی ہے
اور اس کی وجہ سے کہ
وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں [2]
سو نیک عورتیں اطاعت شعار ہوتی ہیں
اور وہ حفاظت کرتی ہیں
خاوند کی عدم موجودگی میں
(اس کے حقوق کی)
اللہ کی نگرانی میں [3]

1- قَوّٰمُوْن جمع ہے قوام کی جس کے معنی ہیں محافظ منتظم اور کفیل یعنی مرد عورتوں کے امور اور معاملات کو درست رکھنے ان کی ضروریات پوری کرنے اور حفاظت کے ذمہ دار ہیں اگر میاں اور بیوی کے حوالے سے دیکھا جائے تو مفہوم یہ ہوگا کہ خاوند بیویوں کی دیکھ بھال کے ذمہ دار ہیں اس کو خاندان کے سرپرست فرد کے حوالے سے دیکھا جائے تو یہ بھی مفہوم لیا جا سکتا ہے کہ خاندان کا سربراہ خاندان کی خواتین کی دیکھ بھال کا ذمہ دار ہے

2- مردوں کو ایسی ذمہ داری سونپنے کی وجوہ اللہ تعالیٰ خود بیان فرماتے ہیں ایک یہ کہ اپنی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کی وجہ سے اس ذمہ داری کے وہ زیادہ اہل ہیں ایک کو دوسرے پر برتری دینے کے معنی مرد کو عورت پر ایسی برتری دینے سے زیادہ وسیع ہیں یہاں اللہ تعالیٰ صرف اس اصول کا ذکر فرماتے ہیں جس کے حوالے سے مرد اس ذمہ داری کے زیادہ اہل ہیں دوسری وجہ اللہ تعالیٰ نے اس ذمہ داری کی یہ بیان فرمائی ہے کہ مرد خواتین کی ضروریات پوری کرنے کے لئے مال کماتے اور خرچ کرتے ہیں

3- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نیک بیویاں وہ ہیں جو خلوص دل سے خاوند کی اطاعت کرتی ہیں اور اس کی عدم موجودگی میں اس کے ہر حق حقوق کی حفاظت کرتی ہیں اس کے مال کی، اپنی عفت کی، اس کی عزت و ناموس کی حفاظت کرتی ہیں ''اللہ کی نگرانی میں'' یعنی انہیں احساس ہوتا ہے کہ یہ ہم پر اللہ کی طرف سے فرض ہے اور اللہ نگرانی کر رہا ہے کہ ہم یہ فرض ادا کرتی ہیں یا نہیں

اور وہ عورتیں
تم محسوس کرو
جن کی طرف سے سرکشی
تو ان کو سمجھاؤ
اور خواب گاہ میں ان سے الگ ہو جاؤ
اور انہیں ضرب لگاؤ[4]
پھر اگر وہ تمہاری فرمانبردار ہو جائیں
تو ان کے خلاف بہانے نہ تلاش کرو[5]
بے شک اللہ ہے
بڑے مرتبے والا
بڑی عظمت والا

35- وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿۳۵﴾

35- اور اگر تم
واقعی خطرہ محسوس کرو
شوہر اور بیوی کے درمیان
شدید اختلاف کا
تو مقرر کر دو
ایک منصف مرد کے خاندان سے
اور ایک منصف عورت کے خاندان سے[6]

4- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم محسوس کرو کہ کوئی عورت اس تعلق کی حفاظت سے بے نیاز ہوتی جا رہی ہے تو پہلے اسے سمجھاؤ اگر وہ پھر بھی باز نہ آئے تو اس سے تعلق ختم کر لو مگر گھر سے نہ نکالو اگر اس کے باوجود وہ نہ سمجھے تو اسے ضرب لگاؤ مطلب وحشیوں کی طرح مار پیٹ نہیں ہلکی ضرب مراد ہے

5- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر ان میں سے کسی بھی طریقہ سے وہ فرمانبرداری اختیار کر لیں تو پھر انہیں تنگ کرنے کے بہانے نہ تلاش کرو انہیں طعنے نہ دو الزام لگا کر تنگ نہ کرو ایسی کوئی حرکت نہ کرو جس سے انہیں ذہنی تکلیف پہنچے تاکہ تمہاری گھریلو زندگی متاثر نہ ہو

6- میاں اور بیوی کے اختلافات آپس میں ختم ہونے کی صورت نہیں رہی تو دو منصف مقرر کر دیں ایک خاوند کے خاندان سے اور ایک بیوی کے خاندان سے منصف ایسے ہوں جن میں معاملات کو سمجھ کر فیصلہ کرنے کی صلاحیت ہو میاں اور بیوی کے خاندان سے ایک ایک منصف مقرر کرنے میں یہ حکمت ہے کہ وہ ان کے ہمدرد اور خیر خواہ ہوں گے

اگر وہ دونوں اصلاح کرنا چاہیں [7]

تو اللہ ان دونوں کے درمیان

مفاہمت پیدا کردے گا

اللہ تو ہے

سب کچھ جاننے والا

ہر طرح سے باخبر

36- وَاعۡبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشۡرِكُوۡا بِهٖ شَيۡـــًٔا ‌ؕ وَّبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا وَّبِذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَالۡجَـارِ ذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡجَـارِ الۡجُـنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالۡجَـنۡۢبِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ ۙ وَمَا مَلَـكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنۡ كَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرَا ۙ‏ ﴿۳۶﴾

36- اور تم بندگی کرو اللہ کی

اور نہ شریک ٹھہراؤ اس کے ساتھ

کسی بھی چیز کو

اور بھلائی کرو

والدین کے ساتھ

اور قرابت والوں کے ساتھ

اور یتیموں کے ساتھ

اور مسکینوں کے ساتھ

اور ہمسایہ قرابت والے کے ساتھ

اور ہمسایہ اجنبی کے ساتھ [8]

اور ہم نشیں ساتھیوں کے ساتھ [9]

اور مسافروں کے ساتھ

7- اگر وہ دونوں معاملات کی اصلاح پسند کریں سے یہ بھی مراد لیا جاتا ہے کہ اگر وہ منصف اختلافات کی اصلاح کی کوئی صورت نکال لیں اور ''وہ دونوں'' سے مراد میاں بیوی بھی لئے جاتے ہیں کہ اگر وہ دونوں صلح پر آمادہ ہو جائیں تو اللہ ان کے درمیان مفاہمت پیدا کردے گا

8- قرابت والا ہمسایہ وہ ہے جو سب سے قریب ہے یا جس سے قریبی تعلق ہے جس سے کوئی رشتہ بھی ہے اور اجنبی ہمسایہ سے مراد ایسا ہمسایہ ہے جو فاصلے پر ہے یا جس سے کوئی قرابتداری نہ ہو

9- ہم نشیں ساتھیوں میں دفتر اور دکان میں ساتھ کام کرنے والے، کسی سفر میں ساتھی، دوست اور ملازم وغیرہ بھی شامل ہیں

اور جن کے مالک ہیں تمہارے داہنے ہاتھ [10]
اللہ ہرگز نہیں پسند کرتا
کسی ایسے شخص کو جو
تکبر کرنے والا شیخی خور ہو

37- اِلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ﴿۳۷﴾

37- ان کو بھی جو کنجوسی کرتے ہیں
اور لوگوں کو کنجوسی کا حکم دیتے ہیں
اور اس کو چھپاتے ہیں
جو کچھ اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا ہو
اور ہم نے تیار کر رکھا ہے
کافروں کے لئے
ذلیل کرنے والا عذاب

38- وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾

38- اور ان لوگوں کو
جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال
لوگوں کو دکھانے کے لئے
اور وہ نہیں ایمان رکھتے
اللہ پر اور روز قیامت پر
اور جس کسی کا یار شیطان ہو
تو اس کا وہ یار کیا ہی برا ہے [11]

10- غلام اور لونڈیاں

11- جو لوگ اللہ پر تو ایمان نہیں رکھتے اور اپنے مال اللہ کی راہ میں اللہ کے احکام کے مطابق خرچ کرنے کی بجائے لوگوں کو دکھانے کیلئے خرچ کرتے ہیں ان کا یہ عمل شیطانی حرکت ہے اور جو بھی کوئی ایسا کرتا ہے اس کی ایسی حرکتیں بدترین اعمال میں سے ہیں اور اللہ انہیں بھی پسند نہیں کرتا

39-وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾	39- اور ان پر کیا مصیبت آن پڑتی اگر وہ ایمان لے آتے اللہ پر اور یوم آخرت پر اور خرچ کرتے اس میں سے جو اللہ نے انہیں رزق دیا ہوا ہے؟ اور اللہ انہیں خوب جانتا ہے [12]
40-اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾	40- اللہ تو ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر کوئی نیکی ہو وہ اس کو دگنا کر دیتا ہے اور عطاء کر دیتا ہے اپنی طرف سے اجر عظیم
41- فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰي هٰٓؤُلَاۗءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾ؔ	41- تو پھر کیا ہوگا جب ہم لائیں گے ہر ایک امت سے ایک گواہ [13] اور تمہیں ہم اِن لوگوں کے خلاف گواہ لائیں گے؟ [14]

12-اس کے بعد فرمایا کہ اگر ایسے لوگ اللہ اور روز قیامت پر ایمان لے آتے اور ایمان کے بعد اپنے مال خرچ کرتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا کیونکہ اللہ کو تو سب معلوم ہے کہ کون کس مقصد کیلئے خرچ کرتا ہے

13-اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز حساب کے وقت ہر قوم پر ہم اس کو گواہ کے طور پر پیش کریں جو بھی کوئی انہیں راہ ہدایت کی طرف دعوت دینے کے لئے ہماری طرف سے مقرر کیا گیا تھا جب وہ خود گواہی دے گا کہ اس کی طرف سے دی جانے والی دعوت کو کس کس نے قبول کیا تھا اور کس کس نے قبول نہیں کیا تھا تو جن لوگوں نے دعوت قبول نہیں کی تھی ذرا تصور تو کریں کہ ان کا وقت حساب حال کیسا ہوگا؟

14-دعوت حق کو مسترد کرنے والوں کو اس روز کے حال زار کا تصور کر کے غور و فکر کی ضرورت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اپنے آخری نبی سے فرماتے ہیں کہ اسی طرح ہم تمہیں بھی اس روز ان لوگوں پر گواہ پیش کریں گے جن کو آپ دعوت دے رہے ہیں

42- يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ
لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا يَكْتُمُوْنَ
اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾

42- اس روز وہ لوگ آرزو کریں گے
جو کفر کرتے رہے
اور رسول کی نافرمانی کی
کہ کاش ان کے اوپر زمین ہموار کر دی جائے [15]
اور وہ نہیں چھپا سکیں گے
اللہ سے کوئی بھی بات

7

43- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ
سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ
سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى
سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ
النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا
فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾

43- اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو
نہ جاؤ نماز کے نزدیک
اس حال میں کہ
تم نشہ میں ہو
تب تک کہ تم سمجھو اس کو
جو کچھ تم زبان سے کہو [1]
اور نہ ہی جنابت کی حالت میں
مگر ہاں
راہ رو

15- جو لوگ دعوت کو قبول نہیں کر رہے اس روز وہ حال دیکھ کر وہ کہیں گے کہ اے کاش ہم مٹی کے ساتھ مٹی ہو جائیں ہم خاک میں مل جائیں تا کہ اس حساب اور عذاب سے بچ جائیں

1- جب تک پوری طرح ہوش و حواس میں نہ ہو نماز نہ پڑھ اکثر اہل علم نے کہا ہے کہ یہ حکم اس وقت کا ہے جب ابھی شراب پینے پر پابندی کا حکم نہیں آیا تھا لیکن اگر کوئی شراب تو نہیں پیتا مگر کوئی اور ایسی چیز استعمال کرتا ہے جو اس کے حواس پر اثر کرتی ہے اور وہ جو کہہ رہا ہوا سے سمجھ نہ رہا ہو تو یہ حکم اس کے لئے بھی ہے

یہاں تک کہ غسل کرلو [2]
اور اگر تم بیمار ہو [3]
یا سفر میں ہو
یا تم میں سے کوئی رفع حاجت کر کے آئے
یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو
اور نہ پاؤ پانی
تو پاک مٹی سے تیمم کرلو
پس مسح کرو
اپنے چہرے کا
اور اپنے ہاتھوں کا
بے شک اللہ ہے
معاف کردینے والا
بخشش دینے والا

44- اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾

44- کیا تم نے ان لوگوں کے بارے میں غور نہیں کیا
جنہیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا تھا؟
وہ لوگ گمراہی خرید رہے ہیں
اور چاہتے ہیں کہ
تم راہ راست سے بھٹک جاؤ

2- اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جنابت کی حالت میں بھی نماز کے قریب نہ جاؤ اس کے بعد فرمایا ''مگر ہاں راہ رو'' تو اس راہ رو کے لئے اجازت سے کیا مراد ہے؟ بعض اہل علم نے اس سے مراد عام مسافر لیا ہے اور لکھا ہے کہ مسافر کو جنابت کی حالت میں نماز پڑھ لینے کی اجازت ہے اہل علم کے دوسرے طبقہ نے لکھا ہے کہ اس پورے حکم کا مطلب یہ ہے کہ جنابت کی حالت میں تم نماز تو نہیں پڑھ سکتے لیکن ناپاکی کی ایسی حالت میں مسجد میں سے کسی مجبوری کے تحت گزرنا پڑ جائے تو اس کی اجازت دی جارہی ہے جیسا کہ شروع میں بعض صحابہ کے گھروں کے دروازے مسجد نبوی میں کھلتے تھے اور اس حالت میں مسجد سے گزرنے پر ہی پابندی لگادی جاتی تو اس سے ان کے لئے مشکلات پیدا ہوسکتی تھیں

3- ایسی حالت بیماری میں کہ پانی سے وضو کرنے سے مرض کی تکلیف بڑھنے کا خدشہ ہو یا اس قابل ہی نہ ہو کہ وضو کے لوازمات پورے کرسکے

45- وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾

45- اور اللہ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے
اور اللہ کافی ہے تمہاری حمایت کے لئے
اور اللہ کافی ہے تمہاری مدد کے لئے

46- مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ
وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ
وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ ؕ
وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا
لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ
بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾

46- جن لوگوں نے یہودیت اختیار کر لی ہے[4]
ان میں سے کچھ
کلمات کو ان کی اصل جگہ سے بدل دیتے ہیں[5]
اور کہتے ہیں "ہم نے سن لیا اور ہم نے مانا نہیں"
اور "ہماری بات سن تو نہ سنا جائے"
اور "راعنا" (ہماری طرف توجہ دیں) کو
"ہماری سنو گے تم ہم تمہاری سنیں گے"
اپنی زبانوں کو توڑ مروڑ
اور دین حق پر طعن کرنے کے لئے
اور اگر وہ کہتے "ہم نے سنا اور ہم نے مان لیا"
اور "ہمیں سنیں ہماری طرف توجہ دیں"
تو یہ ان کے حق میں بہتر ہوتا
اور بہت درست طریقہ ہوتا
اور لیکن اللہ نے ان پر لعنت کر دی ہے
ان کے کفر کی وجہ سے

4- جنہوں نے یہودیت کو ہی اپنا دین بنا لیا ہے
5- جب آپ ﷺ سے بات کرتے ہیں تو کلمات کو زبان کو مروڑ کر اس طرح ادا کرتے ہیں کہ ان کا مفہوم بدل جاتا ہے

47- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۴۷﴾

سو نہیں ایمان لائیں گے وہ
مگر ان میں سے تھوڑے سے ہی

47- اے اہل کتاب ایمان لاؤ اس پر
جو ہم نازل کرتے ہیں[6]
اس کی تصدیق کرنے والا
جو تمہارے پاس تھی[7]
اس سے پہلے کہ
ہم چہروں کو مسخ کردیں
اور ان کو پیچھے کی طرف الٹا کردیں[8]
یا ہم ان پر لعنت کردیں
جیسے ہم نے لعنت کردی تھی

6- قرآن کریم

7- جس کتاب کو تم مانتے ہو اس کے اپنی اصل صورت میں اللہ کی طرف سے ہونے کی تصدیق کرتا ہے یعنی جس راہ ہدایت کی طرف اللہ کے رسول قرآنی تعلیمات کے ذریعے دعوت دیتے ہیں یہ وہی راہ ہدایت ہے جس کی طرف رہنمائی کے لئے اس سے پہلے بھی کتابیں اتاری جاتی رہی ہیں جن میں سے وہ بھی ہیں جن پر تم ایمان رکھتے ہو

8- اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو وارننگ دیتے ہیں کہ ابھی وقت ہے قرآن اور اسلام پر ایمان لے آؤ اگر ایسا نہ کیا تو ہم چہروں کے نشان تک مٹا دیں گے اس کا مفہوم یہ بھی ہے کہ ہم ان کی شناخت اور وجود کی کوئی نشانی ہی باقی نہیں چھوڑیں گے "ان کو پیچھے کی طرف الٹا کردیں گے" کسی چہرے کو مروڑ کر پیچھے کی طرف کردینے کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ اس کو دیکھنے والا اسے پہچان تک نہیں سکے گا جب ان کے چہروں کو ایسے بنا دیا جائے گا جیسے چہروں کی پشت ہو تو اس کا یہ بھی مفہوم ہے کہ وہ دین اور دنیاوی فلاح میں کامیابی کی راہ پر آگے نہیں بڑھیں گے بلکہ پستی اور پسپائی کی طرف پھینک دیئے جائیں گے ان آیات میں اللہ تعالیٰ اہل کتاب سے عام طور پر اور مدینہ اور عرب کے یہودیوں سے خاص طور پر مخاطب ہیں اور انہیں پیشگی وارننگ دے رہے ہیں کہ اگر انہوں نے اس دعوت کو قبول نہ کیا تو ان کا اس جگہ نام و نشان تک باقی نہیں رہے گا اور انہیں ذلت و رسوائی کی زندگی کی طرف دھکیل دیا جائے اور جدھر سے آئے تھے اسی طرف نکال دیا جائے گا

اصحاب سبت پر [9]

اور اللہ کا حکم تو ہو چکا ہے [10]

48- اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ
ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ
افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾

48- بلاشبہ اللہ تو ہرگز معاف نہیں کرتا یہ کہ
اس کے ساتھ کوئی شریک ٹھہرایا جائے
اور وہ معاف کر دیتا ہے
جو اس کے علاوہ ہو
جس کسی کو چاہے
اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا
تو اس نے بہت بڑا جھوٹ گھڑا
گناہ عظیم کیا

49- اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ
يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۴۹﴾

49- کیا تو نہیں دیکھتا ان لوگوں کو
جو اپنے کو پاکیزہ قرار دیتے ہیں؟ [11]
نہیں! بلکہ
اللہ ہی پاک کرتا ہے
جسے چاہے [12]

9- اصحاب سبت سے مراد وہ یہودی گروہ ہے جو اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرتا تھا اور ہفتہ کے روز مچھلیاں پکڑنے سے باز نہیں آتا تھا اور اس نافرمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کر دی تھی اور انہیں انسانی خصوصیات اور اوصاف سے محروم کر کے ان کی انسانی شناخت ہی ختم کر دی تھی "اصحاب" جمع ہے "صاحب" کی اور "سبت" ہفتہ کے دن کو کہا جاتا ہے یعنی وہ لوگ جو ہفتہ کے دن کے احترام کی خلاف ورزی کی وجہ سے بندروں جیسے بنا دیئے گئے تھے

10- یعنی اللہ نے یہ فیصلہ کر لیا ہے

11- یہودی اپنے آپ کو گناہوں سے پاک کہتے تھے (اور کہتے ہیں) وہ کہتے ہیں کہ روز قیامت ان کے "پاکیزہ" ہونے کی وجہ سے انہیں کوئی سزا نہیں دی جائے گی اگر دی بھی گئی تو بہت ہی معمولی ہوگی اور اس کے بعد انہیں معاف کر کے جنت میں بھیج دیا جائے گا

12- اللہ تعالیٰ ان کے اس عقیدے کو باطل قرار دے کر فرماتے ہیں کہ کسی کو معاف کر دینا اور اس کے گناہ دھو دینا تو ہمارے اختیار میں ہے ◀◀

اور ان لوگوں کے ساتھ
ذرہ بھر بھی بے انصافی نہیں کی جائے گی

50- اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَكَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۠ ع

50- دیکھ تو وہ لوگ
اللہ کے ساتھ کیسے جھوٹ باندھتے ہیں [13]
اور ان کے لئے یہ کھلا گناہ ہی کافی ہے [14]

8

51- اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿۵۱﴾

51- کیا تو نے ان لوگوں کے بارے میں غور نہیں کیا
جنہیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا تھا
وہ اعتقاد رکھتے ہیں
اوہام پر اور طاغوت پر
اور وہ کافروں کے بارے میں کہتے ہیں
"وہ زیادہ ہدایت پر ہیں
مسلمانوں کے مقابلے میں" [1]

52- اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿۵۲﴾ ؕ

52- یہی ہیں وہ لوگ
جن پر اللہ نے لعنت کر دی ہے
اور جس کسی پر اللہ لعنت کر دے
تو نہیں پائے گا تو
اس کا کوئی بھی مددگار [2]

◀◀ یہ کسی کا پیدائشی حق نہیں ایسا دعویٰ کرنے والوں کو سزا ہوگی اور ان کے کئے ظلم کی وجہ سے ہوگی

13- کونسا جھوٹ؟ یہی کہ اللہ انہیں سزا دے گا ہی نہیں

14- ان کو سزا دینے کیلئے تو ان کا یہی گناہ کافی ہے جس کا یہ کھلے عام اظہار کر رہے ہیں

1- مدینہ کے یہودی مکہ کے بت پرستوں کے بارے میں یہی کہا کرتے تھے

2- جس کسی کو اللہ اپنی رحمت کے سایہ سے محروم کر دے اس کا کوئی بھی مدد کرنے والا اور عذاب سے بچانے والا نہیں

53- اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿٥٣﴾	53- کیا ان کا بادشاہی میں کوئی حصہ ہے؟[3] اگر ہوتا تو وہ نہ دیتے لوگوں کو تل برابر بھی کوئی چیز[4]
54- اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿٥٤﴾	54- کیا یہ لوگوں سے جلتے ہیں اس کی وجہ سے جو اللہ نے انہیں دیا ہے اپنے فضل سے؟[5] اور ہم نے تو دی تھی آلِ ابراہیم کو کتاب اور دانائی اور ہم نے انہیں عطاء کی تھی عظیم سلطنت[6]
55- فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿٥٥﴾	55- سو ان میں سے کوئی اُس پر ایمان رکھتا ہے اور ان میں سے کسی نے اُس سے منہ پھیر لیا ہے[7]

3- یعنی کیا ان کا اللہ کی بادشاہی میں کوئی حصہ ہے اور یہ فیصلہ سنانے کی پوزیشن میں ہیں کہ کون ہدایت پر ہے اور اسی حصہ داری کی وجہ سے انہیں سزا نہیں ہوگی؟

4- سب لوگ ان یہودیوں کی خودغرضی اور لالچ سے واقف ہیں کیا جس کا کسی حکمرانی میں حصہ ہو وہ ان جیسا ہو سکتا ہے؟ حکمران تو رعایا کے ہمدرد اور غمخوار ہوتے ہیں اگر یہ ایسے فیصلے سنانے کی پوزیشن میں ہیں تو اتنے لالچی اور خودغرض کیوں ہیں؟ سب جانتے ہیں کہ ان کا حکمرانی میں حصہ ہوتا بھی تو پھر بھی یہ لوگوں کو تل برابر بھی کچھ نہ دیتے

5- یا یہ اس سے جلتے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل سے دوسروں کو وہ کچھ عطا کر دیا ہے جسے یہ اپنا ہی حق سمجھتے ہیں یعنی نبوت اور کتاب اور یہ حسد کی آگ میں جل رہے ہیں اور اہل ایمان سے حسد کی وجہ سے ایسے فیصلے سنا رہے ہیں (آیت 51)

6- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے ہی تو ابراہیم علیہ السلام کی آل سے جو نبی بھیجے تھے انہیں کتاب بھی دی تھی اور دانائی بھی عطا کی تھی پھر ان میں سے سلیمان اور داؤد جیسوں کو وسیع سلطنت بھی عطا کی تھی

7- ابراہیم علیہ السلام سے منہ پھیر لیا ہے۔ کیسے؟ اسی کی آل سے تعلق رکھنے والے محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہ لا کر جو پیغام توحید بھی وہی لایا ◀◀

اور ایسوں کو جلانے کے لئے
دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ ہی کافی ہے [8]

56- اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۵۶﴾

56- بے شک جن لوگوں نے
ہماری آیات کو ماننے سے انکار کیا ہے
وقت آنے پر ہم ضرور ان کو آگ میں داخل کردیں گے [9]
اور جب بھی ان کی جلدیں سڑگل جائیں گی
ہم بدل دیں گے
ان کی جلدیں دوسری جلدوں سے
تاکہ وہ مسلسل عذاب چکھتے رہیں [10]
اللہ تو غالب اور حکمت والا ہے

57- وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ﴿۵۷﴾

57- اور وہ لوگ جو ایمان لائے
اور نیک کام کرتے رہے
تو ہم ان کو ضرور داخل کریں گے
باغوں میں
جن میں نہریں بہتی ہیں
وہ ہمیشہ ہی ان میں رہیں گے
ان کے لئے ہیں وہاں

◀◀ ہے جو ابراہیم لایا تھا

8- جو بھی کوئی ان میں سے راہ ہدایت سے دوسروں کو روکتا ہے یا خود اس پر عمل نہیں کررہا دوزخ کی دہکتی آگ کے سوا اس کو کچھ نہیں ملے گا

9- اہل کتاب خاص طور پر یہودیوں کے ماضی کا حوالہ دے کر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو بھی کوئی قرآن اور محمد بن عبداللہ ﷺ کی دعوت کو ماننے سے انکار کررہا ہے ہم اسے دوزخ کی آگ میں داخل کردیں گے

10- دوزخ میں جب ایسوں کی چمڑیاں گل سڑجایا کریں گی تو ہم ان کی جگہ انہیں نئی چمڑیاں پہنادیا کریں گے تاکہ وہ مسلسل عذاب چکھتے رہیں

پاکیزہ ساتھی [11]
اور ہم ان کو داخل کریں گے
گھنی چھاؤں میں [12]

58- اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ
وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝۵۸

58- اللہ تو تمہیں حکم دیتا ہے کہ
ذمہ داریاں ان کے سپرد کیا کرو جو ان کے اہل ہوں
اور جب تم
لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو
تو فیصلہ کرو عدل کے ساتھ [13]
اللہ تو تمہیں
بہت اچھی چیز کی
نصیحت کرتا ہے [14]
اللہ تو ہے
سب کچھ سننے والا دیکھنے والا

59- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ
وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ

59- اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی
اور اطاعت کرو رسول کی [15]

11- یہ وعدہ مردوں اور عورتوں سب سے ہے جو مرد جنت یعنی باغوں میں داخل کئے جائیں گے انہیں وہاں پاک سیرت بیویاں ملیں گی اور جو عورتیں جنت میں جائیں گی انہیں وہاں پاک سیرت خاوند ملیں گے

12- گھنی چھاؤں یعنی مکمل عافیت اور راحت کا مقام

13- حقوق ادا کرو امانتوں میں دینی دنیاوی سب امانتیں شامل ہیں حکمرانی بھی امانت ہے عہدہ اور منصب بھی امانت ہے اور اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں کہ عہدے اور منصب بھی ان کو دیا کرو جن میں اس امانت کی حفاظت کی اہلیت ہو جب تمہیں لوگوں کے درمیان انصاف کرنے کی اور جھگڑوں کا فیصلہ کرنے کی ذمہ داری سونپی جائے تو عدل کرو

14- اللہ تعالیٰ تمہیں امانتیں اہل امانت کے سپرد کرنے اور عدل کرنے کا جو حکم دے رہے ہیں یہ بہت اعلیٰ اصول پر عمل کرنے کی نصیحت فرما رہے ہیں

15- انصاف اور جھگڑوں کا فیصلہ کرنے والوں کو عدل کی نصیحت کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حکم دیتے ہیں کہ فیصلہ کرنے اور ماننے میں اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو فیصلہ کرنے والے اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کے مطابق فیصلہ کریں اور جن کے درمیان جھگڑا ہے وہ اس فیصلے کو قبول کریں

فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝۵۹ ع ۵

اور ان کی جو تم میں حکم دینے والے ہوں [16]
پھر اگر تمہارے درمیان
کسی معاملے میں تنازعہ پیدا ہو جائے
تو اس کو لوٹا دیا کرو
اللہ اور رسول کی طرف
اگر تم ایمان رکھتے ہو
اللہ پر اور یوم آخرت پر [17]
یہ بہت ہی بہتر اور بہت اچھا ہے
اپنے نتیجہ کے حوالے سے

9

60- اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ
اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ
يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا
بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝۶۰

60- کیا تو ان لوگوں کو نہیں دیکھتا
جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ایمان رکھتے ہیں
اس پر
جو تجھ پہ نازل کیا گیا ہے

16- حقوق حقداروں تک پہنچانے، جھگڑوں میں عدل کرنے اور اس بارے میں اللہ اور رسول ﷺ کا حکم ماننے کے بعد فرمایا جو تم میں سے فیصلہ کرنے اور اس بارے میں حکم جاری کرنے کے ذمہ دار ہیں ان کے فیصلوں کو قبول کرو

17- اس کے بعد فرمایا کہ اگر ان کے فیصلہ کے بارے میں تمہارے درمیان کوئی اختلاف ہو کوئی تنازعہ پیدا ہو جائے تو حتمی فیصلہ کے لئے وہ معاملہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹا دو اللہ کے رسول ﷺ نے ریاست مدینہ میں جو دستور نافذ فرمایا تھا اس کی دفعہ چوبیس میں کہا گیا ہے ''جب تم میں کسی معاملے کے بارے میں تنازعہ پیدا ہو جائے تو وہ معاملہ فیصلے کے لئے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے پاس لے جایا جائے گا'' مطلب یہ کہ وہ تنازعہ قرآن اور اللہ کے رسول ﷺ کے احکام اور سنت کے مطابق حل کرو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ جن فیصلہ کرنے والوں کے فیصلہ کے بارے میں اختلاف پیدا ہو وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام پر عمل کے پابند نہیں ان سے تو پہلے ہی کہہ دیا گیا ہے کہ ''کہا مانو اللہ کا اور رسول کا'' مقصد یہ ہے کہ وہ بھی انسان ہیں اگر ان کے فیصلہ کے بارے میں شبہ ہو تو پھر اس کی اپیل کرو اور اپیل سننے والا اس فیصلہ کا اللہ اور رسول کے احکام کے مطابق جائزہ لے اور فیصلہ دے اکثر اہل علم نے ''اُولِی الْاَمْرِ'' سے مراد حکمران لیا ہے اور ''اپنے میں سے اپنے حاکموں کا کہا مانو'' لکھا ہے لیکن آیت نمبر (58) سے شروع ہوئے موضوع اور احکام کے تسلسل اور سیاق و سباق کے حوالے سے دیکھا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ ''اُولِی الْاَمْرِ'' سے یہاں مراد کسی جھگڑے کا فیصلہ کرنے والا ہے جس کی تائید دستور مدینہ سے بھی ہوتی ہے

اور اس پر جو
تجھ سے پہلے نازل کیا گیا تھا
اور وہ خواہش رکھتے ہیں کہ
اپنے جھگڑے فیصلہ کرانے کیلئے
طاغوت کے پاس لے جائیں؟[1]
حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ
وہ اس کی پیروی نہ کریں[2]
اور شیطان چاہتا ہے کہ
ان کو گمراہ کر دے
بہت زیادہ گمراہ[3]

61- وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿٦١﴾

61- اور جب ان سے کہا جاتا ہے
آجاؤ اس کی طرف
جو اللہ نے نازل کیا ہے
اور رسول کی طرف

1- طاغوت: اللہ کے علاوہ جس بھی کسی چیز کی پوجا کی جائے وہ طاغوت ہے جس کا ترجمہ عام طور پر باطل کیا جاتا ہے ہر وہ چیز جو انسان کو اللہ سے دور اور برائی کے قریب لے جائے وہ باطل اور طاغوت ہے پہلے اللہ تعالیٰ حکم دے چکے ہیں کہ اے ایمان والو اپنے جھگڑے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے پاس لے جایا کرو فیصلہ کرنے والوں کے لئے رہنما اصول بھی متعین کر دیئے گئے ہیں اس حکم پر جو بھی کوئی عمل نہیں کرتا اور اپنے جھگڑے فیصلہ کے لئے کسی اور کے پاس لے جاتا ہے وہ خدا سے دور اور برائی کے قریب ہو جاتا ہے اور جس بھی کسی کے پاس وہ جھگڑا فیصلہ کیلئے لے جاتا ہے وہی طاغوت یا باطل ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے نبی ان لوگوں کی منافقت تو دیکھو جو زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں لیکن ان کا عمل اس کی گواہی نہیں دیتا وہ اب بھی اپنے جھگڑے فیصلہ کے لئے بت پرستوں کے پاس لے جاتے ہیں

2- یعنی اہل ایمان کو طاغوت سے لاتعلقی اور ان کے انکار کا حکم دیا جا چکا ہے اس کے باوجود جھگڑے وہ طاغوت پر ایمان رکھنے والوں کے پاس لے جاتے ہیں

3- ایسا کرنا شیطانی عمل ہے اسی کا عمل ہے جو بھی اہل ایمان کو راہ ہدایت سے دور لے جانا چاہتا ہے

تو تو دیکھتا ہے ان منافقوں کو کہ
وہ تجھ سے دور رہتے ہیں
کنی کتراتے ہوئے[4]

62- فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ﴿۶۲﴾

62- تو اس وقت کیا حال ہوتا ہے ان لوگوں کا
جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے
ان کے اپنے اعمال کی وجہ سے؟
پھر وہ تیرے پاس آتے ہیں
اللہ کی قسمیں اٹھاتے ہوئے کہ
''ہم تو صرف بھلائی و رمفاہمت چاہتے تھے''[5]

63- اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًاۢ بَلِيْغًا ﴿۶۳﴾

63- اِن لوگوں کے دلوں میں جو کچھ بھی ہے
اللہ کو معلوم ہے
پس ان سے چشم پوشی کریں[6]
اور ان کو نصیحت کریں
اور ان سے ان کے دلوں کو
متاثر کرنے والی بات کہیں

64- وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ

64- اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول

4- جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کی طرف دعوت دی جائے تو وہ اپنے جھگڑے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرانے سے کنی کتراتے ہیں

5- ایسے منافق جو کچھ کرتے ہیں ان کے ایسے اعمال کی وجہ سے جب ان پر کوئی مصیبت آجائے تو پھر اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آ کر اللہ کی قسمیں اٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے تو جو کچھ کیا تھا جس کی وجہ سے یہ مصیبت ٹوٹ پڑی ہے وہ تو ہم نے صرف بھلائی اور اصلاح معاملات کے لئے کیا تھا

6- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ میں تو ان کے دلوں میں جو کچھ ہے وہ بھی جانتا ہوں آپ ان کی منافقت پر کوئی ایکشن نہ لیں اور ان کی حرکتوں سے چشم پوشی کریں

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ
فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ
لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝٦٤

مگر اس لئے کہ
اس کی اطاعت کی جائے
اللہ کے اذن سے [7]
اور اگر وہ لوگ
جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا
تیرے پاس آ جاتے
اور اللہ سے معافی مانگتے
اور رسول ان کے لئے مغفرت طلب کرتا
تو وہ اللہ کو
توبہ قبول کرنے والا
اور رحم کرنے والا پاتے

65- فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا
شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا
مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝٦٥

65- سو تیرے رب کی قسم
نہیں ہو سکتے وہ مومن
اس وقت تک کہ
وہ تم کو حاکم بنا لیں
اس جھگڑے میں
جو بھی ان کے درمیان پیدا ہو جائے
پھر وہ اپنے دلوں میں تنگی نہ محسوس کریں
اس کے بارے میں جو تو فیصلہ کر دے
اور اس کو پوری طرح سے مان لیں

7- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے جب بھی اور جہاں بھی اپنا کوئی رسول لوگوں کی طرف بھیجا تھا تو اس لئے بھیجا تھا کہ وہ لوگ اس کی اطاعت کریں اس لئے اب جو محمد بن عبداللہ ﷺ کو ہم نے بھیجا ہے تو ان کی اطاعت اور فرمانبرداری لازم ہے

66- وَ لَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَ لَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ اَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿۶۶﴾	66- اور اگر ہم نے انہیں حکم دیا ہوتا "اپنے آپ کو ہلاک کردو" یا یہ کہ "اپنے گھروں سے نکل جاؤ" تو وہ ہرگز ایسا نہ کرتے ان میں سے تھوڑوں کے سوا[8] حالانکہ اگر وہ ایسا کرتے جو کرنے کی انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو یقیناً یہ ان کے حق میں بہتر ہوتا اور انہیں ثابت قدم رہنے میں مضبوط بنا دیتا[9]
67- وَّ اِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۶۷﴾	67- اور تب ہم ان کو اپنے پاس سے اجر عظیم دیتے
68- وَّ لَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۶۸﴾	68- اور ہم ضرور ان کی رہنمائی کرتے راہ راست کی طرف
69- وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾	69- اور جو فرمانبرداری کریں اللہ کی اور رسول کی تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے

8- اپنے نبی کو ایسے منافقوں سے درگزر کرنے اور انہیں نصیحت کرتے رہنے کو کہنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر ہم ان کے بارے میں سخت رویہ اختیار کرتے اور انہیں ایسی حرکتوں پر حکم دیتے کہ وہ خود اپنے کو سزا دیں اپنے کو ہلاک کریں جیسا کہ بنی اسرائیل کو بچھڑے کی پوجا پر حکم دیا گیا تھا یا انہیں حکم دیتے کہ تم اپنے گھر خالی کر کے چلے جاؤ تو ان میں سے بہت تھوڑے اس حکم پر عمل کرتے اس لئے ہم ان کے ساتھ نرمی برت رہے ہیں اور ان کی فطری کمزوریوں کو پیش نظر رکھتے ہیں

9- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ ہمارے احکام پر عمل کرتے تو یہ نتائج کے حوالے سے ان کے اپنے حق میں بہتر ثابت ہوتا اور اس طرح وہ اپنے دین پر مضبوطی سے قائم رہنے والے بن جاتے

جن پر اللہ نے کرم کیا ہے
پیغمبروں اور صدیقین
اور شہداء اور صالحین کے ساتھ [10]
اور وہ کیا ہی اچھے رفیق ہیں

70- ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝

70- یہ ہے کرم
اللہ کی طرف سے
اور اللہ کے پاس
سب کچھ جاننے کے لئے کافی علم ہے

10

71- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝

71- اے ایمان والو
اپنی حفاظت کیلئے تدابیر تیار رکھو [1]
اور لڑائی کے لئے نکلو
گروہ در گروہ
یا سب اکٹھے [2]

10- صدیقین: جمع ہے صدیق کی صدیق وہ مسلمان ہے جو ایمان عمل اور اطاعت میں مقام کمال تک پہنچا ہوا ہو اور ایمان کیلئے ہر ایثار اور قربانی بخوشی دے جس کا عمل اس کے ایمان کی سچائی اور پختگی کا گواہ ہو نبوت کے بعد صدیق کا مقام ہے

شہدا: جمع ہے شہید کی اپنی زندگی کے عمل میں کامل کو بھی شہید کہا جاتا ہے اللہ کی راہ میں جان دینے والا بھی شہید ہے کہ وہ اپنے عمل سے اپنی ایمان اور علم کی کاملیت کا گواہ ہے شہید کے معنی گواہ کے ہیں وہ شخص جس کا کردار اس کے ایمان کی صداقت کی گواہی دے سچا اور قابل اعتماد گواہ بھی شہید کہلاتا ہے

صالحین: جمع ہے صالح کی صالح وہ نیک مسلمان ہے جو اصلاح اور بھلائی میں درجہ کمال تک پہنچا ہوا ہو اور فساد اور خرابی سے دور رہنے والا ہو

1- اللہ کے دین کے دشمنوں کی طرف سے درپیش خطرات کے مقابلہ کیلئے تیاری کرو

2- جب دشمنوں سے خطرہ ہو تو ان کے مقابلہ کیلئے پوری تیاری سے نکلو اور سستی نہ کرو اس کا انتظار نہ کرو کہ سب جمع ہو چکیں تو مقابلے کو نکلیں گے نظم کے تحت صورتحال کے مطابق نکلو ضرورت ہو تو الگ الگ دستوں کی صورت میں نکلو نہ ضرورت ہو تو سب اکٹھے مقابلہ کیلئے نکلو

72- وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ
مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ
مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿۷۲﴾

72- اور تم میں کوئی ایسا بھی ہے جو
قصداً پیچھے رہ جاتا ہے
پھر اگر تم پر کوئی مصیبت آجائے
تو کہتا ہے ”اللہ نے مجھ پر کرم کیا ہے کہ
اس وقت میں ان کے ساتھ نہیں تھا“[3]

73- وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ
لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ
مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۳﴾

73- اور اگر اللہ کی طرف سے تم تک کوئی نعمت پہنچے
تو ایسے بول اٹھتا ہے
جیسے تمہارے اور اس کے درمیان
کوئی رشتۂ محبت تھا ہی نہیں
”اے کاش میں بھی ان کے ساتھ ہوتا
تو بہت سا فائدہ حاصل کر لیتا“[4]

74- فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ
الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۷۴﴾

74- سو اللہ کی راہ میں
وہ لوگ جہاد کریں جو
بیچ دیں اس دنیا کی زندگانی
آخرت کے بدلے میں

3- بعض کمزور ایمان والے دشمن کے مقابلے کے لئے تیار ہو کر نکلنے میں حیلے بہانے سے تاخیر کرتے رہتے ہیں اور پیچھے رہ جاتے ہیں اور جب انہیں لڑائی کے لئے گئے مسلمانوں کو پیش آئی کسی مصیبت کی خبر ملتی ہے تو اس مصیبت پر وہ دکھ کا اظہار نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں کہ اللہ کا شکر ہے میں ان کے ساتھ نہیں تھا اور اس مصیبت سے بچ گیا ہوں

4- اگر اس لڑائی میں اللہ مسلمانوں کو اپنے کرم سے کامیابی عطاء فرما دے تو وہ اس پر بھی خوش نہیں ہوتے گویا کہ ان کا مسلمانوں سے کوئی رشتہ ہی نہ ہو وہ ان کی مصیبت پر دکھی نہیں ہوتے اور ان کی کامیابی سے خوش نہیں ہوتے بلکہ افسوس انہیں اس کا ہوتا ہے کہ اس کامیابی سے اہل ایمان کو جو مال غنیمت ہاتھ آیا ہے اس سے وہ محروم رہ گئے ہیں اگر ساتھ گئے ہوتے تو بڑے فائدے میں رہتے وہ لالچی اور خودغرض لوگ ہیں جو اپنے ذاتی فائدے اور نقصان کے حوالے سے ہی سوچتے ہیں اور مسلمانوں کے اجتماعی فائدے اور نقصان سے انہیں کوئی غرض نہیں ہوتی

اور جو کوئی جہاد کرتا ہے
اللہ کی راہ میں
تو وہ مارا جائے یا فتح یاب ہو
ہم ضرور اسے اجر عظیم دیں گے [5]

75- وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ
الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ
الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ
الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ
وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿٧٥﴾

75- اور تم کیوں نہ لڑو اللہ کی راہ میں؟ [6]
بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں
کے لئے
وہ جو دعا کرتے ہیں
''اے ہمارے رب
نکال لے ہمیں اس بستی سے
جس کے باسی ظالم ہیں
اور مقرر کر دے ہمارے لئے
اپنی طرف سے
کوئی کارساز
اور بھیج دے ہمارے لئے
اپنی طرف سے
کوئی مدد کرنے والا''

5- دین حق اور اہل ایمان کی حفاظت کیلئے تیار رہنے اور بوقت ضرورت دشمن کے مقابلہ میں سستی نہ کرنے کے احکام کے بعد اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ انہیں جہاد کرنا چاہیے اور بتایا ہے کہ اللہ کے دین کیلئے لڑائی میں شہید ہو جانے والوں اور اس میں دشمن پر غالب آ جانے والوں سب کے لئے اللہ کے پاس اجر عظیم ہے

6- دفاع اور جہاد کے حکم اور اس کے اجر عظیم کے وعدے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم نہ لڑو ان کمزور اور بے بس مسلمانوں کی مدد کے لئے جو کفار کے مظالم کا شکار ہو رہے ہیں اور اللہ سے کسی نجات دہندہ کو بھیجنے کی دعائیں کر رہے ہیں

76- اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا
اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ
كَانَ ضَعِيْفًا ع ﴿۷۶﴾

ع ۱۰

76- جو لوگ ایمان لائے ہیں
وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں
اور جو کافر ہیں وہ
باطل کی راہ میں لڑتے ہیں [7]
سو شیطان کے دوستوں کے خلاف جہاد کرو [8]
شیطان کی چال تو کمزور ہوتی ہے [9]

11

77- اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ
وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ
عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ
كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا
لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى
اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۭ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ
خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۷﴾

77- کیا تو ان لوگوں کو نہیں دیکھتا
جنہیں کہ کہا گیا تھا
"اپنے ہاتھ لڑائی سے روک لو
اور نماز قائم کرو
اور زکوٰۃ دو" [1]
پھر جب ان پر لڑنا فرض کر دیا گیا
تو ناگاہ ان میں سے ایک گروہ
انسانوں سے ایسے ڈرنے لگا

7- باطل سے جو طاغوت کا ترجمہ ہے مراد ہے باطل یا جھوٹے معبود یعنی کافر تو اپنے باطل معبودوں کی حفاظت اور دفاع کیلئے لڑتے ہیں

8- شیطان کے دوستوں سے مراد جھوٹے معبودوں کی پوجا کرنے والے اور ان کے دفاع کیلئے اہل ایمان سے لڑنے والے لوگ ہیں ایسے لوگ شیاطن کے دوست کیسے ہو گئے؟ برائی کوئی بھی خود کسی بندے کو حکم نہیں دے سکتی کہ تو مجھے اختیار کر لے انسان کے اپنے فکر و عمل میں کوئی کمزوری ہو تو شیطان اس سے فائدہ اٹھاتا ہے وہ اس بندے کو ورغلا کر ترغیب دے کر برائی میں مبتلا کر دیتا ہے اور کوئی بھی انسان جس کسی کو اپنا دشمن مانتا اور جانتا ہو اس کی ترغیب میں کبھی نہیں آتا ترغیب اور مشورہ اسی کا مانتا ہے جسے وہ اپنا ہمدرد اور دوست سمجھتا ہو جو لوگ دین حق کے خلاف تھے اور اس کے مقابلے میں جھوٹے معبودوں کے دفاع کے لئے لڑتے تھے وہ جس برائی میں مبتلا تھے اس کا سبب ان کا شیطان سے ایسا تعلق ہی تو تھا

9- اللہ تعالیٰ اہل ایمان سے فرماتے ہیں کہ شیطان کی چالیں کمزور ہوتی ہیں کیونکہ ان کی بنیاد ہی کسی انسانی کمزوری پر ہوتی ہے جن کا ایمان کامل اور عمل راسخ ہو ان کے مقابلے میں شیطان اور اس کے دوستوں کی چالیں کامیاب نہیں ہو سکتیں

1- جب انہیں حکم دیا گیا کہ آپس میں لڑائی نہ کرو، نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو تو انہوں نے اس حکم کو قبول کر لیا

جیسا کہ اللہ سے ڈرنا چاہیے

یا وہ اس سے بھی زیادہ ڈرتے ہیں [2]

اور وہ کہتے ہیں

"اے ہمارے پروردگار

کیوں فرض کر دیا ہے تو نے ہم پر جہاد؟

تو نے کیوں نہ مؤخر کیا

اس کو ہم پر فرض کرنا

کچھ وقت کے لیے؟" [3]

کہدیں "دنیاوی زندگی کی یہ لزتیں تو تھوڑی سی ہیں

اور آخرت کی زندگی اس سے بہت بہتر ہے

2- جب اللہ نے ان پر جہاد فرض کر دیا تو وہ کافروں سے لڑائی سے ڈرنے لگے اللہ سے بھی زیادہ لوگوں سے ڈرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ موت سے اتنے ڈرنے لگے کہ اللہ کا خوف اپنے دلوں سے نکال دیا

3- اور خواہش کرنے لگے کہ ابھی جہاد فرض نہ ہوتا تو اچھا ہوتا کون تھے ایسے لوگ؟ ان کی ایک نشانی تو اللہ نے خود بتا دی ہے کہ ان لوگوں نے لڑائی ترک کر دی تھی اور نماز کی پابندی اور زکوۃ دینے کا حکم قبول کر لیا تھا باقاعدہ زکوۃ دینے کا حکم مدینہ میں آیا تھا جس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے ریاست مدینہ کی حدود میں زکوۃ کی اذائیگی کا ضابطہ نافذ فرما دیا تھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ریاست مدینہ کی حدود میں مقیم تھے اگلی آیت نمبر (81) میں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ ایسے لوگ تھے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے تو کہتے تھے کہ "ہم اطاعت کرنے والے ہیں" اور جب الگ ہو جاتے تھے تو راتوں کو اللہ کے رسول ﷺ کے دیئے حکم یا منصوبے کے خلاف مشورے کیا کرتے تھے لڑائی بند کر دی نماز اور زکوۃ کی پابندی کی جہاد فرض ہوا تو اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کی پابندی کی بجائے راتوں کو اس کے خلاف مشورے شروع کر دیئے کون تھے ایسے لوگ؟ کیا مدینہ والوں کے علاوہ اور کوئی ہو سکتے تھے؟ اسلام سے پہلے وہی تو آپس میں قتل وغارت کرتے رہے تھے اور اسلام کی وجہ سے اس سے باز آ گئے تھے وہ آپس میں خاندانی اور قبائلی لڑائیوں میں تو سرگرم ہوا کرتے تھے مگر جہاد کا حکم آیا تو اس پر عمل کرنے کی بجائے اس سے بچنے کی کوشش کرنے لگے ایسی مخالفانہ سرگرمیوں میں ملوث لوگوں کی ساری تفصیل اللہ کے رسول ﷺ کی سیرت مبارکہ میں موجود ہے اور وہ جتنے بھی تھے مدینہ والے ہی تھے واقعات اور احکامات کے پورے سیاق وسباق کے حوالے سے قرآن کریم کی ان آیات میں جن افراد کا حوالہ یا مثال دی گئی ہے وہ کسی بھی طرح مہاجرین میں سے نہیں تھے اور نہ ہو سکتے تھے اللہ کی راہ میں جنگ کرنے کا حکم سریہ نخلہ کے بعد دو ہجری میں آیا تھا اس سے پہلے اللہ کے رسول ﷺ جتنے بھی گشتی دستے مشرکوں کے علاقوں کی طرف بھیجتے تھے ان میں سب مہاجرین ہی شامل ہوتے تھے اور مدینہ کے یہودیوں اور اردگرد کے قبائل کے ساتھ پرانے معاہدوں کی فکر مدینہ کے بعض لوگوں کو ہی ہوا کرتی تھی اور ان معاہدوں اور تعلقات کی وجہ سے ان میں سے بعض ایسوں سے جہاد کے خلاف مشورے کیا کرتے تھے

اس کے لئے جو اللہ سے ڈرتا ہے[4]
اور ہرگز نہیں کی جائے گی تمہارے ساتھ
ذرہ بھر بھی بے انصافی[5]

78- اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ كُنْتُمْ فِیْ
بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ ؕ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ
مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ
مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ
هٰۤؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ حَدِیْثًا ﴿۷۸﴾

78- تم جہاں کہیں بھی ہو گے
موت وہیں تم تک پہنچ جائے گی
خواہ تم
اونچے مضبوط برجوں میں ہی ہوئے
اور اگر انہیں کوئی کامرانی ملے
وہ کہتے ہیں ''یہ اللہ کی طرف سے ہے''
اور اگر انہیں کوئی تکلیف پہنچے
تو کہتے ہیں ''یہ تمہاری منصوبہ بندی کی بدولت ہے''[6]
کہہ دیں ''سب کچھ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے''[7]
تو اس گروہ کا حال بھی کیا ہی عجب ہے کہ
کوئی بھی بات سمجھ ہی نہیں پاتے

79- مَاۤ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ؗ وَ مَاۤ اَصَابَكَ
مِنْ سَیِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَ اَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ
رَسُوْلًا ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ﴿۷۹﴾

79- اے بندے تجھے جو بھی کچھ ملتا ہے
کامیابیوں میں سے
یقیناً وہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے

4- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ سے ڈرنے والوں اور اس ڈر کی وجہ سے اللہ کے حکم پر عمل کرنے والوں کے لئے آخرت کی زندگی دنیاوی زندگی سے بہت بہتر ہوگی یعنی اگر وہ اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے شہید ہو گئے تو وہاں بہت اچھا بدلہ ملے گا اس لئے اس دنیا کے لالچ میں نافرمانی نہ کرو

5- ہر کسی کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا اچھے کا اچھا اور برے کا برا بے انصافی ذرہ برابر بھی نہیں ہوگی

6- اگر کسی مہم میں کامرانی نصیب ہو کوئی مال غنیمت مل جائے تو کہتے ہیں یہ اللہ نے دیا ہے اور اگر کسی مہم میں ناکامی ہو تو کہتے ہیں اس کی وجہ ہم نہیں بلکہ منصوبہ بنانے والے ہیں جو حالات اور مخالف کی قوت کا درست اندازہ نہ کر سکے اور اس کی وجہ سے ناکامی ہوئی

7- سب اللہ کی طرف سے کیسے ہوتا ہے؟ یعنی سب نتائج اللہ کے بنائے اٹل ضوابط پر عمل کے مطابق ہوتے ہیں

اور تم کو جو بھی کوئی تکلیف پہنچتی ہے
یقیناوہ تیرے اپنے نفسانی اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے [8]
اور اے نبی تجھے ہم نے
لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے
اور اللہ کافی ہے
گواہی کے لئے [9]

80- مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿٨٠﴾

80- جو کوئی رسول کی اطاعت کرتا ہے
تو اس نے اللہ کی اطاعت کی [10]
اور جو کوئی منہ موڑ گیا
تو ہم نے تجھے ان لوگوں پر
نگہبان بنا کر تو نہیں بھیجا ہوا [11]

81- وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِیْ تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿٨١﴾

81- اور وہ کہتے ہیں
"ہم اطاعت کرنے والے ہیں"
اور جب وہ تیرے پاس سے چلے جاتے ہیں
تو ان میں سے ایک گروہ

8- اللہ تعالیٰ کا حکم ہے دفاع کے لئے تیاری کرو، لڑائی کے لئے جلدی سے نکلو، سستی نہ کرو، پوری تیاری اور منصوبہ بندی کرو ان احکام اور اصولوں پر عمل کیا تو کامیابی مل گئی اللہ کے احکام اور اٹل اصولوں پر عمل سے حاصل ہونے والی کامرانی اللہ کی طرف سے ہے ان احکام اور اصولوں پر عمل نہ کیا ناکامی تو ہونا ہی تھی اس کے ذمہ دار تو وہی ہیں جنہوں نے احکام پر عمل میں منصوبہ بندی میں کوتاہی کی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ کیسے لوگ ہیں کہ اتنی سی بات کو بھی سمجھ نہیں پاتے اور اپنی کوتاہیوں کا دوسروں کو ذمہ دار ٹھہراتے ہیں

9- اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ کو ان لوگوں کو راہ ہدایت دکھانے اور اس کی طرف دعوت دینے والا یعنی رسول بنا کر بھیجا ہوا ہے اس ذمہ داری کو پورا کرنے کیلئے آپ جو احکام جاری کرتے ہیں ان کے برحق ہونے پر ہم خود گواہ ہیں اس کے لئے کسی اور کے ماننے یا عمل نہ کرنے کو آپ کے اللہ کے رسول ہونے کے بارے میں پیمانہ نہیں بنایا جا سکتا

10- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ لڑائی کے بارے میں ہمارے رسول کے حکم پر جو کوئی عمل کرتا ہے وہ اصل میں ہمارے حکم پر عمل کرتا ہے کیوں کہ رسول جو حکم دیتے ہیں وہ ہمارا ہی حکم ہوتا ہے

11- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ اگر کوئی نافرمانی کرتا ہے تو وہ ہمارے حکم کی نافرمانی کرتا ہے کیونکہ آپ نے جو حکم پہنچایا تھا وہ تو ہمارا حکم تھا اور ہر کسی سے ہر حکم پر عمل کرانا آپ کی ذمہ داریوں میں شامل نہیں آپ کے ذمہ حکم پہنچا دینا ہے وہ فرض آپ نے ادا کر دیا ہے

راتوں کو اس کے خلاف مشورے کرتا ہے
جو تو نے حکم دیا ہوتا ہے
اور اللہ لکھ لیتا ہے وہ سب کچھ
جو وہ راتوں کو کہتے ہیں
سو تو ان کو نظر انداز کر دے [12]
اور اللہ پر توکل رکھ [13]
اور اللہ بہت بڑا کارساز ہے [14]

82- اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَ لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ﴿۸۲﴾

82- تو کیا وہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے؟
اور اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا
تو وہ اس میں
بہت سی ایک دوسری سے متضاد باتیں پاتے [15]

83- وَ اِذَا جَآءَھُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِہٖ ؕ وَ لَوْ رَدُّوْہُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَ اِلٰۤی اُولِی الْاَمْرِ مِنْھُمْ لَعَلِمَہُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَہٗ مِنْھُمْ ؕ وَ لَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَتُہٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۸۳﴾

83- اور جب ان لوگوں تک کوئی اطلاع پہنچتی ہے
امن وامان یا خطرے کے بارے میں
تو وہ اس کو پھیلا دیتے ہیں [16]
اور اگر وہ اس اطلاع کو
رسول تک پہنچا دیتے

12- اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کا ذکر ہو رہا ہے وہ آپ سے تو کہتے ہیں کہ ہم ہر حکم پر عمل کرنے والے ہیں لیکن راتوں کو آپس میں آپ کے حکم کے خلاف مشورے کرتے ہیں ہمیں یہ سب معلوم ہے آپ ان کا نوٹس نہ لیں انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں اور اپنا کام جاری رکھیں ان سے ہم خود نپٹ لیں گے

13- توکل یہ ہے کہ بندہ اپنی طرف سے تمام ضروری اقدامات کرے مگر ان اقدامات کے باوجود نتیجہ اللہ پر چھوڑے

14- یعنی اگر کوئی اللہ کے کسی حکم پر عمل کے لئے تمام ضروری اقدامات کرتا ہے تو اللہ اس کو کامیابی دینے والا ہے

15- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ ایسے مشورے کرتے ہیں وہ قرآن کے احکام اور ان پر عمل کے نتائج پر کیوں غور نہیں کرتے؟ اگر قرآن اللہ کی بجائے کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں دیئے احکام پر عمل سے برآمد ہونے والے نتائج آپس میں متصادم ہوتے ان سب احکام پر عمل کے نتائج میں یکسانی ہو ہی نہیں سکتی تھی اگر ایسا ہے کہ ان احکام پر عمل سے نتائج تعمیری اور عملی حوالوں سے ایک ہی مقصد کے حصول کی راہ ہموار کر رہے ہیں تو پھر ان لوگوں کو سوچنا چاہیے اور ان کے بارے میں راتوں کو مشورے کرنے کی بجائے ان پر عمل کرنا چاہیے

یا اپنے امیر تک[17]
تو اس کے بارے میں تحقیق کر لیتے
وہ جو ان مین اس بارے میں تحقیق کرتے ہیں
اور اگر نہ ہوتا تم پر اللہ کا فضل
اور اس کا کرم
تو تم ضرور شیطان کے پیچھے چل پڑتے
سوائے تھوڑوں کے[18]

84- فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّ اَشَدُّ تَنْكِیْلًا ۝۸۴

84- پس تو جہاد کر
اللہ کی راہ میں
نہیں ہے تمہاری ذمہ داری
مگر تیری اپنی ذات کی ہی[19]
اور مسلمانوں کو رغبت دیں[20]
قریب ہے کہ اللہ
کافروں کا زور توڑ دے
اور اللہ قوت میں بہت مضبوط ہے
اور سزا دینے میں بہت سخت ہے[21]

16- دشمن کی کسی چال یا منصوبہ کے بارے میں انہیں کوئی خبر ملے تو وہ اس کے بارے میں پراپیگنڈہ شروع کر دیتے ہیں افواہیں پھیلا دیتے ہیں

17- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہونا تو یہ چاہیے کہ اگر کسی کو ایسی کوئی اطلاع ملے تو وہ اسے اللہ کے رسول تک پہنچا دے اور اگر مدینہ سے باہر کسی مہم پر ہوں تو اس مہم کا جو بھی کوئی امیر ہو اس کو اس چال اور خطرہ سے آگاہ کریں تا کہ وہ اس کے بارے میں تحقیق کر کے اس کا مقابلہ کرنے کیلئے پالیسی بنائے ''اُولِی الْاَمْرِ'' سے مراد وہ شخص ہے جو کسی مہم کسی لشکر کسی دستہ یا پروگرام کا امیر مقرر کیا گیا ہو اگر ''اُولِی الْاَمْرِ'' کا وہی مطلب لیا جائے جو عام طور پر لیا جاتا ہے یعنی ''حکمران'' تو اللہ کے رسول ﷺ کی موجودگی میں ''حکمران'' سے کیا مراد لیں گے؟

18- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کی ایسی حرکتوں کے باوجود مسلمان جو کامرانیوں کی طرف جا رہے ہیں یہ ہمارے فضل اور کرم کی وجہ سے ہے اگر ہم فضل و کرم نہ کرتے تو وہ ایسی شیطانی چالوں میں پھنس کر نقصان اٹھایا کرتے

19- اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ آپ ہماری راہ میں جہاد جاری رکھیں ہمارے اس حکم پر دوسروں سے ہر صورت عمل کرانے کی ذمہ داری آپ کی نہیں آپ اپنے عمل کے ذمہ دار ہیں

20- جہاں تک دوسرے لوگوں کا اس حکم پر عمل کرنے کا تعلق ہے تو آپ انہیں ترغیب دیں

85- مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿٨٥﴾	85- جو کوئی بھلائی کی شفارش کرے اسے اس سے اس کا حصہ ملے گا اور جو کوئی برے کام کا مشورہ دیتا ہے اس کو اس سے حصہ ملے گا[22] اور اللہ ہے ہر چیز پر نظر رکھنے والا
86- وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿٨٦﴾	86- اور جب تمہاری تعظیم کی جائے سلام کے ساتھ تو تم تعظیم کرو اس سے بہتر کلمہ کے ساتھ یا ویسے ہی کلمہ سے جواب دو[23] اللہ تو ہر چیز کا حساب لینے والا ہے
87- اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿٨٧﴾ ع ١١ / ٨	87- اللہ! نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی وہ ضرور جمع کرے گا تم سب کو قیامت کے دن

النصف

21- اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو خوشخبری دیتے ہیں کہ اگر تم نے ہمارے حکم پر عمل کیا تو ہم کافروں کا زور توڑ دیں گے اس حکم کے بعد کے غزوات و سرایا کے نتائج اللہ کی اس خوشخبری کی تصدیق کرتے ہیں

22- پہلے ذکر ہوا ہے ان لوگوں کا جو اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے حکم کے خلاف راتوں کو مشورے کیا اور دیا کرتے تھے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا کہ آپ اس حکم پر عمل جاری رکھیں اور دوسروں کو اس کی ترغیب دیں اس کے بعد فرمایا کہ جو جیسا مشورہ دے گا اسے ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا

23- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں سے قطع تعلق نہ کر لو ان سے تعلقات استوار رکھو ان کی طرف سے تعظیم اور سلام کا جواب دو تا کہ اس سے باہمی تعلقات اور ماحول خراب نہ ہوں

جس میں کوئی بھی شبہ نہیں
اور کون ہے
اللہ سے زیادہ سچا
اپنی بات میں؟

12

88- فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿٨٨﴾

88- تو پھر تم لوگ
منافقوں کے بارے میں
دو گروہ کیوں بن گئے ہو؟[1]
حالانکہ اللہ نے تو ان کو
الٹا پھیر دیا ہے
ان کے اعمال کی وجہ سے[2]
کیا تم انہیں راہِ راست پر لانا چاہتے ہو
جنہیں اللہ نے گمراہی میں بھٹکنے کو چھوڑ دیا ہے؟[3]
اور جس کسی کو اللہ گمراہی میں بھٹکتا چھوڑ دے

1- احکام کا یہ سلسلہ ان لوگوں کے بارے میں ہے جن کا دعویٰ تو یہ تھا کہ وہ مسلمان ہیں لیکن وہ ہجرت کر کے مدینہ نہیں آئے تھے اپنی املاک اپنے عزیز و اقارب اور قبیلے کو زیادہ عزیز رکھتے تھے اور اللہ کے دین کے دفاع کی جنگ میں وہ خلوص دل سے اہل ایمان کے ساتھ نہیں ہوتے تھے بلکہ بعض اپنے قبیلے کی مسلمانوں کے خلاف لڑائی میں بھی شامل ہوجاتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے بارے میں اہل ایمان کی دو رائے نہیں ہونا چاہیے کہ کچھ کسی تعلق یا اتحاد کی وجہ سے ان سے ہمدردی رکھیں اور باقی ان کے بارے میں اللہ کے احکام پر عمل کے حق میں ہوں

2- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے اعمال کی وجہ سے ہم نے تو انہیں مسترد کر دیا ہوا ہے اس کے بعد تم ان سے کیسے ہمدردی یا نرم سلوک کی حمایت کر سکتے ہو؟ یہ تو ہمارے احکام کی خلاف ورزی کے مترادف ہوگا

3- اللہ تعالیٰ اہل ایمان سے فرماتے ہیں کہ کیا تم ان لوگوں کو بھی اہل ایمان میں سے بنانا چاہتے ہو جنہیں ہم نے گمراہ قرار دے دیا ہے؟ یعنی گمراہ اہل ایمان میں سے ہو ہی نہیں سکتے

89- وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً
فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ
وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۠ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا
وَّلَا نَصِيْرًا ۙ﴿٨٩﴾

تو ہرگز نہیں پائے گا تُو
اس کے لئے ہدایت کا کوئی طریقہ [4]
89- ان کی تو خواہش ہے کہ
تم بھی کافر ہو جاؤ
جیسے کہ وہ خود کافر ہیں
تا کہ تم سب ایک جیسے ہی ہو جاؤ
پس نہ بناؤ ان میں سے کسی کو
اپنا دوست [5]
جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں
اللہ کی راہ میں [6]
پھر اگر وہ اس سے روگردانی کریں
تو ان کو قیدی بنالو
اور انہیں ہلاک کردو
جہاں کہیں بھی تم ان کو

4- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو سوچ سمجھ کر گمراہی کی راہ پر چل رہے ہیں ان کی واپسی کا کوئی طریقہ نہیں اس لئے اس امید پر کہ شاید وہ گمراہی کی راہ ترک کر کے تمہارے ساتھ مل جائیں ان کے بارے میں اپنا رویہ تبدیل نہ کرو بلکہ اللہ کے حکم پر عمل کرو

5- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے گمراہ لوگ تو کفر کی طرف واپس جا چکے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی ان جیسے ہی مفاد پرست ہو جاؤ اللہ کے احکام پر عمل چھوڑ دو

6- مدینہ کے نواح کے ان قبائل کے کچھ لوگ بھی اسلام لا چکے تھے جن کے اسلام سے پہلے بنو خزرج اور بنو اوس سے لڑائی کے اتحاد ہوتے تھے لیکن وہ اپنے قبائل کے درمیان ہی رہتے تھے اور قبائلی نظم اور مجبوریوں کی وجہ سے وہ اپنے قبیلہ کے خلاف کسی لڑائی میں شامل نہیں ہو سکتے تھے ان کے اسی ایمان اور رویہ کی وجہ سے ان کے بارے میں بھی مسلمانوں کی دو رائے ہو گئی تھیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے مسلمان جب تک اپنے قبیلوں اور علاقوں کو چھوڑ کر قبائلی نظم سے الگ نہ ہو جائیں اور اہل ایمان کے ساتھ نہ آملیں اس وقت تک انہیں اپنا اتحادی دوست نہ بناؤ

اپنے مقابل پاؤ[7]

اور نہ بناؤ ان میں سے کسی کو بھی

اپنا دوست

اور لڑائی کا ساتھی[8]

90- اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَ اَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿۹۰﴾

90- مگر وہ لوگ

جو اس قوم سے مل جائیں

جس کے اور تمہارے درمیان

معاہدہ ہے[9]

یا وہ جو تمہارے پاس آ جائیں کہ

ان کے دل تنگ آ چکے ہیں

اس سے کہ

وہ تم سے لڑائی کریں

7- جو ایسے مسلمان اپنے قبائل کے لشکروں میں شامل ہو کر تمہارے خلاف لڑائی کریں انہیں میدان جنگ میں اپنے سامنے پاؤ تو ان سے نرمی نہ کرو ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کرو جو دیگر کفار کے ساتھ کیا جائے گا کہ لڑائی میں اسے قتل بھی کیا جائے گا اور قیدی بھی بنا لیا جائے گا اس حکم کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ میدان جنگ سے باہر امن کے ماحول میں جہاں کہیں بھی تمہیں مل جائیں انہیں قتل کر دو اور قیدی بنا لو یہ حکم لڑائی میں مقابل آنے والوں کے لئے خاص ہے

8- ایسے لوگوں کے ساتھ جنگی اتحاد قائم نہ کرو

9- کسی قبیلے سے تمہارا اہل ایمان کا امن کا معاہدہ ہے کوئی منافق میدان جنگ سے بھاگ کر اس قبیلے کے ہاں پناہ لے لیتا ہے تو اس کو قیدی بنانے یا قتل کرنے کے لئے اس کا وہاں تک تعاقب نہ کرو۔ کیوں؟ اس قبیلے نے پناہ دینے سے پہلے اس سے ضمانت لی ہوگی کہ وہ ان کے ہاں سے جا کر مسلمانوں کے خلاف لڑے گا نہیں اور پناہ دینے سے پہلے اس قبیلے نے اس منافق کو جان کی امان بھی دی ہوگی قیدی بنا لینے اور قتل کر دینے کا حکم کس کے بارے میں ہے؟ اس کے بارے میں جو لڑائی میں سامنے آئے وہ سامنے تو آیا تھا مگر بھاگ کر اس قبیلے کی پناہ میں چلا گیا ہے جس سے ریاست مدینہ کا امن کا معاہدہ ہے

یا اپنی قوم سے لڑیں [10]
اور اگر اللہ کو منظور ہوتا
اور وہ ان کو تم سے طاقتور بنا دیتا
تو وہ ضرور تم پر چڑھائی کر دیتے [11]
پس اگر وہ تمہارے ساتھ لڑائی سے
الگ ہو جائیں
اور تم سے جنگ نہ کریں
اور تمہیں صلح کی پیشکش کریں [12]
تو نہیں بنائی اللہ نے
تمہارے لئے ان سے لڑائی کی
کوئی بھی راہ [13]

91- سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ
وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا
فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ
وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ

91- البتہ تم کچھ ایسے لوگوں کو بھی پاؤ گے
جو چاہتے ہیں کہ
وہ تمہاری طرف سے محفوظ ہو جائیں
اور اپنی قوم کی طرف سے بھی محفوظ ہوں

10- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ تم سے صلح کرنے آ جائیں اور کہیں کہ وہ لڑائی سے تنگ آ چکے ہیں اس لئے وہ نہ تو تمہارے ساتھ لڑنا چاہتے ہیں اور نہ ہی تمہارے خلاف کسی قوم کی لڑائیوں میں شریک ہونا چاہتے ہیں تو ان کا صلح کا پیغام قبول کر لو مگر حوالہ ہے دل کا یعنی وہ دل اور خلوص سے ایسی پیشکش کرتے ہیں

11- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر ایسے لوگوں میں تمہارے خلاف لڑنے کی طاقت ہوتی تو وہ تمہارے خلاف لڑائی سے باز نہ آتے

12- ان میں تمہارے خلاف لڑائی کی طاقت نہیں اس لئے وہ صلح کرنے آئے ہیں لیکن اس صلح کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمہارے دشمنوں کے ساتھ مل کر تم سے لڑائی کرنے سے بھی الگ ہو جائیں یعنی تمہارے خلاف کسی لڑائی میں شریک نہ ہوں اور نہ خود تم سے لڑائی کریں تو ان کی صلح کی پیشکش قبول کر لو

13- ایسی لوگوں سے لڑائی تمہارے لئے کسی حوالے سے بھی جائز نہیں

ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۹۱﴾ ع

ع ۱۲ / ۹

اور جب کبھی انہیں
فساد پھیلانے کی طرف پھیر لیا جائے
وہ سر کے بل اس میں کود پڑتے ہیں [14]
پس اگر وہ تمہارے خلاف جنگ سے
الگ نہ ہوں
اور تمہارے ساتھ صلح اور سلامتی سے پیش نہ آئیں
اور نہ روکیں اپنے ہاتھوں کو
تو ان کو قیدی بنالو
اور انہیں قتل کر دو
جہاں بھی پاؤن ان کو
لڑائی میں اپنے مقابل [15]
اور ہم نے دی ہوئی ہے تم کو
ایسے لوگوں کے خلاف
کھلی دلیل [16]

13

92- وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا

92- اور کوئی مسلمان

14- یہ ایک اور گروہ کا ذکر ہے ایسا گروہ جو اپنی مجبوریوں کی وجہ سے مسلمانوں کی طرف سے بے خوف ہو جانا چاہتا ہے اور صلح کر لیتا ہے اسی طرح وہ اپنی قوم اور قبیلے سے بھی محفوظ اور باامن رہنا چاہتا ہے لیکن جیسے ہی اسے کسی طرف سے مسلمانوں کے خلاف لڑائی کی دعوت دی جاتی ہے تو وہ اس میں سر کے بل کود پڑتا ہے اور مسلمانوں کے خلاف لڑنے والوں میں شامل ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انہیں کوئی ضمانت نہ دو

15- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ اگر تمہارے خلاف لڑائی سے الگ نہ ہو جائیں اور تم سے صلح کر کے بھی تمہارے خلاف لڑائی سے اپنے ہاتھ نہ روک لیں تو میدان جنگ میں انہیں بھی مقابل آئیں تو قیدی بنالو اور قتل کر دو

16- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے خلاف لڑائی کا جواز تمہارے پاس موجود ہے اور ہماری طرف سے ان کے خلاف لڑنے پر کوئی پابندی نہیں

خَطَـًٔا ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ
مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ
يَّصَّدَّقُوْا ۭ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ
مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۭ وَاِنْ كَانَ مِنْ
قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ
اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ
فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۡ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ
وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿٩٢﴾

ہرگز کسی مسلمان کو قتل نہ کرے [1]
مگر یہ کہ غلطی سے قتل ہو جائے [2]
اور اگر کوئی مسلمان
کسی مسلمان کو غلطی سے قتل کر دے
تو وہ ایک مسلمان غلام آزاد کرے
اور مقتول کے وارثوں کو خون بہا دے
الا یہ کہ وہ معاف کر دیں [3]
اور اگر وہ مقتول ایسی قوم سے ہو
جو تمہاری دشمن ہے
اور وہ مقتول مسلمان ہو
تو ایک مسلمان غلام کا آزاد کرنا ہے
اور اگر مقتول ایسی قوم سے ہو
جس کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہے
تو لازم ہے
اس کے وارثوں کو خون بہا دینا
اور ایک مسلمان غلام کا آزاد کرنا

1- کوئی مسلمان لڑائی کے میدان میں کسی مسلمان کو ہرگز قتل نہ کرے یہ احکام لڑائی میں آمنے سامنے آنے والوں کے بارے میں ہیں اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ مسلمان آپس میں ہرگز نہ لڑیں کیونکہ لڑیں گے تو قتل بھی کریں گے اور قتل ہوں گے بھی

2- میدان جنگ میں دشمنوں کے خلاف لڑائی میں اگر کوئی مسلمان کسی مسلمان کو غلطی سے قتل کر دے جیسا کہ غزوہ احد میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت یمان رضی اللہ عنہ غلطی سے مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے تھے اور حضرت ابو زعنہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کو حضرت جبار رضی اللہ عنہ بن صخر نے حضرت حباب رضی اللہ عنہ بن المنذر کو غلطی سے زخمی کر دیا تھا اور حضرت اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر کو دو زخم حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کی تلوار سے لگے تھے

3- میدان جنگ میں شناخت کی غلطی سے کوئی مسلمان کسی مسلمان کو قتل کر دے تو اس کا بھی خون بہا دینا ہو گا جیسا کہ احد میں حضرت حذیفہؓ کے والد کا انہیں خون بہا دیا گیا تھا جو انہوں نے صدقہ کر دیا تھا

پھر جو کوئی نہ آزاد کر سکتا ہو ایک غلام
تو وہ روزے رکھے
مسلسل دو مہینے
یہ ہے اللہ کی طرف سے توبہ کرنے کا طریقہ
اور اللہ ہے
سب کچھ جاننے والا
حکمت والا

93- وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ
خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ
لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾

93- اور جو کسی مسلمان کو[4]
قصداً قتل کرے
تو سزا اس کی ہے جہنم
وہ اس میں ہمیشہ رہے گا
اور اس پر ہے
اللہ کا غضب
اور اس کی لعنت
اور ہم نے تیار کیا ہوا ہے
اس کے لئے
عذاب عظیم

94- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ
لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ
فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ

94- اے ایمان والو!
جب تم اللہ کی راہ میں سفر پر نکلو
تو تم اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو
اور مت کہا کرو اس شخص کو

4- یہ حکم اس قتل کے بارے میں ہے جس میں کفار سے لڑائی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کوئی مسلمان اپنے کسی مخالف مسلمان کو ارادہ سے قتل کر دے
کہ کونسا پتہ چلے گا کہ کس نے قتل کیا ہے

قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿٩٤﴾

جوکوئی تمہیں سلام کرے
''تو مسلمان ہی نہیں''
تم اس دنیا کی زندگی کے فائدے چاہتے ہو
اور اللہ کے پاس
تمہارے لئے بہت سا غنیمت کا مال ہے[5]
تم بھی تو ایسے ہی ہوتے تھے
اس سے پہلے
پھر اللہ نے تم پر احسان کیا
سو اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو
اللہ تو
تم جو کچھ بھی کرتے ہو
اچھی طرح جانتا ہے

95- لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ
اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ ۭ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ
الْحُسْنٰى ۭ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ
اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٩٥﴾

95- نہیں برابر ہوتے وہ
جو مسلمانوں میں سے گھر بیٹھے رہتے ہیں
بغیر کسی معذوری کے
اور وہ جو اللہ کی راہ میں
جہاد کرتے ہیں
اپنے مالوں کے ساتھ

5- جب تم جہاد کے لئے نکلو اور کوئی تمہیں سلام کرے تو یہ فرض نہ کر لو کہ وہ تو مسلمان ہی نہیں اور وہ تم سے بچنے کے لئے تمہیں سلام کر رہا ہے تم اس کے سامان کی خواہش میں اسے قتل نہ کر دو ایسا کرنے سے پہلے اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو کہ سلام کرنے والا مسلمان ہے یا نہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم اس کے تھوڑے سے اسباب کی خاطر ایسی غلطی نہ کرنا بلکہ اللہ کے پاس جو اس سے بہت زیادہ انعامات ہیں ان کو حاصل کرو

اور اپنی جانوں کے ساتھ [6]
اللہ نے فضیلت دی ہے
انہیں جو جہاد کرتے ہیں
اپنے مالوں کے ساتھ
اور اپنی جانوں کے ساتھ
بیٹھے رہنے والوں پر
درجات کی بلندی کی
اگرچہ اللہ کا بھلائی کا وعدہ سب سے ہے
مگر اللہ نے فضیلت دی ہے
جہاد کرنے والوں کو
بیٹھے رہنے والوں پر
اجر عظیم کی

96- دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَكَانَ اللّٰهُ
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۹۶ ع

96- ان کے لئے اللہ کی طرف سے درجات ہیں
اور اس کی مغفرت اور رحمت ہے [7]
اور اللہ ہے
معاف کر دینے والا مہربان

14

97- اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ
قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ۭ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي

97- جب فرشتے ان لوگوں کی جانیں نکالتے ہیں
جو اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں

6- جن مسلمانوں کو کوئی معذوری نہیں وہ جسمانی طور پر ٹھیک ٹھاک ہیں مگر وہ اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نہیں جاتے اور گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں وہ درجات اور انعامات کی راہ میں اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کے ہرگز برابر نہیں ہوتے یعنی درجات میں جہاد کرنے والے ان سے افضل ہیں

7- یعنی اللہ کی طرف سے بھلائی کا وعدہ تو سب ہی سے ہے مگر جہاد کرنے والوں کی فضیلت بہت زیادہ ہے ان کے لئے اجر عظیم ہے ◀◀

الْاَرْضِ ؕ قَالُوْۤا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۙ ۹۷

وہ پوچھتے ہیں ''تم کس دھندے میں پڑ گئے تھے؟''[1]
وہ کہتے ہیں ''ہم زمین میں بے بس اور کمزور ہوتے تھے''
وہ پوچھتے ہیں ''کیا اللہ کی زمین تمہارے لئے
وسیع نہیں تھی کہ
تم اس میں ہجرت کر جاتے؟''[2]
سو ایسے لوگوں کے رہنے کی جگہ ہے جہنم
اور وہ کیا ہی بری جگہ ہے
لوٹ کر جانے کے لئے

98- اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ۙ ۹۸

98- مگر وہ لوگ جو واقعی بے بس اور کمزور ہیں
مرد اور عورتیں اور بچے
جو نہیں کر سکتے کوئی تدبیر
اور نہ ہی وہ کوئی راہ پاتے ہیں[3]

99- فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۹۹

99- تو یہ ہیں وہ لوگ کہ
بعید نہیں اللہ انہیں معاف کر دے
اور اللہ ہے
معاف کر دینے والا
بخشش دینے والا

◄◄ بلند درجات ہیں اور اللہ کی طرف سے مغفرت ہے اور اس کی رحمت ہے جس سے وہ انہیں نوازتے ہیں

1- جن مسلمانوں نے اللہ کے حکم کے باوجود اپنے اپنے مسکنوں سے ریاست مدینہ کی طرف ہجرت نہیں کی تھی یہ ان کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کی جان قبض کرنے والے فرشتے ہی انہیں ان کے اس گناہ سے آگاہ کر دیتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تم کس دھندے میں پھنسے ہوئے تھے کہ تم نے اللہ کی طرف سے حکم کے باوجود ہجرت نہیں کی تھی

2- وہ اپنی مجبوریاں بتاتے ہیں تو فرشتے ان سے کہتے ہیں کہ کیا اللہ کی زمین تنگ تھی کہ تمہیں ہجرت کرنے کو کوئی جگہ ہی نہ مل سکی یعنی ان کے اس جواز کو تو روح قبض کرنے والے فرشتے بھی قبول نہیں کرتے روز قیامت کا معاملہ تو اس کے بعد کا ہے

3- یہ ان لوگوں کا ذکر ہے جو واقعی مجبور تھے اور اللہ کے حکم پر عمل کرنے کے قابل ہی نہیں تھے

100- وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ؑ ﴿۱۰۰﴾	100- اور جو کوئی ہجرت کرتا ہے اللہ کی راہ میں وہ پالیتا ہے زمین میں بہت وسیع جگہ اور معیشت کی فراخی [4] اور جو کوئی نکلتا ہے اپنے گھر سے ہجرت کیلئے اللہ کی اور اس کے رسول کی طرف پھر اس کو موت آ جاتی ہے [5] تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہو گیا اور اللہ ہے معاف کر دینے والا مہربان

ع ۱۴

15

101- وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۱﴾	101- اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں اس میں کہ تم نماز میں سے کچھ کم کر لو [1] اگر تم خدشہ محسوس کرو

4- جو کوئی اللہ کی راہ میں اپنا گھر، وطن اور قبیلہ چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے رہنے کو بہت اچھی جگہ اور معیشت کی فراخی عطا کر دیتے ہیں

5- جس نے اللہ کی راہ میں ہجرت کا سفر اختیار کیا اور راستے ہی میں موت نے اسے آ لیا

1- عرب کے صحراؤں اور ریگستانوں میں سفر کرنے والے قافلوں کی صورت میں چلتے تھے مسافر اکیلے بہت کم ہوتے تھے قافلوں میں بہت سے اونٹ ہوتے تھے، سامان اٹھانے والے اور مسافروں کو لے جانے والے تجارتی سفر بھی قافلوں کی صورت میں ہوتے تھے کسی مشن پر جانے والے دستے لڑائی اور جہاد کا سفر بھی اونٹوں گھوڑوں کے ساتھ ہی ہوتے تھے سفر کے دوران ویرانوں میں سارے قافلہ کے اونٹوں کو دیر تک روکا نہیں جا سکتا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو یہ سہولت فراہم کر دی کہ نمازوں میں کمی کر لو ظہر کی نماز بارہ رکعت کی بجائے دو رکعت، عصر کی نماز دو رکعت اور عشاء کی نماز دو رکعت فرض اور وتر نماز اجتماعی اور انفرادی تربیت اور نظم کا ذریعہ ہے اس نظم اور تربیت کو ہر صورت قائم رکھنا فرض ہے لیکن اس فرض کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آسانی پیدا کر دی مسافر کے لئے بھی اور اہل قافلہ کے لئے بھی نماز میں کمی کتنے سفر کے بعد کی جا سکتی ہے؟ اس کے بارے میں آئمہ کرام کی مختلف آراء ہیں اور کم از کم پندرہ اور زیادہ سے زیادہ چون میل تک کے بعد نماز میں کمی کرنے کی اجازت ہونے کے ◀◀

کہ کفار تمہیں تکلیف پہنچائیں گے
کفار تو تمہارے کھلے کھلے دشمن ہیں [2]

102- وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ
طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۚ
فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۠ وَلْتَاْتِ
طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَ
لْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ
فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ
عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ
مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۰۲﴾

102- اور جب تو ان کے درمیان موجود ہو
اور تو ان کے لئے نماز قائم کرے
تو ان میں سے ایک جماعت
تیرے ساتھ کھڑی ہو جائے
اور وہ اپنے ہتھیار پہنے رکھیں
اور جب وہ سجدہ کر چکیں
تو وہ تمہارے پیچھے چلے جائیں
اور دوسری جماعت آ جائے
جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی
سو وہ نماز پڑھیں
تیرے ساتھ [3]

◀◀ بارے میں لکھا ہے لیکن اندازہ یہ ہے کہ کمی کرنے کی اجازت کا انحصار حالات پر ہے مثلاً پاکستان میں سیاچن اور دیگر برفانی علاقوں میں تو یہ شرط پوری ہوتی ہی نہیں مسافر مشکل سے تھوڑا سا سفر کر سکتا ہے اور وہ سفر قافلے کے ساتھ سفر کرنے کی نسبت سے بہت زیادہ دشوار بھی ہوتا ہے تو کیا ایسے سفر میں بھی آئمہ کی لگائی شرائط لاگو ہوتی ہیں؟ کوئی اہل ایمان کوہ پیمائی کی مہم پر ہیں انٹارکٹیکا کے کسی تجرباتی سفر پر ہیں وہ کیا کریں؟ اصل مسئلہ مشکل سفر میں سہولت ہے اسی طرح اس بارے میں بھی آئمہ نے کافی بحثیں کی ہیں کہ نماز میں کمی کی اجازت کیسے سفر میں ہوتی ہے اور عام طور پر جہاد، حج، عمرہ اور حصول علم کے لئے سفر تک یا شرعاً جائز سفر تک اس اجازت کو محدود کر دیا گیا ہے لیکن جو سفر حرام مقصد کے لئے ہے اس میں تو اجازت یا نا اجازت کو بنیاد بنانا ہی مناسب نہیں اگر کوئی مسلمان پاکستان کے شمالی علاقوں میں کسی خوشی یا غمی میں شرکت کے لئے یا عزیز و اقارب سے ملنے کے لئے سفر کر رہا ہے تو وہ نہ جہاد کا سفر ہے نہ حج اور عمرہ کا اور نہ ہی تحصیل علم کا مگر زمینی صورتحال اور مقامی حالات کی وجہ سے وہ بھی نماز میں کمی کرنے کا حقدار ٹھہرتا ہے کار پر ریل میں اور ہوائی جہاز پر سفر کرنے والے پر پندرہ میل والی شرط لگتی ہے؟

2- یہ عام سفر والی صورت نہیں اس سے الگ صورت ہے جب دشمن سے خطرہ درپیش ہو خارجی اور ظاہری دونوں صورتوں کو الگ نہیں کرتے بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز میں کمی کر لینے کی اجازت صرف جنگ کی حالت تک محدود ہے لیکن قرآن کے احکام پر عمل کے لئے رہنما اصول اللہ کے رسول ﷺ کی سنت ہے اور آپ ﷺ نے عام سفر کے دوران بھی نمازوں میں کمی کی ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے استفسار پر آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''نماز میں کمی کر لینے کی اجازت اللہ کی طرف سے تمہارے لئے انعام ہے اسے قبول کرو''

رہی جنگ والی صورت احوال کہ دشمن کی فوجیں میدان میں سامنے صف بستہ ہوں یا لڑائی ہو رہی ہو تو نماز میں کمی کر لو جسے اصطلاح میں نماز خوف کہا جاتا ہے تو جدید طریق جنگ میں تو وہ صورت پیدا ہی نہیں ہوتی جو اس وقت کی لڑائیوں میں ہوتی تھی تو پھر اس حکم پر عمل ◀◀

اور وہ پہنے رکھیں حفاظت کا سامان
اور اپنا اسلحہ [4]
اور کفار تو شدید خواہش رکھتے ہیں کہ
تم غافل ہو جاؤ
اپنے ہتھیاروں سے
اور اپنے سامان سے
اور وہ ایک ہی بار تم پر ٹوٹ پڑیں
اور تم پر کوئی گناہ نہیں کہ
اگر تمہیں کوئی تکلیف ہو
بارش کی وجہ سے
یا تم بیمار ہو
تو تم اپنے ہتھیار الگ رکھ دو
جبکہ اپنے زرہ اور خود پہنے رکھو
اللہ نے تو
کافروں کے لئے
رسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے

◀◀ نہ کیا جائے؟ مجاہدین کا کوئی دستہ گشت پر ہے دشمن کے اوپی اور طیارے دیکھ رہے ہیں اوپر سیارے تصویریں اپنے ہیڈکوارٹروں میں بھیج رہے ہیں تیز رفتار راکٹ سیکنڈوں میں نشانہ بنا سکتے ہیں تو کیا اس دستہ میں شامل مجاہد نمازوں میں کمی نہ کریں؟ دوران جنگ کسی دستے کی ڈیوٹی ریڈار پر ہے سامنے دشمن کی فوج کا دور تک نام ونشان نہیں تو کیا وہ ریڈار والے نمازوں میں کمی نہ کریں؟ جبکہ تیز رفتار طیارے ان کے پوری نماز ادا کرنے تک اپنا مشن پورا کر کے بھی لوٹ جائیں گے پھر اس صورت میں تو دشمن فضائیہ کے سربراہ کو نمازوں کے اوقات کا چارٹ بہت ہی مدد فراہم کر سکتا ہے اصل مدعا یہ ہے کہ صورت حال کے مطابق دشمن سے خطرہ کی صورت میں نمازوں میں کمی کر لو اور ہوشیار رہو

3- یہ بھی اس وقت کی صورت احوال سے متعلق حکم ہے کہ جنگ جاری ہو اور اللہ کے رسول ﷺ مسلمانوں کے ساتھ ہوں تو وہ باجماعت نماز کیسے ادا کریں لیکن جنگ خندق میں تو اللہ کے رسول ﷺ کی موجودگی میں بھی اس طریق پر نماز ادا نہیں ہو سکی تھی اور آپ ﷺ نے کئی نمازیں اکٹھی پڑھائی تھیں

4- اس وقت بھی حکم تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ نماز ادا کرنے والے بھی اپنے حفاظتی ہتھیار یعنی زرہ اور خود وغیرہ نہ اتاریں ان سمیت نماز ادا کر کے حفاظتی ڈیوٹی پر چلے جائیں اور دوسرے آ کر آپ ﷺ کے ساتھ شامل ہو جائیں وہ کتنی رکعت پڑھیں کیسے پڑھیں اس ◀◀

103- فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ
قُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ
كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿١٠٣﴾

103- پھر جب تم نماز پوری کرلو
تو یاد کرو اللہ کو
کھڑے کھڑے
اور بیٹھے ہوئے
اور اپنے پہلوؤں پر لیٹے ہوئے
پھر جب تم اطمینان محسوس کرو
تو نماز قائم کرو
بلاشبہ نماز مسلمانوں پر
فرض کی ہوئی ہے
وقت معین پر

104- وَلَا تَهِنُوْا فِى ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ
فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ
مَا لَا يَرْجُوْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿١٠٤﴾ ع

ع ٥ / ١٢

104- اور دشمن کی تلاش میں سستی نہ دکھاؤ
اگر تم نے تکلیف اٹھائی ہے
تو وہ بھی تو تکلیف اٹھا رہے ہیں
جیسا کہ تم اٹھاتے ہو
اور تم اللہ سے امید رکھتے ہو
اس چیز کی
جس کی کہ انہیں کوئی امید بھی نہیں [5]
اور اللہ ہے
سب کچھ جاننے والا
حکمت والا

◀◀ بارے میں بھی اہل علم نے بڑی تفصیل سے لکھا ہے لیکن آج کی صورت احوال وہ نہیں آج اس حکم پر حالات کے مطابق عمل کرنا ہوگا اصل بات یہ ہے کہ اپنی ذاتی اور ساتھی مجاہدین کی حفاظت کا پورا اہتمام نماز کے دوران بھی کرنا لازم ہے

5 اہل ایمان اللہ کی راہ میں جہاد کی جو تکالیف برداشت کررہے ہیں انہیں ان کے بدلے میں اللہ سے انعام کی امید ہے جبکہ کفار جو ◀◀

16

105- اِنَّآ اَنۡزَلۡنَآ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَقِّ لِتَحۡكُمَ بَيۡنَ
النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ وَلَا تَكُنۡ
لِّلۡخَآئِنِيۡنَ خَصِيۡمًا ۙ﴿۱۰۵﴾

105- یقیناً ہم نے نازل کی ہے
تجھ پر یہ کتاب[1]
حق کے ساتھ
تاکہ تو فیصلہ کرے
لوگوں کے درمیان
اس روشنی کے مطابق
جو اللہ نے تجھ کو دکھائی ہے[2]
اور نہ حمایت کرنا
اپنے نفسوں کے ساتھ خیانت کرنے والوں کی[3]

106- وَّاسۡتَغۡفِرِ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ۚ﴿۱۰۶﴾

106- اور اللہ سے مغفرت طلب کر
بے شک اللہ ہے
بخش دینے والا مہربان

107- وَلَا تُجَادِلۡ عَنِ الَّذِيۡنَ يَخۡتَانُوۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنۡ كَانَ خَوَّانًا اَثِيۡمًا ۙ﴿۱۰۷﴾

107- اور نہ وکالت کرنا
ان لوگوں کی
جو اپنی ذات کے ساتھ خیانت کرتے ہیں[4]
اللہ تو ہرگز دوست نہیں رکھتا
خیانت کرنے والے گنہگار کو

◄◄ تکالیف اٹھا رہے ہیں انہیں تو ایسی کوئی امید بھی نہیں

1- قرآن

2- اے نبی ﷺ تو اس سچی کتاب کی روشنی میں لوگوں کے جھگڑوں کا فیصلہ کر یعنی آپ ﷺ کو لوگوں کے جھگڑوں کا فیصلہ قرآن کے مطابق کرنا چاہیے اللہ کا یہ حکم ہر دور کے لئے ہے ہر اس شخص کے لئے ہے جو فیصلہ کرنے کے منصب پر فائز ہو

3- فیصلہ کرتے وقت بد دیانت فریق کی حمایت نہ کرنا اللہ تعالیٰ کا یہ حکم بھی سب زمانوں اور ان سب انسانوں کے لئے ہے جو کوئی فیصلے کرنے کے منصب پر فائز ہوں

4- مدینہ میں منافقوں کے طرز عمل کا اور مختلف گروہوں کے ان کے بارے میں رویہ کا پہلے ذکر ہو چکا ہے ایک انصاری مسلمان حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ ◄◄

108- يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿۱۰۸﴾

108- وہ لوگ انسانوں سے چھپنا چاہتے ہیں
مگر وہ اللہ سے ہرگز نہیں چھپ سکتے
اور وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے
جب وہ راتوں کو مشورہ کرتے ہیں
ایسی باتوں کا[5]
جو اللہ پسند نہیں کرتا
اور اللہ جو کچھ بھی وہ کرتے ہیں
اس پر مکمل کنٹرول رکھتا ہے[6]

109- هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۫ فَمَنْ یُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَمْ مَّنْ یَّكُوْنُ عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا ﴿۱۰۹﴾

109- ہاں! تم وہ لوگ ہو
جو جھگڑتے ہو ان کی طرف سے
اس دنیا کی زندگی میں
مگر کون جھگڑا کرے گا اللہ کے ساتھ
ان کی طرف سے

◀◀ کی زرہ چوری ہوگئی شواہد سے انہیں طعمہ بن ابیرق پر چوری کا شعبہ ہوا حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے حضور مقدمہ پیش کر دیا طعمہ کے قبیلہ والے اکٹھے ہو کر آ گئے اور کہا کہ ہمارے آدمی پر بغیر گواہی کے الزام لگایا جا رہا ہے مقدمہ کے لئے قسم یا گواہ لازم ہوتے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کی مضبوط دلیل میں وزن محسوس کیا لیکن مقدمہ کا ابھی فیصلہ ہونا باقی تھا طعمہ کے حامیوں نے خدشہ محسوس کیا کہ مزید تحقیق سے طعمہ پر چوری ثابت ہو جائے گی انہوں نے مشورہ کر کے چوری کی زرہ ایک یہودی زید بن سمین کے گھر پھینک دی اور پھر برآمد بھی کرا دی یہودی نے چور ہونے سے انکار کیا لیکن طعمہ اور ان کے حامی جھگڑتے رہے کہ چور یہودی ہی ہے اللہ کے رسول ﷺ نے ابھی فیصلہ نہیں فرمایا تھا کہ یہ آیات نازل ہوئیں یہودی پر سے الزام ختم ہو گیا اور طعمہ مکہ بھاگ گیا اور مشرکوں کے ساتھ جا ملا ان آیات اور احکام کا تعلق تو ہر دور سے ہے مگر حوالہ مدینہ میں پیش آنے والا وہ حادثہ بتایا جاتا ہے

5- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم لوگوں سے تو چھپ چھپ کر خفیہ مشورے کرتے ہو لیکن یہ بھول جاتے ہو کہ تم اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپ سکتے اور وہ اس وقت بھی وہاں ہوتا ہے جب تم رات کی تنہائی میں مشورے کرتے ہو

6- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمیں تمہاری ایسی چالیں پسند نہیں اور اپنے علم اور قوت کے ذریعے ہم تمہاری چالوں سے واقف بھی ہوتے ہیں اور انہیں ناکام بنانے کی بھی قدرت رکھتے ہیں تم ہمارے احاطہ یا کنٹرول سے باہر نہیں نکل سکتے

قیامت کے دن؟
کون ہے وہ جو
وہاں ان کا وکیل ہوگا؟[7]

110- وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا اَوۡ يَظۡلِمۡ نَفۡسَهٗ ثُمَّ يَسۡتَغۡفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ﴿۱۱۰﴾

110- اور جو کوئی برائی کر گزرے
یا اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھے
پھر وہ اللہ سے مغفرت طلب کرے
تو وہ اللہ کو
معاف کر دینے والا مہربان پائے گا

111- وَمَنۡ يَّكۡسِبۡ اِثۡمًا فَاِنَّمَا يَكۡسِبُهٗ عَلٰى نَفۡسِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ﴿۱۱۱﴾

111- اور جو کوئی گناہ کماتا ہے
تو وہ تو ایسا اپنی ذات کے ساتھ ہی کرتا ہے
اور اللہ ہے
سب کچھ جاننے والا حکمت والا

112- وَمَنۡ يَّكۡسِبۡ خَطِيۡٓـئَةً اَوۡ اِثۡمًا ثُمَّ يَرۡمِ بِهٖ بَرِيۡٓـئًـا فَقَدِ احۡتَمَلَ بُهۡتَانًا وَّاِثۡمًا مُّبِيۡنًا ﴿۱۱۲﴾ ع

112- اور جو کوئی کرتا ہے
کوئی خطا
یا کوئی گناہ
پھر وہ اس کی تہمت لگاتا ہے
کسی بے گناہ پر
تو اس نے لاد لیا اپنے آپ پر
اس بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ

ع ۱۶ / ۸ / ۱۴

7- یہ طعمہ کے حمایتیوں کی طرف اشارہ ہے کہ تم اس دنیا میں تو اس کے حامی تھے اس کے بارے میں جھگڑ رہے تھے لیکن قیامت کے دن کون ہے جو اس کی وکالت کرے گا؟

17

113- وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَ رَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ
طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَ مَا يُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ
اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَیْءٍ ؕ وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ
عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ
تَعْلَمُ ؕ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾

113- اور اگر نہ ہوتا تم پر اللہ کا فضل
اور اس کی رحمت
تو ان میں سے ایک گروہ
تہیہ کر چکا تھا کہ
وہ تم کو بھٹکا دیں [1]
اور وہ ہرگز نہیں بہکاتے
مگر اپنے آپ کو ہی [2]
اور وہ تم کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے
اور اللہ نے نازل کی ہے تجھ پر
کتاب اور حکمت
اور سکھایا ہے تجھ کو وہ کچھ
جو تو نہیں جانتا تھا
اور اللہ کا تجھ پر
بہت ہی زیادہ فضل ہے [3]

114- لَا خَيْرَ فِیْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ
بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ ؕ

114- اور نہیں ہے کوئی بھی بھلائی
ان کے اکثر خفیہ مشوروں میں

1- اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ یہ تو ہمارے فضل اور رحمت کی وجہ سے ہے کہ آپ نے اس گروہ کے دلائل اور جھگڑے کے باوجود ان کے حق میں فیصلہ نہیں دیا ورنہ انہوں نے تو پورا تہیہ کر رکھا تھا کہ آپ کو حقیقت احوال تک نہ پہنچنے دیں
2- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کی دوسروں کو بھٹکانے کی کوششیں اصل میں ان کی اپنے کو گمراہ کرنے کی ہی کوششیں ہوتی ہیں
3- اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتے ہیں کہ ایسی کوشش کرنے والے تمہیں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے کیونکہ آپ کے پاس اللہ کی طرف سے نازل کی گئی سچی کتاب رہنمائی کے لئے موجود ہے اور اللہ نے آپ کو وہ دانش اور ہدایت عطا کر دی ہے جو پہلے آپ کے پاس نہیں تھی اور یہ آپ پر اللہ کا بہت ہی بڑا کرم ہے

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ
نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١١٤﴾

115-وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ
لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ
نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ
وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿١١٥﴾

مگر اس میں جو کوئی ترغیب دے[4]
خیرات کرنے کی
یا اچھی بات کی
یا لوگوں کے باہمی معاملات کی اصلاح کی
اور جو کوئی ایسا کرے
اللہ کی خوشنودی کے لئے
تو ہم ضرور اسے
اجر عظیم دیں گے

115-اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے
اس کے بعد بھی جو اس پر
ہدایت کی راہ
ظاہر ہو چکی ہو
اور وہ اس راہ کی پیروی کرے
جو مومنوں کی راہ نہیں
تو ہم اس کو اسی راہ کا مسافر بنا دیتے ہیں
جس پر وہ مڑ گیا
اور ہم اس کو دوزخ میں داخل کر دیں گے
اور وہ لوٹنے کیلئے بہت ہی بری جگہ ہے

4- اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بھلائی کے راستہ کا تعین فرما دیا ہے کہ ہاں اگر کوئی لوگوں کو صدقہ و خیرات کا اچھی باتوں کا اور لوگوں کے درمیان اصلاح کا مشورہ اور ترغیب دے خواہ خفیہ ہی ہو اور مقصد اللہ کی خوشنودی کا حصول ہو تو اس کی اس نیکی کا ہم اسے ضرور اجر عظیم دیں گے اس لئے لوگوں کو راتوں کو مشورے اللہ کی خوشنودی کے حصول کے لئے کرنا چاہیے نہ کہ ایسے امور کے بارے میں جن میں کوئی بھلائی نہیں

18

116- اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝116

116- اللہ تو ہرگز نہیں معاف کرتا
یہ کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے[1]
اور وہ معاف کر دیتا ہے
جو اس کے علاوہ ہو
جس کسی کو چاہے[2]
اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے
تو بلاشبہ وہ گمراہ ہو گیا
گمراہی میں بہت ہی دور نکل گیا

117- اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ۝117

117- وہ نہیں پکارتے اللہ کو چھوڑ کر
مگر زنانہ بتوں کو ہی[3]
اور وہ نہیں پکارتے مدد کے لئے
مگر شیطان سرکش کو ہی

1- یعنی اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک ٹھہرائے جانے کا جرم کسی صورت بھی معاف نہیں کرتا

2- شرک سب سے بڑا اور ناقابل معافی گناہ ہے اللہ جس کسی کو چاہے جو گناہ چاہے معاف کر دیتا ہے مگر شرک کی کوئی معافی نہیں

3- اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لئے جس میں انسان حیوان چرند پرند اشجار فصلیں جڑی بوٹیاں جو بھی چیز کسی بھی پیدائشی عمل میں حصہ لیتی ہے ایک اصول مقرر کر دیا ہوا ہے کہ نر اور مادہ کے جوڑے سے ہی کوئی جنس پیدا ہو سکتی ہے پیدائش کے اس عمل میں نر کو مادہ پر برتری حاصل ہے مادہ اپنی ذاتی صلاحیتوں کے معیار پر نر سے کمزور ہے ان دونوں کے ملاپ سے جو چیز پیدا ہوتی ہے اس کی دیکھ بھال میں بھی نر کا حصہ زیادہ ہوتا ہے اور مادہ ہر حوالے سے کسی کی مدد کرنے میں سب سے کمزور ہے یہ اللہ کے ازل سے بنائے اصول کی حکمت کی بنیاد ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان مشرکوں کے عقائد اور عمل کو تو دیکھو کہ یہ تو اللہ کی بجائے اپنی مدد کے لئے اور حاجات پوری کرنے کے لئے جن بتوں کو پکارتے ہیں وہ بھی زنانہ اور مادہ ہیں مشرکین مکہ اور عرب کے بتوں کے نام بھی زنانہ ہوتے تھے اور شکلیں بھی یعنی جو ہر حوالے سے اللہ کی کمزور مخلوق ہے یہ اللہ کی بجائے اسے مدد اور حاجات پوری کرنے کو پکارتے ہیں

118- لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ۙ

119- وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَ لَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ؕ

118- جس پر اللہ نے لعنت کی ہوئی ہے[4]
اور اس نے کہا تھا "میں ضرور پکڑ لوں گا
تیرے بندوں میں سے ایک مقررہ حصہ کو[5]

119- اور میں ان کو لازماً گمراہ کروں گا
اور میں ضرور ان میں باطل آرزوئیں ابھار دوں گا[6]
اور میں ان کو حکم دوں گا
تو وہ جانوروں کے کان چیر ڈالیں گے[7]
اور جب میں انہیں کہوں گا
تو وہ بدل دیں گے
اللہ کی پیدا کردہ چیزوں کی صورت"[8]
سو جس بھی کسی نے شیطان کو اپنا کارساز بنا لیا

4- زنانہ بتوں کے علاوہ یہ مشرک اپنی مدد اور حاجات روائی کے لئے شیطان کو بھی پکارتے ہیں جس کی سرکشی کی وجہ سے اللہ نے اس پر لعنت کر دی ہوئی ہے لعنت کا مطلب ہے اللہ کا کسی کو ہر قسم کے کرم اور نعمتوں سے محروم کر دینا یعنی جو خود ہر قسم کی نعمتوں اور اکرام سے محروم کر دیا ہوا ہے یہ مشرک اس سے مرادیں مانگتے ہیں اس سے مدد چاہتے ہیں کیسے؟ اس کا ذکر شیطان کے اپنے حوالے سے آگے آ رہا ہے

5- شیطان نے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے کہا تھا کہ میں تیرے بندوں میں سے ایک حصہ کو پکڑ لوں گا یعنی اپنے جال میں پھنسا لوں گا اس حصہ کو جو ہدایت کی راہ جانتے ہوئے بھی اس پر نہیں چلے گا میں اپنے جال میں پھنسا لوں گا

6- شیطان کا ایسے لوگوں کو پھنسانے کا طریقہ ہے ان میں باطل آرزوؤں اور جھوٹی خواہشات کو تقویت دینا اور ان کی تکمیل کے لئے ترغیب دینا اصل کمزوری تو ایسے لوگوں کے اپنے اندر ہوتی ہے اور وہ علم ازلی کے مطابق دوسروں سے مختلف ہوتے ہیں شیطان کہتا ہے کہ میں ان کی ایسی کمزوریوں کی وجہ سے انہیں پھنسا لوں گا اور وہ میرے حکم ماننا شروع کر دیں گے

7- بت پرستوں میں دیوی دیوتاؤں کے اور جھوٹے معبودوں کے نام پر جانور وقف کر دیئے جاتے تھے اور نشانی کے طور پر ان کے کان چیر دیئے جاتے تھے تاکہ دوسروں کو پتہ چل جائے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ کام تو وہ شیطان کی پیروی کرتے ہوئے کر رہے ہیں

8- اللہ تعالیٰ نے جو بھی کوئی چیز پیدا کی ہے اس کی اپنی مخصوص شکل ہے اس شکل کے اور اس کے پیدا کرنے کے مقصد کے حوالے سے اس کے ذمہ کائنات میں کچھ فرائض لگا دیئے ہوئے ہیں اگر اللہ کی پیدا کی کسی چیز کا بت بنا کر اس کی پوجا شروع کر دی جائے تو اس کی ظاہری شکل بھی بدل گئی اور باطنی شکل بھی بدل گئی اللہ نے آگ کا شعلہ پیدا کیا، ایرانیوں نے اس کی پوجا شروع کر دی اس کے مندر بنا لئے مندر میں مقید محافظوں کے درمیان آگ شعلے مارنے لگی تو اس کی شکل بھی بدل گئی اور وہ مقصد بھی جس کے لئے اللہ نے ◄◄

	اللہ کو چھوڑ کر تو بلاشبہ اس نے نقصان اٹھایا بالکل واضح نقصان [9]
120- يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ إِلَّا غُرُورًا ﴿۱۲۰﴾	120- وہ ان لوگوں سے وعدے کرتا ہے اور انہیں اُمیدیں دلاتا ہے اور شیطان ان سے ہرگز وعدہ نہیں کرتا مگر فریب کاری ہی [10]
121- أُولٰٓئِكَ مَأْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا ﴿۱۲۱﴾	121- یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ اس سے ہرگز خلاصی نہیں پاسکیں گے

◀◀ اسے پیدا کیا تھا اللہ تعالیٰ نے سورج کی شکل اور ڈیوٹی متعین کی ہوئی ہے نبطیوں نے اس کی پوجا شروع کر دی اسے دیوتا بنالیا طائف کے بنوثقیف ''لات'' کی پوجا کرتے تھے وہ سفید رنگ کا ایک منقش پتھر تھا قدیم نبطی کتبوں میں بھی اس کا ذکر آتا ہے اس کو پوجنے والے اسے سورج دیوتا کی بیوی کہتے تھے کیا سورج کو اللہ نے پتھر پیدا کیا ہوا ہے؟ اس کی بیوی ہے؟ اور اس کی بیوی ایک پتھر ہے؟ پھر سورج پوجا کے لئے پیدا کیا گیا ہے؟ ''لات'' کی پوجا کرنے والوں نے سورج کی شکل بدل دی فرشتوں کو کسی نے دیکھا تو ہے نہیں بعض عربوں نے ان کے زنانہ شکل کے بت بنا لئے تھے اور ان کی پوجا کیا کرتے تھے صابیوں کا ایک فرقہ سات ستاروں بارہ برجوں چاند سورج زہرہ اور مشتری کی پوجا کرتا تھا انہوں نے ان کے مندر بنا لئے تھے اور ان کی ظاہری اور باطنی شکلیں بدل ڈالی تھیں اور یہ سب کچھ انہوں نے شیطان کی ترغیب پر ہی تو کیا تھا مکہ کے قریش جس بت کی پوجا کرتے تھے وہ سرخ عقیق کا تھا اور انسانی شکل کا تھا کیا اللہ نے انسان کو ایسا اور اس لئے پیدا کیا ہے؟ شیطان کی ترغیب پر لوگوں نے اللہ کی پیدا کی چیزوں کے بت بنا کر ان کی شکلیں بدل دی تھیں پہلے شیطان نے کہا لوگ میرے حکم پر جانوروں کے کان چیر کر انہیں بتوں کے نام وقف کر دیں گے یہاں کہہ رہا ہے کہ میری ترغیب پر وہ اللہ کی پیدا کی مختلف چیزوں کے بت بنالیں گے اور ان کی پوجا کریں گے انسانوں کو پتھر کے بتوں اور رنگین تصویروں میں بدل کر مقدس قرار دیدیں گے

9- جس کسی نے شیطان کی ترغیب پر کوئی بت بنالیا اور اس کی پوجا شروع کر دی وہ خسارے والا بن گیا

10- شیطان کا ہر وعدہ فریب ہی ہوتا ہے

122- وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾	122- اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے تو ہم ان کو داخل کر دیں گے باغوں میں جن میں نہریں بہتی ہیں وہ ہمیشہ ہی ان میں رہیں گے یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے اور کون زیادہ سچا ہے اپنی بات میں اللہ سے؟
123- لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾	123- نہیں ہے انجام کار تمہاری خواہشات پر اور نہ ہی اہل کتاب کی خواہشات کے مطابق [11] جو کوئی برا کام کرے اسے اس کا بدلہ دیا جائے گا اور نہیں پائے گا وہ اپنے لئے اللہ کے سوا کوئی کارساز اور نہ کوئی مدد کرنے والا

11- جزاو سزا کا فیصلہ اعمال کی بنیاد پر ہوگا کسی کے کسی قوم سے یا گروپ سے ہونے کی وجہ سے اسے معاف نہیں کر دیا جائے گا جیسا کہ اہل کتاب میں سے یہودیوں اور عیسائیوں کا عقیدہ ہے

124- وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا
يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾

124-اور جو کوئی اچھے کام کرتا ہے
مردوں میں سے
یا عورتوں میں سے
اور ہے وہ مسلمان
تو ایسے لوگ باغوں میں داخل کئے جائیں گے
اور نہیں کی جائے گی ان کے ساتھ بے انصافی
ذرہ برابر بھی

125- وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ
وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ
وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾

125-اور دین میں
اس شخص سے کون ہے اچھا
جس نے اللہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا
اور وہ ہے نیک
اور پیروی کرتا ہے
ابراہیم حنیف کے طریقے کی
اور اللہ نے ابراہیم کو
اپنا دوست بنا لیا تھا

126- وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ
اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾ ع ۱۸ ۱۵

126-اور اللہ ہی کا ہے
جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے
اور جو کچھ زمین میں ہے
اور اللہ
ہر چیز کو محیط کئے ہوئے ہے [12]

12-کائنات کی کوئی بھی چیز اللہ کے اختیارِ کلی سے باہر نہیں

19

127- وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ
فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى
النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ
تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ
مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ؕ
وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿۱۲۷﴾

127- اور وہ تم سے عورتوں کے معاملہ میں فتویٰ پوچھتے ہیں
کہدیں ''اللہ ان کے معاملے میں تمہیں فتویٰ دیتا ہے
اور وہ احکام بھی یاد دلاتا جو تم پر اس کتاب میں پڑھے جا رہے ہیں [1]
یتیم عورتوں کے بارے میں
جن کو تم ان کا مقرر کیا گیا حق نہیں دیتے
اور تم ان سے نکاح کرنے کی رغبت رکھتے ہو [2]
اور وہ احکام جو بے بس بچوں کے بارے میں ہیں [3]
اور یہ کہ
تم یتیموں کے معاملے میں
انصاف پر قائم رہو [4]
اور تم لوگ جو کوئی بھی بھلائی کرتے ہو
تو اللہ تو اس کو
خوب جانتا ہوتا ہے

1- یعنی اہل ایمان عورتوں کے حقوق کے بارے میں تم سے جو رہنمائی چاہتے ہیں وہ اللہ دے رہا ہے اور عورتوں کے بارے میں کچھ احکام ہم پہلے نازل کر چکے ہیں جو تم پڑھتے اور سنتے ہو قرآن کے ان احکام پر بھی عمل کرو

2- اگر تم ان سے نکاح کرنا چاہتے ہو تو ان کے مقررہ حقوق پورے کرو ان کو حق مہر ادا کرو ایسا نہ کرنا کہ تم نکاح تو کرنا چاہو مگر انہیں لاوارث اور کمزور جان کر ان کا وہ حق اور نان و نفقہ نہ دو جو اللہ نے خود مقرر کر دیا ہے ان سے مساوی سلوک کرو

3- ان احکام پر بھی عمل کرو جو یتیم اور کمزور بچوں کے حقوق کے بارے بھیجے جا چکے ہیں

4- یتیموں کے ساتھ انصاف کرو اگر کسی یتیم لڑکی سے نکاح کر لو تو اس کے لاوارث ہونے کی وجہ سے اس کے ساتھ حقوق کی ادائیگی میں بے انصافی نہ کرو اس کو وراثت میں جو کچھ ملا ہے وہ بھی اس کے حوالے کر دو

128- وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ
اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا
صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ
الشُّحَّ ؕ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۸﴾

128- اور اگر کوئی عورت خوف رکھتی ہو
اپنے خاوند کی طرف سے
بدسلوکی یا بے التفاتی کا
تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں
کہ وہ آپس میں صلح مندی سے سمجھوتہ کرلیں
اور صلح بہت بہتر ہے [5]
اور انسانوں کے دلوں میں خودغرضی ہوتی ہی ہے [6]
اور اگر تم احسان کرو
اور اللہ سے ڈرتے رہو
تو جان لو کہ اللہ
جو کچھ بھی تم کرتے ہو
اس سے اچھی طرح آگاہ ہوتا ہے [7]

5- خاوند کی طرف سے بیوی میں رغبت کا خاتمہ کیوں؟ نکاح تو رغبت سے کیا تھا پھر کیا ہوا؟ بیوی اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ ہوئی کسی ایسے مرض میں مبتلا ہوگئی جو جانہیں رہا کوئی حادثہ پیش آ گیا معذور ہوگئی خاوند کو دوسری شادی کی تو اجازت ہے مگر ساتھ ہی یہ حکم بھی ہے کہ ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ان کے ساتھ یکساں سلوک کرو اسلام دین فطرت ہے احکام کے ساتھ انسانی فطرت کو بھی سامنے رکھا گیا ہے کیا اس صورت میں دوسری شادی کے بعد پہلی بیوی سے ویسی ہی رغبت ممکن ہے جیسی دوسری کی طرف ہے؟ فطرتاً اور عملاً ایسا ممکن نہیں ہوتا مگر پہلی کا دوسری کے برابر حقوق کا مطالبہ بھی جائز ہے اگر وہ ایسا مطالبہ کرتی ہے تو صورت حال کیا ہوسکتی ہے؟ ناچاکی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نوبت طلاق تک پہنچ جائے اس صورت حال سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دونوں میاں بیوی باہمی رضامندی سے کوئی ایسا سمجھوتہ کرلیں کہ اکٹھے رہ سکیں بیوی اپنے کسی مطالبہ سے دستبردار ہوجائے خاوند اس کی تلافی کے لئے اسے خرچ زیادہ دینے پر راضی ہوجائے تو اس میں کوئی گناہ نہیں وہ ایسا کرسکتے ہیں کیونکہ صلح سب سے بہتر ہے

6- انسان چونکہ فطرتاً لالچی ہے لہٰذا وہ دوسرے کو اس کے حقوق ادا کرنے یا سمجھوتے میں اپنے کسی حق کو چھوڑ دینے پر آسانی سے راضی نہیں ہوتا اللہ انسانوں کی اس فطری کمزوری کو سامنے رکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صلح میں ایک دوسرے کو اکاموڈیٹ کرو

7- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان سارے معاملات کے باوجود احسان کرنے اور اپنے کسی حق سے دستبردار ہوجانے یا دوسرے کو اس کے حق ◀◀

129- وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۭ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾	129- اور تم اس کی طاقت نہیں رکھتے کہ انصاف کر سکو اپنی بیویوں کے درمیان خواہ تم ایسا کرنا بھی چاہو[8] سو پھر تم ہرگز نہ جھک جاؤ پورے کے پورے ایک ہی کے طرف اور نہ چھوڑ دو دوسری کو درمیان میں لٹکتی ہوئی[9] اور اگر تم اپنی اصلاح کر لو اور اللہ سے ڈرتے رہو تو اللہ تو ہے بخش دینے والا مہربان
130- وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿۱۳۰﴾	130- اور اگر وہ دونوں ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں تو اللہ دور کر دے گا ان میں سے ہر ایک کی محتاجی[10] اپنی وسعت کے ذریعے

◄◄ سے زیادہ دینے کا رویہ اپناؤ اور احکام کی پابندی کرو یہ ذہن میں رکھو کہ اللہ کے ہاں باز پرس ہوگی اور وہ جو بھی انسان کرتے ہیں "اس سے اچھی طرح آگاہ ہوتا ہے"

8- اب یہ اسی انسانی فطرت کی مجبوری کا ذکر ہے کہ اگر بیویاں ایک سے زیادہ ہیں تو انسان کے لئے ممکن ہی نہیں ہوتا کہ وہ سب کے ساتھ دلی رغبت ایک ہی جیسی رکھ سکے

9- اس فطری اور عملی مجبوری کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں بھی تمہاری ساری توجہ رغبت اور حقوق کی ادائیگی صرف ایک ہی بیوی تک محدود نہ ہو جائے اور دوسری خاوند کے ہوتے ہوئے بھی اس حالت تک پہنچ جائے کہ جیسے اس کا کوئی خاوند ہو ہی نہ

10- اگر اصلاح کی کوئی صورت پیدا نہیں ہو سکتی اور علیحدگی ہو جاتی ہے تو اسے قبول کر لو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرما دیں گے اور اپنے غیر محدود وسائل رزق سے تمہاری محتاجی دور کر دیں گے

اور اللہ ہے
بہت ہی وسعت والا
حکمت والا [11]

131- وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ
وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ
اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ
غَنِيًّا حَمِيْدًا ۝۱۳۱

131- اور اللہ ہی کا ہے
جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے
اور جو کچھ زمین میں ہے
اور ہم نے وصیت کی تھی
ان لوگوں کو
جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی
اور تم کو بھی نصیحت ہے [12]
کہ اللہ سے ڈرتے رہو
اور اگر تم لوگ کفر کرو گے [13]
تو جان لو کہ
اللہ ہی کا ہے
جو کچھ آسمانوں میں ہے
اور جو کچھ زمین میں ہے
اور اللہ کسی کا بھی محتاج نہیں [14]
اور سب ہی تعریفیں اسی کے لئے ہیں

132- وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى
بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝۱۳۲

132- اور اللہ ہی کا ہے
جو کچھ آسمانوں میں ہے

11- اللہ کے پاس جو وسائل ہیں وہ بھی بہت زیادہ ہیں اور وہ صاحب حکمت بھی ہے وہ اپنی حکمت سے تمہاری محتاجی دور کر دے گا
12- تم کو بھی یعنی مسلمانوں کو بھی
13- اگر تم اللہ کے احکام پر عمل نہیں کرو گے
14- اللہ تعالیٰ زمینوں اور آسمانوں کے وسائل کے واحد مالک ہیں انہیں انسانوں کی مانند کسی کی محتاجی نہیں اگر تم اس کے احکام پر عمل نہیں کرو گے تو اسے اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا

اور جو کچھ زمین میں ہے
اور اللہ ہی سب سے بڑا
کارساز ہے [15]

133- اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝۱۳۳

133- اگر وہ چاہے تو تم کو مٹا دے
اے لوگو
اور لے آئے دوسروں کو
اور اللہ ایسا کرنے کی قدرت رکھتا ہے [16]

134- مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝۱۳۴ ع

134- اور جو کوئی دنیا ہی کا ثواب چاہتا ہے
تو جان لو کہ
اللہ کے پاس
دنیا کا ثواب بھی ہے اور آخرت کا ثواب بھی ہے
اور اللہ ہے
سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا

20

135- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاۗءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۣ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝۱۳۵

135- اے لوگو جو ایمان لائے ہو
تم بن جاؤ
مضبوطی سے انصاف پر قائم رہنے والے
اللہ کے لئے گواہی دینے والے
خواہ وہ خلاف ہی ہو
تمہاری اپنی جانوں کے
یا تمہارے والدین کے
یا تمہارے قرابت والوں کے

15- اللہ جو آسمانوں اور زمین کی سب اشیاء کا مالک ہے وہ اپنے بندوں کے بگڑے کام سنوارنے والا ہے

16- جو اللہ آسمانوں کی ہر چیز کا مالک ہے اور زمین میں جو کچھ بھی ہے اسی کا ہے وہ اگر چاہے تو ان لوگوں کو مٹا دے جو اس کے احکام پر عمل نہیں کرتے اور ان کی جگہ دوسرے لوگوں کو لانا چاہے تو وہ ایسا کر سکتا ہے

136- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ
الْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْۤ
اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ
وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ
ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿١٣٦﴾

خواہ وہ کوئی
دولت مند ہو یا فقیر ہو [1]
اللہ تم سے زیادہ ان کا خیر خواہ ہے [2]
پس ہرگز نہ پیروی کرو
خواہش نفس کی کہ
تم انصاف نہ کرو [3]
اور اگر تم باتوں کو بدل دو گے [4]
یا روگردانی کرو
تو جان لو کہ اللہ تو
جو کچھ بھی تم کرتے ہو اس سے
اچھی طرح آگاہ ہے

136- اے لوگو جو ایمان لائے ہو
ایمان لاؤ
اللہ پر اور اس کے رسول پر
اور اس کتاب پر
جو اس نے نازل کی ہے
اپنے رسول پر
اور ہر اس کتاب پر
جو اس نے اس سے پہلے نازل کی تھی
اور جو کوئی انکار کرے
اللہ کا

1- کسی کے مالدار ہونے کی وجہ سے اس کی حمایت یا اس سے رعایت نہ کرو اور کسی کے غریب ہونے کی وجہ سے اس پر رحم کھا کر اس کے خلاف فیصلہ یا گواہی دیتے ہوئے کوئی نرمی نہ کرو
2- یعنی تم اللہ سے زیادہ تو ان پر رحم نہیں کر سکتے تم اپنی ذمہ داری پوری کرو تا کہ وہ اللہ کی پکڑ سے بچ جائیں اللہ کے قانون پر عمل ان پر اللہ کا رحم ہی ہے
3- تمہاری اپنی کوئی خواہش تمہارے انصاف کرنے میں رکاوٹ نہ بنے کسی سے تعلق یا دشمنی انصاف پر اثر انداز نہ ہو انصاف سے منہ نہ موڑ لو
4- گواہی دیتے ہوئے صاف اور سچی بات کہو

اور اس کے فرشتوں کا
اور اس کی کتابوں کا
اور اس کے رسولوں کا
اور یوم آخرت کا
تو واقعی وہ گمراہ ہو گیا
گمراہی میں بہت دور نکل گیا

137- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا
ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ
وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ﴿۱۳۷﴾

137- بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے
پھر وہ کافر ہو گئے
پھر ایمان لائے
پھر کافر ہو گئے
پھر وہ کفر میں بہت بڑھ گئے [5]
ہر گز نہیں ہو سکتا کہ
اللہ ان کو معاف کر دے
اور نہیں ہو سکتا کہ
وہ ان کو راہ راست دکھا دے

138- بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۳۸﴾

138- منافقوں کو خوشخبری دیدیں کہ
ان کے لئے تو دردناک عذاب ہے

139- الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ
الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ
الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴿۱۳۹﴾

139- اُن لوگوں کو جو
کافروں کو اپنے دوست بناتے ہیں
بجائے مسلمانوں کے
کیا وہ ان کے ہاں سے عزت ڈھونڈتے ہیں؟
عزت تو اللہ ہی کے لئے ہے
ساری کی ساری [6]

5- وہ لوگ جو مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے بار بار اپنے ایمان لانے کا اعلان کرتے تھے اور پھر مکر جاتے تھے

140- وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ
اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا
مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ
اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ
وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَا ۝١٤٠

140- اور اللہ کتاب میں
تم پر نازل کر چکا ہے کہ
جب تم سنو
اللہ کی آیات سے انکار کیا جاتا
اور ان کا مذاق اڑایا جاتا
تو تم ایسے لوگوں کے ساتھ ہرگز نہ بیٹھو[7]
حتیٰ کہ وہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائیں
اس کے علاوہ
اگر تم نے ایسا کیا تو تم بھی ان جیسے ہی ہو[8]
اللہ تو منافقوں اور کافروں کو
دوزخ میں اکٹھے کرنے والا ہے
ساروں کو ایک جگہ

141- اَلَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ
مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ڮ وَاِنْ كَانَ
لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ
وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ

141- وہ لوگ تو
تمہارے معاملے کے بارے میں[9]
انتظار کرتے رہتے ہیں
اور اگر تمہیں فتح حاصل ہو جائے

6- کافر ایسے منافقوں کو ہرگز کوئی عزت نہیں دے سکتے کیونکہ عزت تو جو بھی ہے اللہ ہی کے پاس ہے اور وہی دے سکتا ہے جس کو چاہے
7- جو لوگ اللہ کے احکام کو ماننے سے انکار کریں یا ان کا مذاق اڑائیں ان کی محفل میں نہ بیٹھو
8- اگر ایسا کرنے والوں کی محفل میں بیٹھو گے تو اس وقت تم بھی ان میں سے ہی ہو جاؤ گے
9- جو لڑائی کے وقت انتظار میں رہتے ہیں کہ دیکھیں مسلمانوں کو کامیابی ہوتی ہے یا نہیں

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ
عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۧ ﴿۱۴۱﴾

اللہ کی طرف سے
وہ کہتے ہیں ”کیا ہم تمہاری طرف نہیں تھے؟“[10]
اور اگر کافروں کو کوئی کامیابی مل جائے
ان سے کہتے ہیں ”کیا ہم نے تمہارے دل فتح نہیں کر لئے
اور کیا تمہیں ہم نے مسلمانوں سے بچا نہیں لیا؟“[11]
سو اللہ تمہارے درمیان فیصلہ کر دے گا
قیامت کے دن
اور اللہ ہرگز نہیں پیدا کرے گا
کافروں کے لئے
مسلمانوں پر غلبہ کی کوئی راہ[12]

21

142- اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ
وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ
النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ﴿۱۴۲﴾

142- اس میں کوئی بھی شبہ نہیں کہ
منافق اللہ کے ساتھ دھوکے بازی کر رہے ہیں
حالانکہ اللہ نے تو انہیں دھوکے میں ڈال رکھا ہے[1]
اور جب وہ نماز کے لئے اُٹھتے ہیں

10- اگر مسلمان کامیاب ہو جائیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ہی ساتھ تھے

11- اگر تمہارے دشمنوں کو کوئی کامیابی مل جائے تو ان سے کہتے ہیں کہ تم ہماری وجہ سے کامیاب ہوئے ہو تمہارے لئے ہماری محبت کی وجہ سے ہم تم سے لڑے نہیں تھے اور اس طرح ہم نے ہی تو تمہیں مومنوں سے بچایا ہے

12- اللہ کافروں کو ہرگز مسلمانوں پر غلبہ نہیں دے گا

1- پہلے حکم دیا کہ اللہ کے احکام کا انکار کرنے اور ان کا مذاق اڑانے والوں کے ساتھ نہ بیٹھو، ایسا کرنے والے کون تھے؟ وہ جو کافر تھے پھر ان لوگوں کا ذکر کیا جو دل سے مسلمان نہیں تھے اور اگر مسلمانوں کو فتح حاصل ہو جائے تو دنیاوی فائدے کی خاطر کہتے کہ ہم تو تمہارے ساتھ تھے اور اگر کافروں کو کامیابی ہو جاتی تو کہتے کہ ہم تو اصل میں تمہارے ساتھ تھے، ایسے لوگ کون تھے؟ وہ جو منافق تھے، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ اللہ کو دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں مگر انہیں علم نہیں کہ اللہ کو دھوکہ دینے کی اپنی ایسی کوششوں سے وہ اپنے آپ کو ہی دھوکہ دے رہے ہیں

تو سستی اور بد دلی سے اٹھتے ہیں
لوگوں کو دکھانے کے لیئے [2]
اور وہ نہیں یاد کرتے اللہ کو
مگر تھوڑا ہی [3]

143- مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ
اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ
سَبِيْلًا ﴿۱۴۳﴾

143- وہ اِس کے اور اُس کے درمیان لٹک رہے ہیں
نہ اِن کی طرف ہیں
اور نہ اُن کی طرف ہیں [4]
اور جس کسی کو اللہ گمراہی میں بھٹکتا چھوڑ دے
تو ہرگز نہیں پائے گا تو
اس کے لیئے راہ [5]

144- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ
مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا
لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾

144- اے مسلمانو
ہرگز نہ بناؤ کافروں کو اپنے اتحادی
مومنوں کو چھوڑ کر [6]
کیا تم اس کا ارادہ رکھتے ہو

2- نماز اللہ کے ساتھ عہد ہے کہ میں تجھے ہی خالق و مالک مانتا ہوں تیرے علاوہ نہ کسی اور کی عبادت کرتا ہوں نہ کسی سے مدد مانگتا ہوں اب اس عہد کو دہرانے کے لیئے خلوص نیت سے تو وہی نماز میں کھڑا ہوگا جو اللہ اس کے رسول اور قرآن پر ایمان کامل رکھتا ہے لیکن منافق ایسا ایمان تو رکھتے نہیں لیکن مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیئے یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ان کے ساتھ ہیں اس لیئے وہ نمازوں میں کھڑا ہونے میں بھی پرخلوص نہیں ہوتے سستی سے ناچاہتے ہوئے نماز کے لیئے آتے ہیں صرف یہ دکھانے کو کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں اس دکھاوے میں وہ خلوص اور دل کی لگن نہیں ہوتی

3- نماز جب اللہ سے عہد ہے تو جو اس عہد کو دہراتا ہے وہ نماز میں اللہ کو خلوص نیت سے یاد کرتا ہے مگر جو منافق دکھاوے کے لیئے ایسا کر رہا ہے وہ تو پوری طرح اللہ کو یاد ہی نہیں کرتا نیت جو نہیں بس دکھاوے کے لیئے تھوڑا سا ایسا کرتا ہے

4- ایسے لوگ دل سے اور خلوص نیت سے کسی کے بھی ساتھ نہیں نہ مسلمانوں کے اور نہ کافروں کے

5- جو لوگ گمراہ ہو گئے ہیں انہیں راہ راست پر لانے کا کوئی طریقہ نہیں کیونکہ وہ تو پہلے ہی فیصلہ کر چکے ہیں کہ وہ ہدایت قبول نہیں کریں گے

6- مسلمانوں کی بجائے کافروں کو اپنے اتحادی نہ بناؤ

کہ
اللہ کو فراہم کردو
اپنے خلاف
مضبوط حجت؟[7]

145-اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ
وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝١٤٥

145-اس میں کچھ بھی شبہ نہیں کہ
منافق آگ کے سب سے نیچے کے مقام پر ہوں گے
اور تم ہرگز نہیں پاؤ گے
ان کے لئے کوئی مدد کرنے والا

146-اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ
وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ
وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝١٤٦

146-ہاں وہ لوگ جو توبہ کرلیں
اور اپنی اصلاح کرلیں
اور وہ اللہ کو مضبوطی سے پکڑلیں
اور اپنا دین اللہ ہی کے لئے خالص کرلیں
تو ایسے ہی لوگ ہیں
جو مسلمانوں کے ساتھ ہیں
اور اللہ ضرور مسلمانوں کو اجر عظیم دے گا

147-مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ
وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝١٤٧

147- کیوں دے اللہ تم کو عذاب
اگر تم اس کا شکر ادا کرو
اور ایمان لے آؤ؟[8]
اور اللہ تو ہے
بڑا قدر شناس
سب کا علم رکھنے والا ہے

7- اگر تم ایسا کرو گے تو روز قیامت تمہارے خلاف یہ مضبوط دلیل اور ثبوت ہوگا اور یہ ثبوت اور دلیل اپنے خلاف تم خود فراہم کرو گے

8- ایسے لوگوں کے لئے اصلاح اور نجات کی راہ بتانے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہارے ان سابقہ اعمال کی وجہ سے جن سے تم تائب ہو جاؤ ہم تمہیں سزا نہیں دیں گے

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ ٦

148- لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾

149- اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ ٦

148- اللہ ہرگز نہیں پسند کرتا
بری بات کو کھلے عام بیان کرنا [9]
مگر جس پر ظلم کیا گیا ہے [10]
اور اللہ ہے
سب کچھ سننے والا
سب کچھ جاننے والا

149- خواہ تم بھلائی کھلے عام کرو
یا اس کو پوشیدہ رکھو
یا برائی معاف کردو
تو جان لو کہ
اللہ تو ہے
معاف کردینے والا [11]
ہر طرح کی قدرت کاملہ رکھنے والا

9- کونسی بری بات کی تشہیر اللہ کو پسند نہیں؟ کافروں اور منافقوں کی بری باتوں کا ذکر تو اوپر ہو چکا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر وہ توبہ کرلیں اپنے اعمال کی اصلاح کرلیں اللہ کے دین کو مضبوطی سے پکڑ لیں تو وہ مسلمانوں میں سے ہوں گے اللہ انہیں اجر عظیم دے گا پھر فرمایا کہ اگر وہ ایمان لے آئیں اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کا شکر ادا کریں تو ان کے سابقہ گناہوں کی وجہ سے اللہ انہیں عذاب نہیں دے گا بعض اہل علم کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کی سابقہ بری باتوں کو بھول جاؤ اور انہیں وہ باتیں یاد دلا کر تکلیف نہ دو ان بری باتوں کی تشہیر سے عام لوگوں میں شکوک وشبہات پیدا ہو سکتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل ایمان کو ہمیشہ کے لئے یہ بھی ہدایت کی جارہی ہے کہ کسی کی بُری بات کا اسی انداز میں جواب دینے سے پرہیز کرو

10- ہاں اگر کسی شخص کے ساتھ کسی نے کوئی زیادتی کی ہے تو اسے اجازت ہے کہ وہ اس کے ازالہ کے لئے اس کو نہ چھپائے اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ اگر کسی فرد یا گروہ کے اعمال سے مسلم معاشرے پر برے اثرات مرتب ہورہے ہوں تو معاشرے کی صحت اور مفاد میں اس فرد اور گروہ کے برے اعمال کا کھلے عام ذکر بھی جائز ہوگا کیونکہ معاشرہ اس فرد سے زیادہ اہم ہے

11- یعنی اگر تم کسی کے ساتھ بھلائی کو ظاہر نہ بھی کرو اور کسی نے تمہارے ساتھ جو برائی کی ہے اسے معاف کردو اور اس سے درگزر کرو تو جو کچھ تم کرتے ہو وہ اللہ کو معلوم ہے اور اللہ قدرت کاملہ کا مالک ہونے کے باوجود معاف کردیتا ہے اس لئے معاف کردینا اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہے

150- اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ يَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۙ ﴿۱۵۰﴾

150- بے شک جو لوگ کفر کرتے ہیں
اللہ کے ساتھ
اور اس کے رسولوں کے ساتھ
اور وہ جو چاہتے ہیں کہ
اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں
اور کہتے ہیں "ہم بعض پر ایمان رکھتے ہیں
اور بعض کا انکار کرتے ہیں"
اور وہ جو چاہتے ہیں کہ
اس کے درمیان کوئی راہ نکال لیں

151- اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾

151- وہ سب لوگ ہیں
جو پکے کافر ہیں[12]
اور ہم نے ایسے کافروں کے لئے
رسوا کرنے والا عذاب تیار کیا ہوا ہے

152- وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ لَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ

152- اور وہ لوگ جو ایمان لائیں اللہ پر[13]

12- ایمان کی شرائط کیا بیان کی گئی ہیں آیت 152 میں؟ (1) اللہ پر ایمان (2) اس کے سب رسولوں پر ایمان (3) ان میں سے کسی کو دوسروں سے الگ نہ سمجھنا اہل کتاب میں سے یہودی اپنی نسلی برتری کی وجہ سے محمد بن عبداللہ ﷺ پر ایمان لانے سے منکر تھے اور ہیں وہ اپنی نسل سے آئے اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی نہیں مانتے اسی طرح عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ماننے کو ہی نجات کی راہ سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو بھی کوئی اللہ اور اس کے رسول کو نہیں مانتا جو کوئی کسی رسول کو مانتا ہے کسی کو نہیں مانتا اور جو کوئی درمیانی راہ نکالنے کی کوششیں کر رہا ہے ایسے سب لوگ کافر ہیں جو کسی ایک نبی کا انکار کرتا ہے وہ اصل میں اللہ پر ایمان سے انکار کر دیتا ہے کیونکہ اللہ پر ایمان کا تو مطلب ہے اس کے سب رسولوں کو ماننا

13- اس آیت میں اللہ اور اس کی طرف سے متعین راہ ہدایت پر قائم لوگوں کے ایمان کی شرائط بیان کی گئی ہیں کہ وہ اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کے کسی بھی نبی کو دوسروں کے مقابلے میں بڑا نہیں مانتے پھر فرمایا کہ ایسے مسلمانوں کے لئے ہم نے ان کا اجر رکھا ہوا ہے جو انہیں دے دیا جائے گا

أَحَدٍ مِّنْهُمْ أُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ ؕ
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٥٢﴾

اور اس کے رسولوں پر
اور وہ نہیں تفریق کرتے
ان میں سے کسی ایک کے درمیان
یہ ہیں وہ لوگ
جن کو ہم ضرور ان کا اجر دیں گے
اور اللہ تو
معاف کردینے والا
بڑا رحم کرنے والا ہے [14]

22

153- يَسْـَٔلُكَ أَهْلُ الْكِتٰبِ أَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا
مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسٰٓى أَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ
فَقَالُوٓا أَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ
بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا
جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا
مُوسٰى سُلْطٰنًا مُّبِينًا ﴿١٥٣﴾

153-اہل کتاب تجھ سے کہتے ہیں کہ
تو ان پر آسمان سے ایک نوشتہ نازل کرادے [1]
موسیٰ سے تو انہوں نے
اس سے بھی بڑا مطالبہ کیا تھا
اور انہوں نے کہا تھا
''ہمیں اللہ ہمارے سامنے لاکر دکھا'' [2]
سو آن پکڑا تھا انہیں بجلی کی کڑک نے

14-فرمایا کہ اگر وہ لوگ جن کا آیت نمبر (150) میں ذکر کیا گیا ہے ایمان لے آئیں اور آیت نمبر (152) کی شرائط پر قائم ہو جائیں تو اللہ انہیں معاف کردے گا کیونکہ وہ ہے ''معاف کردینے والا ہے'' اور انہیں اپنی نعمتیں بھی عطا کردے گا کیونکہ وہ ہے '' بڑا ہی رحم کرنے والا ''

1- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے نبی یہ جو اہل کتاب (یہودی) تم سے کہتے ہیں کہ ہم تب ایمان لائیں گے کہ ہمارے لئے آسمان سے ہمارے سامنے ایک تحریر نازل ہو جس پر لکھا ہو کہ آپ ﷺ کو اللہ نے اپنا رسول بنا دیا ہے (یہ مطالبہ مدینہ کے یہودیوں نے کیا تھا)

2- موسیٰ علیہ السلام سے تو یہودیوں نے اس سے بھی بڑا مطالبہ کیا تھا اور ان سے کہا تھا کہ ہم تب ایمان لائیں گے جب تم اللہ کو ہمیں ہمارے سامنے لاکر دکھاؤ گے

154- وَ رَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَ قُلْنَا لَهُمُ
ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا
فِي السَّبْتِ وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾

ان کے اس ظلم کی وجہ سے[3]
پھر انہوں نے بچھڑے کو معبود پکڑ لیا تھا
اس کے بعد بھی
جو ان کے پاس واضح نشانیاں آ چکی تھیں
مگر ہم نے ان کو معاف کر دیا تھا[4]
اور ہم نے دے دیا تھا
موسیٰ کو واضح فرمان[5]

154- اور ہم نے بلند کر دیا تھا
ان کے اوپر کوہ طور کو
تا کہ ہم ان سے وعدہ لیں[6]
اور ہم نے ان سے کہا تھا
''تم دروازے میں انکساری کے ساتھ داخل ہو جاؤ''[7]
اور ہم نے ان سے کہا تھا

3- ان کے اس ظالمانہ رویہ کی وجہ سے انہیں بجلی کی چمک اور کڑک کے عذاب نے آن لیا تھا (یہ واقعہ سورہ بقرہ کی آیت 55 میں دیکھا جا سکتا ہے)

4- اللہ تعالیٰ یہودیوں کے جرائم اور ان پر اپنے اکرام کے ذکر کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ان کے خدا کو اپنے سامنے دیکھنے کی شرط والے جرم کی وجہ سے انہیں بجلی اور کڑک نے آ لیا تھا اور ہم نے انہیں پھر زندگی عطا کر دی تھی اس کے بعد انہوں نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی تو بھی ہم نے انہیں معاف کر دیا تھا

5- ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو علم کتاب اور دنیاوی امور میں رہنما فرمان عطا کر دیا تھا

6- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے تو ان کا وہ وعدہ بھی قبول کر لیا تھا جو کوہ طور کے زیر سایہ انہوں نے کیا تھا کہ یہ ہمارے احکام پر عمل کریں گے مگر انہوں نے وعدہ کر کے اس کی بھی خلاف ورزی کی تھی

7- ہم نے ان سے کہا تھا کہ یروشلم میں انکساری کے ساتھ اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے داخل ہونا مگر انہوں نے اس حکم پر بھی عمل نہ کیا اور فاتحانہ غرور سے شہر میں داخل ہوئے تھے

"یوم سبت کے معاملے میں حد سے نہ نکل جانا"[8]
اور ہم نے ان سے اس پر پختہ عہد لیا تھا[9]

155- فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَ كُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ قَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ قَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۪﴿۱۵۵﴾

155- سو اس وجہ سے جو
انہوں نے خلاف ورزی کی تھی
اپنے عہد کی
اور انہوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا تھا
اور وہ انبیاء کو ناحق قتل کرتے رہے
اور ان کے یہ کہنے پر کہ "ہمارے دل تو غلافوں میں ہیں"
ہاں! اللہ نے تو
ان کے اس کفر کی وجہ سے[10]
ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہوئی ہے
سو وہ نہیں ایمان رکھتے
مگر تھوڑے پر ہی[11]

156- وَّ بِكُفْرِهِمْ وَ قَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۙ﴿۱۵۶﴾

156- اور ان کے کفر کرنے کی وجہ سے
اور اس وجہ سے جو وہ
مریم پر بہتان عظیم لگاتے ہیں

8- یوم سبت سے مراد ہفتہ کے دن کی پابندی کرنا ہے
9- ہم نے ان کی طرف سے اس بارے میں پختہ عہد قبول کر لیا تھا
10- پختہ عہد و پیمان کے باوجود یہودی قوم نے جن جرائم کا ارتکاب کیا تھا اللہ تعالیٰ ان کا ذکر فرماتے ہیں کہ انہوں نے عہد کی خلاف ورزی کی اللہ کے احکام کو ماننے سے انکار کیا انبیاء کو ناحق قتل کیا اور جب انہیں کہا گیا کہ اللہ کے دین اور قرآن پر ایمان لاؤ تو انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ ہمارے دل تو غلافوں میں ہیں ہم اپنے پرانے عقائد کو نہیں چھوڑیں گے اور حق پر ایمان نہیں لائیں گے سو ان کے دلوں پر اللہ کے احکام کو ماننے سے انکار کی وجہ سے مہر لگ چکی ہے
11- سو یہودی اللہ کے احکام میں سے تھوڑوں پر ہی ایمان رکھتے ہیں ایمان کا ثبوت ہوتا ہے عمل ان کا عمل و کردار اس کا ثبوت ہے

157- وَّقَوۡلِهِمۡ اِنَّا قَتَلۡنَا الۡمَسِيۡحَ عِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوۡهُ وَمَا صَلَبُوۡهُ وَلٰـكِنۡ شُبِّهَ لَهُمۡ ؕ وَاِنَّ الَّذِيۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ لَفِىۡ شَكٍّ مِّنۡهُ ؕ مَا لَهُمۡ بِهٖ مِنۡ عِلۡمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ‌ ۚ وَمَا قَتَلُوۡهُ يَقِيۡنًا ۙ‏ ﴿۱۵۷﴾

157- اور ان کے یہ شیخی مارنے پر کہ
"دیکھو ہم نے تو
مسیح عیسیٰ ابن مریم اللہ کے رسول کو
قتل کر دیا ہوا ہے"[12]
اور نہیں قتل کیا تھا انہوں نے اس کو
اور نہ ہی انہوں نے اس کو سولی پر چڑھایا تھا
بلکہ یہ ان کا وہم ہے
اور یقیناً وہ لوگ تو جو اس میں اختلاف کرتے ہیں
وہ تو اس معاملے میں
وہم میں مبتلا ہیں
نہیں ہے ان کو اس کے بارے میں
کوئی بھی علم
مگر وہ صرف وہم کی ہی پیروی کر رہے ہیں
اور نہیں قتل کیا تھا انہوں نے اس کو
قطعاً نہیں

158- بَلۡ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيۡهِ‌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيۡزًا حَكِيۡمًا‏ ﴿۱۵۸﴾

158- بلکہ اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا تھا[13]
اور اللہ ہے غالب صاحبِ حکمت[14]

12- یہودیوں کے "تھوڑے پر ہی ایمان رکھنے" کے ثبوت کے طور پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ (1) یہ دینِ حق کو ماننے سے منکر ہیں (2) حضرت مریم پر الزام لگاتے ہیں اور (3) شیخی بھگارتے ہیں کہ ہم تو وہ ہیں جنہوں نے عیسیٰ بن مریم کو جو اللہ کا رسول تھا اسے قتل کر دیا تھا اس طرح یہ اللہ کے احکام کو تو مانتے نہیں لہٰذا ان کا ایمان تھوڑا سا ہی ہے

13- یہودیوں اور عیسائیوں کے دعووں کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "ہم نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا تھا" کیسے اٹھالیا؟ دیکھیں سورۃ آل عمران آیت (55) کے حواشی (۱) اور (۲)

14- اللہ غالب ہے یعنی اس کی حکمت اور منصوبہ کے سامنے کسی کا منصوبہ کامیاب نہیں ہو سکتا اس کی قوت، حکمت اور عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھا لینے کے منصوبے کے سامنے ان یہودیوں کا منصوبہ کیسے کامیاب ہو سکتا تھا؟

159- وَ اِنۡ مِّنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤۡمِنَنَّ بِہٖ قَبۡلَ مَوۡتِہٖ ۚ وَ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ یَکُوۡنُ عَلَیۡہِمۡ شَہِیۡدًا ﴿۱۵۹﴾ۚ

159- اور نہیں ہے اہل کتاب میں سے کوئی بھی
مگر وہ ہر ایک اپنی موت سے پہلے [15]
اس پر ایمان لے آتا ہے
اور قیامت کے دن
وہ خود ان پر گواہ ہوگا [16]

160- فَبِظُلۡمٍ مِّنَ الَّذِیۡنَ ہَادُوۡا حَرَّمۡنَا عَلَیۡہِمۡ طَیِّبٰتٍ اُحِلَّتۡ لَہُمۡ وَ بِصَدِّہِمۡ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ کَثِیۡرًا ﴿۱۶۰﴾ۙ

160- سو ان لوگوں کے اس ظلم کی وجہ سے
جو یہودی ہو گئے [17]
ہم نے ان کے لئے حرام قرار دے دی تھیں
وہ عمدہ چیزیں
جو ان کے لئے حلال ہوتی تھیں [18]
اور اس وجہ سے کہ وہ اکثر
اللہ کی راہ چھوڑ دیتے تھے [19]

15- ان اہل کتاب یہودیوں اور عیسائیوں کو وقت مرگ اپنے غلط عقائد کا پتہ چل جاتا ہے اس وقت انہیں ماننا پڑ جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی طرف سے اٹھالینا ہی سچ ہے

16- قیامت کے روز خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے غلط عقائد پر گواہی دیں گے

17- دین ابراہیم علیہ السلام سب انسانوں کے لئے تھا ان کے بعد بنی اسرائیل میں سے جو پیغمبر اور نبی ہوئے وہ بھی اسی دین کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے تھے مگر یہودیوں نے ظلم اور بے انصافی کی اور اس دین کو اپنا نسلی دین بنا لیا یعنی یہودیت میں تبدیل کر کے اسے ماننا شروع کر دیا

18- وہ کون سی چیزیں ہیں جو اللہ نے یہودیوں کے لئے ممنوع قرار دے دی تھیں؟ اکثر اہل علم نے لکھا ہے کہ وہ کھانے پینے کی چیزیں تھیں جن کا ذکر سورۃ آل عمران کی آیت (93) میں آیا ہے مگر وہ سزا تو انہیں اس وقت دی گئی تھی جب توریت ابھی نازل بھی نہیں ہوئی تھی مذکورہ چیزوں کا تعلق توریت کے احکام کی خلاف ورزی سے ہے، حضرت مریم پر بہتان عظیم لگانے سے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دینے کی شیخی بھگارنے سے اور ان جرائم سے ہے جن کا ذکر آگے آ رہا ہے یہ اتنے عظیم جرائم ہیں کہ سزا میں کھانے پینے کی چند چیزوں کو ممنوع قرار دے دینا تو کوئی سزا ہی نہیں شاہ ولی اللہ کے مطابق اس سے مراد یہودیت کو مذہب بنا لینے والوں کو نبوت، بادشاہی اور فتوحات جیسی نعمتوں سے محروم کر دینا ہے اور محمد اسد کے مطابق وہ سزا ان پر ہمیشہ کیلئے ذلت و رسوائی مسلط کر دینا ہے جس کی اس کے بعد کی بنی اسرائیل کی تاریخ گواہ ہے

19- یہ ان کے جرائم کی مزید تفصیل ہے جن میں سے ایک یہ بھی تھا کہ وہ اللہ کے احکام پر اکثر عمل نہیں کرتے تھے بلکہ ان کی بار بار خلاف ورزی کیا کرتے تھے

161- وَّ اَخۡذِهِمُ الرِّبٰوا وَ قَدۡ نُهُوۡا عَنۡهُ وَ اَكۡلِهِمۡ اَمۡوَالَ النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ ؕ وَ اَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِيۡنَ مِنۡهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ﴿۱۶۱﴾	161- اور وہ سود لیتے تھے حالانکہ انہیں اس سے روک دیا گیا تھا اور وہ کھا جاتے تھے لوگوں کے اموال باطل طریقوں سے [20] اور ہم نے تیار کر رکھا ہے ان میں سے نہ ماننے والوں کے لئے دردناک عذاب
162- لٰكِنِ الرّٰسِخُوۡنَ فِى الۡعِلۡمِ مِنۡهُمۡ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ وَالۡمُقِيۡمِيۡنَ الصَّلٰوةَ وَالۡمُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤۡتِيۡهِمۡ اَجۡرًا عَظِيۡمًا ﴿۱۶۲﴾ ع	162- لیکن جو لوگ ان میں سے علم میں راسخ ہیں اور وہ ایماندار ہیں وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں جو طرف تیری بھیجا گیا ہے اور اس پر جو تجھ سے پہلے نازل کیا گیا تھا اور وہ نماز پر قائم رہنے والے ہیں اور زکوٰۃ دینے والے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور یوم آخرت پر یہ ہیں وہ لوگ جن کو ہم ضرور اجر عظیم دیں گے [21]

20- یہودی ایک اور جرم یہ بھی کرتے تھے کہ وہ دوسروں کا مال باطل طریقہ سے کھا لیتے تھے اور سود کھاتے تھے حالانکہ اس بارے میں واضح احکام ان تک پہنچ چکے تھے

21- اجر عظیم کن کے لئے ہے؟ ان اہل کتاب کے لئے جو کتاب یعنی احکام کو سمجھتے ہیں اور متعصب نہیں ایماندار ہیں وہ یہودیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیتے ہیں اور وہ قرآن پر ایمان لاتے ہیں نماز کی سختی سے پابندی کرتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ یوم قیامت اللہ کو حساب دینا ہوگا

23

163- اِنَّاۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ كَمَاۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى نُوۡحٍ وَّ
النَّبِيّٖنَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ ۚ وَاَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰۤى اِبۡرٰهِيۡمَ
وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطِ
وَعِيۡسٰى وَاَيُّوۡبَ وَيُوۡنُسَ وَهٰرُوۡنَ وَسُلَيۡمٰنَ ۚ
وَاٰتَيۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا ۚ﴿۱۶۳﴾

163- ہم تو تیری طرف وحی بھیجتے ہیں
ویسے ہی جیسے کہ ہم نے وحی بھیجی تھی[1]
نوح کی طرف
اور ان کے بعد آنے والے نبیوں کی طرف
اور ہم نے وحی بھیجی تھی
ابراہیم اور اسماعیل کی طرف
اور اسحاق اور یعقوب کی طرف
اور یعقوب کی آل
اور عیسیٰ اور ایوب
اور یونس اور ہارون
اور سلیمان کی طرف
اور ہم نے داؤد کو زبور دی تھی

164- وَرُسُلًا قَدۡ قَصَصۡنٰهُمۡ عَلَيۡكَ مِنۡ قَبۡلُ
وَرُسُلًا لَّمۡ نَقۡصُصۡهُمۡ عَلَيۡكَ ؕ وَكَلَّمَ اللّٰهُ
مُوۡسٰى تَكۡلِيۡمًا ۚ﴿۱۶۴﴾

164- اور ان رسولوں کی طرف جن کے بارے میں ہم
قبل اس کے تجھے بتا چکے ہیں
اور ان رسولوں کی طرف بھی جن کے بارے میں
ہم نے تجھے کچھ نہیں بتایا[2]
اور اللہ نے موسیٰ سے براہ راست بات کی تھی[3]

1- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے محمد ﷺ ہم تمہاری طرف جو وحی بھیجتے ہیں تم سے پہلے بھی ہم ایسے ہی اپنے نبیوں اور رسولوں کی طرف وحی بھیجتے رہے ہیں

2- ہم نے جو نبی اور رسول بھیجے تھے جن میں سے کچھ کے بارے میں ہم نے تمہیں پہلے بتا دیا ہوا ہے اور بعض کے بارے میں ہم نے ابھی تجھے کچھ نہیں بتایا انہیں بھی ہم وحی بھیجا کرتے تھے

3- جن نبیوں اور رسولوں کے بارے میں ہم نے تمہیں بتایا ہے ان میں سے موسیٰ سے تو ہم نے براہ راست کلام بھی کیا تھا

165- رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ
لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ
وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۶۵﴾

165- رسول جو
خوشخبری دینے والے
اور ڈرانے والے تھے
تا کہ لوگوں کے پاس
اللہ کے حضور کوئی بہانہ نہ رہے
ان رسولوں کے بعد [4]
اور اللہ ہے غالب صاحبِ حکمت

166- لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَاۤ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ
بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ وَكَفٰى
بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ؕ ﴿۱۶۶﴾

166- لیکن اللہ گواہ ہے اس پر کہ
جو کچھ اس نے تجھ پر نازل کیا ہے
وہ اس نے اپنے علم سے نازل کیا ہے [5]
اور فرشتے اس پر گواہ ہیں [6]
جبکہ اللہ کی گواہی کے بعد
کسی اور کی گواہی کی ضرورت ہی نہیں ہوتی [7]

167- اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾

167- جو لوگ کفر کرتے ہیں
اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں
وہ تو گمراہ ہو گئے ہیں
وہ گمراہی میں بہت دور چلے گئے ہیں [8]

4- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اس لئے بھیجتے ہیں تا کہ وہ لوگوں کو بتائیں کہ اللہ کی طرف سے آئی ہدایت کی پابندی کرنے والوں کو اللہ کے ہاں انعام واکرام سے نوازا جائے گا اور جو اس راہ پر چلنے سے انکار کریں گے انہیں وہاں سزا ملے گی پھر فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ رسول اس لئے بھیجے تھے تا کہ یوم حساب کوئی بہانہ سازی نہ کر سکے کہ ہمیں تو معلوم ہی نہیں تھا کہ راہ راست کون سی ہے

5- اے محمد تیری طرف جو کچھ وحی کیا گیا ہے ہم خود اس پر گواہ ہیں کہ وہ ہم نے اپنے علم میں سے بھیجا ہے اور ہماری طرف سے بھیجا گیا ہے

6- اللہ کے فرشتے بھی اس پر گواہ ہیں

7- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس چیز کی سچائی کی ہم خود گواہی دیتے ہیں اس کے بارے میں کسی اور گواہ کی تو کوئی ضرورت ہی نہیں رہ ◀◀

168- اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ ظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿۱۶۸﴾

168- جن لوگوں نے کفر کیا
اور ظلم کیا ہے
اللہ تو ہرگز انہیں معاف نہیں کرے گا
اور نہ ہی انہیں فلاح کی کوئی راہ دکھائے گا[9]

169- اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۶۹﴾

169- مگر جہنم کی راہ ہی[10]
وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے
مستقل
اور ایسا کرنا اللہ کے لئے بہت آسان ہے

170- يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾

170- اے انسانو
آ گیا ہے تمہارے پاس رسول[11]
حق کے ساتھ
تمہارے رب کی طرف سے
سو تم ایمان لے آؤ
یہ تمہارے لئے بہتر ہے

◀◀ جاتی کیونکہ اللہ جیسا کوئی گواہ تو ہے ہی نہیں

8- جو لوگ اس دین حق کو ماننے سے انکار پر بضد ہیں وہ راہ راست سے بہت دور چلے گئے ہیں

9- پھر اسی اصول الٰہی کا ذکر کہ ہدایت کو قبول کرنا یا نہ کرنا انسانوں کا اپنا فیصلہ ہے اور جو جان بوجھ کر ہدایت قبول نہیں کرتا اللہ اس کے فیصلہ کی آزادی کو زبردستی بدل کر اسے راہ راست پر نہیں ڈالے گا

10- اب جو کوئی راہ راست پر نہیں وہ گمراہی کی راہ پر ہے اور جس نے اس راہ کا انتخاب کیا ہے وہ جہنم کی راہ پر جا رہا ہے

11- کون سا رسول؟ محمد ﷺ بن عبداللہ، اللہ تعالیٰ جس کی رسالت کی خود گواہی دیتے ہیں اب فرماتے ہیں کہ جس دین کی طرف وہ دعوت دیتے ہیں وہی دین حق یعنی سچا دین وہی ہے اس لئے اس پر ایمان لاؤ تمہاری بہتری اور فلاح اسی میں ہے

171- يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا
عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ
مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ
وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۫ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا
ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ
سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾

اور اگر تم کفر کرو [12]
تو جان لو کہ
جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے
اور زمین میں ہے
وہ تو اللہ ہی کا ہے
اور اللہ ہے
سب کچھ جاننے والا حکمت والا

171- اے اہل کتاب
اپنے دین میں مبالغہ آمیزی نہ کرو [13]
اور نہ کہو اللہ کے بارے میں
مگر سچی بات ہی [14]
اس کے سوا کچھ بھی اور نہیں کہ
مسیح عیسیٰ بن مریم تو
اللہ کا رسول
اور اس کا کلمہ ہی تھا [15]

12- اگر تم انکار پر بضد رہو گے تو اللہ کا کچھ بھی نقصان نہیں کرو گے وہ تو آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کا مالک ہے تم جو بھی نقصان کرو گے اپنا ہی کرو گے

13- جن اہل کتاب کا دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے نہیں تھے اللہ تعالیٰ ان سے فرماتے ہیں کہ اپنے دین میں اپنی طرف سے بے بنیاد چیزیں نہ شامل کرلو

14- اللہ کے بارے میں یہ جھوٹ نہ کہو کہ عیسیٰ اس کا بیٹا ہے

15- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ اللہ کے کلمہ سے زیادہ کچھ بھی نہیں کلمہ سے مراد وہ چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ حکم دیں کہ "کُنْ" یعنی ہوجا اور وہ ہوجائے اس کے لئے کسی اور چیز کی ضرورت ہی نہ ہو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ ہمارا ایسا ہی کلمہ تھے ہم نے ان کی پیدائش کا حکم دیا تو وہ پیدائش وقوع پذیر ہوگئی تھی

جو مریم کی جانب بھیجا گیا تھا[16]
اور اللہ کی جانب سے ایک روح تھی[17]
سو ایمان لاؤ
اللہ پر اور اس کے رسولوں پر
اور نہ کہو "تین" ہیں[18]
باز رہو اس سے
یہ تمہارے لئے بہتر ہے
اللہ تو صرف ایک ہی ہے
اکیلا[19]
پاک ہے وہ اس سے کہ
اس کی اولاد ہو[20]
اسی کے لئے ہے
جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے
اور جو کچھ بھی زمین میں ہے
اور اللہ کافی ہے
کام سنوارنے کے لئے[21]

16- یعنی ہوجا کا جو حکم دیا تھا وہ مریم سے متعلق تھا کہ اس کے بطن سے پیدا ہوجا

17- عیسیٰ کی پیدائش کا حکم بھی اللہ نے دیا تھا اور اس میں روح بھی اللہ نے اپنے حکم سے ڈال دی تھی

18- اپنے اس حکم کے ذریعے عیسیٰ کی پیدائش کی وضاحت فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ اس کے ماننے والوں سے فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ کو خدائی مقام و مرتبہ نہ دو اور تین خداؤ کا عقیدہ چھوڑ دو

19- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے سوا کوئی اور معبود نہیں ہم اکیلے ہی معبود ہیں یعنی حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم ہمارے اس حق میں شامل نہیں لہٰذا ان کی عبادت نہ کرو صرف اللہ کی ہی عبادت کرو

20- اللہ تعالیٰ کی ذات اولاد کی ضرورت سے بہت بلند تر اور بالاتر ہے

21- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ بھی ہے اس کے مالک تو ہم ہیں اور ہم جو چاہیں کر سکتے ہیں پھر ہمیں اس نظام کو چلانے کے لئے کسی اور کی مدد کی کیا ضرورت ہے کہ اس کے لئے ہمیں ایک بیٹے کی مجبوری پڑ گئی ہو؟

24

172- لَنْ یَّسْتَنْكِفَ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَ لَا الْمَلٰٓىِٕكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَ مَنْ یَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ یَسْتَكْبِرْ فَسَیَحْشُرُهُمْ اِلَیْهِ جَمِیْعًا ﴿۱۷۲﴾	172- مسیح نے تو اس میں کبھی عار محسوس نہیں کی تھی کہ وہ اللہ کا بندہ بن کر رہے [1] اور نہ ہی اللہ کے مقرب ایسا کرتے ہیں [2] اور جو کوئی اس کا بندہ بننے سے شرم محسوس کرے اور تکبر کرے تو اللہ ایسوں کو اپنے پاس اکٹھا کرے گا سب کو [3]
173- فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَ یَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَ اسْتَكْبَرُوْا فَیُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۙ۬ وَّ لَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیْرًا ﴿۱۷۳﴾	173- سو وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے تو اللہ انہیں ان کا پورا پورا اجر دے گا اور اپنے فضل سے انہیں مزید دے گا [4] اور ایسے لوگ

1- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مسیح یعنی عیسیٰ تو خود ہمارا بندہ بن کر رہے تھے انہیں تو ہماری خدائی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے کبھی کوئی عار محسوس نہیں ہوتی تھی

2- اللہ کے مقرب فرشتے بھی اللہ کے حضور فرمانبردار اور عبادت کرنے والے بنے رہتے ہیں وہ تو اس میں عار محسوس نہیں کرتے یہ ان لوگوں سے کہا جا رہا ہے جو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیا کرتے تھے

3- جو بھی کوئی تکبر کرے اور اللہ کا بندہ ہونے سے انکار کرے روز قیامت اسے اللہ کے ہاں جواب دینا ہوگا جب ایسا ہے تو عیسیٰ جو اللہ کا رسول تھا وہ اللہ کا بندہ ہونے سے کیسے انکار کر سکتا تھا

4- اللہ ان کے اعمال کے اجر و ثواب سے بھی اپنے کرم سے انہیں زیادہ نوازے گا

جنہوں نے عار محسوس کی
اور تکبر کیا
تو اللہ ان کو عذاب دے گا
دردناک عذاب
اور نہیں پائیں گے وہ اپنے لئے
کوئی اللہ سے بچا لینے والا
اور نہ کوئی مدد کرنے والا[5]

174- يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ
رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿١٧٤﴾

174- اے انسانوں
آچکی ہے تمہارے پاس دلیلِ حق
تمہارے رب کی طرف سے
اور ہم نے بھیج دی ہے
تمہاری طرف
واضح روشنی[6]

175- فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ اعْتَصَمُوْا بِهٖ
فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ فَضْلٍ ۙ
وَّ يَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿١٧٥﴾

175- پس وہ لوگ
جو اللہ پر ایمان لے آئے ہیں
اور انہوں نے اس کو مضبوطی سے تھام لیا ہے
تو وہ ضرور داخل کرے گا ان کو
اپنی رحمت میں
اور اپنے فضل میں
اور بتلا دے گا انہیں اپنی طرف آنے کی
راہِ راست

5- جو لوگ اللہ کے علاوہ اوروں کو معبود مانتے ہیں یا اللہ کی حاکمیت میں کسی کو شریک سمجھتے ہیں روز قیامت وہ دیکھ لیں گے کہ اللہ کے ہاں کوئی بھی ان کی مدد یا حمایت کرنے والا نہیں ہوگا نہ ہی عیسیٰ کسی کی مدد یا شفاعت کرنے والے ہوں گے

6- قرآن کی روشنی

176- يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ؕ
اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَهٗٓ اُخْتٌ
فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ
لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ
مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً
فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ
لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾

176- وہ لوگ تجھ سے فتویٰ مانگتے ہیں
کہہ دیں ''اللہ تمہیں فتویٰ دیتا ہے
کلالہ کے معاملہ میں [7]
یہ کہ اگر کوئی مرد لا ولد مرجائے
اور اس کی ایک ہی بہن ہو
تو اس کے لئے ہے نصف حصہ
اس میں سے جو وہ چھوڑ گیا
جبکہ وہ مرد وارث ہوگا
اس بہن کا
اگر اس عورت کی کوئی اولاد نہ ہو
پھر اگر دو بہنیں ہوں
تو ان دونوں کے لئے ہے
دو تہائی
اس میں سے جو وہ چھوڑ جائے
اور اگر کئی وارث ہوں
مرد اور عورتیں
تو مرد کے لئے ہے
دو عورتوں کے حصہ کے برابر
یہ تمہارے لئے اللہ بیان کررہا ہے
تاکہ تم بھٹک نہ جاؤ
اور اللہ ہے
سب چیزوں کو خوب جاننے والا

7- کلالہ سے مراد وہ مرد یا عورت ہے جس کی کوئی اولاد نہ ہو اور اس کی موت کے وقت اس کے والدین میں سے بھی کوئی زندہ نہ ہو یہ احکام اس کے ترکہ کی تقسیم کے بارے میں ہیں